حق کاپی رائٹ محفوظ ہے

اردو ترجمہ کتاب لاجواب تصنیف مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب گجراتی

مسمّٰی بہ

فخر الواعظین

سنہ ۱۳۲۱ھ

مشہور بہ

روضۃ الواعظین

سنہ ۱۹۱۳ء

جلد دوم کا چہارم حصہ

بفرمائش

صاحب الصدق والیقین شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

نادر کاتبی

مجبور رقم

مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

علاوہ کتب مندرجہ کے دیگر عربی فارسی کتابیں ہم سے طلب کرو

درۃ الناصحین

نہایت زبردست وعظ کی کتاب ہے حسن بیان یہ کمال ہے کہ ہر ایک بات باسند بیان کی گئی ہے اور ہرگز کوئی بات بھی بلا حوالہ بیان نہیں ہوئی پہلے بھی یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے مگر اب کی دفعہ ہم نے خاص انتظام سے اعلےٰ درجہ کی طبع کرائی ہے کاغذ و لکھائی بڑی عمدہ۔ قیمت ۲/۸

ودی مجالس

کتاب وعظ و غوطین کیلئے ایسی مفید کتاب ہے اور اس میں وہ وہ مسائل درج کیے گئے ہیں جو بڑی بڑی دوسری کتب میں نہیں مل سکتے مصنف علام نے ان مسائل کا اقتباس کیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قابل دید تحفہ ہے قیمت ۱/۸

حکایات الصالحین

اس کتاب میں اخبار و حکایات و حقائق مجاہدات و زہد و عبادات و اصلاح اللسان و صداقت و دعا و صبر و تقویٰ و شکر و ورع و اضطرار و وفات اولیاء و رویت وغیرہ وغیرہ مضامین اور مختلف حکایتیں درج ہیں۔ ۱/۴

تنبیہ الغافلین

بزبان فارسی از تصنیف لطیف جناب مولانا مولوی سید احمد صاحب بریلوی معہ ترجمہ ... جب ہیں و پند ... کو بیان ... پیر ... ۱/۸

نوادر البیان فی علوم القرآن فارسی

یہ رسالہ جناب مولانا مفتی محمد سعد اللہ صاحب کی تصنیف ہے اور علم قراءت میں بے نظیر کتاب ہے ہر ایک قاری کے پاس اس کا ہونا نہایت ضروری ہے اور بڑی عجیب و غریبہ دولت علیہ ہے قیمت ۱/

تفہیم المسائل

یہ کتاب عمدۃ الفقہا و المحدثین جناب مولانا مولوی محمد بشیر الدین صاحب قنوجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے ہے۔ دراصل یہ تصحیح المسائل مولفہ شیخ فضل رسول صاحب بدایونی کے رد میں لکھی گئی ہے جو اربعین المسائل اور رسالہ مسائل اربعین کے رد میں لکھی گئی ہے قابل دید تحفہ ہے چھپائی اور لکھائی بہت ہی اچھی ہے ۵/

ریاض الناصحین

یہ کتاب علم وعظ و پند و نصایح میں لاجواب ہے اس سے بڑھ کر کوئی کتاب واعظوں کے لیئے نہیں ہے۔ تمام احادیث وغیرہ کے حوالہ دیئے گئے ہیں اگر اس کو واعظوں کی جان کہا جائے تو بجا ہے اس کتاب کے حکایات عمدہ اور وعظ نرالے ڈھنگ سے بیان کیے گئے ہیں۔ قصہ جات باثبات آیات و احادیث بیان ہوئے ہیں۔ گویا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے اتنی ہی تھوڑی ہے۔ کتاب کیا ہے ہر ایک سطر موتیوں کی لڑی ہے۔ اور مطالب پاکیزہ خط و کاغذ نفیس چھپائی عمدہ *

قیمت (۳/)

المشتہر شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب لاہور بازار کشمیری

دفتر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدت اللہ حمداً لا فناہ — وحمد الحمد لا یعلم سواہ
لہ اسماء صفات قد تعالت — وجلّت وابتغت فاطلب رضاہ
حکیم حاکم مختار فعل — عمیم فیضہ عام عطاہ
وستار وغفار نزیہ — بریٌ باریٌ برٌّ الٰہ
وجبار وقہار علیٌّ — قویٌّ قادرٌ فاحذر بلاہ
ومولانا بلا کفو و زوج — قدیم لا انتہاء ولا ابتداہ
فصلّ محمداً عبداً رسولاً — وعند اللہ فی ذاک الجزاء
وسلم حامداً ابراً تقیاً — رسول اللہ شمتہ الوفاء
وقال اللہ قد ارسلت عبداً — یقول الحق لیس لہ الخفاء
ومن یصدق رسول اللہ منہم — فیرسلہ الی دار العطاء
وکنتم خیر امۃ للنبی — لکم شرف وفضل والغناء
وثلثی فی الامم یوم القیمۃ — تکونوا فی الجنان و العطاء
ومن یعرض عن الحق المبین — فشرب الہیم والسوء الجزاء
یکونوا مؤمنا من حب احمد — فمن نفس وولد والاباء

فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمدٍ فدیٰ وفاء

اعلموا ایہا المؤمنون قد قال اللہ تبارک وتعالیٰ تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیءٍ قدیر ۝ الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ۝ بزرگ اور برتر اور ہمیشہ کے لئے ثابت وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں یعنی جس کے دستِ تصرف میں بادشاہی ہے اور ملک کے امور میں تصرف کرنا یعنی جو کچھ

چاہتا ہے کرتا ہے - اور وُہ سب چیزوں پر قادر ہے - وُہ خدا جس نے پیدا کی موت اور زندگی - اِس سے دُنیا میں آدمیوں کی مَوت اور آخرت انکی زندگی مُراد ہے + اور بعض مفسروں نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے مَوت کو ایک کھیری بھیڑ کی صورت پر پیدا کیا ہے - جس پر اُسکا گذر ہوتا ہے یا جسکو اسکی بُو پہنچتی ہے وُہ مر جاتا ہے - اور زندگی کو ایک ابلق گھوڑی کی شکل پر پیدا کیا ہے - اور جسپر گذرتی ہے یا جس کے دماغ میں اُس کی بُو پہونچتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے - اور ایک کے قول کے موافق مَوت اور زندگی سے دُنیا اور آخرت مراد ہے - یعنی دُنیا اور آخرت کو پیدا کیا - اس لئے کہ آزمائے تمکو یعنے تمہارے ساتھ آزمائش کرنیوالوں کا معاملہ کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تکلیف کا گھر جو دُنیا ہے اسمیں کون تم میں سے بہُت نیک ہے عمل کی جہت سے یعنے کس کا اخلاص بہُت بڑھا ہوا ہے - تفسیر حسینی و تفسیر مدارک +

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ط مفسّرین نے تبارک کے لفظ سے جو معنے اور مراد لئے ہیں از انجملہ صاحب کشاف نے تین معنے اختیار کئے ہیں - ایک یہ کہ برکت اُس سے اور یہ حق تعالیٰ کی کارسازی اور بندہ نوازی کی طرف اشارہ ہے - دُوسرے یہ کہ بزرگ اور برتر ہے اور یہ صفت سرمدی کا بیان ہے - اور عزت ازلی و ابدی کا نشان ہے - تیسرے یہ کہ دائم اور ثابت ہے اور یہ اسکی دوام ذات سے عبارت ہے کہ نہ زائل تھا اور نہ زائل ہوگا - یعنے بزرگ برتر اور عزت اور دائم ثابت رہنیوالا وُہ خدا تعالیٰ ہے جس نے اُتارا قرآن جو حق اور باطل اور حرام اور حلال میں فرق کر دینیوالا ہے - اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر - تاکہ ہو وہ بندہ آدمیوں اور جنوں کو ڈرانے والا عذاب اور عتاب الٰہی سے - یا قرآن ہر زمانے میں ہر قرن والے کو ڈرانیوالا ہے - جو خدا کی ناراضی اور غصہ کے سبب ہیں +

مؤلّف - اے میرے بھائیو ہر ایک مسلمان کو مرد ہو یا عورت چاہے کہ اللہ اور رسُول پر ایمان لاکر یہ ڈھونڈے کہ مجکو اس دین میں کونسا کام کرنا چاہئے جس سے اللہ اور رسُول کی رضامندی حاصل ہو - یہ سب باتیں قرآن شریف سے اور حضرت رسالت کی صحیح حدیثوں سے بخوبی معلوم ہوتی ہیں - خود اُن دونوں کو کسی کامل اُستاد سے پڑھے سمجھے اگر قرآن اور حدیث کے پڑھنے کی لیاقت نہ رکھے - تو کوئی معتبر کتاب فقہ کی جیسے کنز - مختصر

ہدایہ ۔ درمختار کسی نیکوکار فقیہہ سے پڑھ کر عبادات اور معاملات کے مسائل ضروریہ حاصل
کر کے ان کا عامل ہو جائے ۔ اگر یہ بھی اُس سے نہ ہو سکے تو کسی عالم بے ریا سے احکام سے پُوچھے
اور یاد رکھے اور اُن پر اعتقاد لاوے اور عمل کرے اور ہر ایک کام اور معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی
اپنے نبی کی پیروی مقدم رکھے ۔ اور بدباتوں سے اور بُری رسموں سے جو پیچھے لوگوں نے اپنے نفس
کی خواہشوں اور شیطان کے ورغلانے سے نکالی ہیں اُن سے دُور رہے ۔ اور بھاگ جائے
کیونکہ قیامت کے دن رسولؐ ہی کی پیروی کی پرسش ہوگی ۔ اور رسولؐ کی گواہی اُس کے
حق میں اُس کے ایماندار ہونیکی بابت لیجائیگی ۔ اس دن نہ ذات کام آویگی اور نہ خاندانی کچھ
فائدہ بخشے گی ۔ یہ سب نام و نشان دُنیا کے ہیں ۔ اہل اسلام کے لئے اچھا طریق جس سے اُسکی
دین و دنیا میں نجات متصور ہے وہ طریق اللہ جل شانہ اور رسول ع. برہانہ کی اطاعت ہے
یعنے اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن شریف کے احکام اور اُس کے رسولؐ کی حدیث صحیح پر عمل کرنا ہے
اور بدعات کو عین گمراہی اور ضلالت ہے اُن کی ترک کرنا ہے ۔ جیسا کہ حضرت جابر رضؓ سے
مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا ۔ کما ورد اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ
الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃٌ
رواہ مسلم حمد اور صلوٰۃ کے بعد سب باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن شریف اور سب طریقوں
سے بہتر طریق محمدؐ کا ہے ۔ اور سب کاموں سے بُرا کام نئی بات دین میں نکالنا اور سب نئی بات
گمراہی ہے ۔ ف جاننا چاہئیے کہ جو چیز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی ہے
وہ بدعت ہے ۔ اسمیں جو کچھ اُن کی سُنتوں کے قاعدوں کے موافق ہے اور کلام اللہ اور حدیث
رسول اللہ کیساتھ قیاس کے رُو سے ملتی ہے اُسکو بدعت حسنہ کہتے ہیں ۔ اور جو ان دو صورتوں سے
باہر ہے بدعت سیئہ ہے اُسی کو ضلالت کہتے ہیں ۔ اِسمیں خلفائے راشدین یعنے حضرت ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے وقت میں جو
کام مروج ہؤا اگرچہ وہ کام پیغمبر خداؐ کے وقت میں نہ تھا ۔ لیکن حضرت رسالت کے فرمانے سے
وُہ بدعت حسنہ نہیں بلکہ وہ سُنت میں داخل ہے کما ورد علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء
الراشدین المھدیین اے لوگو میری سُنت اور میرے خلفاء کی سُنت کو اپنے پر لازم پکڑو انتہی
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔
اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ ومبتغٍ فِی الْاِسْلَامِ سنۃ الجاھلیۃ و

مطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیریق دمہ (رواہ البخاری) مسلمانوں کے گروہ سے تین شخص بدترین آدمیوں میں سے ہیں۔ اللہ کے نزدیک ایک وُہ جس نے حق سے منہ پھیرا باطل کی طرف یعنے گناہ کے کام کئے حرم کی زمین میں۔ جیسا قتل کرنا اور لڑائی کرنی اور شکار کرنا وغیرہ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جسطرح عبادت کے کام کا ثواب حرم کی زمین میں دُگنا ہوتا ہے۔ اسیطرح گناہ کے کاموں کا عذاب دُگنا ہوگا۔ کیونکہ ادب اور تعظیم کے مقام میں بے ادبی کرنی بہت بُری ہوتی ہے۔ دوسرا وُہ جس نے اسلام میں باوجود مسلمان ہونیکے کفر کی رسمونکو جاری رکھا۔ جیسا مُردے پر بین کرکے رونا۔ مُنہ پیٹنا۔ گریبان پھاڑنا۔ اور شادیوں میں کفّار کی رسوم کو برتنا۔ جیسا لڑکی لڑکے کو تیل چڑھانا۔ اور اُس کے ہاتھ میں کنگنا باندھنا اور سرکنڈوں کے ٹوکرے پر بٹھاکر نہلانا۔ اور پیتل کا سہرا باندھنا اور رنگین پوشاک کا پہنانا۔ اور فال بد جانوروں سے لینا اور بہت باتیں اس قسم کی جو پیغمبر خدا اور اُن کے اصحاب کے وقت میں نہیں ہوئیں۔ ان کو رواج دینا سراسر بدعت اور ضلالت ہے۔ جو شخص اپنے معاملات اور دنیوی مقدمات میں ایسی بدعات کو ترویج دیتا ہے گویا وہ اپنے نبی برحق کا انکار کرتا ہے اور جو شخص حضرت کی سُنت کا انکاری ہے وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کما ورد عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امتی ید خلون الجنۃ الا من ابی قیل من ابی قال من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی (رواہ البخاری) ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت کے سب لوگ جنت میں داخل ہونگے مگر جس نے میرے حکم سے سرکشی کی اور میری سُنت کے برخلاف عمل درآمد کرتا رہا۔ وُہ ہرگز بہشت میں داخل نہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے التماساً عرض کیا یا رسول اللہ م وُہ کون ہے جس نے سرکشی کی۔ فرمایا جس نے میری اور کتاب اللہ کی فرمانبرداری کی اور میری سنت کی پیروی کی وہ تو جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اور میری سُنت کے برخلاف بدعتوں کو اختیار کیا۔ اور ہوائے نفس کا تابع ہوُا اور جورو لڑکوں آشناؤں اور دوستوں کی خاطر میری سنت کو چھوڑا اور بدعت کے راستہ پر چلا۔ پس بیشک وُہی سرکش ہوُا۔ ہرگز وُہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ؂

مؤلف۔ جن لوگوں کے ازلی بخت یاور ہیں اُن لوگوں نے سچّے دِل سے اپنے رسول م کے قول کی تصدیق کرکے کفر وشرک اور بدعت کو چھوڑ کر کتاب اللہ اور حدیث رسوؐل اللہ

کے مطابق نیک عمل کرنے شروع کئے جب وہ دار دُنیا سے انتقال کریں گے۔ پہلے ہی قدم جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اُن کی قبر میں ریاض جنّت کا ایک روضہ بنجائیگی اور وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں بڑی خوشی کے ساتھ رہیں گے۔ کما ورد وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ⁂ (ترجمہ) خوشخبری دے دے اے رسُول (ص) اُن لوگوں کو جو خدا کی توفیق سے ایمان لائے (اللہ اور رسُول اور قرآن پر) اور بجالائے نیک کام۔ (فرائض اور سُنتیں ادا کرنے سے اور مضمون بشارت یہ ہے کہ) بیشک اُن کیواسطے ہیں (آخرت میں) باغ (کہ انمیں ہر قسم کے میوے ہونگے) بہتی ہیں اُن کے (درختوں کے) نیچے سے (یا انکی کھڑکیوں اور جھروکوں کے نیچے سے) نہریں (پانی اور دُودھ اور شراب طہور اور شہد کی) ⁂

اور جن لوگوں کے دلوں پر ازلی قہر الہٰی کی مُہریں لگی ہوئی ہیں وُہ اپنی ساری عمر گمراہی اور تباہی میں گذارتے ہیں اور قرآن اور حدیث میں اپنی نفسانی خواہش کے بموجب افراط اور تفریط کر لیتے ہیں۔ اور محض اپنی دنیاوی عزت کے بڑھانے اور اپنے نفس کو خوش کرنے کیوجہ سے ملعون بنجاتے ہیں۔ کما ورد۔ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ سِتّۃ لعنتھم ولعنھم اللہ وکلّ نبی یجاب۔ الزائد فی کتاب اللہ والمکذّب بقدر اللہ والمتسلّط بالجبروت لیعز من اذلہ اللہ ویذل من اعزہ اللہ والمستحل لحرم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ (رواہ البیہقی) چھ شخص ہیں جنپر میں اور میرا خدا اور سارے نبی علیہم السلام جنکی دعا قبول ہے لعنت کرتے ہیں۔ پہلا اُنکا وہ ہے جس نے کتاب اللہ میں اپنے نفس کی خواہش سے کچھ بڑھا دیا۔ یا لفظوں کے معنے اَور ہی کچھ جسمیں حق ناحق ہو جائے جیسا کہ اگلے زمانہ میں یہود اور نصاریٰ نے کیا۔ اور اس اُمت میں لالچی جھوٹے دنیا دار عالموں نے قرآن شریف کے لفظوں کے معنوں میں ایسا تصرف کیا کہ حق کو ناحق کر دکھلایا اسی سبب سے تمام امت میں فساد برپا ہو رہا ہے۔ دُوسرا جھٹلانیوالا تقدیر کا کہ اُس کو نہیں مانتا۔ اور اپنے کاموں کی ترقی و تنزل اپنی تدبیر پر ہی منحصر رکھتا ہے جیسے قدریہ تیسرا وہ جسنے اپنی بزرگی اور تعظیم چاہی لوگوں پر اپنی حکومت کے زور اور دولت کے شور سے اسطرح کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ناچیز اور حقیر کیا ہے اُسکو اپنے زور اور دولت سے بڑائی دیتا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے عزت اور بزرگی عطا کی ہے اُسکو بیعزت اور ذلیل کرتا ہے جیسے آج کل کے دولتمند اکثر فساق اور کفار اور جہلا سے صحبت رکھتے ہیں اور انکی تعظیم اور تکریم حد

سے بڑھ کو بجالاتے ہیں اور اُن کی عزت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے۔ اور عالموں اور ناصحوں اور صالحوں سے دُور بھاگتے ہیں اور اُن کی طرف بنظر حقارت دیکھتے ہیں حقیقت میں ایسے لوگ اللہ اور رسول سے مخالفت رکھتے ہیں + چوتھا وہ جو حلال جانتا ہے اُن چیزوں کو جنہیں اللہ نے زمین حرم میں حرام کیا ہے۔ جیسے زمین حرم میں شکار کھیلنا۔ درخت کاٹنا وغیرہ + پانچواں وہ شخص جس نے حلال کیا میری اولاد اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں کے حق میں اُس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے جیسے ایذا دینی اور ان کی تعظیم نہ کرنی اور ان کے حق سے اُن کو باز رکھنا۔ اگرچہ کسی مومن کے حق میں یہ باتیں مناسب نہیں۔ مگر اُن لوگوں کے حق میں جائز رکھنا بسبب قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زیادہ بُرا ہے۔ اور بعض محدثین نے اس حدیث کے معنے یُوں لکھے ہیں کہ جو کوئی میری اولاد سے ہو اور میرا قرابت دار کہلائے اور بُرے کام کرے عوام کی نسبت اُسکی دوچند سزا ہوگی جسطرح قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ازواج مطہرہ کے حق میں تنبیہاً فرمایا ہے۔ چھٹا وُہ جس نے میری چال چھوڑی اور بُری چال اختیار کی +

فائدہ۔ اے میرے بھائیو! جو شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو سُبک اور ہلکا جانکر ترک کریگا کافر ہوگا۔ اور جو کوئی سہواً یا سُستی کیوجہ سے حضرت کی سُنت پر عمل نہ کریگا وہ گنہگار ہوگا۔ مثلاً اس زمانے میں ڈاڑھی منڈانا اور پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اور بیوہ عورت کا نکاح نکر دینا یا اس کام پر متوجہ نہ ہونا اور بخوبی سعی نکرنی۔ بلکہ جو کوئی کرے یا کردے اُسکو بُرا جاننا اور اسپر ہنسنا۔ اسیطرح جو کوئی بدعت کو اچھا سمجھے اگر وہ اسطرح پر اچھا سمجھتا ہے اور کرنے پر ہٹ رکھتا ہے کہ بغیر اس کے جس شرعی نیک کام میں وُہ ہے اس کام کو عمل میں نہیں لاتا۔ اور درست نہیں جانتا۔ مثلاً ناچ کرواتا یا سہرا باندھنا اور مرد کو شادی نکاح وغیرہ میں مہندی لگانا۔ یا مُردوں کو ثواب پہنچانے میں جبتک ہندوؤں کیطرح نئے باسنوں میں نہ پکائے یا پھول۔ پان اور پانی کھانے کے ساتھ نہ رکھے تب تک اپنے اعتقاد میں جانے کہ اُس کھانیکا ثواب مُردوں کو نہیں پہونچتا ہے۔ یا نکاح وغیرہ دُرست نہیں ہوتا ہے البتہ ایسے شخص پر اندیشہ کفر کا ہے اگر اعتقاد میں ایسا نہیں سمجھتا ہے مگر برادری کی رسم کی وجہ سے ایسے بدعات کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو بھی بے شبہ

گنہگار رہوگا + اے میرے بھائیو! جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت چھوڑنے سے یہ حال ہوتا ہے تو جو شخص مسلمان کہلا کر نماز اور روزے اور حج اور زکوٰۃ کو جو عین فرض ہے۔ دیدہ و دانستہ سوائے عذر شرعی کے چھوڑ دیوے اُسکا کیا حال ہوگا + حدیثوں سے ثابت ہے کہ جو کوئی غفلت اور سُستی کا بہانہ ٹھیرا کر اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل نہیں کرتا۔ اور دنیا کے کاموں میں اور نفس کی خواہشوں میں رات دن دوڑ دُھوپ کرتا ہے اور اس عمر عزیز کے بے بہا گوہر کو گنواتا ہے۔ قبر کے گڑھے میں اور حشر کے میدان میں نہایت ہی بدحال ہوگا۔ اور بہت ہی سختیاں اُٹھائیگا +

عَنْ عبد اللّٰہ بن مسعودٍ قال خطّ لنا رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خطًّا ثم قال ھذا سبیل اللّٰہ ثم خط خطوطًا عن یمینہ وشمالہ وقال ھٰذہٖ سبل علےٰ کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ وقرأ ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم (رواہ احمد والنسائی والدارمی) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے کہا کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک سیدھی لکیر ہمارے لئے کھینچی پھر کئی لکیریں اسکے داہیں بائیں نکال کر فرمایا یہ راہیں ہیں۔ کہ ہر راہ پر اُسکی شیطان بیٹھا ہُوا ہے۔ تم کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضرت رسالت نے یہ آیت پڑھی وہذا صراطی مستقیمًا یعنے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ میری سیدھی راہ ہے اس مضبوط رستے پر چلو۔ اور دُوسری راہوں پر نہ چلو کہ منزل مقصود سے دُور پڑجاؤ گے +

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام نے پہلے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور پھر اِدھر اُدھر اس کے چھ چھ لکیریں کھینچیں۔ پھر فرمایا وہی سیدھی راہ حق سُبحانہ وتعا کی راہ ہے۔ اور یہ شیطان کے شعبے ہیں ان شیطانی راہوں سے بچتے رہو۔ صاحب مدارک نے کہا کہ ان بارہ راہوں کی ہر ایک راہ پر چھ راہیں نکلیں یہ سب ۷۲ بہتر ہوئیں۔ اور شرح مواقف میں لکھا ہے کہ بڑے گروہ اسلام کے آٹھ ہیں۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ مشبہ۔ ناجیہ۔ پھر معتزلہ کے بائیس فرقے ہوئے۔ اور شیعہ کے بائیس اور خوارج کے بیس اور مرجیہ کے پانچ اور نجاریہ میں اور جبریہ اور مُشبہ میں تفرقی نہیں۔ اس صورت میں ۷۲ بہتر ہوئے۔ اور ایک فرقہ ناجیہ وہ فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور یہی فرقہ ناجیہ حق پر ہے۔ کما ورد قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ستفرق اُمتی بسبعین وثلثۃ فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جلدی ہی میری

اُمّت تہتّر فرقوں میں متفرق ہو جائیگی۔ بہتّر دوزخ میں گریں گے اور ایک جنّت میں گریگا اب ہر فرقے کے لوگوں کو دعوےٰ ہے کہ وُہ فرقہ جنتی ہم ہیں اور ہمارا مذہب حق ہے۔ لیکن یہ دعوےٰ بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتا ہے دلیل چاہئے۔ ہم اہل سُنت وجماعت کے ناجی ہونے اور اس مذہب کے حق ہونے پر یہ دلیلیں ہیں:۔

پہلی دلیل متواتر خبروں اور رسول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اگلے نیک لوگ اصحاب رسول اللہ کے ہیں اور بعد اُن کے جو اچھّے ہُوئے اسی اعتقاد پر تھے۔ پھر جو جو اختلاف دین میں پیدا ہُوا سو اُن پہلوں کے پیچھے ہُوا کہ لوگوں نے اپنی خواہشیں اُسمیں ملا لیں اور دُنیا کے طمع سے ایکدوسرے کا مخالف بن گیا جسکے سبب سے آپس میں محبّت کم ہوئی۔ دُشمنی بڑھی پچھلے اگلوں کے مخالف ہوئے۔ اُن کو بُرا کہنے لگے۔ محدّثین جنہوں نے بڑی بڑی محنتوں سے رسُول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو تحقیق کر کے جمع کیا۔ جیسے صحاح ستّہ مشہور ہے اور اسلام کے حکموں کی جڑ وہی ہے اور چاروں مذہب کے امام جن کا طریق تمام ملکوں میں روم وشام بلخ وبخارا۔ ہند سندھ۔ عرب یمصر وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے اسی طریق پر تھے۔ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ جو ائمہ اصول ہیں اُنہوں نے بھی اگلے بزرگوں کے طریق کو ثابت رکھا۔ بلکہ عقلی دلائل سے رسول اللہ اور اُن کے اصحابوں کی سُنتوں پر ٹھیک ٹھیک چلتے ہیں اور بعد اُن کے جو امام پیشوا ہُوئے سب کو اچھا جانتے ہیں اور ان کو مانتے ہیں۔ اُن کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ کہ جتنے اولیاء اللہ صاحب شریعت اور طریقت گذرے ہیں جنمیں نفسانیّت نہ تھی۔ ہمیشہ اپنے خاوند کی تابعداری میں رہتے۔ کسی سے کچھ کام نہ رکھتے لاکھوں ہزاروں آدمی اُن سے فیضیاب ہُوئے۔ اللہ کے سیدھے راستہ کو پہونچے۔ مقرب درگاہ الٰہی ہوئے ان سب کا یہی طریق اور مذہب تھا۔ چنانچہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے

تیسری دلیل۔ مکہ اور مدینہ جو اللہ اور رسول کا گھر کہلاتا ہے اور اہل بیت نبوی اور اصحاب مصطفوی وہیں رہے اُن کا مذہب اُسوقت سے آج تک جو جو وہاں رہتے آتے ہیں وے سب یہی مذہب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مذہب کا نگہبان اور مددگار ہے کہ بگڑنے نہیں دیتا +

چوتھی دلیل۔ جتنے حافظ کلام اللہ کے کہ وہ نُور ازلی اللہ تعالیٰ کا ہے اسی سچے

مذہب میں ہوتے ہیں کیونکہ یہ چیز پاک اور مقدس ہے وُہ ناپاک عداوت اور بغض بھرے دِل میں کیونکر سما سکتی ہے خصوصًا جن کا دل رسُول کے اصحاب باوقار اور یار وفادار اور ازواج مطہرات اور بنات مقدسات اور ذرّیات مبارکات کے بغض سے بھرا ہُوا ہو۔ پس اگر کوئی تعصّب کو چھوڑ کر قرآن شریف اور پیغمبر خدا کی حدیثوں اور پیشواؤں کی کتابوں کو جو تمام جہان میں مشہور ہو رہی ہیں جمع کرکے دیکھے اور اللہ اور رسُول کے گھر کے طریق کو خیال کرے اور انصاف کرے تو خوب کھلجاوے کہ سوائے اِس مذہب حقہ کے جتنے مذہب ہیں وُہ اللہ اور رسُول کے برخلاف ہیں ❖

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اگر تم اللہ تعالےٰ اور رسُول مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرخرو اور مسلمان ہونیکا فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو۔ تو اپنے اعتقاد کو اہل سنت وجماعت کے طریق کے موافق درست کرو اور جن جن باتوں کا ہمنے پہلے ذکر کیا ہے اُن باتوں پر ایمان لاؤ۔ اور بُری چالوں اور بدخصلتوں کو چھوڑو۔ اور بدعتوں سے دُور بھاگو۔ حسد و بغض سے بچو کیونکہ جب تک اعتقاد ٹھیک نہ ہوگا کوئی اور عبادت کے کام تمہارے ہرگز مقبول نہیں ہونگے کما ورد عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ بعثنی بالحق ویؤمن بالموت والبعث بعد الموت ویؤمن بالقدر (رواہ ابن ماجۃ ورواہ الترمذی) حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نہیں ہوتا ہے کوئی بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاوے۔ اوّل یہ کہ اللہ کی وحدانیت پر اسطرح کہ کسی کو اُسکا شریک نہ جانے اور میری رسالت پر یقین کرے کہ میں بھیجا گیا ہوں تمام خلقت کی طرف راستی سے۔ دوسرا یہ کہ ایمان لاوے کہ موت حق ہے یعنے سب چیز کیا چھوٹی کیا بڑی سب فناہ ہوگی یا یہ معنے کہ اعتقاد کرے کہ موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے نہ طبیعت کے بگڑنے سے اور اسمیں فساد پڑ جانے سے۔ تیسرا یہ کہ مرنے کے بعد جینا حق ہے۔ چوتھا یہ کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی حق ہے۔ یعنی ابتداء اور انتہا تک ہر قسم کا جو کام ہونیوالا ہے تمام موجودات میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے ❖

ف اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان لانے سے کوئی مومن مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک رسُول پر ایمان نہ لاوے۔ اور یہ بھی سمجھا گیا کہ یہ کتنا نادان لوگوں کا

کہ آدمی مثل درخت اور گھاس کے پیدا ہو کر مٹ جاتا ہے۔ محض غلط ہے۔ بدوں مرضی خاوند کے کوئی چیز نیست ونابود نہیں ہوتی۔ کیونکہ سب اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں پھر اُسی کے حکم سے بگڑینگے ٭

اے میرے بھائیو! تم اپنے اللہ کی پاک ذات پر دل وجان سے ایمان لا کر اُس کی رسول کی اطاعت اور اسکی سنتوں کی متابعت کو اپنے پر لازم سمجھو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے وجود مبارک کو تمہارے لئے ایک رحمت اور ہدایت کے لئے بھیجا ہے کما ورد عن ابی امامۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی رحمۃ للعلمین وھدی للعلمین وامرنی ربی بمحو المعازف والمزامیر والاوثان والصلب (رواہ احمد) مشکوٰۃ کے باب الخمر میں حضرت ابی امامہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق حق سُبحانہ وتعالےٰ نے مجکو باعث رحمت واسطے تمام جہان کے اور سبب رہنمائی تمام عالم کے مبعوث فرمایا یعنے میری پیروی کے سبب سے اوّل اور آخر کی بھلائی اور اُس جہان کی نیکی ہر کسی کو حاصل ہو گی۔ گویا وجود شریف حضرت علیہ السلام کا رحمت ہے سب کیواسطے یہاں تک کہ کافر اور منکر بھی ان کی طفیل سے خسف اور مسخ اور غرق کی بلا سے جیسا کہ اگلی امتوں کو ہوتا تھا محفوظ ہیں۔ اور اور پروردگار میرے نے واسطے دور اور دفع کرنے باجوں کے حکم کیا جیسے ڈھولک اور طبلہ اور بانسری اور سرنا اور باجا انگریزی جو آج کل مروج ہو رہا ہے۔ اور مجکو میرے اللہ نے بتوں کے توڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ خواہ وہ بُت صُورت والے ہوں جیسے پتھر۔ لکڑی۔ کاغذ وغیرہ کی تصویریں۔ خواہ بیصُورت جیسے مہادیو کا لنگ وغیرہ جسکی پُوجا کرتے ہیں۔ اور واسطے دفع کرنے صلب یعنے چلیپا کے جسے نصارےٰ حضرت عیسےٰ ع کی دار کی صورت ٹھیرا کر اُس مصیبت کے یاد کرنے کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور واسطے دُور کرنے باطل رُسومات اور عادات جاہلیت کے یعنے کفاروں نے جو رسمیں شرع کے خلاف نکالی ہیں اور انکو شادی اور غمی میں عمل میں لاتے ہیں۔ یا وے عادات جن کو اپنے مطالب اور خواہش نفسانی کے حاصل کرنیکو جاری رکھتے ہیں۔ اور جھوٹے مسلمان بھی اُن کافروں کی اور اگلے جاہلوں کی دلیل پکڑ کر اپنے نفس کی لذت یا جورو۔ لڑکوں اور دوست آشناؤں کی خاطر یا کسی بات کی طمع کر کر کے وے آپ ان کو عمل میں لاتے ہیں اور دوسروں کو بدراہ کر کے گنہگار بناتے ہیں اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں اور دنیا میں عذاب الٰہی میں جیسے وبا اور قحط اور دین

کی ذلت میں گرفتار ہوتے ہیں ؂

مؤلّف اے میرے بھائیو اگر تم مسلمان محمدی ہو اور اس امت میں داخل ہو کر گناہوں سے نجات اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دولت حاصل کیا چاہتے ہو۔ تو اپنا طریق محمدی کر لو اور جہالت کی رسموں کو چھوڑ دو۔ بلکہ جو کوئی کیسا ہی لائق اور فائق ہو اور سُنت نبی علیہ السلام کا پیرو نہ ہو۔ تو اُسکو شیطان سے بدتر جانو۔ اگر تم طریق محمدی سے ناواقف ہو تو کسی عالم متقی پرہیزگار سے اس سیدھی راہ کے مراتب پُوچھ لو۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے عالموں کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور اسی وجہ سے کہ وے عوام کو ہدایت کرتے ہیں اُن کا درجہ بلند کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس عالی فرقہ کو بہ نسبت دیگر لوگوں کے ممتاز فرمایا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کہہ دے اے محمد لوگوں سے کیا عالم یعنے جاننے والے اور جاہل یعنے نہ جاننے والے برابر ہیں ؟ یعنے جو لوگ اللہ کی ذات اور صفات کے علم اور اس کے احکام سے واقف ہیں وے اور جو ان باتوں سے آگاہ نہیں برابر ہیں ؟ یعنے برابر نہیں۔ عالم کا درجہ جاہل کے درجے سے بہت بڑا ہے اسکی مثال اندھے اور دیکھنے والے کی ہے کما ورد وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ط اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں یعنے جس کو سوجھ ہے وہ تمام حکموں پر اللہ کے چلتا ہے اور اسکی رضامندی ہمیشہ ڈھونڈھتا ہے اور جاہل نادان سُوجھ نہیں رکھتا ہو وہ دین کی باتوں سے اندھا ہے۔ اور دُنیا کے کاموں میں خوب چوکس رہتا ہے جس میں عیش آرام حاصل ہو وہی کرتا ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ط نہیں ڈرتے ہیں اللہ سے اُس کے بندوں میں سے مگر جو عالم ہیں یعنی حقیقت میں عالم ہیں وہی اللہ تعالےٰ کی حکمت اور عظمت کے شان اور اُسکی رضامندی کے احکام اور فرمان سے ڈرتے ہیں اور نفس اور شیطان کی پیروی سے اپنے تئیں الگ رکھتے ہیں۔ دُنیا کی دوستی اور اُسکی ناپائدار خوبیوں پر نہیں بھولتے۔ اور اللہ کے دشمنوں کی تابعداری اور خوشامد میں نہیں لگے رہتے۔ ان کی رضامندی اور محبت کا دم نہیں بھرتے اُن کے بھلے سے اپنا بھلا اور اُن کے بُرے سے اپنا بُرا نہیں سمجھتے۔ ایسے عالموں کے باب میں حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ یعنے عالم ربّانی کا سونا بھی عبادت ہے اور اُسکی خواب بیداری سمجھی جاتی ہے یعنی بیدار دل

کا سونا جاہل غافل کی بیداری سے ہزار گنا بہتر ہے اس لئے کہ اہل دانش کا سونا دانش سے خالی نہیں۔ پس اسکا سونا عین بیداری ہے جیسے جاہل کی بیداری عین خواب اور سونا ہے۔ جیسا کہ مولینا قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ؎

خوابِ بیداریست چون با دانش ست	وائے بیداری کہ با نادان نشست
خاتم ملکِ سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم
آدم خاکی زحق آموخت علم	تا بہفتم آسمان افروخت علم
طالع عیسےٰ ست علم و معرفت	طالع خرنیست اے تو خر صفت
علم چون آموخت سگ رست از ضلال	میکند در بیشہا صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک زہف	سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف

برخلاف اُن علماء کے جو اپنا شیوہ ہدایت چھوڑ کر شیطان کے خلیفے بنتے ہیں بلکہ دیندار مسلمانوں کی جس میں حقارت ہو اُسکی پیروی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے ہی عالموں کے حق میں حق سبحانہ و تعالےٰ نے قرآن شریف میں خبر دی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ۱ مثل اُن لوگوں کی جو تحمل کئے گئے تورات کا یعنے جن کو حکم ہوا کہ احکام کا بار تکلیف اُٹھائیں۔ پھر نہ اُٹھایا اُنہوں نے وہ بار اور فقط زبانی توریت پڑھنے پڑھنے پر قناعت کی جو احکام اُسمیں تھے اسپر عمل نہ کیا۔ انکی مثال گدھے کی سی ہے کہ اُٹھاتا ہے۔ کتابیں علم کی یعنے ان کے اُٹھانے سے رنج اٹھاتا ہے اور اس سے کچھ فائدہ نہیں پاتا۔ یہی حال یہود کا ہے کہ توریت پڑھتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں حاصل کرتے علےٰ ہذا القیاس اس امت کے عالم قرآن اور تفسیر اور علم حدیث اور فقہ اصول پڑھکر عمل نہیں کرتے ہیں۔ وہ بھی اس آیت کا مورد ہیں۔ گدھے کی طرح سوائے بوجھ اُٹھانے کے اُن سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ بجز فساد اور گمراہی کے اور اچھوں کے بدراہ کرنے کے سوا کوئی شیوہ نہیں سُوجھتا۔ اور کتابوں کے پڑھنے سے کچھ فائدہ انہیں نہیں پہنچتا ہے لیکن وہ اپنے فن میں بڑے پکّے ہیں۔ دین کی دولت عظمےٰ دُنیا کمینی کی زینت حاصل کرنے میں کھوتے ہیں ؛

اے میرے بھائیو! علم ایسی چیز ہے کہ اگر تھوڑا بھی اُس کے ذریعہ سے دین ملجائے تو ہزاروں طرح کے فائدے اپنی ذات کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور دُوسرے بھائیوں کو جہالت

گڑھے سے نکال سکتا ہے۔ بلکہ علم باعمل کے ذریعہ سے صفات ملکیہ حاصل کرسکتا ہے۔
اسیواسطے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرایک مسلمان پر علم کا سیکھنا واجب کیا
ہے۔ کماورد ح طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ مگر حضرات علماء نے اس
حدیث کے مضمون میں اختلاف کیا ہے۔ کہ وہ علم جسکی ہرایک انسان کو ضرورت ہے کونسا
علم ہے؟ متکلمین نے کہا ہے کہ وہ علم کلام ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت اسی علم سے حاصل
ہوتی ہے ✤ اور فقہاء نے کہا ہے کہ وُہ علم فقہ ہے کہ اشیاء کی اباحت اور حرمت اس علم
سے پہچانی جاتی ہے ✤ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ وہ علم کتاب اور سنت ہے کہ شریعت کا
اصل یہی علم ہے ✤ اور صوفی کہتے ہیں کہ علم سے مراد دل کے احوال کا علم ہے کہ بندے
کی راہ حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف دل سے ہے۔ بہرحال جو شخص مسلمان ہوا یا لڑکا بالغ
ہوا۔ یہ سب علم اُسپر نہیں ہوتے۔ لیکن اُسوقت واجب ہوتے ہیں کہ جب کلمہ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنے سمجھے۔ اور اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کی باتیں جو
ایمان کے باب میں مذکور ہوچکی ہیں اور حق سبحانہ وتعالےٰ اور پیغمبر کی صفتوں اور آخرت کی
حالات پر ایمان لاوے۔ اور جانے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ کے کچھ مطالب ہیں۔ کہ رسول م
علیہ السلام کی معرفت لوگوں کو پہنچتے ہیں۔ جب کسی اہل اسلام کو اسقدر سمجھ ہوجائے۔ تو دو
طرح کا علم اُس پر واجب ہوا۔ ایک وہ جو دل سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور ایک وُہ جو اعضاء سے
پھر ایک کرنیکا اور ایک نہ کرنیکا۔ سو کرنیکا علم ایسا ہے۔ مثلاً دن چڑھے۔ مسلمان ہوا اور
ظہر کی نماز ادا کرنے اسپر واجب ہوئی تو اسکو طہارت اور نماز کے فرض واجب سنت مستحب
حلال حرام مکروہ کا علم سیکھنا واجب ہوا۔ پھر جب ماہ رمضان آگے آیا روزیکے مسائل کا
علم اسپر واجب ہوا۔ اور جب بیس دینار سونا یا دوسَو درم چاندی برس بھر اُس کے پاس
رہا تو اُس غنی آدمی کو زکوٰۃ کا علم واجب ہوا۔ اور جب ادائے حج کے شرائط موجود ہوئے
تو حج کے مسائل کا سیکھنا واجب ہوا۔ علےٰ ہذا القیاس جو جو کام شرعی پیش آویں۔ اُس کا
علم اُسپر واجب ہوا۔ اور نہ کرنیکا علم ہرکسی کے احوال کے موافق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص
ہے کہ وہ ریشمی کپڑے پہنتا ہے۔ یا شراب پینے والوں سے صحبت رکھتا ہے۔ کسب حرام
سے مال جمع کرتا ہے تو عالموں پر واجب ہے کہ اس کو ان باتونکا علم سکھاویں۔ اور ان
چیزوں کے حرام ہونیکے دلائل قرآن اور حدیث اور فقہ کی کتابوں سے بتلاویں۔ تاکہ وُہ

حرام چیزوں کے برتنے سے باز رہے وہ علم جو دل سے علاقہ رکھتا ہے وُہ یہی دو قسم پر ہے ایک تو اس کے حالات ظاہریہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور دُوسرا اعتقاد باطن سے۔ جو حالات سے علاقہ رکھتا ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ مسلمان آدمی اپنے دلمیں جانتے کہ کبر اور حسد اور غضب اور جو جو اخلاق رذیلہ ہیں یہ سب حرام ہیں۔ اسکا علم واجب ہے اور جو امور اعتقاد سے علاقہ رکھتا ہے ایسا ہے کہ جب اسکو کسی بات میں شک واقعہ ہو تو اُسپر واجب ہے کہ اسکی حقیقت علماء سے دریافت کر کے اس شک کو دل سے نکالے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ہر کسی کو اُس بات کا علم ہے جو اُس کے سامنے آوے واجب ہے تو عوام کو ہمیشہ اس سے خطر ہے۔ کیونکہ مثلاً ایک کام اُن کے آگے آیا اور وے نہیں جانتے کہ اسمیں شرعی حکمت اور حُکم کیا ہے جو کچھ اُس کے نفس نے چاہا اسیطرح اُس کام کو کر گذرا۔ اور دُنیا کا وقت گذار لیا مگر قیامت کے دن اس نہ جاننے سے وے معاف نہیں رہینگے۔ اور اُنکا ایسا بے جا عذر پیش نہ جائیگا۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ آدمی کے حق میں کوئی چیز علم سے بہتر نہیں مگر جو لوگ اس نیت سے علم حاصل کیا کرتے ہیں کہ دُنیا کے کاموں کو رونق دیں اور اس سے جاہ و دولت پیدا کریں ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ اس نیت سے علم نہ سیکھیں بلکہ کسی کسب پر دل لگاویں۔ کیونکہ جو لوگ ایسی نیت سے علم سیکھتے ہیں وُہی شیاطین الانس ہوتے ہیں۔ ہزاروں اُن کی شاگردی کر کے جہنم کے لائق بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے عالموں سے سب لوگوں کو محفوظ رکھے۔ ایسے ہی عالموں کی نسبت حضرت مولنٰا۔ قدس اللہ سرہٗ نے مثنوی میں ارشاد فرمایا۔ مثنوی

علم گر بر دل زنی یارے بود — علم چون بر تن زنی مارے بود
گفت ایزد یحمل اسفارہٗ — بار باشد علم کان نبود زہُو
اے بسا عالم ز دانش بے نصیب — حافظ علم ست آنکس نے حبیب
صد ہزاران فضل دارد از علوم — جان خود را مے نداند این ظلوم
تو ہمیدانی یجوز و لا یجوز — خود ندانی تو کہ حوری یا عجوز
این روا آن ناروا دانی ولیک — تو روا یا ناروائے بین تو نیک
چون مبارک نیست بر تو این علوم — خویشتن کوئی کن و بگذر ز شوم
فہم نہ کردی بحکمت اے رہے — زانچہ حق گفتت کلوا من رزقہ

حکمتِ دُنیا فزاید ظن و شک	حکمتِ دینی برد فوقِ فلک
دِل زدانشہا بشستند این فوق	زانکہ این دانش نداند این طریق
چون تجلّی کرد اوصافِ قدیم	پس بسوزد وصف حادث از کلیم
ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب	علمہائے نادرہ یابی زجیب
جانِ جملہ علمہا این ست این	کہ بدانی من کیم در یوم دین

اے میرے بھائیو! ایسے خود غرض مطلب جو عالموں کی مجکو ایک حکایت یاد آئی ہے۔

ذرا میری طرف توجہ مبذول فرما کر سُنو:۔

نقل۔ تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ کسی بزرگ نے شیطان کو خواب میں دیکھا۔ کہ بیکار غافل ساہل ہو کر بیٹھا ہے۔ اُس بزرگ نے پوچھا کہ تم گمراہی کے دھندے میں لگے رہتے ہو۔ تمہاری بیکاری کا کیا سبب ہے۔ آپ کے مزاج خبیث خیریت ہے؟ جوابدیا کہ جب سے اس آخری زمانہ کے علمار اور فقرار پیدا ہوئے۔ ہر ایک میرے رشید شاگردوں سے بدچالی اور گمراہی کے فن میں پکّے ہو گئے جو مجھے کرنا تھا یہ سعادت مند فرزند شب و روز اسکی تدبیرات میں لگے رہتے ہیں۔ میری خواہش کے کام بخوبی ادا کرتے ہیں۔ کسی گروہ کو تو مجتہدین کرام کی تقلید سے روکتے ہیں۔ اور کسی گروہ کو صوفیہ عظام کی خدمت سے منع کرتے ہیں۔ اور کسی کو ملائکہ اور جنوں کے وجود سے منکر کراتے ہیں۔ اب میں خوشیاں کرتا ہوں۔ بیفکر ہو کر اُن کی خیریت مناتا ہوں۔ پھر اُس بزرگ نے پوچھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ان میں سے نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ موچھیں مُنڈاتے ہیں۔ ڈاڑھی بڑھاتے ہیں۔ عصا ہاتھ میں لیکر چلتے ہیں۔ یہ تو صورت اہل شرع کی ہے کیونکر اُن سے ایسے کام ہوتے ہیں جن سے تیری رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ بھی میری عین شاگردی اور پیروی ہے کہ ظاہر میں حاجی اور مُلّا۔ عالم اور مشائخ کی صورت بنائے رہنا اور باطن میں پرلے درجہ کے حسد اور بغض اور کینہ اور مکر و فریب اور بدخواہی اور طمع اور بدمعاملگی کے زنگ سے دل کو سیاہ رکھنا کہ سچّے مسلمان جو دُنیا کے کاموں میں بڑے بیوقوف ہوتے ہیں اُن کو اپنے جال میں جھٹ پھنسا لیویں۔ اور اُن کے جان و مال کو ایکدم میں تاراج کریں۔ کسی کا مال و جان لیں اور کسی کا جوہر ایمان لیں۔ خدا تعالےٰ ایسے عالموں سے بچائے!!

حضرت سُفیان سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔

من ارباب العلم۔ قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع (رواہ الدارمی) یعنے مولوی اور عالم کس کو کہنا چاہئے۔ کعب نے کہا یا امیر المومنین عالم وہ ہیں جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے پُوچھا کہ کون چیز ہے کہ نکالتی ہے عالموں کے دل سے علم کی برکت اور نور کو۔ کہا کعبؓ نے کہ لالچ اور طمع یعنے جس عالم نے دُنیا کی دولت اور آرام اور حشمت پر نگاہ کی اور اُسکی تلاش میں لگا اُس نے اپنا بھرم کھویا اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور خوار ہُوا ۔

اے میرے بھائیو! علم کی حقیقت اور خوبی اور بڑائی سے تم خوب واقف ہُوئے اب تمکو چاہئے کہ وُہی علم سیکھو اور سکھاؤ اور اسی نیّت سے پڑھو اور پڑھاؤ کہ ہدایت کا منصب ہاتھ آوے اور اللہ تعالیٰ اور رسُول اکرم کی رضامندی کا درجہ ملے۔ خیر خلائق بنجاؤ۔ لوگوں میں سردار کہلاؤ۔ اور ایسے نہ ہو کہ شیطان اور کفار یہود و نصاریٰ تم کو دیکھکر ہنسیں اور فرشتے لعنت کا طوق تمہارے گلوں میں پہناویں۔ اللہ و رسول کے سامنے شرمندگی اُٹھاؤ۔ دوزخیوں کے سردار بنجاؤ۔ غضب الہٰی میں گرفتار ہو جاؤ۔ سیکڑوں کی جان و ایمان کو برباد کرو۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شعلہ بھڑک پڑے اچھے بُرے کو نہ چھوڑے چنانچہ معتبر کتابوں کی روائت ہے کہ حق سُبحانہ و تعالیٰ نے حضرت یُوشعؑ بن نون کے پاس وحی بھیجی۔ کہ اے یوشعؑ مَیں تیری قوم سے سو ہزار آدمی کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں ازانجملہ چالیس ہزار نیکوکار اور ساٹھ ہزار بدکار۔ یُوشعؑ نے عرض کیا یا خداوندا! بدکاروں کو یہ سزا ہوئی لیکن نیکوکاروں کا کیا قصُور ہے۔ فرمایا۔ ہماری نافرمانی پر وے ان سے ناخوش نہ ہُوئے۔ اور ان بدکاروں کیساتھ کھاتے پیتے رہے ۔

ناپائدار دنیا کی دوستی کا بیان

قال اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعبٌ وّ لھوٌ وّ زینۃٌ وّ تفاخرٌ بینکم وّ تکاثرٌ فی الاموالِ والاولادِ کمثلِ غیثٍ اعجبَ الکفّارَ نباتُہٗ ثمّ یھیجُ فترٰیہُ مُصفرًّا ثمّ یکونُ حُطامًا ؕ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ جان لو تم اے دُنیا کے طلب کرنیوالو اِنَّمَا الحیٰوۃُ الدُّنیا اسبات کو کہ زندگی دنیا کی لَعِبٌ کھیل ہے۔ وَّ لَھوٌ اور بیہُودہ ہے۔ اور رنج اور تکلیف اُٹھانا ہے متاع دُنیا کی طلب میں اور لڑکوں کے کھیل کے مثل بیجا صل چیز ہے

بازیچہ است طفل فریب این متاع دہر	بے عقل مرد مان کہ بدو مبتلا شدند

وَزِیْنَۃٌ اور آرائش ہے خوش مزہ کھانوں اور عمدہ کپڑوں اور پاکیزہ مکانوں اور رہوار سواریوں میں ۔ وَتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ اور فخر کرتا ہے باہم جاہ ونسبت میں وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور اتراتا ہے کثرت اموال اور کثرت اولاد میں ۔ اور جان لو کہ تھوڑے ہی زمانہ میں یہ کھیل برطرف ہو جائیگی ۔ اور اسکی دل لگی اور خوشی رنج وغم سے بدلجائیگی ۔ اور آرائشیں جاتی رہیں گی ۔ اور فخر کرنا اور زیادتی چاہنا آگ کی چنگاری کیطرح نیست و نابود ہو جائیگا ۔ تو اسکی مثل جلد زائل اور منتقل ہو جانے میں کَمَثَلِ غَیْثٍ مینہ کی مثل ہے جو پیاسی زمین پر برستا ہے اور جو بیج زمین میں پڑے ہیں اُس کے سبب جلد اُگ آتے ہیں اور درخت کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ پھر خوبی اور خوشنمائی کیوجہ سے اَعْجَبَ الْکُفَّارَ تعجب اور خوشی میں لاتا ہے کسان کو وُہ جو اُگا ہے اُسپر مینہ برسنے سے ۔ ثُمَّ یَھِیْجُ پھر خشک ہو جاتا ہے سماوی یا ارضی آفت کے سبب سے ۔ فَتَرٰیہُ مُصْفَرًّا پھر دیکھتا ہے تو اسکو یعنے اُس نباتات کو زرد ہونیکے بعد ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا پھر زرد ہونیکے بعد ہو جاتی ہے روندی اور ملی ہوئی ریزہ ریزہ ۔ وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ اور آخرت میں عذاب ہے سخت خدا کے دُشمنوں کو کہ تمام عمر دُنیا طلبی میں بسر کرکے حق کو بھولے رہے ۔ وَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ اور بخشش ہے خدا کیطرف سے اور خوشی خدا کے دوستوں کو جنہوں نے طلب مولےٰ میں دُنیا اور عقبےٰ دونوں کو ترک کیا ولِلّٰہ در من قال :۔

اے طالبِ دُنیا تو بسے مغروری	وے مائل عقبےٰ تو یکے مزدوری
وے آنکہ زہیل ہر دو عالم دُوری	تو طالب نور بلکہ عین النوری

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۔ اور نہیں ہے زندگی دُنیا کی مگر متاع جو فریب دے اور باقی نہ رہے اور متاع اس شخص کی نسبت ہے جو دُنیا کو اُخروی نعمتیں حاصل کرنیکا ذریعہ نکرے اور نفس اور خواہش کے مزوں میں پھنسکر آخرت کے کام میں مشغول نہو تو اس شخص کی نسبت دنیا متاع غرور ہے ۔ لیکن اگر کسی صاحب دولت کو مدد توفیق رفیق ہوئی اور وہ اسباب دنیا کے سبب سے مقاصد عقبٰی حاصل کرتے ہیں کوشش کرتا ہے اور خدا کو راضی کر کے بہرہ مند ہوتا ہے ۔ اسکی نسبت دنیا متاع سرور ہے ۔ متاع غرور نہیں کما ورد نعم المال الصالح للرجل الصالح ۔ مولٰنا قدس سرہٗ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں

مال راکو بہر حق باشد حمول	نعم مال الصالحین گفتہ رسول ؐ

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روز قیامت کا ہوگا اس زمین کو نیست و نابود کردیں گے۔ دوسری زمین سونے تانبے کی بنادیں گے۔ نیکی بدی تولنے کے لئے عرش کے نیچے کھڑا کریں گے۔ پندرہ ہزار برس کی مسافت کا پُل دوزخ کے اوپر رکھا جائیگا۔ پلصراط بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اماوس کی اندھیری سے زیادہ تاریکی ہوگی۔ دوزخ اُسدم بجلی کیطرح کڑکے گی اس کے شور اور آواز سے کلیجے پھٹ جائیں گے۔ اگلے پچھلے اکٹھے ہونگے۔ اور مارے ڈر کے بدحواس ہوکر سر آنکھیں نیچے کرکے کھڑے رہیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے۔ بارگاہ حضرت جلالت میں منّت و زاری سے عرض گذاریں گے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہی ہمارا مالک اور صاحب ہے۔ ہم پر رحم کی نظر کر۔ ایسے سخت عذاب کی جگہ سے جلد ہمکو نجات دے کہ ہم مرے جاتے ہیں۔ اور اس دُکھ سے گلے جاتے ہیں۔ اس سخت جگہ سے کسی امن کی جگہ میں لیجا۔ میرے لڑکے بالوں وغیرہ اقارب کے حق میں جو چاہے سو کر۔ پر مجھپر مہربانی فرما!

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! تم اپنے اپنے دلوں میں غور کرو۔ خوب سوچو۔ کہ اسدن اللہ تعالے بذات مقدس خود عدالت کریگا۔ عرش کے تخت پر اپنی تجلّے فرماویگا۔ خوشامد۔ رشوت۔ نذرانہ کسی سے نہ لیگا۔ سعی سفارش کسی کی نہ مانیگا۔ لوگوں کی عاجزی پر خیال نہ رکھیگا۔ نہ وہاں کہیں چھپنے کی جگہ۔ نہ بھاگ جانے کی قدرت کہ اپنی جان بچاوے اور اس عذاب سے چھٹی پاوے۔ اُس دن اعمالنامے جو دنیا میں کام کئے ہیں۔ کھایا۔ پیا دیا۔ لیا ہے۔ سب کچھ اسمیں درج ہوگا۔ ہر ایک کے ہاتھ میں دیئے جاویں گے کسی کے کسی کو دائیں ہاتھ کسی کو بائیں ہاتھ میں۔ کسی کو پیٹھ کیطرف سے۔ پیغمبروں اور نیک لوگونکا نامہ دائیں ہاتھ میں اور گنہگاروں اور منکروں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ہزار افسوس اُسدن کی خجالت اور رسوائی پر۔ ہزار حسرت اُسدن کی ذلت اور پشیمانی پر۔ اے مسلمان بھائیو! اپنی اس زندگی کو غنیمت سمجھو اور اس دم کی فرصت کو بڑی نعمت تصوّر کرو۔ ابھی تمہاری روح موت کی چنگل میں پھنسائی نہیں گئی۔ باتوں کے کرنے سے زبان تمہاری بند نہیں ہوئی۔ ہوش سنبھالو۔ دل لگاؤ۔ اللہ تم کی محبّت میں چالاک ہوجاؤ

جو کرنا ہے سو کرلو۔ جو کمانا ہے کما لو۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اسکی رحمت اور مغفرت کا دریا جوش کھا رہا ہے۔ خدا کے آگے سر جھکاؤ اُس کے رسولؐ کے تابعدار بنجاؤ۔ اور اُس شفیع برحق کی راہ اختیار کرو۔ منافقوں۔ دشمنوں کی بدراہی اور شیطان کی گمراہی سے بچو۔ کما ورد یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ٥ اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ فرمانبرداری میں اور پیروی نہ کرو شیطان کے قدموں کی بے شبہ وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر وہ ہر طرح سے تمکو راہِ راست سے بہکاتا ہے۔ انتہیٰ ۱۲

رجعنا الی الحدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس کے بعد ہر ایک کو دربار میں حاضر ہونیکا حکم ہوگا۔ پروردگار کے سامنے لاکر کھڑا کردیں گے۔ جس نے مال حلال جمع کرکے یا وراثت کے رُو سے پاکر یا اپنے دست رنج یا تجارت سے کما کے حرام کام میں خرچ کیا۔ حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لیجاؤ * پھر دُوسرے کو لاویں گے جسنے مال حرام جمع کرکے خیرات اور صدقات میں خرچ کیا۔ اور اپنی گذران میں بھی اُسکو لگایا حکم ہوگا کہ اس کو بھی جہنم میں داخل کرو * پھر ایک اَور کو حکم ہوگا جسنے اپنے مال کو اچھی جگہ سمجھ کر خرچ کیا خیال نہ رکھا۔ کہ کس کا کسقدر حق ہے اور اسکو کتنا ضروری تھا۔ حکم الٰہی ہوگا کہ اس آدمی کو دوزخ میں نہ ڈالو۔ مگر اُس کو گرمی میں کھڑا کرو۔ اور حساب لو۔ کتنا مال کہاں سے لایا تھا اور کتنا کتنا مستحقوں کو دیا تھا۔ سب کی حقیقت پوچھی جائے گی کہ میرے حبیبؐ کی شریعت کے بموجب زکوٰۃ دیا تھا یا نہیں۔ جو کوئی اس حساب سے پاک نکلا اسکو مخلصی ہوئی عذاب سے چھوٹا۔ نہیں تو میرے بھائیو بڑی سختی ہوگی۔ سیکڑوں طرح کا عذاب معاذ اللہ منہ اُٹھانا پڑے گا *

قرآن شریف اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اسی مال کو گرم کرکے اس کے بدن پر داغ دیں گے۔ اژدہا بنا کر گلے میں لٹکا دیں گے۔ کہ وُہ اسے ڈسا کریگا۔ اور اپنا زہر چکھایا کریگا اور جن عورتوں نے مناسب مقدور اور دستور کے سوا زیور بنا بنا کے اپنی بڑائی دکھانیکو ڈھیر کیا ہے اور پاس رکھ چھوڑا ہے ان زیوروں کا سانپ بنے گا پھر ان کے گلے میں دیا جاویگا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ مردوں اور عورتوں کو یاد دلائیگا اور فرمائیگا۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ٥ یہ وہی سونا روپا اور زیور ہے جس کو دیکھکر پھولا کرتے تھے

غرور اور تکبّر کر کے سیٹھ کہلاتے تھے - غریبوں مسکینوں پر ہنستے تھے - اور دولت کی طمع کر کے میری حکم کے موجب خرچ نہ کرتے تھے - بہت محبّت اور پیار سے بچائے رکھتے تھے اب اس بیفرمانی کا مزا چکھو اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہو - سبحان اللہ آدمی اپنے خالق معبود کو بھولکر دُنیا کی محبّت میں کیسے پھنس گئے کہ اس ناچیز زندگی کو حیات ابدی سمجھ کر وہاں کی سختی اور عذاب دل سے بھلا کر غافل ہو گئے - افسوس ہزار افسوس! ایسی سمجھ پر کہ تھوڑے دن کی خوبی پر ہمیشگی کی خوبی اور دولت اور نعمت کو چھوڑ دیا - اور اپنے مالک کا کہنا نہ مانا پھر وہاں ذلت اور خجالت اُٹھائی - اور اللہ تم کی جناب سے دُوری حاصل کی *

رسُول اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں دُنیا کے مکر اور فریب سے اللہ کے نزدیک پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالےٰ مجکو اس کے فریب سے بچا رکھے - اَے میرے دوستو غور کی جگہ ہے جس دنیا سے تمہارے پیغمبرؐ نے پناہ مانگی پھر تم کس امید پر ایسی چیز کی آرزو میں اور اس کے حاصل کرنے میں خدا اور رسُول کو بھُول جاتے ہو - اور اپنے تئیں خرابی اور بڑائی کے گڑھے میں ڈالتے ہو یہ بات تمہاری عقلمندی سے بہُت دُور ہے - کب تک اس دُنیا کی محبّت میں پھنسے رہو گے اور خدا کی طرف سے غفلت اختیار کرو گے - یہ جگہ آرام اور خوشی کی نہیں کچھ محنت اور رنج اور دُکھ اُٹھا کے خدا کی رضامندی حاصل کرو - پھر ابدالآباد جنت میں آرام سے رہو - خوشیاں مناؤ جس دُنیا کی کھوج میں تم لگے رہتے ہو - رات دن اسکی فکر اور تلاش میں سرگردان خاک چھانتے پڑے پھرتے ہو - پہلے تو وہ خاطر خواہ حاصل نہیں ہوتی اور عمر تمہاری مفت برباد جاتی ہے - اگر بالفرض پریشانی اور محنت اور بیعزتی سے وہ ہاتھ میں آوے تو وہ پھر لب گور تک اور انسان کے لئے دنیا میں تین چیزیں ہمراہ رہتی ہیں - ایک تو اقارب اور احباب - دُوسرے رخت اور مال و اسباب اور نیک اعمال اور حسن افعال کما ورد عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقی معہ واحدٌ فیتبعہ اھلہ ومالہ وعملہ فیرجع اھلہ ومالہ ویبقی عملہ یعنے تین چیزیں انسان کے مرنیکے بعد پیچھے رہ جاتے ہیں - دو چیزیں تو لب گور تک اس کے ساتھ جاتی ہیں اور اس کو دفن کر کے واپس چلی آتی ہیں - یعنے اُس کا مال وعیال واپس چلے آتے ہیں اور ایک چیز ہمیشہ اس کے ہمدم اور ہمقدم رہتی ہے یعنے اعمال پس حضرت انسان کی کج فہمی پر بڑا افسوس ہے کہ پس ماندنی اشیا کی پاسخاطر

پیش آمدنی کو خوار اور ذلیل رکھتا ہے اور غیروں کی عزّت کے لئے عزیزوں کی ذلّت کو گوارا کرتے ہیں اور بصیرت کی آنکھ اغیار کی رعائت کے لئے گرد آلود کر کے روز جزا کے ہزار طرح کی سزا کے مستحق بنتے ہیں - باوجودیکہ حسن اعمال اور نیک کرداری کی وفاداری کے باب میں حضرات علمائے سے آیات اور احادیث سنتے ہیں چنانچہ مولنٰنا قدس سرہٗ نے اسی حدیث کی تفسیر میں بطور تذکیر مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے

ہین وہین اے راہ رو بیگاہ شد
این دو روزک را کہ روزت ہست زود
اینقدر تخمی کہ ماندستت بباز
تا بروید زین دو دم عمر دراز
تا نمرداست این چراغ با گہر
ہین فتیلش ساز و روغن زودتر
ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت
تا بکلّی نگذرد ایّام کشت
در زمانہ مر ترا سہ ہمرہند
آن یکے وافی و آن دو غدرمند
آن یکے یاران و دیگر رخت و مال
وان سوم وافی ست آن حُسن الفعال
مال ناید با تو بیرون از قصور
یار آید لیک آید تا بگور
فعل تو وافیست زوکن ملتحد
کہ در آید با تو در قعرِ لحد
پس پیغمبر گفت بہر این طریق
باوفاتر از عمل نبود رفیق
گر بود نیکو ابد یارت شود
ور بود بد در لحد مارت بود

آفتاب عمر سوئے چاہ شد
پر فشانی بکُن از راہ جُود

اے میرے بھائیو اپنی زندگی اور صحت میں اگر تم اچھے کام بموجب فرمانے رسُول علیہ السلام کے عمل میں لاؤ گے تو وُہی کام تمہارے حق میں فائدہ مند ہونگے - یہاں کے دوست اور اقارب اور بھائی برادر کوئی وہاں کچھ کام نہ آویں گے - اے میرے عزیزو اللہ سے ڈرو اور رسُول اللہ سے شرماؤ - گور نزدیک حساب کتاب قریب جیسا کروگے ویسا پاؤ گے - تمہارے اعمال کی پڑتال ہوگی - تم کو سمع اور بصر اور دل کی بابت پُوچھا جاویگا - کما ورد اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ مَسْئُوْلًا بیشک کان اور آنکھ اور دِل ہر ایک انہیں سے پُوچھا جائیگا - یعنے حق سُبحانہ وتعالیٰ کان آنکھ دِل سے پُوچھیگا کہ تم جس کے کان آنکھ دِل ہو اُسنے کیا کیا عمل کئے - یا اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ کان سے سوال ہوگا کہ تونے کیا سُنا اور کیوں سُنا - اور آنکھ سے پُوچھا جاویگا

کہ تونے کیا جانا اور کیئوں جانا۔ اِسی آیت کی تفسیر میں جناب مولٰنا فرماتے ہیں **مثنوی**

چون قیامت پیش حق صفہا زدہ	در حساب و در مناجات آمدہ
ایستادہ پیش یزدان اشک ریز	بر مثال راست خیز و رست خیز
حق ہمیگوید چہ آوردی مرا	اندرین مہلت کہ من دادم ترا
عُمر خود را در چہ پایان بُردۂ۔	قُوت و قوّت در چہ فانی کردۂ
گوہر دیدہ کجا فرسُودۂ	پنج حس را در کجا پالودۂ
چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش	خرچ کردی چہ خریدی تو ز فرش
دست و پا دادیم چون بیل و کلند	من بہ بخشیدم زخود آن کے شدند
آن بکن کہ ہست مختار نبے	وان مکن کہ کر مجنون وصبی

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دُنیا کو ایک بُڑھیا کی طرح کالا مُنہ بلّی کی صُورت بڑے بڑے دانت نکلے ہُوئے۔ ہونٹ نیچے چھاتی تک لٹکے ہُوئے نہایت بدصُورت بناکر نکالیں گے۔ جو کوئی اُسے دیکھیگا۔ ڈر کے مارے کانپ جائیگا۔ اسوقت حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اَے قیامت کے میدان کے لوگو تم اِسکو پہچانتے ہو یا نہیں؟ جواب دیں گے اے پروردگار ہم پناہ چاہتے ہیں تیری۔ اس صُورت کو ہم نہیں پہچانتے۔ حکم ہوگا خوب غور کرو۔ دیکھو یہ وہی دنیا ہے جس کو تم سمیٹتے بٹورتے پھرتے تھے اور اس کے محبت میں مجکو اور قیامت کو بھول گئے تھے۔ اور اس کو پاکر تکبر اور فخر اور بُرائی کیا کرتے تھے۔ مسکینوں اور غریبوں کو ستاتے تھے۔ وہی دُنیا تمہاری محبُوب ہے۔ اب پیار کرو۔ گلے لگاؤ۔ وَے لوگ جواب دینگے خداوندا ہم بڑی غفلت میں پڑے تھے۔ جو تیرے حکم سے وہاں باہر ہوئے تھے۔ پھر اللہ تم فرماویگا کہ اس دُنیا کو لیجاکر دوزخ میں بھر دو۔ دُنیا بولیگی خداوندا تو مجکو اب دوزخ میں بھیجتا ہے تو میرے چاہنے والے دوست سب کہاں ہیں انکو بھی میرے ساتھ کر کہ دونوں جگہ میں وے میرے پاس رہیں۔ حکم ہوگا کہ جن لوگوں نے دنیا کو بُہت چاہا تھا اور نہایت مانا تھا انہیں دنیا کے ساتھ کرو اور دوزخ میں ڈالدو۔

مؤلف۔ اَے میرے بھائیو اس دُنیا کو اسواسطے بنایا اور تمکو بھیجا کہ انسان ہونے کا کمال حاصل کریں جس سے اُس پاک پروردگار کی رضامندی کے گھر میں رہنے کے لائق

نہیں۔ یہاں کا کھانا پینا۔ پہننا اسقدر چاہئے کہ جس میں زندگی رہے۔ ستر پوشی ہووے۔ باقی جو کام بڑائی اور بزرگی کے جیسے اچھا گھر۔ اچھا لباس۔ اچھا کھانا جاہ وحشم یہ سب کچھ کام نہیں آویں گے۔ بلکہ ان کے حاصل کرنے میں سوائے عمر عزیز کی بربادی اور آخرت کی پشیمانی کے کچھ حاصل نہیں۔ دیکھو اسی دولت اور حکمرانی نے فرعون اور شداد کو غضب الٰہی میں گرفتار کیا۔ اور اسی مال کی فراوانی نے قارون کو زمین کا پیوند بنایا۔ بلکہ ہزاروں اسطرح غائب ہوئے کہ اُن کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ اُنکا کر و فر ایک آن میں خاک میں ملگیا۔ اب بھی جو ایسے اعمال کریگا۔ دُنیا کے جمع کرنے اور اُس کے مزوں میں پڑیگا اور اپنے مالک سے غافل رہیگا۔ بیشک اُسکا یہی حال ہوگا۔ اس لئے کہ اس جہان کے نام ونشان اور دولت کے سامان کا کچھ اعتبار نہیں شاید اس دُنیا میں تمہاری زندگی کے پہلے مٹ جاتا ہے عقلمندی اور دور اندیشی کا یہ مُقتضا ہے کہ انسان پہلے اپنی آخرت کے امور میں سوچ کرلے۔ اور مرنیسے پیشتر تدارک مافات اور دفع آفات کا کرے۔ تاکہ اخیر وقت میں نجات کی صُورت دیکھے چاہیئے۔ کما قال السعدی

خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

اسیواسطے جہلا جو عقل سے بے بہرہ ہیں اپنے آخر کار سے بیکار رہتے ہیں اور مرنے کے وقت حسرت کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ اور افسوس کا ہاتھ سر پر رکھتے ہیں۔ کما قال المولوی معنوی رح فے المثنوی قدس سرہ العزیز۔ مثنوی

غافلان خود نوحہ با پیشین کنند	جاہلان آخر بسر بر میزنند
زابتدائے کار آخر را ببین	تا نباشی تو پشیمان یوم دین
ہرچہ اندوے شادگردی در جہان	از فراق آن میندیش آن زمان
زانچہ گشتی شاد بس کس شاد شد	آخر از وے جست ہمچون باد شد
از تو ہم بجہد تو دل برو مبنہ	پیش کو بجہد تو خود از وے بجہ
گفت دنیا لعب ولہوست وشما	کودکید وراست فرماید خدا
خلق اطفالند جز مست خدا	نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
از لعب بیرون نرفتی کودکی	بے زکاتِ رُوح کے باشی زکی
چشم کودک ہمچو خر در آخرست	چشم عاقل در حساب آخرست
ہرکہ آخر بین تر و مسعود تر	ہرکہ آخر بین تر و بہبود تر

دیکھو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دونوں جہان کے سردار اور بارگاہ ایزدی جل جلالہ کے مختار ہیں باوجود کُلّی اختیار کے فقر و فاقہ کو اپنا فخر سمجھا۔ دُنیا کی آرائش و پیرائش کو فضول جانا چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا اور کبھی خالی چٹائی کا ہوا کرتا تھا۔ اور ساری عمر نرم بستر پر نہ لیٹے تھے۔ شاید غفلت میرے پر غالب نہو جائے۔ کماورد عن عبد اللہ بن مسعود رض قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام علی حصیر فقام فقد اثر فی جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا نبسط لک ونعمل فقال مالی والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکہا (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ایکروز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سرکنڈوں کے بورئے پر سو گئے تھے۔ جب جناب سرور کائنات بیدار ہوئے تو بورئے کی تیلیوں کے نشان آپ کے بدن مبارک پر نمودار تھے۔ حضرت ابن مسعود جو آپ کا ارادتمند خدمتگار تھا عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ارشاد فرماویں تو میں آپ کے لئے ایک نرم بچھونا تیار کروں۔ حضرت رسالت نے فرمایا اے ابن مسعود رض میرا اور دُنیا کا یہ حال ہے یعنے میں دنیا میں اسطرح رہتا ہوں جیسے کوئی راہگذر و سوار کسی درخت کے سایہ میں استراحت کیلئے آرام کرے اور پھر چلدے۔

مؤلف اے میرے بھائیو ہمارے حضرت رسالت صلعم نے اس حدیث میں دُنیا کی زینت اور آرائش سے اپنی بے تعلقی ظاہر فرمائی اور دنیا کے اسباب اور سامانوں کو متاع قلیل اور اپنی مبارک نظر میں حقیر سمجھتے رہے اور عالم عقبےٰ کی آراستگی کے ساز و سامان مہیّا کرتے رہے اور اپنی اُمت کو اسی بات کیطرف توجہ دلاتے رہے کماورد قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔ اے محمدؐ اپنی امت کو کہدے کہ دنیا کی بہرہ مندی تھوڑی ہے اور عالم آخرت اُس شخص کے لئے بہتر ہے جو اتقا اور پرہیزگاری اور اللہ کے حکموں کی فرمانبرداری اور میرے حبیب محمد رسول اللہ کی تابعداری کرے اور کسی پر ایک رشتہ کے مقدار ظلم نہیں ہوگا

فقیہ ابی اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بستان میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رض نے فرمایا کہ امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دُنیا کی خواہش نہیں کی اور نہ دنیا نے اُنکی خواہش کی مگر حضرت عمر نے دُنیا کی خواہش نہیں کی پر دُنیا نے اُن کی خواہش کی۔ لیکن عثمان رض انہوں نے دُنیا سے کچھ لیا اور دُنیا نے اُن سے کچھ لیا۔ لیکن ہم تو سرتاپا دُنیا میں پڑے ہوئے ہیں نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہو + زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم چند

آدمی حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر نے پانی مانگا۔ خادموں نے شہد کا شربت تیار کر کے پیش کیا۔ جب اُسکو مُنہ کے قریب لیگئے تو بے اختیار رو پڑے ہمارے دلوں میں بھی رقت آئی ہم تو تھوڑی کے بعد چُپ ہو گئے مگر ابوبکر دھاڑیں مار کر روتے رہے۔ سب لوگوں نے پوچھا اے خلیفہ رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت رسالت کیخدمت میں حاضر تھا میں نے دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے ہٹاتے ہیں اور ظاہر میں وہاں کوئی شے نظر نہیں آتی ہے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسُول اللہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے ہٹاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں کوئی چیز نہیں آپؐ نے فرمایا کہ اس ناکاری دُنیا کی تصویر میرے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ میں نے کہا دُور ہو وُہ دُور ہوگئی۔ پھر اُس نے کہا اگر آپ میرے پنجے سے نکلجائیں گے تو جو لوگ آپ کے پیچھے ہونگے وُہ میرے پنجے سے کیونکر نکلیں گے۔ سو مَیں ڈرا کہ کہیں دُنیا مجھے نہ آدبائے۔ حضرت ابوبکر رضؓ جب حضرت ابوبکر رضؓ نے یہ بات کہی تو پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھدیا اور نہ پیا۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ نے کہا اگر کسی شخص کو کوئی چیز دُنیا کی حلال ملجائے تو اُس کے لینے میں گُناہ نہیں مگر نہ لینا پھر بھی اچھا ہے اس لئے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا حلالہا حِسابٌ وحرامہا عذابٌ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا جس کسی کو دُنیا میں سے کچھ حصّہ پہنچا تو آخرت میں اتنے ہی حصّے کا نقصان ہؤا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو ہاں اگر کسی کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بے تردّد اور بیفکر دولت ظاہری بخشے اور وُہ اُسکو اُسکی رضامندی کے کاموں میں خرچ کرے۔ مسجد بنائے۔ کنوئیں لگائے فقرا اور مساکین اور یتامےٰ کی پرورش کرے۔ اور اُس دولت کو بُرے مصرف سے بچائے تو البتہ یہ بھی اُسکی نجات کا باعث ہوتا ہے۔ مگر ایسے لوگ اب بہُت کم ہیں خصوصاً اس زمانے میں کہ اب صُحبت بگڑ گئی بے ایمانوں کی کثرت ہوگئی۔ شرع کا ڈر اور لحاظ جاتا رہا حاکم کا خطرہ اُٹھ گیا۔ فسق وفجور علانیہ ہونے لگے۔ حلال حرام کا فراق مٹ گیا۔ لوگ اپنے اختیار کے ہو گئے۔ جو چاہا کرنے لگے سو ایسی دُنیا کی کمائی کا حال جس سے خدا بھول جائے اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے کما ورد وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ۔ جو کوئی چاہتا ہے دُنیا کی کمائی ہم اُسکو پہنچاتے ہیں اور نہیں ہے اُسکو آخرت میں کچھ حصّہ۔ یعنے جو شخص دنیا کے حاصل کرنے میں بڑی محنت

اور مشقت کرتا ہے جسقدر اُس کے نصیب میں لکھا ہے پاتا ہے۔ لیکن وہاں خالی ہاتھ جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی عاقبت کی خیر چاہتا ہے اور مالک کی رضامندی کے کام میں مشغول رہتا ہے آخرت میں بڑی دَولت کا مالک ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی جتنا اُسکی قسمت میں ہے پاتا ہے فرق یہی ہوا کہ وُہ مردود ٹھیرا اور یہ مقبول۔ اِس مضمون پر راقم مسکین کو ایک نقل یاد آئی۔
نقل ہے کہ احمد درویش کا بیٹا مسلم ایک دن ہارون رشید بادشاہ کی مُلازمت کو گیا۔ وہاں دیکھا کہ بادشاہ نے محل مکانات اچھے سُتھرے بڑے بڑے لعل و یاقوت اور ہر طرح کے جواہر لگا کر بنائے ہیں۔ یہ دیکھکر فرمایا کہ اے بادشاہ تو نے دُنیا کے رہنے کے مکان خوب اور بلند اور کشادہ صاف سُتھرے جواہر نگار بنائے ہیں۔ مرنیکے بعد اگر تیری گور بھی ایسی کشادہ اور دلکشا ہوتی تو کیا خوب ہو۔ ہارون رشید یہ سنکر ہیبت زدہ ہوا اور روکر اس سے یوں کہا کہ اے مُسلم تو مجکو نصیحت ایسی کر کہ جس سے میری عاقبت بخیر ہو اور اُس جہان میں کام آوے۔ مُسلم نے کہا اے بادشاہ اگر تو ایسے میدان میں ہووے کہ وہاں پانی میسّر نہ ہووے اور پیاس کے مارے تیرا حال تباہ ہووے اُسوقت کوئی شخص ایک پیالہ پانی لے کر تیرے پاس بیچنے کو لاوے۔ تو تو کس قیمت کو لیوے۔ بادشاہ نے کہا کہ اپنی دولت سے آدھی دیکر مول لوں۔ اور اپنی جان بچاؤں پھر اُس درویش زادہ نے کہا کہ پانی پینے کے بعد اگر تیرا پیشاب بند ہو جائے اور جان کندنی کی نوبت پہونچے۔ تو اُس بیماری سے بچنے کا علاج کتنی قیمت پر لیوے۔ بولا کہ آدھی دولت اور مال دیکر یُوں اور صحت حاصل کروں۔ تب مسلم نے کہا اے بادشاہ لعنت پڑے اس دنیا پر جو ایک پیالے پانی اور پیشاب بند ہونے کی دوا کے بدلے تمام بادشاہت اور مال ملک جاتا رہے۔ اب تجھے لازم ہے کہ وہ کام جس سے ہمیشگی کی بیزوال بادشاہت حاصل ہووے۔ بادشاہ یہ بات سُن کر بہت متفکّر اور شرمندہ ہو کر بولا۔ میں نے اب جانا کہ دنیا محض بے قدر ہے اور بہت ناچیز آج سے میں نے اسکو چھوڑا اور اسکی محبّت دل سے اُٹھا دی۔ اور اپنے مالک کی عبادت اور یاد میں مشغول ہوا۔ پھر جب تک جیتا رہا اسی عہد پر قایم رہا۔

نقل ۲۔ ایک دن حضرت عیسےٰ علیہ السّلام تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لئے جاتے تھے راہ میں دیکھا کہ دو اینٹیں سونے کی پڑی ہیں۔ حضرت عیسےٰ نے ساتھیوں سے پوچھا۔ کہ یہ کیا چیز ہے تم جانتے ہو۔ انھوں نے کہا اینٹیں ہیں حضرت عیسےٰ علیہ السّلام نے فرمایا۔

یارو! یہی دُنیا ہے اس کے گرد بچائیو۔ یہ بڑی مکار ہے اپنے چاہنیوالوں کو فریب میں ڈالکر ہلاک کرتی ہے۔ یوں نصیحت کرکے آگے بڑھ گئے ساتھیوں نے حضرت کی آنکھ بچاکر اینٹیں اُٹھالیں۔ آگے ایک گاؤں کے نزدیک جاکر رکھدیں۔ بھُوکے تھے آپس میں سے ایک کو کچھ نقد دیکر سودا لانیکے واسطے بھیجا۔ یُوں سوچنے لگے کہ آؤ تو ہم دونوں حصّہ کرکے ان اینٹوں کو بانٹ لیں تیسرا جب آوے کچھ قضیّہ مچاکر اُسکو مار ڈالیں۔ پھر ہم دونوں بے کھٹکے ہوکر خوب خوشی کریں۔ چین اُڑادیں۔ ادھر وہ آدمی جو بازار گیا تھا۔ اُس نے اپنے دلمیں اور ہی منصوبہ گانٹھا کہ کھانے کی چیز میں زہر ملاکر ان دونوں کو کھلایا جاوے۔ جب وُہ دونوں مرجاویں تو دونوں اینٹوں کا مالک آپ ہی ہوں۔ یہ ارادہ ٹھیک کرکے کسی چیز میں زہر ملاکر اپنے ساتھ لے آیا۔ یہاں وَے دونوں منصوبہ جوڑ کر بیٹھے تھے اسکے آتے ہی کچھ باتیں بگاڑ کر کے جھگڑا مچاکر اسکو مار ڈالا پھر خاطر جمع ہوکر وُہ چیز یا کھانا زہر ملا آپ کھاگئے وُہ دونوں لالچی اسطرح مرگئے۔ سونے کی فرکی اینٹیں جہاں کی تھیں۔ وہیں پڑی رہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پھر پلٹ کر تشریف لائے دیکھا کہ تینوں بیوقوف مرے پڑے ہیں۔ اینٹیں اپنے ٹھکانے پر دھری ہیں۔ متاسّف ہوکر فرمانے لگے کہ سچ ہے۔ دُنیا ایسی چیز ہے کہ اپنے یاروں چاہنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔ اس کے طالب کو یہاں خرابی اور ہلاکی ہے۔ اور وہاں عاقبت میں فضیحتی اور رسوائی ہے۔ مگر ہم لوگوں کی کج فہمی اور کجروی دن بدن بڑھتی جاتی ہے ٭

روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلّم نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت بعد حمد وثنا کے فرمایا کہ اے مومنو! ایماندارو دِل لگاکر سُنو میری نصیحت پر کان دھرو۔ تمہاری بھلائی اور خیرخواہی کی راہ سے یہ باتیں کہتا ہوں اور اللہ کے طریق کی راہ کا میں تمکو نشان بتاتا ہوں۔ کہ ہر ایک مومن کو دو فکر لازم ہیں ایک تو یہ کہ جسقدر عمر گذر چکی ہے اگر اسمیں کچھ نیک کام نہیں کئے۔ بُرے کام کرتا رہا تو اُس کی سزا کے ڈر سے راتدن ڈرتا رہے اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں استغفار کرتا رہے۔ پھر جتنی عمر باقی ہے اُسکو ضائع نہ کرے۔ اچھے عملوں کی سعی میں ہمیشہ لگا رہے۔ دُوسرا یہ ہے کہ آخرت کے سفر کا توشہ جسمیں ہاتھ آوے وہ کرے اور خدا کے حکموں سے ہرگز مُنہ نہ پھیرے۔ شاید وہ غفور رحیم مہربانی فرماوے۔ پچھلے سب گناہ معاف کرے آگے کو اچھی راہ بتاوے۔ بُری راہ سے بچاوے۔ اے یارو یہی دُنیا کمانیکی

جگہ ہے اسکو اپنی کھیتی سمجھو۔ جب تک ہو سکے یہاں کچھ جوتو بوو جس کا اچھا پھل کاٹو۔ جو بوئے گا وہی کاٹیگا۔ جو نہ بووے گا وہ بہت روئے گا۔ ایسی فرصت پھر نہ پاؤ گے۔ جو کرنا ہے سو کر لو۔ نہیں تو پچتاؤ گے۔ قیامت کا میدان ایسا ہے کہ کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ بھائی بند اور دوست آشنا۔ جورو لڑکے کچھ کام نہ آویں گے۔ جو نیک عمل ساتھ لیجاؤ گے وہی تمہاری سختی کے وقت کام آویں گے۔ تمکو عذاب سے چھڑاویں گے۔ دُنیا کا عیش و ارام خاطر میں نہ لاؤ۔ ایسے دھوکے کی ٹٹی پر نہ بھولو۔ وہاں کی ہمیشگی کی راحت کو ہاتھ سے نہ دو۔ اپنے سچے دوست یعنی اللہ اور رسولؐ کو رنجیدہ نہ کرو۔ دل سے نہ بھلاؤ کہ نفس اور شیطان کو جو تمہارے ذاتی دشمن ہیں اپنے پر قوی کر کے خوش نہ کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے محبوب کو ناخوش کرنا اور ایسے دُشمن کو خوش رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ یہ بڑی ناشکری ہے۔ کہ کہا ہے اَور کا اور کا ہے اَور کا۔ اگر تم دل سے اللہ کی محبّت رکھو گے اور اُس کے حکموں پر چلوگے اُسمیں کہیں سہواً کوئی قصور ہو گیا اور زندگی میں معاف کروانے کی نوبت نہ پہنچی تو اُمید ہے کہ تمہاری نیک نیّتی کے سبب سے اللہ کا کرم تمکو بچائیگا۔ اور رسول اللہؐ کی شفاعت تمہارے کام آویگی۔ غرض تمکو لازم ہے کہ ہر دم اپنے پروردگار کی یاد میں رہا کرو اور کبھی اُسکو کسی کام میں نہ بھولا کرو۔ بندگی اور بندہ ہونیکی شرط یہی ہے۔ کما ورد۔ جیسا کہ حضرت کعب الاحبارؓ سے منقول ہے فرمایا کہ میں نے توریت اور زبور میں دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا ہو اُے فرزندِ آدم تم مجکو بھول جاتے ہو۔ میں تم کو نہیں بھولتا۔ ہر روز ستّر دفعہ اپنی طرف بلاتا ہوں۔ اور تم اپنی مَوت بھولجاتے ہو۔ باوجودیکہ وُہ تمہاری گردن پر سوار ہے۔ اَے فرزند آدمؑ قیامت کے دن تولنے کے وقت نیکی تھوڑی نظر آویگی اور بدی بہت۔ اَے فرزند آدمؑ اچھے عملوں پر ہمیشہ سعی کیا کرو۔ اور اس دولت کو بڑھاتے رہو۔ اور بُرے عملوں سے دُور دُور بھاگو اگرچہ تھوڑا ہو۔ اَے فرزند آدمؑ آخرت کی راہ ڈھونڈو اسکی تلاش میں رہو کہ وہی پائدار ہے اور باقی۔ دُنیا کو چھوڑو۔ بھول جاؤ کہ یہ محض ناچیز ہے اور فانی۔ اَے فرزند آدم مرنا برحق ہے۔ اس راہ میں سب کو چار ناچار آنا ہوگا۔ اور یہ شربت ناگوار ہر ایک کو پینا ہوگا۔ اَے فرزند آدم اُمید تمہاری بہت بڑی اور تمہاری عُمر نہایت چھوٹی۔ آج تو باتیں خوب بنا بنا کر کہتے ہو۔ دل خوش کرتے ہو۔ نہیں جانتے کہ کل کیا ہوگا۔ زبان چلے گی یا نہیں۔ بات کرنی پاؤ گے یا نہیں پھر ایسی بے بنیاد زندگانی

پر کیوں مغرور ہوتے ہو اور نفس اور خواہشوں کی پیروی میں لگ رہے ہو۔ یہ نہ جانو کہ یہاں جسطرح جو چاہا کیا کسی نے نہ پوچھا وہاں تو جو جو کا حساب ہوگا۔ گواہی شاہدی سے تمہارا گناہ تمپر ثابت کیا جاویگا۔ انکار کی جگہ نہ رہیگی۔ تھوڑی بہت چھپی چھپائی سب بات کھلجائے گی۔ سب سے بڑے گواہ ہر وقت پاس رہنے والے اور سب کاموں سے خبر رکھنیوالے کراماً کاتبین دو فرشتے تمہارے کندھوں پر ہر دم موجود جو جو تم کرتے ہو سب لکھتے جاتے ہیں کماورد اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰیھُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ۔ کیا خیال رکھتے ہیں وے کہ ہم نہیں جانتے اُنکا بھید اور مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ہیں ان کے پاس لکھتے + مزید برآن تمہارے ہاتھ پاؤں وغیرہ خود تمہارے اعمال قبیحہ کی شہادت دینگے اور تمپر جرم ثابت کردینگے + کماورد اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ آج ہم مہر کردیں گے اُن کے مونہوں پر جبکہ انکار کرتے ہیں کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے رسولوں کی تکذیب نہیں کی اور شیطانی کام ہم نے نہیں کئے۔ اور باتیں کرینگے ہم سے اُن کے ہاتھ اور گواہی دینگے ان کے پاؤں اُس چیز کی جو کچھ دُنیا میں کمائی کرتے تھے +

حضرت مولانا روم قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اسی مضمون کیطرف اشارہ فرمایا

روز محشر ہر نہان پیدا شود	ہم زخود ہر مجرمی رسوا شود
دست و پا بدہد گواہی با بیان	بر فساد او بہ پیش مستعان
پاے گوید من شدستم تا منے	فرج گوید من بگردستم زنے
چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام	گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام
گر ہمیخواہی سلامت از ضرر	چشم نہ اول بند و آخر را نگر

اے میرے بھائیو! اب خبردار ہو جاؤ اپنے اعضاء کو گناہوں سے بچاؤ۔ ہوشیاری سے چلو۔ ایسا نہو کہ موت آجاوے اور پچتانا پڑے پھر کچھ بن نہ آوے۔ رونا پیٹنا فائدہ نہ کرے۔ خوب غور کرو کہ یہ دُنیا جانیوالی نیست و نابود ہونیوالی ہے۔ یہیں کی دولت یہیں چھوٹیگی۔ اگر تمہارے قبضے میں تمام دُنیا آجاوے اور اُسکی حکمرانی تمہارے ہاتھ لگے لیکن جب وہ موت کے وقت کچھ کام کی نہ ہو۔ اور اس دم کی تکلیف سے نہ بچاوے تو بھی افسوس آویگا کہ اگر میں ایکدم سے زیادہ دُنیا میں نہ رہتا تو کیا خوب ہوتا کہ ایسے دُکھ درد میں نہ پڑتا۔ جان کندنی کی حالت

میں پریشانی نہ اٹھاتا ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے آسمان سے تین آوازیں آتی ہیں۔ اے فرزند آدم تو نے دُنیا کو چھوڑا یا دُنیا نے تجکو چھوڑا۔ دُنیا کو تو نے راضی رکھا یا دُنیا نے تجکو راضی رکھا۔ تو نے دنیا کو سمیٹا یا دُنیا نے تجھ کو سمیٹا ۔ اور جب اُسکو غسل دلاتے ہیں تین آوازیں آتی ہیں۔ اب کہاں گئی وُہ قوت تیری۔ اور کس نے تجکو بے زور کیا۔ اور کہاں گئیں وے باتیں تیری اور کس نے تجکو گونگا بنایا۔ اور کہاں گئے وے ساتھی تیرے اور کس نے تجکو تنہا کیا ۔ جب کفن پہناتے ہیں تو یہ آواز آتی ہے۔ اے فرزند آدم اگر تو نے نیک کام کئے ہیں تو یہ غسل کرنا اور کپڑا پہننا تیرا فائدہ کرے گا اللہ تعالےٰ خوش ہوگا اور جو گنہگار رہا ہے تو یہ ستھرائی تیرے کچھ کام نہ آویگی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوگی۔ اے بندے تو خوش ہو اگر تجھپر بہشت کے دروازے کھلجاویں۔ اور افسوس و غم کھا اگر دوزخ کے دروازے کھلجاویں ۔ اور جب جنازہ اُٹھاتے ہیں آسمان پر سے یہ آواز آتی ہے اے فرزند آدم اب تُو آیا ایسی منزل میں کہ پھر یہاں سے نہ جاویگا اور پہونچا ایسے مقام میں کہ دُنیا کے مزے یہاں کچھ نہ پائیگا ۔ پھر جب قبر کے پاس لاتے ہیں یہ آواز آتی ہے۔ اے فرزند آدم کہاں گئے وُہ دوست آشنا جو تیرے ساتھ دوستی کا دم بھرتے تھے۔ کدھر گئے وے پیارے عزیز کہ ایک دم آپسمیں جدا نہوتے تھے اب وُہی دوست عزیز تجھے جنگل میں پھینکنے کو آئے۔ زمین میں گاڑنے پر مستعد ہیں۔ بعض اپنی بے آرامی اور لاچاری کو یاد کرکے روتے ہیں۔ بعض ظاہر میں مُنہ بناتے ہیں دِل میں خوش ہوتے ہیں۔ غرض ہر ایک اپنی اپنی فکر اور بند وبست میں لگ رہا ہے۔ تجھپر کیا گذریگی اور کیسا معاملہ پڑیگا اس کا کسی کو خیال نہیں ۔ اے فرزند آدم اسوقت جو تیری کمائی ہے وہی آگے آویگی۔ دُنیا میں حلال وحرام کا لحاظ نہ کرکے جنکو پرورش کرتا رہا اُن کی محبّت تجھے دُکھ سے نہ بچائیگی ۔ پھر جب گور کے اندر اُتارتے ہیں یہ آواز آتی ہے اس اندھیرے مکان کیواسطے کیا روشنی لایا۔ اس تنہائی کے گڑھے میں کسکو ساتھ بلایا ۔ جب مٹی دیتے ہیں گور سے آواز آتی ہے۔ زندگی میں تو میری پیٹھ پر خوشیاں کرتا تھا۔ اب کیوں غمزدہ پڑا ہے۔ اب بڑائی اور بزرگی کی باتیں کیوں نہیں بولتا ۔ جب گاڑ کر لوگ چلے جاتے ہیں یہ آواز آتی ہے لے میرے بندے اب مونس وغمخوار یار وفادار کوئی نہیں تو اکیلا ہوگیا اب میرا فضل وکرم ہی تیری مدد کرے تو چھٹکارا ہو ۔

مولف - اے میرے بھائیو! جب ایسے کٹھن وقت میں سوائے پروردگار کے تمہارا کوئی یار مددگار نہیں اور سوائے عمل کے کوئی پوچھنے ہارا نہیں پھر کس لئے دُنیا میں ایسی خرابیوں میں پڑتے ہو۔ جو نہیں کرنا وُہ کرتے ہو۔ ضرورت کی چیزیں بُہت تھوڑی ہیں۔ اندک محنت سے موجود ہو سکتی ہیں۔ تمکو لازم ہے کہ جسقدر چیز بُہت ضروری ہو اُس کے حاصل کرنیمیں سعی کر کے بالکل اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ وہاں کے گھر کو سنوارو کیونکہ اللہ تعالےٰ تمکو بُہت دوست رکھتا ہے کیا کیا نعمتیں اور آرام کے مکان اُسنے تمہاری خاطر مقرر کر رکھے ہیں جیسے باپ بیٹے کیواسطے ہردم آرام چاہتا ہے اسیطرح وُہ ہردم تمہاری بھلائی پر متوجہ رہتا ہے۔ دعائے سریانی میں فرمایا ہے

اَنَا لِلعَبدِ اَرحَمُ مِنَ اَخِیہِ		وَمِنْ اَبَوَیہِ فَاطلُبنِی تَجِدنِی	

یعنے "اے میرے بندے میں اپنے بندے کا اُس کے ماں باپ بھائی بند سے بھی زیادہ دوست ہوں۔ سو تو مجھے ڈھونڈے گا تو پالیگا"۔

تفسیر وسیط میں محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ لیلۃ العقبہ میں چھتّر آدمی اہل مدینہ میں سے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرتے تھے۔ عبداللہ رواحہ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ وہ شرط کر لیجئے جو خدا اور رسولؐ کیواسطے آپ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کیواسطے یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اسکی عبادت کرو اور اُسکا کوئی شریک نہ ٹھیراؤ۔ اور اپنے واسطے یہ شرط کرتا ہوں کہ اُن چیزوں سے میری حفاظت کرو جن سے اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اُن لوگوں نے عرض کی کہ ہم اگر اس امر پر ثابت اور قائم رہیں تو ہمارا انجام کیا ہوگا۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ تمہارا آخر بہشت ہے۔ انصار بولے کہ یہ خرید و فروخت نہائت فائدے والی ہے ہم نے اس بیع میں فائدہ پایا اور ہرگز نقصان نہ اُٹھاویں گے تو حق تعالےٰ اس بیع و شرا سے خبر دیتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط بیشک اللہ تعالےٰ نے مول لے لیں اُنکی جانیں کہ وُہ راہ خدا میں جہاد صغرےٰ یا کبرےٰ کریں اور اُن کے مال جو راہ خدا میں خرچ کریں۔ ساتھ اسکے کہ اُن کے واسطے جنت ہے۔ یہ تمثیل ہے مومنوں کو ثواب میں بہشت دینے اور اُن کے جان اور مال کے قبول کر لینے کی۔ درحقیقت مول لینا نہیں ہے اسواسطے کہ بیع اور شرا اس جگہ واقع ہوتی ہے۔ جہاں مِلک مختلف ہو یعنے چیز ایک کی مِلک اور قیمت دُوسرے کی مِلک ہو۔ اور ہر چیز کی ہستی حق تعالےٰ ہی کی مِلک میں ہے۔ بندہ اور اس کا مال مولے ہی کا ہے تو گویا یہ رغبت دلانا ہے جان و مال

کے صرف کرنے پر راہ خدا میں یعنے حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اَے بندے تیرا کام جان ومال میری راہ میں خرچ کرنا ہے اور میرا کام اُسکے صلہ میں جنّت بطور انعام دینا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ تیری جان شرّ اور شرور سے بھری ہوئی ہے اور تیرا مال سراسر طغیان وغرور اور فانی ہے یہ دو ناقص اور معیوب چیزیں اگر میری راہ میں فدا کریگا تو مجھ سے بہشت جو مرغوب اور باقی ہے اس کے عوض میں پالیگا۔ کما ورد:۔

سنگ بپسند از و گہر مے ستان در عوض فانی خوار و حقیر	خاک زمین میدہ و زر مے ستان نعمتِ پاکیزہ باقی بگیر

تفسیر کشّاف اور عین المعانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی ﷺ کے دروازہ پر سے جاتا تھا۔ اور حضرت رسالت یہی آیت پڑھتے تھے کلام الہٰی کے انوار کی چمک نے اس اعرابی کے باطن کو فیوض ملکوتی کے اشراقات کا عکس قبول کرنیوالا بنا دیا۔ اُس نے پوچھا یہ کسکا کلام ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اُس نے پوچھا کہ یہ خرید و فروخت کب سے ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ روز میثاق میں جب تمام ذُرّیات کو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا حُکم سُنایا تھا۔ اعرابی بولا کہ واللہ کیا خوب بیع ہے کہ اسمیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نقصان نہیں اللہ نے جب ہمارے نفس معیوب اور مال فانی مُول لئے۔ اور اُن کے بدلے بہشت دیتا ہے تو ہم ہرگز ایسی بکری نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلکہ اپنی جان اور اپنے مال راہِ خدا میں بیچتے ہیں ؎

آن بیع را کہ روزِ ازل با تو کردہ ایم	اصلا درین حدیث اقالت نمے رود

ایک عزیز نے کہا ہے کہ جو شخص لونڈی غلام کا عیب جان بوجھکر اُسے مُول لیتا ہے تو پھر اُسے پھیر نہیں سکتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ہمیں مُول لیا اور وہ ہمارے عیب جانتا تھا امید یہی ہے کہ وُہ سچّا خریدار ہمیں اپنی درگاہ سے نہ پھیریگا ؎

امید کہ از فضلت مردود نگردم من	چون شد بہمہ عیبے لطفِ تو خریدارم

اور نفحات الانس میں ابو ذر روحانی سے منقول ہے۔ رباعی

تو بعلم ازل مرا دیدی۔ تو بعلم آن و من بعیب ہمان	دیدی آنگہ بعیب بخریدی رد مکن آنچہ خود پسندیدی

اور مولنا روم قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں یوں فرمان بیان فرمایا۔ مثنوی

مشتری ماست اللہ اشترے	از غمِ ہر مشتری بین بر ترا

مشتری جو که جویانِ تو اوست — عالمِ آغاز و پایانِ تو اوست
زین دُکان زشت کیشان برترا — تا دُکانِ فضل کاللہ اشترا ے
کالہ که هیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آن کریم آن را خرید
هیچ قلبے پیشِ او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سُود نیست
گفت پیغمبر که حق فرموده است — قصد من از خلق احسان بوده است
من نکردم امر تا سُودے کنم — بلکه تا بر بندگان جُودے کنم
من نگردم پاک از تسبیح شان — پاک هم ایشان شوند و دُرفشان
آفریدم تا ز من سودے کنند — تا ز شهدم دست آلودے کنند

خاتمۃ الوعظ الاوّل فی بیان التوبۃ وسائر ما یتعلق بہا

اہل حق کی رائے روشن پر روشن ہو کہ جسطرح اور بیماریوں کا علاج مقرر ہے علےٰ ہذا گناہ کی بیماری کا علاج توبہ ہے۔ جسطرح بدن بیماریوں کے عارض ہونے سے ناقص اور لاغر ہوتا ہے اسیطرح ایمان بھی گناہوں کی بیماری سے ضعیف اور لاغر اور ناقص ہوتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ جب یہ بیماری لگ جائے اور اسکی وجہ سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہو جائے۔ فی الفور اس بیماری کو توبہ کی مفرح سے دُور کردے۔ کما ورد یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ توبہ کرو اللہ کیطرف تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط توبہ خالص یعنے توبہ کرو اور پھر گناہ کے پاس نہ جاؤ+ معاذ بن جبل نے فرمایا ہے کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ توبہ کرکے گناہ کیطرف نہ پھرے۔ جیسے دودھ چھاتی کیطرف نہیں پھرتا+ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توبہ نصوح کے دو رکن ہیں۔ ایک تو گذرے ہوئے گناہوں پر ندامت دوسری عزیمت آئندہ گناہ پر کرنے پر جیسا کہ مولنا معنوی نے اس باب میں ارشاد فرمایا ہے۔

توبه چون باشد پشیمان آمدن — بر درِ حق نو مسلمان آمدن
خدمتے از سر گرفتن با نیاز — با حقیقت روئے کردن از مجاز

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ ۵
یعنے توبہ کا قبول کرنا اللہ پر ہے۔ ان لوگوں کے واسطے جو کرتے ہیں بُرے کام نادانی سے پھر فوراً تائب ہو کر اس گناہ سے ترک کرتے ہیں دیر نہیں کرتے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے وعدے

کے موافق مسلمانوں کے بُرے کام سے جو نادانی کیوجہ سے کرتے ہیں اور پھر تائب ہو کر معافی چاہتے ہیں قبل موت کے تو حق تعالیٰ انکو معاف کر دیتا ہے۔ اور ان کے گناہوں سے درگذر تا ہی پس ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ ہر دم کو دمِ اخیر سمجھ کر جلدی یہ کام کرے ہرگز دیر نہ لگائے اور غافل نہ رہے۔ اور جو سچا مسلمان ہے۔ وُہ برا کام نادانی سے ہی کرتا ہے یعنی نفس اور شیطان کے وسواس سے نہ شک اور انکار اور عداوت سے جیسا منافق اور کفار کرتے ہیں۔ تو حضرت جلال احدیت جل جلالہ بھی اُس کے بُرے عمل کو جب وُہ دل سے رُجوع لاتا ہے نادم ہوتا ہے اگر ہزاروں طرح کی اُس نے بُرائی کی ہو فوراً معاف فرماتا ہے۔ کیونکہ اس دربار میں اخلاص سے گڑگڑانا اور اپنے بُرے کاموں پر افسوس کھانا اور ان کاموں سے باز آنا خاوند کے ڈر سے ہمارے خاوند کو پسند ہے۔ اور شارع علیہ السّلام نے ہر گناہ سے پاک ہونیکے واسطے علیحدہ علیحدہ علاج مقرر کیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اُسکو چاہیئے کہ کفارہ قسم کا موافق حکم شارع کے بجالاوے۔ اگر اُس کے بدلے کوئی ہزار رکعت نماز پڑھے یا مسجد بناوے یا مسجد بناوے قسم کا کفارہ ادا نہوگا۔ اور گناہ صغیرہ کا ہمیشہ کرنا بھی دِلکو سیاہ کر دیتا ہے اس لئے کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوتا ہے سو کوئی نورِ ایمان رکھتا ہے وُہ خوب جان رکھے کہ جو گناہ کرنے یا دیکھنے یا سُننے یا خیال کرنیکا اس سے صادر ہوتا ہے اسمیں اسکا ایمانی مرتبہ ناقص ہو جاتا ہے اور اللہ کے دُشمن سے اور اُس کے بُرے مکان سے نزدیکی کا سبب ٹھیر جاتا ہے۔ وُشمن اُس کا شیطان اور برا مکان اُسکا دوزخ ہے اور اُس کے دوست اور اُس کی رضامندی کے مکان سے دُوری کا واسطہ ہو جاتا ہے۔ دوست اُس کا پیغمبر علیہ السّلام اور رضامندی کا مکان بہشت + اور سمجھنا چاہیئے کہ توبہ کہتے ہیں اُسکو کہ باز آوے آیندہ کے گناہوں سے اور اس سے چھوٹنے کی تدبیر کرے۔ اور گذرے گناہوں پر پشیمانی کھینچے۔ اور علامت اُسکی ہمیشہ غم اور اندوہ میں کاٹنا اور اپنے احوال پر گریہ وزاری کرتے رہنا۔ اے میرے بھائیو اگر تمہارا لڑکا بیمار ہو اور کافر طبیب تم سے کہے کہ یہ بیماری سخت ہے ہلاک ہونیکا اندیشہ ہے تو کسقدر تمہاری جان میں بیقراری فکر لاحق ہوگا کہ تم کو کھانا سونا حرام ہو جائیگا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اپنا نفس زیادہ عزیز ہے فرزند سے اور اللہ اور رسول زیادہ سچے ہیں کافر طبیب سے اور عاقبت کی خرابی کا ڈر فرزند کی موت سے زیادہ ہے اور اللہ کا غضب نافرمانی کے سبب زیادہ ہے موت کے ڈر سے بیماری کے

کے باعث جو شخص ان باتوں کا لحاظ نہ کرے اور گناہوں سے باز نہ آوے تو یقین جانو کہ اُس کے ایمان نے گناہ کی بیماری سے نجات نہیں پائی۔ جتنی گناہوں کی آگ بھڑکیگی اُتنا ہی اثر اُس کے ایمان کے جلانے میں زیادہ ہوگا ٭

پھر واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک حقتعالیٰ کا جیسے نماز نہ پڑھنی۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنی وہ معاف ہوتا اُس طریق سے جو اُوپر بیان کیا گیا۔ اور دوسرا حق العباد جیسا کسی کا مال چوری سے لینا یا غصب یعنے زبردستی بغیر حق کے لینا یا کسی پر ظلم کرنا۔ دُکھ دینا۔ قتل کرنا۔ وغیرہ ان گناہوں سے بدوں ادا کئے اس مال کے یا بدلہ دئے یا بغیر راضی کئے مدعی کے مخلصی نہیں ٭ امام غزالی رحؒ نے کیمیاے سعادت میں لکھا ہے کہ توبہ کرنیوالے کو آٹھ کام کرنے چاہئیں۔ چار کام تو دل سے علاقہ رکھتے ہیں۔ (۱) توبہ کرنا دل کی مضبوطی سے (۲) آئندہ کو ہرگز اُس کام کا قصد نہ کرنا (۳) اُسکی بازپرس سے ڈرتے رہنا۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی جناب سے عفو کی اُمید رکھنا ٭ چار کام جسم سے علاقہ رکھتے ہیں (۱) وضو کر کے دو رکعت نماز دل سے متوجہ ہو کر ادا کرنی (۲) پھر ستر مرتبہ استغفار پڑھنی (۳) پھر سو بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھنا (۴) اپنے مقدور کے موافق کچھ صدقہ دینا اور ایک روزہ رکھنا ٭ غور کرنیکی جگہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونیکے ہر روز ستر بار استغفار پڑھتے تھے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز سو بار استغفار کرتے تھے۔ کما ورد یاایھا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ (رواہ مسلم) اے آدمیو توبہ کرو۔ رجوع لاؤ اللہ کیطرف تحقیق میں توبہ کرتا ہوں اللہ کیطرف ہر روز سو بار۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت کا توبہ کرنا اُمت کے غم و اندوہ سے تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے اول اور آخر کے حال سے خبردار تھے۔ اُن کے حق میں استغفار اور آمرزش گناہوں کی چاہتے تھے۔ اور بعض نے اس حدیث کی تاویل اسطرح کی ہے۔ کہ حضرت کا اپنی کی صلاحیت میں مشغول ہونا اور اُن کی بہتری کے کاروبار میں مصروف رہنا جیسے وعظ اور نصیحت اور تعلیم احکام شرع اور اپنے کھانے پینے اور اپنے متعلقوں کیساتھ مصروف رہنے اور اعدائے دین سے مقابلہ اور مناظرہ اور مقاتلہ کے بندوبست کرنے میں جسقدر اوقات جناب کے صرف ہوتے تھے تو ان کاموں کو اس عالیمقام اعلےٰ سے جو اللہ تعالےٰ کیساتھ تفرد ہوتا تھا اور قلب آپکا ماسوے اللہ سے خالی ہو جاتا تھا۔ گناہ سمجھکر استغفار فرماتے تھے اگرچہ وے کام فرمان ہی کے تھے مگر وہ جمعیت

اور حضور جو اعظم عبادت ہے اسمیں کہاں۔ اور حضرات صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ یہ صورت ترقی انوار کی ہے کہ آپ کے قلب میں ہر ساعت اس نور کی ترقی ہوتی تھی اور مرتبہ قرب کا بڑھتا جاتا تھا تو پچھلی مرتبہ پر اسے حجاب سمجھکر استغفار فرمایا کرتے تھے۔ اور اگلے مرتبہ پر شکر بجالاتے تھے اسیطرح درجے بڑھتے جاتے تھے۔

مؤلف - اس حدیث میں رسول مقبول صلعم نے اپنی اُمت کو توبہ ترغیب دلائی۔ عبرت کا مقام ہے جب نبی علیہ السلام باوجود اس شان وشوکت کے معصوم ہوکر ہر روز سو بار توبہ کرتے تھے۔ پس وہ شخص جسکا اعمال نامہ پے در پے گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے کیونکر رات دن توبہ نہ کرتا رہے۔ اس تقریر سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی۔ کہ جو شخص معاصی پر جما ہوا ہے وہ ایمان کامل نہیں رکھتا ہے۔ بلکہ ایمان کے باب میں ناقص ہوتا ہے اس لئے کہ گناہوں کی ترک بدوں صبر کے خیال میں نہیں آتی۔ اور صبر بدوں خوف کے میسّر نہیں ہوتا۔ اور خوف پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک گناہوں کا بڑا ہی ضرر یقین نکرے اور گناہوں کے ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کے نہیں ہوتا۔ پس جو شخص گناہوں سے باز نہ آوے اور گناہوں میں رات دن جما رہے تو گویا اُس شخص نے خدا اور رسول کی تصدیق نہیں کی۔ ایسے شخص پر مرتے دم بڑا ہی خوف ہے اور یہ وقت اسپر سخت دشوار ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ اسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگا دیوے۔ اور اسکا انجام بدخاتمہ پر ہووے۔ اور ہمیشہ کے واسطے جہنّم میں پڑا رہے۔ اعاذنا اللہ۔ اَے میرے بھائیو! تم ہمیشہ اللہ اور رسول کی اطاعت میں رہکر ہوائے نفسانی اور وسوسہ شیطانی کو اپنے دلمیں راستہ نہ دیا کرو کیونکہ یہ نفس تو بنی آدم کا دشمن ہے۔ تمکو راہ راست سے جھٹلاتا ہے تاکہ وہ اپنے ساتھ دوزخ

عن ابن عباس رض ان رسول اللہ صلعم ذکر باب التوبۃ فقال عمرؓ یا رسول اللہ ما باب التوبۃ فقال النبی صلعم باب التوبۃ خلف المغرب لہ مصراعان من ذھب مکلان بالدر والیاقوت ما بین المصراع الی المصراع الاٰخر مسیرۃ اربعین عاما للراکب المسرع وذالک الباب مفتوح منذ یوم خلق اللہ تم خلقا الی ھبیحۃ لیلۃ طلوع الشّمس من مغربھا واذا تاب لعبد من عباد اللہ توبۃ نصوحًا الا دخلت تلک التوبۃ فی ذلک الباب ؎ توبہ کن مردانہ سر آور براہ!

کہ فمن یعمل بمثقال یرہ	در فسونِ نفس کم شو غرّہؔ	کافتاب حق نپوشد ذرّہؔ
توبہ را از جانب مشرق درے	تا قیامت باز باشد بر ورے	تا ز مغرب بر زند سر آفتاب
باز باشد آن درا روئے متاب۔	ہست جنت را ز رحمت ہشت در	یک در توبہ ست زان ہشت ای پسر
آن ہمہ گہ باز باشد گہ فراز	وان در توبہ نباشد جز کہ باز	ہین غنیمت دان کہ در باز ست زود

میں کھینچ لیجائے۔ اب ہر مومن پر واجب ہے کہ نفس شیطان کا دل سے خیال دُور کرے اور اُسکو اپنا دشمن سمجھے۔ کما ورد اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا یعنے تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اُسکو دشمن سمجھو ؂

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحہ نے فرمایا کہ بنی آدم کے چار دشمن ہیں اور انمیں سے ہر ایک کیساتھ لڑنا واجب ہے۔ **ایک** تو دُنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اِس دغاباز کے دھوکے میں نہ آوے۔ اور اِس چار روزہ زندگی پر مغرور نہ ہو جائے کما ورد قال اللہ تعالےٰ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا یعنے حق سُبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا تم کو نہ بہکاوے دُنیا کا جینا ؂ **دُوسرا** دُشمن تیرا شیطان جنی ہے سو اس سے خدا کی پناہ مانگتا رہ اور ہمیشہ اَعُوذ اور لاحول کا وِرد رکھا کرو کہ اَعُوذ پڑھنے سے شیطان الجن انسان سے بھاگ جاتا ہے **تیسرا** دشمن تیرا شیطان الانس وُہ شیطان جو بصُورت انسان ہے۔ سو اس شیطان الانس سے بہ نسبت شیطان الجن کے بچنا زیادہ دشوار ہے۔ اس لئے کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہے اور اِن سے شیطان تو تیرا رفیق بدہوتا ہے اسکا اغوا ظاہر کھلم کھلا آمنے سامنے ہوتا ہے۔ ہردم وُہ مردود یہی تلاش رکھتا ہے کہ کسیطرح تجکو تیری وضع سے ڈگا دے۔ کما ورد ؂

رخت آنجا کش بکوری حسود	وزید لہ آموز کادم ورگنا	خوش فرود آمد بسوئے مانجا	چون بدید آن عالم اسرار را
بروو یا استاو استغفار را	ربنا اناظلمنا گفت وبس	چونکہ جاندار ان بدید پیش ولیں	عن عبد اللہ بن عمر رضہ

قال ادم علیہ السلام یارب انك سلطت ابلیس علی ولا انستطیع ان امتنع منہ الابك قال اللہ تم یا ادم لا یولد لك ولد الا وکلت علیہ من یحفظ من مکر ابلیس علیہ اللعنۃ ومن قرناء السوء قال یارب زدنی قال الحسنات عشرۃ وازید والسیئۃ واحدۃ وامحوھا قال یارب زدنی التوبۃ مقبولۃ مادام الروح فی الجسد قال یارب قال یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وحشی مکہ کے رہنیوالے جس نے حضرت امیر حمزہ رضہ کو شہید کیا تھا۔ اُسنے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ یا رسُول اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں کفر سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو جاؤں مگر مجکو اس آیت فیض ہدایت نے والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالك یلق اثاما اس دولت سے محروم کر رکھا ہے اس لئے کہ میرے سے یہ تینوں کام سرزد ہو گئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہے یا نہیں۔ جب آنحضرت نے وحشی کا خط پڑھا تو اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے آئے الا من تاب وعمل صالحا فاولٰئك یبدل اللہ سیئاتھم حسنات۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے اس آیت کے مضمون سے وحشی کو اطلاع دیدی۔ وحشی نے اس فرمان کے مضمون سے خبر پاکر آنحضرت کی خدمت میں مکرر عرض کر بھیجی کہ یا رسول اللہ اس آیت میں بھی عمل صالح کی شرط ہے اور ساری عمر میں کوئی عمل میرے سے صادر نہیں ہوا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر مادون ذالك لمن یشاء۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو لکھا کر وحشی کیطرف روانہ کیا۔ جب وحشی نے اس آیت کے مضمون کو سمجھا تو آنحضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ اس آیت میں بھی من یشاء کی شرط ہے۔ نہیں معلوم کہ میں من یشاء کے زمرہ

من المتقدمین انک تستعیذ باللہ من الشیطان الرجیم فینصرف واما شیطان الانس فلا یبرح حتی یوقعک فی المعصیۃ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہے تو وہ ٹلجاتا ہے۔ لیکن شیطان بصورت انسان وہ کمبخت معصیت میں ڈالے بغیر نہیں ٹلتا ہے اسیواسطے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری اُمت کے ایماندارو سوائے مومن کے کسی کے پاس مت بیٹھو اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار کے کوئی نہ کھائے پائے ؎

مؤلف اس حدیث میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدکاروں کی ہمنشینی اور ملنے جُلنے سے اسواسطے ڈرایا ہے کہ ہمنشینی اور میل ملاپ میں الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ضرور ہے کہ موافق ارشاد نبی علیہ السلام کے کہ آدمی دوست کے دین پر اُٹھیگا جب یہ امر ثابت ہے تو ہر ایک آدمی کو غور کرنا لازم ہے کہ کیسے دوست سے دوستی کرتا ہے حالانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ دنیاوی دوستوں کی بابت فرما چکا ہے کما ورد الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین جتنے دوست ہیں اُسدن دشمن ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ خدا سے ڈرنیوالے پرہیزگار اُسدن اپنے دوستوں کی خیرخواہی کر کے ان کی شفاعت کرینگے اور اُن کو عذاب الٰہی سے چھڑائیں گے بلکہ اپنے ساتھ بہشت میں لیجائیں گے۔ اور جن لوگوں نے عالم دنیا میں بدکرداروں سے بباعث اُن کی دولتمندی یا حکومت کے لحاظ سے اُن کیساتھ محبت کا رابطہ پیدا کیا اور ان کی راہ ورسم پر چلتے رہے۔ بیشک وہ قیامت کے دن جب عذاب میں گرفتار ہونگے تو یہ کہیں گے کما ورد یاویلتی

بقیہ صفحہ ۳۷ میں داخل ہوونگا یا نہیں اور وہ حاکم حقیقی مجکو بخشے گا یا نہیں۔ جب آنحضرت صلعم نے وحشی کے عذرات سُنے اور ہنوز اُس کے جواب میں متامل تھے کہ اچانک حضرت روح الامین یہ آیت لے آئے۔ قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت وحشی کے پاس بھیجدی۔ وحشی مارے خوشی سے چھلانگیں مارتا ہوا مدینہ شریف میں آکر مشرف باسلام ہو گیا اور حضرت کے صحابہ میں داخل ہو گیا ؎

سمجھنا چاہئے کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ دُنیا جس کی مذمت خدا اور رسولؐ کر رہے ہیں وہ مال اور ملک۔ جاہ اور منصب ہے، بلکہ یہ چیزیں دنیا کا اسباب اور سامان ہیں دُنیا وہ چیز ہے جو تجکو یاد الٰہی سے ہٹا دیوے۔ یعنی آدمی کو آدمیت سے نکال کر حیوان مطلق شہوت پرست بنا دیوے۔ مثلاً جب کسی شخص کو خدا تعالیٰ مال و دولت سے مالا مال کر دیتا ہے تو تمام ملا اعلےٰ کے رہنے والے بنظر غور اسکی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھئے یہ حضرت انسان اس دولت خداداد کیساتھ کیا کیا کام کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے کسی کو تلوار پہنا دی اُس تلوار سے جہاد بھی ہو سکتا ہے اور ناحق خون کرنا ممکن ہے۔ جس سعادتمند نے اس دنیا کے اسبابوں کو نیک کاموں میں صرف کیا تو یہ جس مال اسکا نعم المال اور صالح ہو جائیگا

لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لیت بینی وبینک بعد المشرقین یعنے اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میںنے فلانے کی دوستی کسی طرح میرے تیرے درمیان فرق ہوتا مشرق مغرب کا تو میں تیری صورت نہ دیکھتا اور تیرے ساتھ میل ملاقات نہ کرتا تیری صحبت نے مجکو اسدرجہ تک پہونچایا۔ اے میرے بھائیو انسان کا دوست اور یار وہی ہے کہ آخرت کی بھلائی میں سعی کرے۔ اگرچہ اسمیں دُنیا کا ضرر ہو جائے۔ اور دشمن وُہ ہے جو آخرت کو خراب کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا فائدہ ہو اس میرے بیان کے مطابق ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ دوستی ایسے شخص سے کرے جس کے دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اسکی صلاحیت اور تقوےٰ معلوم ہو اس لئے کہ آدمی قیامت کے دن بموجب ارشاد حضرت سید الکائنات علیہ التحیات والصّلوٰت المرء مع من احب اپنے محبوب کیساتھ ہوویگا اگر اسکا محبوب اہل دیانت اور متقی اور پرہیزگار اور اللہ اور رسول کا فرمان بردار ہوگا تو وہ عاشق بھی اُسیکے ساتھ روز قیامت کے اُٹھایا جاویگا۔ اور اگر اسکا رفیق دُنیادار فاسق فجار مخالف کردگار اور منکر رسالت حضرت سید ابرار ہوگا تو وُہ بھی انہی کے زمرہ میں سے محشور ہوگا۔ مگر بعض ہمارے بھائی اس امر عظیم کے مدعی ہیں اور برملا کہدیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اللہ اور رسُول کے فرمانبردار ہیں اللہ کی توحید کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اُس کے رسُول کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ جب ہم اللہ اور رسُول کی محبّت رکھتے ہیں تو ہم بھی اس حدیث نبویؐ کے مصداق ٹھیرے۔ بھائیو اگر تم بنظر غور دیکھو تو یہ تمہارا صرف دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے۔ جب تک تم اللہ اور رسول کے حکموں کی تعمیل نہ کروگے تب تک تمہاری محبت سچّی نہیں مانی جائیگی۔ کما ورد عن الحسن البصری لا یغرنکم ظاھر قولہ علیہ السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا الابرار الا باعمالکم فان الیھود والنصاریٰ یحبون انبیاءھم ولا یکونون معھم یوم القیمۃ انتہیٰ امام حسن بصریؒ نے فرمایا اے لوگو اس حدیث کے ظاہر معنوں پر نہ بھُولنا کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ بیشک تم بدوں اعمال کے ابرار کیساتھ نہیں ملسکتے ہو اور قیامت کے دن اُن کے گروہ کیساتھ نہیں

بقیہ ص۳۸ اور قیامت کے دن اُسکا مددگار رہیگا اور جس بدبخت نے اس مال کو بُرے کاموں میں خرچ کیا مثلاً شراب خواری اور زناکاری وغیرہ تو یہ مال قیامت کے دن اُس دولتمند کے لئے سلاسل اور اغلال آتشی بنکر اس کے گلے میں پڑ جائیگا۔ غرض یہ ہے کہ دُنیا وُہ چیز ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی یاد سے وُہ پھیندے جیسے کہ حضرت مولانا نے فرمایا

چیست دنیا از خدا غافل شدن	نی قماش و نقرہ و فرزند و زن۔	مال را کز بہر دین باشی حمول	نعم مال صالح خواندش رسُول
آب در کشتی ہلاک کشتی است	آب اندر زیر کشتی پشتی است	چونکہ مال و ملک را از دل براند	زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند
	مال تخم است بہر شورہ منہ	راہ دست ہر مطہ	

اٹھائے جاسکتے ہو اس لئے کہ قوم یہود و نصارے خذلہم اللہ تعالیٰ اپنے انبیا کو محبوب رکھتے ہیں
بلکہ فرط محبّت سے انکو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں روز قیامت کے ہرگز ہرگز اُن کیساتھ نہونگے
حضرت امام حسن بصری رح کے قول سے اشارتاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محض زبانی محبت بدوں
موافقت اعمال کے مفید نہیں یعنے جب تک محب اپنے محبوب کے اعمال کی موافقت نہ کریگا تب تک
اُس کے دعوے کی تصدیق نہوگی اسیواسطے حضرات انبیا اور اولیاء اور صلحاء کی تعظیم اور
محبت جب ہوتی ہے کہ ان کے حکموں کی اطاعت کرے۔ محب پر لازم ہے کہ اُن کے اعمال صالحہ
اور درستی اخلاق وغیرہ کی اقتدا کرے اور ان کا سا طریق اختیار کرے اس لئے کہ جو شخص انکی
اطاعت اور پیروی کریگا اور ان کے حکموں کی تعمیل اپنے لازم سمجھیگا اور انہیں جیسے اپنے
اخلاق پیدا کرلیگا اور اپنے معاملات دینی اور دُنیاوی میں اپنے رسُول کی شریعت کو سب
قوانین پر مقدم سمجھکر فیصلہ کریگا تو اُس کے اسلام کی تصدیق اور انکو ثواب کی زیادتی کا باعث
ہوجاویگا۔ کما ورد قال علیہ السلام من دعیٰ الی ھُدًے کان لہٗ من الاجر مثل اجور من تبعہ
لاینقص ذلک من اجورھم شیئًا فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کو ہدایت
کرے تو اس کو برابر ہدائت یاب ہونیوالوں کے ثواب ہوگا۔ اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہوگا
اور جس نے اپنے اللہ اور نبی اور ولی وغیرہ کی اطاعت نہ کی اور نہ پیروی کی بلکہ عمل میں اُنکے
مخالف رہا اور ان کے ہاتھ پاؤں چُومتا۔ اور جوتیاں سیدھی کرتا رہا اور تملق اور خوشامد سے
پیش ہوتا رہا۔ اور دیکھکر تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا رہا۔ بھائیو! یہ ساری باتیں تعظیم اور محبّت
میں داخل نہیں بلکہ اس کمبخت نے اپنے ساتھ ان کو بھی ثواب سے محروم رکھا۔ پھر اس میں
کیا محبت و تعظیم ہوئی۔ اعاذنا اللہ من ہذہ المحبّۃ الکاذبۃ + اے میرے بھائیو جو شخص ہر دم
اور ہر آن میں عبادت اور حق پرستی کے راستہ پر قدم رکھتا ہے اور اپنے اللہ اور رسُول کے حکموں کی
تعمیل میں اپنے اوقات کو صرف کرتا ہے اور ایکدم انکی اطاعت سے آرام نہیں پاتا ہے یہ امر
اُسکے شوق قلبی اور سچے اعتقاد پر قوی دلیل ہوسکتا ہے اور اہل حق اُس شخص کے حق میں
یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ آدمی سچّا ایماندار ہے کہ طغیان عصیان سے بھاگ کر اپنے رب الوُدود
کی عبادت میں سرگردان لگا رہتا ہے۔ اور ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کا مورد یہی
شخص ہے کہ مثلاً نماز اور نماز کے احکام کا بجالانا اور جہاد اور جہاد کے لوازم کا عمل میں لانا
اور حج اور حج کے مناسک کا ادا کرنا اسلام اور ایمان کے قبول کرلنے پر دلیل قاطع اور بُرہان

ساطع ہے اس لئے کہ دین اور دینیات کا مدار نیک افعال اور حسن اعمال پر موقوف ہے کما ورد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادۃ ربہ احدا۔ یعنے جو شخص اپنے رب کو ملنا چاہے اُسکو چاہئے کہ وُہ نیک عمل کیا کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناوے۔ اور اعمال صالحہ اعتقاد کی فرع ہے جبتک درستی اعتقاد کی صُورت پذیر نہیں ہوتی تب تک صدور اعمال حسنہ کا ہرگز متوقع نہیں۔ اس لئے کہ فرع کا وجود بدوں اصل کے موجود نہیں ہوسکتا ہے یعنی جو شخص اپنا عقیدہ درست رکھتا ہے اور دل وجان سے اسلام کو قبول کرتا ہے وُہی شخص اللہ اور رسُول کے احکام بجالاتا ہے۔ اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُم قالوا بَلٰی کے دعوے کو سچّا کر دکھاتا ہے۔ کما قال مولٰنا فی المثنوی الشریف:۔

ما درین دہلیز قاضیٔ قضاء	بہر دعوے اَلَسْتیم و بلٰے
کہ بلٰے گفتیم آن راز امتحان	قولِ و فعلِ ما شہود ست و عیان
این نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ	ہم گواہی دادن است از اعتقاد
این زکوٰۃ مال و ترکِ این حسد	ہم گواہی دادنست از سرّ خود
فعل و قول اظہار سرّ است و ضمیر	ہر دو پیدا مے کنند سرّ ستیر
بر مصلّے مسجد آمد ہم گواہ	کہ ہمے آمد بمن از دُور راہ
این گواہی چیست اظہار نہان	خواہ قول و خواہ فعل و غیر آن
فعل و قول آمد گواہان ضمیر	زین دو بر باطن تو استدلال گیر

چوتھا دشمن تیرا نفس ہے۔ یہ سب دُشمنوں سے بدتر ہے۔ خدا کے راہ سے تمکو بہکاتا رہتا ہے کما روی عن ابن عباس رض انہ علیہ السلام قال اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك۔ حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلو میں ہے اور بیشک حق سُبحانہ وتعالےٰ خبر دیتا ہے کہ تیرا نفس تجکو خود بخود بُرائی کی بات بتا دیتا ہے اور بُرائی کے سامان تجکو سکھا دیتا ہے اور وُہ تیرا حاکم اور تو اُسکا محکوم اور وہ تیرا آمر اور تو اُسکا مامور ہوجاتا ہے۔ کما ورد ان النفس لامارۃ بالسّوٓء اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک نفس بُرائی سکھاتا ہے بڑائی کا سکھانا اور گناہوں میں مُبتلا کرنا اُسکا طریق اور عادت ہے۔ ہمیشہ انسان کو بُرائیوں کیطرف رغبت دیتا رہتا ہے اس لئے کہ اصل میں بیراہ اور جاہل پیدا ہوا ہے اور اس کا علم اور عدل عارضی

ہوتا ہے اگر اسپر اللہ کی رحمت اور اس کا فضل وارد نہووے تو یہ نفس جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہ جائے اور شیاطین کی جماعت میں بھرتی ہو جائے۔ اور ہمیشہ اُسکا یہ کام ہے کہ اپنے فرمانبرداروں کو گناہوں کیطرف کھینچتا رہتا ہے۔ اور رحمان کی مخالفت پر لگائے رکھتا ہے۔ کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کے میدان میں چلتا ہے اور بیچارہ انسان جہاں تک ممکن اسکو روک کر مواخذہ قیامت کے خوف سے منع کرتا ہے اگر انسان اسکی باگ ڈھیلی چھوڑ دے تو آدمی بھی فساد اور گناہ میں اسکا شریک ہے۔ اَے میرے بھائیو ہر ایک انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اس سرکش بچھیرے کی باگ کو اپنے قابو میں رکھے اور اس کے امر کے خلاف کو اپنا بچاؤ سمجھے اگر اُسکا فرمان بردار ہو جائیگا تو اپنے تئیں واصل بجہنم یقین کرے۔ کما قال المولوی رح

نفس مے خواہد ترا ویران کند	خلق را گمراہ و سرگردان کند
مشورت با نفس خود گر مے کنی	ہرچہ گوید کن خلاف آن کنی
گر نماز و روزہ مے فرمایدت	نفس مکار ست و مکرے زایدت
نفس را تسبیح و مُصحف در یمین	خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن	خویش با او ہمسر و ہم سر مکن
دشمن راہِ خدا را خوار دار	دزد را منبر منہ بر دار دار
در خبر بشنو تو این پندِ نکو	بَین جنبیکم لکم اعدا عدو
زین سبب میگویم اے بندہ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر
گر معلم گشت این سگ ہم سگ ست	باش ذلت نفسہ گوید رگ ست
جملہ قرآن شرح خبث نفسہاست	بنگر اندر مصحف آن حشمت کجاست

الٰہی تو مجکو اور میرے سب مسلمان بھائیوں کو راہ راست پر چلا اور نیکی کے کاموں کی راہ دکھا۔ اور نفس کی بُرائی اور شیطان کی گمراہی سے بچا۔ دُنیا کی محبت ہمارے دل سے دُور کر دے اپنی اور اپنے محبوب کی محبت سے ہمارے دلوں کو معمور کر دے امین بحرمۃ نبی الکریم

وآلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین۔

اَلْمَوْعِظَۃُ الْاُوْلٰی فِی الْعَقَبَاتِ الَّتِیْ تَتَعَلَّقُ بِالْاِنْسَانِ عِنْدَ مَوْتِہٖ

المسئلۃ الاولےٰ فی ذکر الموت۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکرھا

ذم اللذات الموت رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو تم موت کو جو لذتوں کے مٹانیوالی اور عیش اور ارام کو خراب کرنے اور توڑنیوالی ہے بہت یاد کیا کرو۔ اور اسکا خیال دل سے نہ بھلایا کرو۔

مؤلف اے میرے بھائیو! جس شخص کے بچھڑنے کا وقت موت ہو۔ اور بستر خاک اُسکی خوابگاہ ہو اور کیڑے اُس کے اُنیس ہوں اور منکر و نکیر اُس کے جلیس۔ گور اُس کا مقام اور زمین کا شکم اُس کا جائے آرام۔ قیامت اُس کے وعدہ کی جگہ۔ بہشت یا دوزخ اس کے اُترنے کی جگہ تو اسکو شایان ہے کہ بجز موت کے کسی امر میں فکر نہ کرے اور نہ کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ اور نہ اور کسی چیز کے لئے سامان بہم پہونچائے۔ اہتمام ہو تو اسی کا اور انتظار ہو تو اُسی کا۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اکثروا ذکر ہاذم اللذات۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک کسی چیز کا ذکر دل پر بار بار نہو تب تک اسکی تیاری نہیں ہو سکتی۔ اور بار بار ذکر جب ہوتا ہے۔ جب یاد دلانے والی چیزیں سُنتا رہے۔ اور جن چیزوں سے اسپر آگاہی پیدا ہو اُن کو دھیان میں رکھتا رہے۔ اس لئے ہم موت کا حال اور اُس کے آگے اور پیچھے کی باتیں اور آخرت اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کے حالات کہ ہر ایک بندے کو انکا بار بار ذکر کرنا ضروری ہے پانچ مواعظ میں بیان کرتے ہیں۔

اے میرے بھائیو! جو شخص دنیا کے کاروبار میں رات دن ڈوبا رہتا ہے اور اُس کے دھندوں میں سرگردان لگا رہتا ہے اُسکو اپنی موت کا خیال بالکلیہ دل سے جاتا رہتا ہے۔ اسیواسطے اسکو یاد نہیں کرتا۔ اگر کوئی دوسرا اُسکو یاد دلاوے اور کہے کہ بھائی آخر مرنا ہے تو اس کے قول کو بُرا جانتا ہے اور اُس کا ذکر سُننے سے نفرت کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی۔ کہا و قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یقینی وہ موت کہ تم بھاگتے ہو اُس سے اور اُسکی تمنا نہیں کرتے اور اُس کے وقوع سے کراہت رکھتے ہو۔ پس تحقیق وہ پہونچنے والی ہے یعنے ضرور تمکو آپکڑیگی۔ اور یقینی تم اُسکا مزہ چکھو گے پھر پھیرے جاؤ گے ظاہر اور پوشیدہ جاننے والی کیطرف پھر آگاہ کریگا تمکو ساتھ اس کے کہ تھے تم عمل کرتے اور ان کاموں کی مناسب جزا پاؤ گے۔ دلیل استقرائی سے ثابت ہے کہ عالم دُنیا میں تین ہی طرح کے آدمی ہیں۔ یا ڈوبا ہوا۔ یا بتدی توبہ کرنیوالا

یا عارف منتہی - اول قسم کا آدمی موت کو یاد نہیں کرتا اگر کرتا ہے تو اپنی دُنیا پر افسوس کے مارے یاد کرتا ہے بلکہ اس کے برائی کرنے لگتا ہے - ایسے شخص کو اس طرح مَوت کی یاد خدا تعالیٰ سے زیادہ دور کر دیتی ہے - اور مبتدی تائب مَوت کو اس لئے زیادہ یاد کرتا ہے کہ اُس کے دِل میں سے خوف اُٹھے اور توبہ کی منزل کو انجام تک پورا کردے - اور بعض اوقات ہیں جو اُسکو بُرا جانتا ہے تو اس نظر سے کہ کہیں پہلے توبہ کے کامل ہونے اور توشے کی دُرستی کے مَوت نہ آجائے - اس شخص کا مَوت کو بُرا جاننا حکمت سے خالی نہیں اور اس حدیث کے مضمون میں داخل نہیں کما ورد من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ اس لئے کہ یہ شخص موت کو اور خدا تعالےٰ سے ملنے کو بُرا نہیں جانتا - بلکہ اپنے قصور اور تقصیر کے باعث اسبات سے ڈرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ملاقات کہیں جاتی نہ رہے اُسکا حال اس عاشق کیطرح ہے کہ اپنے معشوق کی ملاقات میں اسوجہ سے دیر کرے کہ اس عرصہ میں معشوق کی موافق تیاری کرنیمیں لگا رہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ ہمیشہ موت کے سامان میں لگا رہے - اور تیسرا شخص عارف وُہ ہمیشہ مَوت کو یاد کیا کرتا ہے اس لئے کہ مَوت پر وعدہ ملاقات حبیب ہے اور عاشق اپنے معشوق کے وعدۂ وصال کو کبھی نہیں بھُولتا - ایسا شخص اکثر مَوت کی جلدی کیا کرتا ہے - اور اُس کے آنے سے خوشحال ہوتا ہے تاکہ گناہگاروں کے مقام سے رہا ہو کر رب العالمین کے پڑوس میں جا پڑے اس دار ناپائدار سے رحلت کر جانا اُسکو ناگوار نہیں گذرتا ہے - جیسے مولانا رح فرماتے ہیں

تلخ نبود پیش ایشان مرگِ تن	چون روند از چاہ وزندان در چمن
تلخ کے باشد کسے راکش برند	از میان زہر ماران سوئے قند
رُوح سلطانی ززندانی بجست	جامہ چہ دریم وچہ خایم دست
رفت آن طاؤس عرشی سُوی عرش	چُون رسید از ہاتفانش بوئے عرش
سُوئے شادروانِ دولت تاختند	کُندہ وزنجیر را انداختند
انبیا را تنگ آمد این جہان	چون شہان رفتند اندر لامکان
آن توئی کہ بے بدن داری بدن	پس بترس از جسم وجان بیرون شدن
گر نخواہد بے بدن جان تو زیست	فی السماء رزقکم روزی کیست
گر نخواہد زیست جان بے این بدن	پس فلک ایوان کہ خواہد شدن
ہر روزی مرگ این دم مردہ باش	تا شوی باعشق سرمد خواجہ تاش

اَے میرے دینی بھائیو! عالم کے سارے علماء اور حکمائے نزدیک یہ امر روشن ہے کہ آدمیوں کی زندگی کا لباس مستعار اور ان کی عمر کی بنیاد ناپائدار ہے۔ کما قال المولوی قدس سرہٗ

گنج امان نیست درین خاکدان	مغز وفا نیست درین استخوان
وانچہ درین مائدہ خرگیست	کاسۂ آلودہ و دست تہی ست
ہر کہ از خورد وہانش بدوخت	وانکہ از و گفت زبانش بسوخت

اس جہان ناپائدار کی گلزار کیساتھ خار۔ اور اسکی شراب کے پیچھے خمار۔ اور اسکا گنج سراسر رنج۔ اور اسکی مسرت کیساتھ مضرت اور اس کے نوش کے پیچھے نیش۔ غرض اس چمن کے ہر ہر پھول کیساتھ ہزار ہزار خار لگے ہوئے ہیں

جہان برا ہر گلے بر نوک خار ست	خرابی از پئے ہر نو بہار ست
وصال غنچہ بے خار جفا نیست	چراغ لالہ بے باد فنا نیست
جہان گر گنج دارد مار با اوست	اگر خرما نماید خار پا اوست
گر از وے لطف جوئی قہر یابی	وگر تریاق خواہی زہر یابی
ز سروے در چمن بینم نہ شمشاد	کہ او از ارۂ دہر ست آزاد

کوئی سیدھے قد والا سرو اس دُنیا کے چمن میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس کو موت کے ارہ نے خاک ہلاک پر نہ ڈالا ہو۔ پس اے غافلو جاگو اور ہوش میں آؤ کہ موت ہر دم تمہاری گھات میں لگ رہی ہے۔ اور غفلت میں رات کو دن کرنیوالو اپنے کانوں کو کھولکر میری بات کو سُنو۔ کہ تمہاری حاضری حضرت رب العالمین کی بارگاہ میں ہونیوالی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی خاقان اور امیر۔ سلطان اور وزیر۔ منشی اور دبیر۔ غنی اور فقیر۔ جوان اور پیر۔ عالم جاہل۔ ناقص کامل۔ موحد۔ ملحد اس بلا کے قبضے اور پنجہ سے خلاصی پائیں گے اور لطف یہ ہے۔ کہ زیر زمین ہوکر سب کے سب برابر ہو جائیں گے

در بارگاہِ حشر چہ سلطان چہ بینوا	بر آستان مرگ چہ دربان چہ بادشاہ

اگر اس جہان میں کسی کو ابدی زندگی میسر ہوتی۔ تو یہ بے بہا اور قیمتی خلعت زندگی کا حضرات انبیاء کے قامت با استقامت پر راست آتا۔ اور اگر اجل کسی کو مہلت دیتی تو جناب حضرت سید الانبیاء جنکی خاطر ارض وسما پیدا ہوا ہے اُن کے نام نامی پر یہ منشور لکھا جاتا۔ جل وعلا نے اس اُمت عالیہ کی تسلی اور پاسخاطر کی جہت سے حضرت رسالتمآب علیہ السلام کی زندگی کے صحیفہ

پر رقم اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کی لکھدی - اور اب کے اطمینان کے لئے خطاب مستطاب وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ یعنے اے میرے حبیب ہم نے کسی بشر کے لئے دُنیا میں ہمیشہ رہنے کیواسطے حکم نہیں دیا اور جملہ انبیا اور ازکیا اور اولیاء اور اصفیا وغیرہ جو تیرے پہلے تھے سبنے موت کا شربت پی لیا - اور جانگداز آواز قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ کا اُن کو سُنا دیا اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ اے میرے حبیب کیا اگر تو دنیا سے چلا جائے تو یہ اور لوگ باقی رہیں گے - نہیں نہیں - بلکہ بحکم كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سب کے سب اپنی اپنی باری دنیا سے چل جائیں گے ۵

1	گیرد قرار در رحم خاک عاقبت	بر نطفۂ کہ آمدہ از صلب آدم است
2	کاخ فلک پرست ز ذکر گذشتگان	لیکن کسیکہ گوش کند این صدا کم است
3	ولو انکان انسان یدوم بقاؤہ	لما مات خیر المرسلین محمدؐ

عَنْ عبداللہ بن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی فقال کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل وکان ابن عمر یقول اذا اصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من صحتك لمرضك ومن حیاتك لموتك (رواہ البخاری) عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے دونو بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا کہ اے ابن عمر تو دُنیا میں مسافر کیطرح بود و باش رکھا کر یا اپنے تئیں ایک رہگذر و مسافر کی طرح سمجھ اور آپ کو اہل قبور کے رہنیوالوں سے شمار کر اور حضرت ابن عمر ہمیشہ یہی فرماتے اور تاکید کرتے تھے اور کہتے تھے - کہ اے بھائیو جب تمہارے پر صبح طلوع کرے اور تم صبح کو پالو تو رات کی انتظاری نہ کیا کرو - اور جسقدر کام تمہارے متعلق ہیں ان کاموں کو اس موجودہ وقت میں ادا کر لیا کرو - اور جب تم رات کو پالو تو صبح کی انتظاری نہ کیا کرو - اور جتنے احکام الٰہی فرض واجب - سنت - مستحب جنکا ادا کرنا تمہارے پر لازم ہے ان سے فارغ ہو جایا کرو - اس لئے کہ نہیں معلوم تم صبح کو جیتے اٹھو گے یا نہیں - اور صحت کیحالت میں اپنے لئے توشہ جمع کر لو شاید کسی وقت بیماری طاری ہو جائے تو اُسوقت تم لاچار ہو جاؤ گے اور ادائے حقوق سے رہ جاؤ گے - اور اپنی زندگی کیحالت میں اپنی موت کی آسانی کیواسطے سامان جمع کر رکھو اور نیک اعمال کرنیکو غنیمت سمجھو اور ایسی نعمت جو خدا تعالےٰ نے تمکو عنایت کی ہے اُسکو رائگان ہاتھ سے نہ دو - اور اپنی قبر کا توشہ اپنی ہی کمائی سے ساتھ لیچلو - پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئیگا - ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں - اور دُنیا کے

مصائب سے تنگ آکر اپنے مرنیکے لئے دعائیں نہ مانگا کرو۔ کما ورد لا یتمنی احدکم الموت اما محسنا فلعلہ ان یزداد خیرا واما مسیئا فلعلہ ان یستعتب (رواہ البخاری) ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ کوئی تمہارے میں سے اپنی موت کے لئے تمنا نہ کیا کرے اگر وہ شخص نیکوکار ہے تو اُسکی نیکیاں بڑھتی جائینگی اور اگر وہ گنہگار ہے تو شاید وہ اللہ کے راضی رکھنے کیواسطے تائب ہو جائے۔ اے میرے بھائیو! اس سخت گھاٹی کے سوا انسان کے گذرنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ حضرات انبیاء اور اولیاء شاہ وگدا اسی گھاٹ سے گذر کر اپنے مولے کے ابدی ملک میں جابسے اگر انسان لاکھہا بلکہ کروڑہا ملکوں کا حاکم ہووے۔ جب اس گھاٹ پر پہنچتا ہے تو اُسکا زور پیش نہیں جاتا ہے۔ بلکہ وہ عاجز اور غریب ہوکر اُس گھاٹ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے خادم نوکر چاکر اپنے بیگانے اُسکا یہ حال دیکھکر عالم حیرانی میں رہ جاتے ہیں کسی کو اُف کرنیکا امکان نہیں۔ تم نے حضرت سُلیمان اور داؤد علیہ السّلام کا حال اکثر کتابوں میں دیکھا ہوگا اور اُنکی سلطنت کی شان وشوکت اور اُنکی مشرق اور مغرب تک بادشاہی کرنیکا بیان سنا ہوگا۔ وے بھی باوجود اس سلطنت اور حکومت کے اس موت کے پنجہ سے نہ چھوٹے جتنی خلقت پیدا ہوئی اور ہوگی اس موت کے گھاٹ سے گذری اور گذریگی۔ رباعی

جہان جام وفلک ساقی اجل مے
خلائق بادہ نوش مجلس وے

خلاصی نیست اصلاً ہیچکس را
ازین جام وازین ساقی ازین مے

دوسری فصل سکرات موت میں۔ اے میرے بھائیو! سکرات موت کی شدت کا بیان تحریر وتقریر سے باہر ہے بلکہ جسقدر قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے اُس کا بھی عشر عشیر بیان سے باہر ہے کہ اس بارے میں گوناگون روائتوں اور بوقلمون حکایتوں سے حدیث کی کتابیں مشحون ومخزون ہیں اور سوائے اعتماد قرآن اور حدیث اسکی کماینبغی حقیقت دریافت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ سکرات متعلق بالموت ہے اور بعد موت کے حیات نہیں جو بیان واقعی معلوم ہو۔ ہاں علامات اور آثار کسی قدر دریافت کر سکتے ہیں۔ اور وہ علامات آفات سماوی اور مصائب دنیاوی جیسے کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاویں یا آنکھ۔ ناک میں گرم سیخ زور سے بھونک دیجاوے۔ یا تلوار نیزہ بدن مارنے سے جسقدر قلب کو قلق اور اضطراب ہوتا ہے اُسکی نسبت ہزار چند موت کی شدت زیادہ ہونیکو عقل تجویز کر سکتی ہے۔ کیونکہ جب بعض بدن کے صدمہ سے قلب کو اتنا قلق اور اضطراب ہووے تو روح کو کل بدن

ادر قلب سے نوچ گھسوٹ کر نکالتے میں کسقدر صدمہ اور قلق متحقق ہے۔ یہ امر عیان ہے۔

ندیدۂ کہ چہ سختی رسد بجان کسے	کہ از دہانش بدر سگنند دندانے
قیاس کن کہ چہ حالت بود در آن ساعت	کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا والذی نفسی بیدہ لالف ضربۃ بالسیف اھون علی من موت علی فراش (اخرجہ ابوالدنیا کذا فی شرح الصدور) اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لمعالجۃ ملک الموت اشد من الف ضربۃ بالسیف * ہر آئنہ معالجہ ملک الموت کا تلوار کی ضرب سے ہزار بار شدید تر ہے (اخرجہ الخطیب فی التاریخ) سیکڑوں ہزاروں روائتیں اس مضمون کی موجود ہیں۔ سوائے اِس کے حضرت موسےٰ علیہ السّلام سے پُوچھا گیا۔ کہ آپ نے موت کو کیسا پایا۔ کہا مثل سیخ کباب کے جسمیں بہت سے کانٹے ہوں اور جو میری ہر ہر رگ و ریشہ میں گھسنے کے بعد زور سے میری پیٹ کے اندر کھینچی جاوے۔ پھر کہا گیا کہ یہ آسان ہے تم پر * روایت کیا اسکو ابوالشیخ نے کتاب العظمہ میں * اور ایک روائت میں ہے عن ابی ملیکۃ ان موسیٰ عم لما صار روحہ الی اللہ قال ربہ یاموسیٰ کیف وجدت الموت قال وجدت نفسی کالعصفور الحی یغلی علے المقلیٰ لا یموت یستریح ولا ینجو فیطیر۔ کہ حقتعالے نے حضرت موسےٰ علیہ السّلام سے پوچھا کہ اے موسےٰ تو نے موت کو کیسا پایا۔ موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو مثل اُسی زندہ چڑیا جو بریان کیجاتی ہے۔ نہیں مرتی جو اس عذاب سے چھوٹ جائے۔ نہ نجات پاتی ہے جو اُڑ جائے۔ اور بعض آدمی جو حالت نزع میں اُٹھتے اور بیٹھتے ہیں وُہ سُکرات الموت کی تلخی سے نہایت بیقرار ہوکر اُس مکان سے فرار ہونا چاہتے ہیں۔ مگر چُونکہ بیماری کے طاری ہونے سے اُنکے بدنی قوا میں ضعف ہوتا ہے بھاگ نہیں سکتے۔ مزید برآن یہ بھی ہے اس اجل رسیدہ کو فرشتے چاروںطرف سے گھیرے رہتے ہیں۔ مجبور ہو جاتے ہیں اگر یہ مُوانعات اسکو مانع نہ ہوویں تو وہ جنگلوں کیطرف بھاگ جاتے۔ کما ورد عن انس عن النبی علیہ السلام ان الملائکۃ تکنف العبد وتحتطہ ولو ذلک لکان یعدو فی الصحاری والبراری من شدۃ سکرات الموت (کذا فی شرح الصدور) اتنی طول طویل باتوں سے کیا مطلب جب ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سُکرات سے نجات نہ پائی۔ پھر دوسروں کی نجات کی کیا بات ہے۔ کما ورد عن عائشۃ قالت لا اغبط احدا یھوّن الموت بعد الذی رأیت

من شدۃ موت رسول اللہ صلی علیہ وسلم (اخرجہ الترمذی) حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں تخفیف موت کے مارے میں کسی پر غبط نہیں کرتی ہوں بعد اس کے کہ میں نے شدت موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ؛

سوال اگر کوئی کہے کہ بروائت لقمان الحنفی وغیرہ الآن ھوّن الیہ علیک بسکرات الموت تخفیف وارفق سکرات کی بھی ثابت ہے حتّےٰ کہ بہتوں کی موت بلکہ کافروں کی موت بھی تخفیف کیساتھ دیکھی ہے۔ اسکا کیا جواب ہے؟۔

جواب۔ مَیں کہتا ہوں۔ اولاً تخفیف سے سلب کلیّت تو لازم نہیں بلکہ وہ تحقیق و ثبوت پر دال ہے۔ ثانیاً ہاں لیکن سبب اِسکا یہ ہے کہ میّت یا تو بہشتی ہے یا دوزخی۔ اگر بہشتی ہے اور کوئی گناہ اُسپر باقی رہگیا ہے تو خداوند تعالےٰ اُس کے بدلے میں سُکرات کی شدّت زیادہ کرتا ہے۔ تاکہ وہ مثل مادرزاد کے بے لوث معصیت جنت میں جاوے۔ اور اگر دوزخی ہے اور کوئی نیکی دُنیاوی باقی رہگئی ہے تو خداوند تعالےٰ اُس کے عوض میں سُکرات کی تخفیف کرتا ہے تاکہ کوئی مانع و مزاحم جہنم کی نہونے پاوے۔ کما ورد عَن زید ابن اسلم قال اذا بقی علے المومن من ذنوبہ شئ لم یبلغہ بعلمہ شد د علیہ الموت لیبلغ بسکرات الموت وشدائدہ درجۃ من الجنۃ وان الکافر اذا کان قد عمل معروفا فی الدنیا ھون اللہ علیہ الموت لیستکمل ثواب معروفہ فی الدنیا ثم یصیر الی النار (اخرجہ ابن ابی الدنیا)

تیسری فصل ملک الموت کے حال اور اُس کے اعوان کے بیان میں۔

اہل حق کی رائے روشن پر واضح ہو کہ ملک الموت حضرت عزرائیل کا نام ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے۔ اسکو ارواح کے قبض کرنیواسطے اللہ تعالیٰ نے موکل کیا ہے کما ورد قولہ تعالےٰ قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ۔ کہدے اے محمدؐ اپنی امت کے لوگونکو) قبض کریگا تمہاری جانوں کو فرشتہ موت کا جو مقرر کیا گیا ہے ساتھ تمہارے ؛

روائت ہے۔ جب خالق کائنات نے موت کو پیدا کیا تو عالم ملا اعلےٰ کے رہنیوالے ملائک اُسکی آواز سنتے تھے اور اس کے مکان اور مورد سے ہرگز آگاہ نہ تھے اور ملائکہ کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ یہ حضرت کس کیخاطر پیدا کی گئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو پیدا کیا پس ملک الموت کو اسپر مسلط کیا۔ پھر ملائکہ نے عرض کی کہ اے ہمارے خالق ہمکو موت کا حال بتادے کہ موت کیا چیز ہے۔ اور اُسکا وجود ہمکو دکھادے۔ پس اللہ تعالےٰ

نے ملائکہ کی عرض قبول کر لی اور موت کے چہرے سے نقاب حجاب کا اُٹھا دیا۔ اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ تم موت کیطرف دیکھو۔ پس سب ملائک اس کے دیکھنے کیخاطر کھڑے ہو گئے۔ پھر موت کو فرمان الٰہی ہوا کہ اَے موت اپنے سارے پروں اور آنکھوں کو کھولکر ملائکہ کے رُوبرُو پرواز کر۔ پس جب ملائکہ کی نظر ملک الموت پر پڑی۔ تو پہلی ہی نظر سے غش کھا کر گئے۔ اور دو ہزار برس عالم غشی میں بیہوش پڑے رہے۔ جب ان کو ہوش آیا تو سب نے عرض کیا۔
ربنا خلقت اعظم من هذا خلقًا قال الله تعالیٰ انا خلقته وانا اعظم منه وقد يذوق منه كل خلق

نکتہ عزیزو غور کرنیکی جگہ ہے کہ ملائکہ باوجود اس عصمت اور پاکدامنی کے جنکا پیشہ عبادت اور جنکا کھانا پینا ریاضت۔ جنکا سونا اطاعت ہے اس مہیب صورت ملکوت موت کی تاب نہ لاسکے۔ پھر یہ انسان ضعیف البنیان جو رات دن اپنی نفسانی خواہشوں میں مصروف اور اپنے حوائج کے ادا کرنے میں مستغرق رہتا ہے۔ کسطرح اس حضرت کی تاب نہ لاسکے گا فضل الٰہی کے سوا اس مشکل گھاٹی سے گذرنا محال ہے۔ پھر حق سُبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اسپر تسلط کرنیکا ارشاد فرمایا۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی بای قوۃ اخذہ۔ مَیں کس قوت سے اسپر تسلط کروں مجکو اس کے قابو کرنیکی طاقت نہیں۔ اللہ قوی عزیز نے حضرت عزرائیل کو ایسی طاقت اور قدرت عطا فرمائی کہ موت کو اپنے پنجہ میں قابو کر لیا پھر موت نے عرض کیا کہ الٰہی مجکو تھوڑے وقت کے لئے اجازت عطا ہو جائے۔ تو مَیں آسمان اور زمین کے میدانوں میں مُنادی کروں۔ اللہ جل جلالہ نے اُسکو منادی کرنے کی اجازت عطا کر دی۔ پس اُسنے باواز بلند آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو سُنا دیا کہ اے غفلت میں دن کو رات اور رات کو دن کرنیوالو۔ مَیں وہ ہوں جو پیاری محبوبوں کو اُن کے عاشقوں سے جدا کر دیتی ہوں۔ مَیں وُہ ہوں جو خاوند اور بی بی میں جُدائی ابدی ڈال دیتی ہوں۔ مَیں وُہ ہوں جو ماؤں اور بیٹیوں میں تفرقہ ڈال دیتی ہوں اور مَیں وُہ ہوں جو باپ اور بیٹوں میں فصل کر دیتی ہوں۔ اور بھائی سے بھائی الگ کر دیتی ہوں۔ اور میں وُہ ہوں جو بڑے بڑے زبردست بادشاہونکو بادشاہی کے تخت سے اُتار خاک میں ملا دیتی ہوں۔ اور مَیں وُہ ہوں جس نے بڑی بڑی حویلیاں اور بڑے بڑے محل ویران کر دیئے ہیں اور اگرچہ تم بڑے بڑے مضبوط بُرجوں میں بھی ہو گے۔ تو میرے صدمہ سے نہ بچو گے۔ تم خواب غفلت سے جاگو اور میرے ساتھ ملاقات کرنیکا سامان تیار

کرلو کہ سوائے طاقت اعمال حسنہ کے میرے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا ہے تم اپنی وجودوں کو اخلاق حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ کرکے میرے سامنے آؤ۔ اور میری سکرات سے امان پاؤ۔ اور ایمان سلامت لیکر اس مشکل گھاٹی سے پار ہوجاؤ ✤

روائت ہے کہ ملکوت الموت بشکلہائے گوناگون وصُور تہائے بوقلمون متشکل ومتصور ہوکر رُوح کے قبض کرنیکے لئے آتے ہیں۔ خصوصاً مومنوں کی رُوح کے قبض کو حسین۔ اور کافروں کی رُوح کے قبض کو بشکل قبیح ہولناک بنکر آتے ہیں۔ کما ورد عن کعب ان ابراهیم عم رای فی بیته رجلا فقال من انت قال انا ملک الموت قال ابراهیم ان کنت صادقا فارنی منک اٰیته اعرف انک ملک الموت قال له ملک الموت اعرض بوجهک فاعرض ثم نظر فاراه الصورة التی یقبض بها المؤمنین قال فرای من النور البهاء شیئا لا یعلمه الا الله ثم قال اعرض بوجهک فاعرض ثم نظر فاراه فی الصورة التی یقبض بها روح الکفار والفجار فرعب ابراهیم عم رعبا حتی ارعدت فرائصه والتصق بطنه بالارض وکادت نفسه تخرج (ترجمہ) حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السّلام نے دیکھا ایک آدمی کو اپنے گھر میں۔ پس کہا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے اگر تم سچے ہو تو مجکو کوئی علامت دکھاؤ۔ جسمیں میں جانوں کہ تم ملک الموت ہو کہا اُن کو ملک الموت نے متوجہ ہو میری طرف۔ پس متوجہ ہوا پھر دیکھا تب ان صُورت سے جو مومنوں کی رُوح قبض کرتا ہے پس دیکھا نور چمکنے والا ایسے آن شان سے جسکو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ پھر کہا ملک الموت نے اے ابراہیمؑ میری طرف متوجہ ہو۔ پس ابراہیمؑ متوجہ ہوا۔ تب دکھائی اُن کو وُہ صُورت جو کفار اور فجار کی رُوح قبض کرتا ہے تب ابراہیم یہانتک ڈر گئے کہ انکی رگیں کانپ گئیں اور پیٹ اُنکا زمین پر لٹک گیا۔ اور قریب تھا کہ سانس نکلجاوے۔ (کذا فی شرح الصدور)

روائت ہے کہ جب حضرت ملک الموت کسی آدمی اجل رسیدہ پر نازل ہوتے ہیں تو اس شخص کے سامنے کھڑا ہوجاتا ہے آدمی کا نفس اُسکو کہتا ہے تو کون ہے اور تیرا کیا ارادہ ہے پس ملک الموت اُسکو کہتا ہے میں وُہ شخص ہوں کہ تم کو دنیا سے نکال دونگا اور تیری اولاد کو یتیم اور تیری عورت کو رانڈ کردونگا۔ تیرا مال ان لوگوں میں جو تو اپنی زندگی میں انکو نہیں چاہتا اور وہ تیری صورت سے بیزار رہتے تھے۔ تقسیم کردونگا۔ اور تو نے دنیا کے لالچ میں پھنسکر کوئی بھلائی اور نکوئی مالی۔ بدنی ایسی نہیں کی۔ جو آخرت میں تمہارے کام آئے

آج مَیں تیرے لینے کیواسطے آیا ہوں کہ تیرا مالک تیرا خالق تجکو بُلاتا ہے - جب آدمی ملک الموت سے یہ بات سُنتا ہے تو ایک کروٹ سے دُوسری کروٹ بدل لیتا ہے اور اپنا مُنہ دیوار کیطرف کرلیتا ہے - تو وہاں بھی موت کی صورت کھڑی ہوتی ہے - پھر آدمی اُسکو دیکھکر دُوسری طرف مُنہ کرلیتا ہے - پھر موت وہاں بھی موجود ہوجاتی ہے پھر ملک الموت اُس آدمی کو کہتا ہے کیا تم نے مجکو نہیں پہچانا - مَیں نے تو تیرے رُوبرُو تیرے والدین کی جان قبض کی تھی - اور تو دیکھتا ہی رہ گیا تھا - اور تو اُن کو میرے ہاتھ سے نہ بچا سکا - اور آج میں تیری اولاد کے سامنے ہی تیری جان کو لیجاؤنگا اور تیری کا تمہیں اس حالت میں دیکھنا تمکو کچھ فائدہ نہیں دیگا - اور میں وہ ہوں جو قرون ماضیہ کے سلاطین جو تیرے سے بڑھکر قوت اور استطاعت رکھتے تھے - ان کو نیست و نابود کردیا - پھر ملک الموت اس اجل رسیدہ سے پوچھتا ہے - اے دُنیا سے مُسافر ہونیوالے تو نے دُنیا کو کیا دیکھا - کہیگا - رَاَیۡتُھَا مَکَّارَۃً غَدَّارَۃً پھر اللہ تعالیٰ دنیا کو ایک عجوزہ کی صُورت پر پَیدا کردیگا - اور وُہ صُورت اس آدمی کے پاس آکر کہیگی - اَے بے حیا کچھ تو شرم کر کیا تو نے مجکو معطی حقیقی سے نہیں طلب کیا تھا - اور میرے واسطے در بدر شہر بشہر جھک نہیں مارتا پھرتا تھا - یا میں نے تمکو بُلایا تھا - میں نے تو کبھی تیری تلاش نہیں کی - نہ تیرے پیسے اپنے آنے کی درخواست کری - جب میں نے تمکو اپنا سچا عاشق پایا اور سمجھا کہ یہ میرا طالب میری محبت میں اسقدر دالہ ہورہا ہے کہ حلال سے حرام نہیں جُدا کرتا ہے - پھر میں نے یہ بھی خیال کرلیا تھا کہ یہ میرا طالب کبھی دُنیا میں میرے سے جدا نہیں ہونیکا پھر میں نے تمکو اپنا خلیفہ بنالیا - جب تو مجکو بلاتا تھا - جھٹ پٹ میں تیرے گھر میں حاضر ہوجاتی تھی - پس میں اب تم سے جدا ہوتی ہوں - اور تیرے عملوں سے بھی بیزاری ظاہر کرتی ہوں اب مجکو تیرے ساتھ کسی طرحکا سروکار باقی نہ رہا - پھر وُہ صُورت اُسکی نظر سے غائب ہوجائیگی - اور وُہ آدمی اپنا مال غیروں کے ہاتھ میں دیکھکر نہائت قلق میں پڑیگا - پس وہ مال اُس کے سامنے ہوکر کہیگا - اے عاصی تو نے حق ناحق یکساں جانکر مجکو حاصل کیا اور حق مساکین اور فقرار کا ہرگز میرے وجود سے ادا نہیں کیا اب دیکھ کہ میں تیرے ہاتھ سے نکلکر تیرے غیروں کے ہاتھ میں جاتا ہوں - مگر بڑا افسوس ہے کہ تو نے مجکو اپنی زندگی میں ایسا ذلیل اور خوار کیا ہے جنکے بیان سے زبان قاصر ہے - کبھی تو اپنی اولاد کی شادیوں میں مجکو کنجروں کے حوالہ کیا - اور کبھی شیطانی دعوتوں میں صرف کیا اور کبھی آتشبازوں

کے حوالہ کرکے اپنے دین کے کھلواڑہ کیطرح مجکو بھی آگ میں جلوا دیا۔ اور خدا کے حقوق جو تمہارے پر صدقات زکوٰۃ لازم ہے۔ سب کے دینے میں تو ایسا چکراتا تھا۔ کہ ایک خرمہرہ دینا بھی تمہاری نظر میں دشوار معلوم ہوتا تھا۔ کاش اگر تو مجکو راہ مولیٰ میں صرف کرتا اور میرے رہنے کی جگہ خزانہ الہیٰ بناتا تو میں تیرے حق میں دعائیں کرکے تیری معافی کی سفارش کرتا اب تم نے مجکو دیدہ و دانستہ شیطان کی راہوں میں خرچ کرکے نہایت ذلیل اور خوار کیا۔ اب میں تمہارے حق میں یہی چاہتا ہوں جیسا تم نے مجکو ذلیل کیا ہے خدا تمکو بھی ذلیل کرے۔ پھر وہ بندہ اپنے سرمایہ عمری اور مالی کے رائگان جانے پر نہائت متاسف ہوکر کہیگا۔ یارب ارجعنی لعلی اعمل عملا صالحًا فیما ترکت فیقول اللہ اذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون ولن یؤخر اللہ نفسًا اذا جاء اجلھا

روایت ہے کہ ساری دُنیا ملک الموت کی نظر میں ایک طشت کی شکل ہے۔ اُسپر نظر کرتے رہتے ہیں۔ جس کسی کو چاہتے ہیں حسب آجال نامہ قبض کرتے ہیں کیونکہ آجال نامہ اُن کے سامنے موجود ہے اگرچہ مشرق مغرب میں لاکھوں کروڑوں لوگ انواع واقسام کی بیماریوں اور آفتوں اور جنگوں وغیر ذٰلک سے ایک آن میں کیوں نہ مریں کیونکہ خداتعالیٰ نے کل ارواح کو انکی اُنگلیوں کے درمیان مسخر کردیا ہے۔ کما ورد عن مجاھد قال جعلت الارض لملک الموت مثل الطشت یتناول من حیث شاء وجعل لہ اعوانہ یتوفون الانفس ثم یقبضھا اخرجہ احمد وابو نعیم وابو الشیخ۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ کتاب السلوے میں مقاتل بن سلیمان سے مروی ہے کہ حضرت ملک الموت ساتویں آسمان پر وقیل چوتھے آسمان پر ایک تخت نورانی پر جسکا ستر ہزار قائمہ اور چار پر ہیں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا سارا بدن آنکھوں اور زبانوں سے مملو ہے تمام حیوانات ارضی اور سماوی آدمی طیور وسباع ایک ایک مقابلے میں ان کے وجود میں آنکھ اور ہاتھ اور مُنہ موجود ہے پس اس ذریعہ سے زندوں کی جانیں قبض کرلیتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے۔ کما قال النبی علیہ السلام ان لملک الموت ستۃ اوجہ وجہ بین یدیہ ووجہ بین یدی ظھرہ ووجہ عن یمینہ ووجہ عن یسارہ ووجہ علیٰ راسہ ووجہ تحت قدمیہ قیل یارسول اللہ لم تلک الوجوہ قال علیہ السلام اما الوجہ الذی علی یسارہ فیقبض ارواح اھل المغرب واما الوجہ الذی وراء ظھرہ فیقبض ارواح الکفرۃ واھل النار واما الوجہ الذی بین یدیہ فیقبض ارواح المومنین

والمؤمنات من امتی واما الوجہ الذی علیٰ راسہ فیقبض ارواح الجن والشیٰطین وقال ۲ بتلک الیہ وجہ وینظر ما بوجہ الذی یحاذیہ وکذالک یقبض ارواح المخلوقین فی کل مکان فاذا ماتت نفس احد فی الدنیا ذھبت عیناہ من جدارہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ملک الموت کے چار منہ ہیں ایک آگے دوسرا سر پر تیسرا الپشت پر چوتھا قدموں کے نیچے۔ انبیاءؑ اور ملائکہؑ کے ارواح اُس منہ سے جو اُس کے سر پر ہے قبض کرتے ہیں۔ اور مومنوں کی روحیں آگے کے منہ سے اور وہ منہ جو پشت کیطرف ہے اُس سے کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ اور جن اور شیطانوں کی روحیں قدموں کے نیچے والے منہ سے قبض کرتے ہیں۔ اور ان کا ایک قدم جہنم کے پُل پر اور دُوسرا بہشت کے تخت پر رکھا ہوا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام بہ نفس نفیس خود واسطے قبض رُوح سوائے حضرات انبیا علیہم السلام کے کسی پر نازل نہیں ہوتے۔ اور ان کے لئے حق سبحانہ وتم نے اعوان اور مددگار مقرر کئے ہوئے ہیں چنانچہ بہائم وطیور کی روحیں قبض کرنے پر وہ مامور ہیں

روایت۔ جب ساری مخلوقات حیوانات فنا ہو جائیگی تو حضرت ملک الموت کے جسد مبارک سے سب آنکھیں معدوم ہو جائینگی۔ اور آٹھ چیزیں باقی رہ جائینگی کما ورد قال علیہ السلام یبقی اسرافیل ومیکائیل وجبرائیل وعزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہی ۱۲

واما معرفت انتہاء الاجال۔ روایت ہے کہ جب کسی آدمی وغیرہ جاندار کی موت یا بیماری کا نسخہ حضرت ملک الموت کے پاس بھیجا جاتا ہے تو حضرت ملک الموت بارگاہ ایزدی جل وعلا میں عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے میرے مالک اللہ میں اس بندے کی رُوح کس وقت اور کس ہیئت اور کس حالت میں قبض کروں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے ملک الموت اس امر کا علم سوائے میری ذات پاک کے دُوسرے کا حق نہیں۔ مگر ہم تجکو اس امر کی بابت علامت ارشاد کردیتے ہیں۔ تم ان علامتوں سے سمجھ جائیگا۔ چنانچہ کسی میرے بندے کی اجل کا وقت قریب آجاتا ہے تو وہ فرشتہ جو اُس کے انفاس کا مؤکل ہے تمہاری خدمت میں آکر تجکو اُس کے انفاس تمام اور ختم ہونیکی بابت کہدیگا۔ کہ فلاں بن فلاں کے انفاس آج ختم ہو چکے ہیں۔ اور وہ فرشتہ جو اُس کے رزق کا مؤکل ہے وہ بھی اُس شخص کے رزق اور اعمال کے اختتام کا پیغام پہونچاویگا۔ اور اگر وہ شخص جملہ اشقیا سے ہے تو وہ صحیفہ اسامیوا جو تمہارے پاس ہے۔ اُس کے نام پر ایک خط سیاہ کھینچا جاویگا۔ اگر وہ آدمی منجملہ سعدا ہے۔ تو

اُن کے نام پر خط بیضا لکھا جائیگا - بلکہ یہ بھی ہے کہ ایک پتا درخت کا جسپر اسکا نام لکھا ہوا ہے تمہارے روبرو آگریگا - پس اُسوقت اُس شخص کا روح قبض کرلینا چاہئے - کما ورد روی عن کعب الاحبار رض ان اللہ تعالیٰ خلق شجرۃ تحت العرش علیھا اوراق بعدد کل الخلائق فاذا قضی اجل العبد وبقی لہ من عمرہ اربعون یوما اسقطت ورقتہ فیقع علی حجر عزرائیل فیطلع بذلک فام بقبض روح صاحبہا وبعد ذلک یعلن میتا فی السماء وھو حی علی وجہ الارض اربعین یوما +

روائت ہے کہ ایک فرشتہ ایک مکتوب خدا تعالےٰ کیطرف سے حضرت ملک الموت کے پاس لے آتا ہے اور اس خط میں اُس کے روح کے قبض کا مکان اور سبب سب کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے - حضرت ملک الموت اُس حکمنامہ کے بموجب اپنی کارروائی کرلیتے ہیں +

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی نے اپنی بستان میں یہ گل کھلایا ہے کہ دوطرح کے قطرے عرش کے نیچے سے ایک سبز اور دوسرا سفید اُس صحیفہ پر جو ملک الموت کے آگے رکھا رہتا ہے جسکی اجل قریب ہوتی ہے اُس کے نام پر آگرتے ہیں جسکے نام پر سفید قطرہ گرتا ہے تو حضرت ملک الموت علیہ السلام سمجھ جاتے ہیں کہ یہ آدمی نیکوکار ہے اُس کیساتھ نیکوکاروں کیطرح پیش ہو جاتے ہیں اور جس کے نام پر سبز قطرہ گرتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی بدبخت اور بدنصیب اور گنہگار ہے اُس کیساتھ اُس کے اعمال کے مطابق معاملہ کرتے ہیں +

اما معرفۃ الموضع التی یموت فیہ روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ جسکا نام ملک الارحام ہے پیدا کیا ہوا ہے - جب کسی مولود کا نطفہ رحم میں داخل ہوتا ہے تو وہ فرشتہ اُس زمین کی مٹی کہ جہاں اُس نے وفات پائی ہے - اُس نطفہ میں ملا دیتا ہے پھر وہ مولود زندگی کی حالت میں جہاں چاہے پھرا کرے جہاں اُسکا دنیا سے رخصت اور انتقال کا وقت قریب آجاتا ہے تو خواستہ ناخواستہ جہاں اُسنے دفن ہونا ہوتا ہے جا پہونچتا ہے - کما ورد قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ + تفسیروں میں اس آیت کے ذیل میں ایک حکایت ہے - لکھا ہے کہ ایکروز حضرت ملک الموت علیہ السلام حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے دربار میں آنکلے اور مجلس میں بیٹھ گئے - اور اتفاقاً ایک آدمی مطلوب اجل اُس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا - حضرت ملک الموت علیہ السلام نے بڑی تیز نظر سے اس جوان کیطرف دیکھا چنانچہ اُس کے رعب سے وہ جوان کانپنے لگا جب حضرت ملک الموت مجلس سے تشریف لے گئے - تب اُس جوان نے حضرت سلیمان کیخدمت میں عرض کیا یا نبی اللہ

میرا ارادہ چین کے ملک میں جانیکا ہے آپ ہوا کو حکم دیجیے کہ مجکو اٹھا کر وہاں پہونچادے۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو ارشاد فرمایا اُسیوقت ہوا نے اُس شخص کو اٹھا کر چین کے شہروں میں پہنچا دیا۔ ایک لمحہ کے بعد حضرت ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس تشریف لائے تو حضرت سلیمانؑ نے حضرت ملک الموت سے اُس جوان کیطرف تیز نظری کا باعث پوچھا۔ پس حضرت ملک الموت نے عرض کیا یا نبی اللہ مجکو جناب باری سے حکم ہوا تھا کہ فلانے شخص کی جان آج ہی چین کے ملک میں قبض کرکے میری بارگاہ میں پہنچاوے۔ پس میں نے اُسکو تیری کچہری میں بیٹھا ہوا پایا تھا۔ پس میں حیران ہوں کہ وہ جوان کہاں گیا۔ سلیمانؑ نے ملک الموت کو اس جوان کے سوال کی خبر سنائی اور ہوا کا اُس آدمی کو اٹھا لیجانا اور اسکو چین کے ملک میں پہونچا دینے کا حال من وعن بیان کیا۔ حضرت ملک الموت نے فرمایا۔ یا نبی اللہ میں ابھی چین کے ملک میں اُسکی جان قبض کرکے آیا ہوں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ملک الموت کے پاس بہت سے اعوان واسطے قبض ارواح انس وجان کے کھڑے رہتے ہیں۔ کما ورد روایت ہے کہ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص اکثر اوقات یہ دعا پڑھا کرتا تھا۔ اللھم اغفرلی ولملک الشمس اُس فرشتہ کو لینے محافظ آفتاب کو اُس شخص کی محبت دلمیں غالب ہوگئی اُس فرشتہ نے اُسکے ملاقات اور زیارت کے لئے بارگاہ ایزدی سے اجازت چاہی حسب الاجازت وہ فرشتہ اُسپر نازل ہوا اور کہا کہ اے بنی آدم میں تمہارا مرہون احسان ہوں۔ کہ تو نے میرے لئے خدا سے مغفرت چاہی ہے۔ اسمیں تیرا اصلی مطلب کیا ہے جو تمہاری حاجت اصلی ہے۔ تو میرے آگے بیان کر اُس شخص نے کہا کہ مجکو ایک حاجت دامنگیر ہے اُمید کہ آپ کے ذریعہ سے میری مشکل حل ہو جائے گی۔ آپ مجکو اُٹھا کر اپنے مکان پر لیجلیں اور حضرت ملک الموت سے دریافت کر دیجئے کہ وہ حضرت مجکو میری اجل کی خبر دیدیں۔ کہ میں کب تک دُنیا میں زندہ رہونگا۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ملک الشمس اُس آدمی کو زمین سے اُٹھا کر اپنے مکان پر لیگیا اور اُس کو آفتاب کے قریب بٹھا کر حضرت ملک الموت کی خدمت میں جا پہنچا۔ اور اس سائل کا حال بیان کیا کہ ایک بنی آدم نے میرے حق میں یہ دُعا کی تھی اللہم اغفرلی ولملک الشمس۔ اور میں اُسکی خاطر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجکو اس امر کی بابت خبر دیں کہ وہ کب تک دنیا میں زندہ رہیگا۔ تاکہ وہ اپنی تیاری کرلے حضرت

ملک الموت نے اپنی کتاب میں دیکھکر کہا کہ اے ملک الشمس تیرے اُس دوست کی بڑی شان ہی
وُہ جب تک آفتاب کے نزدیک تیرا ہمنشین نہولیگا۔ تب تک اس کی جان قبض نہیں کیجاویگی
ملک الشمس نے کہا وہ تو اس وقت آفتاب کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ پس حضرت ملک الموت
نے کہا افسوس! میرے رسُولوں اور معاونوں نے اُسکی جان قبض کرلی ہے۔ اور وہ پیش و
پس نہیں ہونے دیتے +

واما انتہاء اجال البہائم۔ فوائد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اجال البہائم کلھا فی
ذکر اللہ تعالیٰ فاذا ترکوا ذکر اللہ تعالیٰ قبض اللہ تعالیٰ ارواحھم ولیس لملک الموت من ذالک شیٔ
وقد قیل ان اللہ تعالیٰ ھو قابض الارواح وانما اضیف ذالک الی ملک الموت کما اضیف القتل
الی القاتل والموت الی الامراض وعلٰی ھذا یدل قولہ تم یتوفی الانفس حین موتھا الآیۃ +

فی ذکر جواب الروح معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت حضرت ملک الموت کسی بندہ
کی رُوح نکالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بندہ اپنی رُوح دینے سے انکار کرتا ہے۔ کما ورد حدیث
شریف میں آیا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حضرت ملک الموت
علیہ السلام رُوح کے قبض کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اُسوقت رُوح کہتی ہے کہ جب تک حُکم
الٰہی میرے نام صادر نہووے میں تمہارے کہنے کی فرمانبرداری نہیں کرونگی۔ اور میں اپنا
مکان نہ چھوڑونگی۔ پس حضرت ملک الموت فرماویں گے کہ میں بموجب فرمان الٰہی کے تمہاری
رُوح قبض کرنیکو تمہارے پاس آیا ہوں۔ پھر رُوح کہیگی کہ میرے خالق نے مجکو اپنی قدرت
کاملہ سے پیدا کیا اور اس قالب میں میرے رہنے کی جگہ مقرر کی اور آپ تو اُسوقت میرے
ساتھ نہیں تھے۔ بھلا میں سوائے حکم اپنے مالک کے کسطرح اپنے مکان کو بیچراغ کرکے
تمہارے ساتھ چلوں۔ ملک الموت علیہ السلام بندے کا یہ مقولہ سنکر بارگاہ ایزدی میں
چلا جاتے ہیں۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ ملک الموت کو ارشاد کرتے ہیں۔ کہ اے ملک الموت میرے
بندے کی رُوح قبض کر لایا ہے۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں نہیں۔ اور اُس بندے کا
عذر بیان کر دیتے ہیں۔ پھر پروردگار عالم فرماتا ہے۔ صدق روح عبدی یا ملک الموت
اے ملک الموت تو ایک سیب جسپر میرا نام لکھا ہوا ہے توڑ کر لیجا اور میرے بندے کو دکھادے
حضرت ملک الموت بموجب حکم الٰہی کے بہشت میں جاکر ایک سیب جسپر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لکھا ہوا ہوتا ہے اپنے ساتھ لیکر پھر اُس بندے کے پاس جاتے ہیں اور وہ سیب اُس کو دکھاتے

جب رُوح اُس سیب کو دیکھتی ہے اور اس بہشتی میوہ کی خوشبو اُس کے دماغ میں پہنچتی ہے تو پھر اُسکو قفس بدنی میں رہنا نہائت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ تو اُسوقت بڑی خوشی اور فرحت کیساتھ وہ شہباز قفس قالب سے عالم بالا کو پرواز کر جاتا ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصّواب ؞

چوتھی فصل انسان کے اعضاء کا ملک الموت کیساتھ جواب کرنے کے بیان میں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالےٰ کسی بندہ کی رُوح قبض کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو وکیل ربانی یعنے حضرت ملک الموت اُس کے مُنہ کے سامنے اُسکی جان قبض کرنیکے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس ذکر الٰہی اس آدمی کے مُنہ سے نکلکر ملک الموت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے اَے وکیل ربانی اور اَے رسول صمدانی آپ کوئی اور راستہ تلاش کیجیے اس لئے کہ یہ مُنہ میرے آنے جانیکی راہ ہے۔ مَیں کبھی رُوح کو اس راستہ سے نکالنے کی اجازت نہ دونگا۔ حضرت ملک الموت بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یارب ان عبدک یقول کیت وکیت یعنے اے میرے پروردگار تیرا بندہ جان دینے سے عذرات پیش کرتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَے ملک الموت میرے بندے کے مُنہ سے مُنہ موڑ کر اسکی جان نکالنے کے لئے کوئی دُوسری راہ نکال لو۔ پھر ملک الموت بندے کے ہاتھوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس اُس بندے کا ہاتھ ملک الموت کو کہتا ہے کہ میرے سے راہ خدا میں صدقات اور خیرات کثیرہ صادر ہوتے رہے ہیں اور مَیں نے یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور میں نے علم فقہ اور حدیث و تفسیر کی بہت کتابیں لکھیں۔ اور میں نے کفار اور فجار منافقوں کی گردنوں پر تلواریں ماریں۔ اور میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا۔ اور مظلوموں اور عاجزوں کو ظالموں اور غالبوں کے پنجہ سے چھڑایا اور اکثر حضرات علماء اور فضلاء کیساتھ مصافحہ کرتا رہا۔ پھر ملک الموت ہاتھ کیطرف سے رجوع قطع کر کے بندے کے پاؤں کیطرف ہاتھ پھیلا دینگے۔ بندے کے پاؤں یہ حجّت پیش کریں گے۔ یا ملک الرحمان یہ شخص ہمارے ذریعہ سے پنجگانہ نماز باجماعت اور ادائے نماز جمعہ کیلئے مساجد میں حاضر ہوتا رہا۔ اور مریضوں کی عیادت اور علماء کی مجالس میں واسطے سُننے وعظ اور نصائح کے حاضر ہوتا رہا ؞ پھر ملک الموت بندے کے کانوں کیطرف آتے ہیں۔ بندے کے کان اُسکو یہ جواب سُناتے ہیں کہ اے ملک الموت آپ کا ہماری طرف ہرگز گذر ممکن نہیں۔ اسواسطے کہ ہم تو شب و روز قرآن مجید اور ذکر سُنتے رہے۔ آپ کوئی دُوسری

سبیل ڈھونڈھیئے۔ پھر ملک الموت اُس بندے کی آنکھونکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بندے کی آنکھیں یہ عذرات پیش کرتی ہیں کہ ہم تو خداتعالےٰ کی صناعات اور اُسکی مصحف کے حروف اور علماء اور صلحا کی زیارات سے مشرف ہوتے رہے پہلا ہم کیونکر آپ کو اپنی طرف دخل دینے کو جائز رکھتے ہیں۔ آپ کوئی اور سبیل نکالئے۔ پھر حضرت ملک الموت بندے کے معقول عذروں سے لاچار ہوکر بارگاہ ایزدی میں التماس کرینگے کہ الٰہی غلبت منی اعضاء العبد بالحجۃ کیف اقبض روحہ پھر اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیگا۔ اُکتب اسمی علیٰ کفک میرا نام مبارک اپنے کفدست پر لکھ اور میرے بندے مومن عاشق صادق کی رُوح کو دکھاوے۔ جب میرا مقدس نام میرے مومن بندے کی رُوح جو میرے رُوح کے پرتو ہے دیکھی گئی۔ تو پروانہ کیطرح اپنے قالب کا خیال محو ومنہی کرکے جھٹ پٹ میرے اسم کو دیکھتے ہی باہر آپڑیگی۔ حضرت ملک الموت بہ تعلیم حضرت ملک العلام جل جلالہ اسم مقدس حضرت باری عز اسمہ کا اپنی ہتھیلی پر لکھکر بندے کے سامنے کردینگے۔ بندے کی رُوح جب اپنے محل اصلی کو مشاہدہ کریگی تو فوراً نقلی محل کو چھوڑکر عالم بالا کو پرواز کرجائیگی

بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جس شخص نے اسم اللہ کا اپنا مونس بنایا ہے اور ہمیشہ اُسکی یاد میں شاد رہتا ہے۔ اور دُنیا کے مصائب کا صدمہ اپنے وجود پر سہتا ہے تو نزع کا وقت اُس پر آسانی سے گذر جائیگا۔ تو ہم اس اسم کی برکت سے امید کرتے ہیں کہ قبر کے عذاب اور قیامت کے ہول سے نجات پاجائینگے۔ پس تم کو بھی چاہئے کہ اپنے رحیم اور غفور کے پیارے نام کو اپنے سینوں کی تختی پر ثابت کرو۔ اور رات دن اُس کے ذکر میں مصروف رہو تاکہ حق سبحانہ وتعالےٰ تمہارے دلوں پر بفحوائے اُولٰئِکَ کَتَبَ عَلیٰ قُلُوبِھِمُ الْاِیْمَانَ نقش ایمان کا لکھدے۔ اور عذاب اور اہوال قیامت سے تمکو نجات بخشے آمین

پانچویں فصل نزع کے وقت سب اعضاء کے آپسمیں وداع ہونیکے بیان میں

حدیث شریف میں لکھاہے کہ جب انسان پر نزع کیحالت طاری ہوتی ہے تو اُسکے حواس باختہ ہوجاتے ہیں اور مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکنے لگتاہے۔ اور ایک کروٹ سے دُوسری کروٹ بدلتاہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آکر اور اُس بندے کی سخت حالت دیکھکر حضرت ملک الموت کو پکارتاہے کہ اے میرے وکیل اس میرے بندے کو قدرے آرام لینے دو۔ ملک الموت اُس بندے کو لمحہ کے لئے چھوڑدیتاہے۔ جب اس کی جان

سینہ تک پہنچتی ہے تو پھر اسکو اضطراب لاحق ہو جاتا ہے پھر ارحم الرّاحمین کو اُس بندے کے حال پُر ملال رحم آجاتا ہے ملک الموت کو اسکے چھوڑ دینے کا حکم ہو جاتا ہے۔ الغرض جب بندے کی جان حلقوم تک پہونچتی ہے تو حق سُبحانہ وتعالےٰ ملک کو ارشاد کرتے ہیں کہ اس میرے بندے کو تھوڑی مُدت کیلئے چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے رفقاء لازمہ اپنے اعضاء سے اور اعضاء ایک دُوسرے سے وداع ہو لیں۔ اُس بندے کی آنکھیں کہینگی۔ السلام علیک الیٰ یوم القیٰمۃ اسطرح ناک ناک اور ہاتھ ہاتھ سے اور پاؤں پاؤں سے اور رُوح نفس سے وداع اور رخصت ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہمارے تمہارے پر رحم کرے کہ اسوقت ایمان کا دل اور زبان سے اور دل کا خدا کی معرفت کے وداع سے بچاوے۔ بعض لوگ نزع کیحالت میں اپنا ایمان بھی ضائع کر جاتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب اُسکا بیان آویگا۔ جب امانت الٰہی رخصت ہو جائیگی تو آدمی کے ہاتھ پاؤں بلا حرکت رہجاتے ہیں اور نہ ان کو ہاتھ اُٹھانے نہ پاؤں ہلانیکی طاقت رہتی ہے اور اُسکی آنکھیں بے نُور ہو جاتی ہیں۔ کانوں میں شنوائی نہیں رہتی اور اُسکا نازنین بدن بلا رُوح پڑا رہیگا۔ بھائیو! جسکی زبان بلا ایمان اور قلب بلا عرفان رہ جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اُس شخص کا حال لحد میں کیا ہوگا جو اندھیری کوٹھڑی میں تن تنہا جا پڑیگا۔ وہاں نہ ماں نہ بھائی نہ خدمتگار نہ باپ نہ کوئی اصحاب نہ اولاد نہ احفاد نہ فرش نہ بچھونا ہوگا۔ وہاں سوائے اعمال حسنہ اور فضل الٰہی کے کوئی مونس نہ کوئی غمخوار ہوگا جن لوگوں نے دُنیائے دُون کو دُون سمجھا ہے اور ہمیشہ اپنی پیاری عمر کو جناب باری کی فرمانبرداری اور اپنے رسُول کی تابعداری میں گذاری۔ وہی لوگ قبر میں داخل ہوتے ہی بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور جن لوگوں نے اپنی عمر کو سرمایہ کو گنہگاری اور ہوا جس نفسانی کی پیروی میں ضائع کیا وہ قبر میں گرتے ہی دوزخ کے گڑھے میں جا پڑینگے۔ کما ورد القبر اما روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من النیران۔ واللہ اعلم بحالہ!

چھٹی فصل شیطان کا عند النزع دھوکا دینے اور محتضر بندے کا ایمان چھیننے کی بیان میں

قال اللہ تبارک وتعالیٰ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو شیطان کی شرارت اور وساوس سے بچنے کیواسطے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو شیطان لعین تمہارا جانی دشمن ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تمکو جہنمی بناوے تم بھی اُسکو اپنا دشمن سمجھو اور البتہ یہ لعین اپنے

گروہ کو دوزخی بنانا چاہتا ہے ۔ نعوذ باللہ ۔ اے میرے عزیز بھائیو! یہ مردود شیطان بنی آدم کا سخت دشمن ہے انسان کے پیدا ہونیکے وقت سے اُس کے مرنے تک اُسکے ایمان کے سلب کرنیکے لئے پیچھے لگا رہتا ہے ۔ اِس نے ہمارے باپ آدم کو وسوسہ میں ڈالکر بہشت سے نکلوایا اسی ملعون نے اُس کے پیارے بیٹے قابیل کو قتل کرایا ۔ اور عابدوں اور زاہدوں کو دھوکے میں ڈالکر واصل بجہنم کیا حتّٰے کہ آدمی کے مرنے تک اُسکا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے ۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب انسان حالت نزع میں ہوتا ہے تو اُسوقت تشنگی اسپر اسقدر غالب ہوتی ہے کہ زمین کے سب دریاؤں کا پانی پی لیوے تب بھی اُسکی پیاس نہیں رفع ہوتی ۔ اگرچہ اس کے قریبی اُسوقت اُس کے مُنہ میں پانی کے قطرے ڈالتے ہیں مگر اُسکی پیاس کی آگ نہیں بجھتی اسحالت میں شیطان مردود موقعہ تاڑکر ایک پیالہ پانی کا ہاتھ میں لئے ہوئے اُس اجل گرفتہ کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے ۔ کبھی سر کی طرف کبھی پاؤں کیجانب آکر اُسکو لبلباتا پانی کا پیالہ دکھاتا ہے ۔ وہ بیچارہ اس تروتازے پیالے کو دیکھ کر اُس مردود کو کہتا ہے کہ او بھائی مجکو پانی پلادے ۔ ابلیس علیہ اللعنۃ اُسکو کہتا ہے کہ یہ ٹھنڈا پانی مفت نہیں ملسکتا ہے ۔ وہ بیچارہ کہتا ہے کہ اسوقت اسکی قیمت میرے ہاتھ میں نہیں پھر شیطان لعین اُسکو کہتا ہے اگر تیرے پاس نقد قیمت موجود نہیں تو تم اتنی بات منہ سے کہدو کہ مَیں خدا سے بیزار ہوں اور اُسکے سب رسول جھوٹے ہیں ۔ اگر یہ کلمہ زبان سے نہیں نکال سکتا ہے تو مجکو ایک سجدہ کردے پھر تجھے یہ سرد پانی کا پیالہ پلادونگا ۔ اگر اُسکا ایمان پختہ ہوتا ہے تو اس نازک حالت میں خدا تعالٰی کی امداد سے اُس شریر کی شرارت سے اپنے ایمان کو بچا لیتا ہے ۔ اور اس مردود کی گردن پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کی تلوار رکھدیتا ہے اور کہدیتا ہے دُور ہو جا میرے سامنے سے اے مردود میں تو اللہ کی قضا پر راضی ہوں ۔ اگر اس سے بھی زیادہ سختی میں مجکو رکھے ۔ اسکی تکلیف میری نظر میں عین راحت ہے ۔ اسکی زحمت میرے لئے خاص رحمت ہے ۔ غرض وہ بندہ اس بدحالی میں اپنے ایمان پر ثابت رہتا ہے ۔ کما ورد یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ۔ یعنے ثابت رکھتا ہے خدا تعالٰی مومنوں کو قول درست پر یعنے مومنوں کے ایمان کو ثابت رکھتا ہے ۔ یا یہ کہ مومنوں کو ایمان پر رکھتا ہے دُنیا میں یعنے جب تک دنیا میں زندہ رہتے ہیں تو اپنے ایمان پر ثابت رہتے ہیں اور مرنیکی حالت میں بھی اپنے ایمان پر قائم رہتے

ہیں۔ بیماری اور بیقراری کے استیلا اور شیطان کے اغوا سے ہرگز اپنے استقلال سے تجاوز نہیں کرتے ہیں اور گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ ظالموں کو یعنی کافروں کو کہ وہ دولت ایمان سے محروم جاتے ہیں اسمہ نکے وقت دولت ایمانی شیطان کے حوالے کر جاتے ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے سو ہی کرتا ہے۔ پھر شیطان لعین دوسری صورت بدلکر خیر خواہوں کی شکل بناکر آتا ہے اور کہتا ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خدا نے تمکو تمام کنبے سے پکڑ کر تن تنہا اکیلا اس باغ دنیا سے نکالا یا ہے ایسا ظلم جو تیرے ساتھ ہوا کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ تیری پیاری عورت اور بیٹیاں بیٹے چیختے روتے پیٹتے رہ گئے وہ بیچارے بغیر تمہارے کیونکر گذارہ کریں گے۔ خدا نے جو تیرے ساتھ برائی کی ہے ایسی بدی کسی نے کسی کیساتھ نہیں کی۔ جو بندہ مومن نیک اندیش جو اپنے ایمان کا پکا ہوتا ہے اس مردود کو دندان شکن جواب دیکر ساکت کر دیتا ہے۔ یعنی کہتا ہے کہ میرا خالق میرا مالک حق سبحانہ وتعالےٰ بڑا عادل رحیم کریم ہے کبھی کسی مخلوق کیساتھ تعدی اور ظلم کا معاملہ نہیں کیا۔ وہ مالک اور میں مملوک ہوں۔ وہ اپنے ملک میں جیسا تصرف کرے اسکو اختیار ہے۔ واللہ یفعل ما یشاءُ اسکا اقتدار ہے۔ کسی مخلوق کا کیا امکان ہے جو اسکے حکم سے تجاوز کرے ✤ پھر وہ مردود لعین اس بات کو سنکر مخذول ہوکر اس بندے کے والدین اور استادوں کی صورت بنکر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اس عالم دنیا میں جو عالم اور فاضل واعظ کتابیں کھولکر عوام کو خوف دلاتے ہیں اور عذاب السکرات اور عذاب القبر سے ڈراتے ہیں اور دوزخ اور بہشت کی تعریفیں سناتے ہیں ہم نے تو مرکر کچھ بھی نہیں دیکھا ہے یہ ساری ملانوں کی بناتی ہوئی باتیں ہیں۔ اگر مومن راسخ الاعتقاد ہوتا ہے تو فوراً کہتا ہے کہ او مردود یہود میرے نزدیک سے دور ہوجا۔ تو میرے اللہ اور رسول کے عالموں کو جھٹلاتا ہے اور میرے اللہ کو ظالم بناتا ہے۔ خدا کی پھٹکار کا غبار تیرے سر پر پڑے جو کچھ میرے مالک کی مرضی ہے میں دل وجان سے اسپر راضی ہوں۔ پھر وہ بندہ اپنے اللہ کی بارگاہ میں مناجات کریگا۔ عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

بادشاہا جرم ما را در گذار — ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم — جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم
بے گناہ نگذشت بر ما ساعتے — با حضور دل نہ کردم طاعتے
مغفرت دارم امید از لطف تو — زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا

بحر الطاف تو بے پایان بود	نا امید از رحمت شیطان بود
نفس و شیطان زد کریما راہ من	رحمت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم کز گناہ پاکم کنی	پیش زاں کاندر لحد خاکم کنی
اندریں دم کز بدن جانم بری	از جہان با نور ایمانم بری

مؤلف - اے میرے بھائیو! انسان ضعیف البنیان کیواسطے ایمان کا سلامت لیجانا اس گھاٹی سے بہت مشکل ہے - اسی گھاٹی سے سلامت گذر جانے کے لئے حضرات اولیاء اور صلحاء نے اپنے پر کیسی کیسی تکالیف اٹھائی ہیں کہ دنیاء دنی کے ناپائدار اسبابوں سے دست بردار ہوکر اور بقدر مایحتاج کے کفائت کرکے دن کی روزہ داری اور رات کی شب بیداری اور اپنے گناہوں کی آلودگی دور کرنیکے لئے شب وروز کی گریہ زاری کو اختیار کیا ہے - معہذا جس شخص پر خداتعالیٰ کی ازلی رحمت ہوتی ہے وہی اس مشکل گھاٹی سے اپنا گوہر ایمان ساتھ لیجاتا ہے - مگر جو کچھ قسام ازلی نے ہر ایک انسان کی قسمت میں نیکی یا بدی روز ازل سے لکھدی وہی ظہور میں آئے گی اور اسی پر اسکا خاتمہ ہوگا - کما ورد الحدیث عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذالک ثم یکون مضغۃ ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الہ غیرہ ان احدکم یعمل عمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیلق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فیدخلھا - وان احدکم یعمل عمل اھل الجنۃ فیدخلھا (متفق علیہ) مشکوٰۃ شریف - حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور وہ ہمارا رسول سچا اور سچا پیدا کیا گیا ہے یعنی اسکی سچائی جبلی ہے عارضی نہیں کہ تمہارے وجودوں کی بنیاد تمہاری ماؤں کے پیٹ میں رکھی جاتی ہے - چنانچہ چالیس روز تک منی کا نطفہ بدستور رحم میں پڑا رہتا ہے ازاں بعد اسی مدت تک خون ہوجاتا ہے پھر مضغہ بنجاتا ہے یعنے گوشت کا ٹکڑا - پھر حق سبحانہ وتعالے ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں وہ فرشتہ چار کلمے اسکے وجود میں لکھدیتا ہے اسکا رزق اور اجل اور اسکا شقی یا سعید ہونا یعنے نیک بخت ہے - پس میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی جو سوا اسکی ذات مقدس کے کوئی معبود نہیں کہ کوئی تم میں سے اہل جنت کے کام کرتے رہے یہانتک کہ

اُس کے اور بہشت میں ایک گز کا فاصلہ رہ جائے پھر اسکی ازلی سرنوشت پیش آجاتی ہے اور وہ یکایک دوزخیوں کے اعمال شروع کر دیتا ہے اور انجام اُسکا بُرا ہو جاتا ہے - ویسا ہی تمہارے میں کوئی شخص ساری عمر بُرے اعمال کرتا رہے یہانتک کہ اُس میں اور دوزخ میں صرف ایک گز کا فرق رہجائے تو اُسکا ازلی لکھا ہوا پیش آجاتا ہے تو پھر وہ شخص بہشتیوں کے اعمال شروع کر دیتا ہے اور آخر کار اُسکا انجام بخوبی ہو جاتا ہے - کما ورد انما الاعمال بالخواتیم ✦ **نظامی** رح

بگروید ما ہچنان در شکم	بہ بدبختی و نیک بختی قلم

امام غزالی سے مروی ہے کہ شیطان حالت نزع میں آدمی کے دائیں طرف آبیٹھتا ہے اور وُہ بیچارہ نزع کی بیقراری میں پڑا ہوا ہوتا ہے پس اسکو کہتا ہے اگر تو اس سختی سے چھوٹنا چاہتا ہے تو اس دین کو چھوڑ دے - اور یہ بھی کہدے کہ خدا دو ہیں - ابھی جھٹ پٹ تو اس عذاب سے خلاصی پا جائیگا ✦

مؤلف - بھائیو جب انسان کے لئے ایسے ایسے خطرے جو ماسبق مذکور ہو چکے ہیں درپیش ہیں تو انسان کو لازم بلکہ الزم ہے کہ جناب باری میں عاجزی اور گریہ زاری سے اپنی مخلصی کیواسطے دُعا کرتا رہے اور اپنی قبر کی روشنی اور فراخی کیخاطر کچھہ حصہ رات کا جاگتا رہے اور اپنی پنجگانہ نمازوں کو نہائت خشوع اور خضوع اور حضور دل کیساتھ ادا کرتا ہے شاید عذاب الہی سے خلاصی پائے - اَللّٰھُمَّ خَلِّصْنَا مِنَ الْعَذَابِ وَالْعِتَابِ ✦

روائت ہے کہ حضرت امام المسلمین مقتدائے جملہ مجتہدین امامنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یا امام المسلمین وہ کونسا گناہ ہے جس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے - فرمایا کہ ایمان کی نعمت کا شکر نہ کرنا اور اپنے خاتمہ کا خوف دل سے دُور کر دینا اور خدا تعالیٰ کے بندوں پر ظلم کرنا - پھر حضرت امام الائمہ نے تاکیداً یہ ارشاد فرمایا - جس شخص کے وجود میں یہ تینوں خصلتیں پائی جاویں - مَیں گمان کرتا ہوں کہ وُہ شخص کافر ہو کر دنیا سے نکلیگا - مگر جس کو سعادت ازلی بچائے ✦

مؤلف ایمان جو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے ایک نعمت کاملہ انسان کو عطا فرمائی ہے اگر انسان غور کی نظر سے دیکھیگا تو گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے اُسکو دار القرار کا جو اسکی رضامندی کا مقام ہے ایک بادشاہ بنا دیا ہے - آدمی اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ اگر

لاکھ برس تک کرتا رہے تو بھی اس شکر کے عہدہ سے باہر نہیں آسکتا ہے اور دُنیا میں اس نعمت عالیہ کے چھیننے والے بقول شخصے ؏ نیک گوہر را ہزاران دشمن ست ✤ ہزاروں حاسد اس کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ ازانجملہ شیطان ہوائی جو بنی آدم کا دشمن جانی ہے اور اُسکا ایک نائب یعنی نفس جو انسان کے ہمرکاب ہی رہتا ہے۔ یہ نائب اور منیب دونوں شب و روز اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسیطرح بنی آدم کی دولت ایمانی اس سے جاتی رہے۔ مگر جس کو توفیق ایزدی یاور ہے وہ کبھی اس مردود کے دھوکے میں نہیں آتا۔ کما حُکی:۔

حکائیت۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے یہ عجیبہ حکایت اپنی تصانیف میں درج کی ہے۔ لکھا ہے کہ ابازکریا ایک شخص بڑا عابد زاہد خدا پرست تھا۔ اُس نے اپنی ساری عمر خدا تعالےٰ کی یادگاری اور اپنے رسُول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری میں گذاری۔ اتفاقاً اس کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ اسی اثنار میں اُن کا ایک رفیق صدیق عین حالت سکرات الموت میں اُن کے پاس آن پہونچا حسب الارشاد وحسب الانقیاد نبوی علیہ السلام کے لقنوا موتیکو کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کی اُسکو تلقین کی۔ مگر اس زاہد نے اُسکی تلقین سے اعراض کیا۔ علےٰ ہذا القیاس اُس وارد نے کرارًا مرارًا کلمہ شریف کی تلقین کی۔ پھر زاہد اس کی تلقین سے اعراض کرتا رہا۔ جب تیسری نوبت پہنچی تو اس زاہد کے دوست کے دل میں ایک قسم کا خوف اسکی نسبت پیدا ہو گیا۔ شاید میرے دوست کا انجام اچھا نہوا جب ایک ساعت کا عرصہ گذرا تو زکریا زاہد کو قدرے آرام کی صُورت نظر آئی۔ تب اپنی روشن آنکھیں کھولکر کہا۔ اے میرے دوست عالم بیہوشی میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھ سے کچھ پوچھا ہے۔ یا کہا ہے۔ حاضرین نے کہا ہاں ہمنے تین بار کلمہ شہادت پیش کیا۔ دو بار تو آپ اعراض اور رُوگردانی کرتے رہے۔ اور تیسری نوبت میں آپ لا اقول کا لفظ زبان شریف پر لائے پھر ہم تمہارے جانب سے مایوس ہو کر چُپ ہو گئے۔ زکریا زاہد نے کہا جب میرے پر حالت سکرات الموت کی طاری ہُوئی تو میری عین بیقراری اور اضطراری میں ابلیس پُر تلبیس ایک قدح پانی کا ہاتھ میں لیکر میری دائیں طرف آکھڑا ہوا۔ اور مجکو وُہ خوشنما پیالہ دکھاکر کہنے لگا۔ اے زاہد کیا اسوقت آپ کو پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ مردود علیہ اللعنۃ نے یہ کلمہ ثقیل پیش کرکے کہا قُل عیسےٰ ابن اللہ۔ میں نے اس مرُدود کیطرف سے مُنہ پھیر لیا۔ پھر وُہ دشمن بنی آدم میرے پاؤں کیطرف آکر کھڑا ہوا اور اسی کلمہ کا تکرار کیا۔ جب تیسری

نوبت ہوئی تو مجکو کہا قل لا الٰہ میں جھڑک کر کہا انی لا اقول ۔ یا رجیم پھر اُس مجہول مخذول نے میری
طرف سے مایوس ہو کر پیالے کو زمین پر مارا اور آپ بھاگ گیا ۔ خذلہ اللہ تعالےٰ فی الدارین ۔ اور
میں نے لا اقول کا لفظ اُس مردود کی تردید کے لئے کہا ۔ پھر اُس زاہد پیر یائے نے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھا ۔ اور اپنی پاک رُوح جو امانت الٰہی تھی بحکم
وکاست اُن کے فرستادہ کے حوالہ کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ﴿

مؤلف ۔ اے میرے مکرم و معظم بھائیو ۔ آج یعنے زندگی کیحالت میں حق سبحانہ و تعالیٰ
جو تمکو نعمت صحت اور فراغت کی جو عطا کی ہوئی ہے اُسکو غنیمت سمجھو ۔ اور جہانتک ممکن ہے
اسکی قدر دانی کرو ۔ اور اس سرمایہ کو غفلت اور نادانی اور متابعت نفسانی اور وساوس خطرات
شیطانی میں ضائع نہ کرو ۔ جو لوگ اس دولت عظمیٰ کو رائگان ہاتھ سے دیدیتے ہیں وُہ
لوگ بستر مرض الموت پر پڑ جاتے ہیں تو اسوقت اس دولت کی قدر کو پہچان کر افسوس کے
ہاتھ ملنے لگتے ہیں ۔ اور اس دولت سے بڑا خسارہ اٹھاتے ہیں ۔ کما ورد **قال** رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ ۔ ھذا الحدیث
من صحاح المصابیح رواہ ابن عباس ۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نعمت ہیں
ہیں کہ انمیں اکثر لوگ خسارہ ہی اٹھاتے ہیں ۔ تندرستی اور فراغت ۔ یہ حدیث مصابیح کی حدیثوں
میں سے ہے اور اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کیا ۔ اس حدیث شریف کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے لئے تندرستی اور فراغت دو
بڑی نعمتیں ہیں ۔ لیکن دنیا کے رہنیوالے اکثر لوگ ان کی قدر نہیں جانتے ہیں ۔ جب تک
تندرست اور فارغ رہتے ہیں یعنے جب تک اُن کو کسی طرح کی بیماری کا صدمہ نہیں پہنچتا ہے
تب تک ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ہیں ۔ اور رات دن کو غفلت میں یا اپنے دُنیاوی
دھندوں میں گنواتے ہیں ۔ اور وہ غفلت کے نشہ سے ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ نہ وُہ
اعمال صالحہ کرتے ہیں اور نہ اپنی موت کے دن کا سامان بناتے ہیں اور یہ بدیہی امر ہے
کہ انسان تندرستی کیحالت میں اپنے بدن اور مال دونوں سے خیرات حاصل کر سکتا ہے اور
جب کوئی بیماری اسکے بدن پر طاری ہو جاتی ہے تو اس حالت میں بدن تو عبادت بدنی کے ادا
کرنے سے بباعث ضُعف کے تھک رہتا ہے اور ہاتھ تہائی مال کے زیادہ تصرف سے کوتاہ
ہو جاتا ہے ۔ اب نہ بدنکو طاعت الٰہی پر قدرت ہوتی ہے اور نہ ہاتھ کو مال پر قابو ۔ سوائے

تہائی حصہ کے باقی رہتا ہے۔ کما ورد فی باب الوصیۃ۔ پس میرے دینی بھائیو تمکو لائق ہے
کہ اب اپنی صحت کو قیمتی جانکر بدن اور اپنے کمائے ہوئے مال سے خیرات حاصل کرلو۔
وعلےٰ ہذا عالم فراغت میں طاعت پر بے روک ٹوک قدرت ہوتی ہے۔ پھر اگر آدمی فراغت
کے بعد کسی دھندے میں لگ گیا۔ تو اُسوقت موانع پیدا ہو جائینگے۔ پھر طاعت کا
اختیار کہاں رہتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کبھی بھلا چنگا ہوتا ہے۔ لیکن فارغ نہیں ہوتا
بلکہ کمائی کے کاروبار میں لگا ہوتا ہے۔ اور بعض وقت تونگر اور مالدار اور غنی ہوتا ہے مگر
تندرست نہیں ہوتا۔ کسی بیماری کی بلا میں مبتلا ہوتا ہے۔ پس جب اُسکو صحت اور فراغت
دونو حاصل ہوں تو پھر سستی اور غفلت کے مارے طاعت الٰہی نہ کرے تو سمجھو کہ وہ انسان
ٹوٹے اور خسارے میں ہے۔ ہذا مالدےٰ من معنے الحدیث۔ **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہو
بھائیو دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور دُنیا میں ایسی تجارت ہوتی ہے جسکا فائدہ عالم آخرت
میں ملتا ہے۔ فمن استعمل فراغہ وصحتہ فی طاعۃ اللہ فھو المضبوط پس جسنے اپنی فراغت
اور تندرستی کو اللہ تعالےٰ کی عبادت میں صرف کیا تو سمجھو کہ وہ آدمی بڑے ضبط والا اور عقل
کل کا مالک اور اپنے سرمایہ سے نفع اُٹھانیوالا اور دُنیا اور آخرت میں اپنے مالک کی حُسنِ
خدمات سے سرخروئی حاصل کرنیوالا ہے۔ اور جس ناوان نے ایسی نعمت خداواد کو اللہ تعالےٰ اور
رسُول کی بیفرمانی اور معصیت اور ہوائی نفسانی میں کھویا وہ بیشک ٹوٹے اور خسارے والا
ہے۔ اس لئے کہ فراغت کے بعد کاربا لگجاتے ہیں اور کئی طرح کے حوائج انسان کو لاحق ہو جاتے
ہیں۔ اور تندرستی کے بعد بیماری بھی لگی ہوئی ہے اور جو شخص حالت صحت میں ہمراہ نفس امارہ
کے کہ جو ہمیشہ آرام طلب ہے بی مہار پھرتا رہا اور خدا تعالےٰ کی حدود کی محافظت اور نگہبانی اور
اُسکی طاعات اور اموارت پر مداومت نہ کی پس وہ شخص بڑا خسارہ اُٹھائیگا۔ پس میری عزیزو
تمکو لائق ہے کہ فراغت اور صحت کو غنیمت سمجھ کر صالح اعمال میں خوب سعی کرتے رہو اور ہر ایک
معاملہ دینی اور دنیاوی میں اپنے رسُول برحق کی سُنت سُنیہ پر چلتے رہو۔ اور اپنی
پیاری عمر کو جس کا ایک منٹ دُربے بہا ہے بیہودہ کاموں میں برباد نکرو۔ کیونکہ عمر میں سے
ہر ہر دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہوتا ہے۔ اسی کے وسیلہ سے سعادت ابدی میسر ہوتی ہے
اور اُسیکی ذریعہ سے انسان ہمیشہ کی بدبختی سے بچ سکتا ہے۔ پس اس جوہر سے کونسا جوہر بہتر
ہوگا پھر اگر انسان نے ایسے بے بہا گوہر کو غفلت میں کھو دیا تو اس ناوان نے بڑا خسارہ اُٹھایا

خدانخواستہ اگر اُسکو یعنے عمر کو گناہگاری بدکرداری میں لگایا تو بیشک وہ نادان علی الظاہر مارا گیا - نعوذ باللہ من ہذہ العقلۃ ؛

بھائیو! آدمی کی زندگی نیک اعمال کرنے کے لئے ایک فراخ میدان ہے جو اللہ تعالےٰ سے نزدیک اور قیامت کے دن ثواب جزیل واجب کردیتی ہے - پس انسان جو سعادت اس زندگی میں حاصل کریگا اس سرمایہ سے اتنا ہی اُسکا حصّہ ہوگا - کما ورد قال اللہ تعالےٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا - پس جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہے - روز قیامت کے اُسپر افسوس اور ندامت ہوگی کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ساعۃ یاتی علے العبد لا یذکر اللہ تعالیٰ فیہا الا کانت علیہ حسرۃ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہے کہ اسمیں اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اُسپر حسرت ہوگی وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامتہ یا رسول اللہ قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان یکون نزع حضرت ابوہریرہ سے روائت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہے سو نادم ہوویگا - صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی فرمایا اگر وہ نیکوکار ہے تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ کیا - اور اگر بدکار ہے تو یہ ندامت ہوگی کاشکے مَیں اُس بدفعلی سے باز آتا - پس اے عاقلو اپنی عمر غفلت میں مت کھوؤ - اور اپنی آخرت کے سامان حاصل کرنیمیں کوشش کرتے رہو - اُس دن سے پہلے کہ ایسا دن آجاوے کہ اُس روز کچھ حاصل نہ کرسکو - اور اب تو جلد اُسدن کو دیکھ لیگا - اور اپنی گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہے ندامت اُٹھاویگا - اور تجھکو اُسوقت کا پچتانا کچھ فائدہ نہیں بخشیگا ٥

دریغا چنان رُوح پرور زمان	کہ بگذشت بر ما چو برقِ یمان	
زسودائے آن پوشم واین خورم	نپرداختم تا غم دین خورم -	
دریغا کہ مشغول باطل شدیم	زحق دُور ماندیم وغافل شدیم	

جو آدمی اپنے دُنیاوی دھندوں میں مصروف ہوکر خدا کی یاد کو وقت فراغت پر ملتوی رکھکر یہ بات کہے کہ جب اپنے کاموں سے فرصت ہوگی تو خدا کی عبادت بھی کرلونگا - سو یہ بات اُس شخص کی حماقت پر دلالت کرتی ہے دو وجہ سے ایک تو اُسکا ناپائدار دُنیا کو پسند کرنا آخرت

پر اور یہ امر عقلاء کی شان سے بعید ہے۔ دُوسری وجہ عمل کو فراغت کیوقت تک مہلت میں رکھنا۔ کیونکہ بعض وقت فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے اُچک لیجاتی ہے۔ یا دُنیا کے کام بڑھ جاتے ہیں کیونکہ دُنیا کے کاروبار آپسمیں ملے جُلے مسلسل ہوا کرتے ہیں۔ پھر یہ شخص بلا زاد خالی ہاتھ معاد کے لئے بے توشہ رہ جاتا ہے۔ پس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں موت سے پہلے اور فوت سے آگے جلدی کرے۔ کما ورد وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دوڑو بخشش پر اپنے رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ آسمانوں اور زمینوں جتنا ہے۔ تیار ہوئی ہے پرہیزگاروں کے واسطے ۔

مؤلف بھائیو بے شک جس شخص کا دُنیا کے دھندوں میں رات دن دل اُلجھا رہتا ہے اور دُنیا میں سے قدر کفایت سے زیادہ کھانا پینا لباس وغیرہ حاصل کر چکتا ہے۔ تو یہ دُنیا اُس کے حق میں مضر ہوتی ہے ہاں اگر اُس کو طاعت الٰہی کے بجالانے میں صرف کرے (جیسے زکوٰۃ و حج و صدقات و دیگر خیرات مبرات جیسے تعمیر مساجد اور چاہات) تو اس صُورت میں بیشک مضر نہیں اس لئے کہ جو چیز آدمی کو محبوب اور پیاری ہوتی ہے اور اُسپر کامیاب ہی ہو جاتا ہے تو بالضرور اس سے جُدا ہوویگا۔ اگر اُسکی محبت سوائے محبت اللہ کے اور وجہ سے تھی تو اُسکا فوت ہونا بھی اس کے لئے عذاب ہوویگا۔ اس لئے کہ اُس چیز کی مفارقت میں اُتنا ہی الم اُسکو ہوتا ہے جتنا اُسکو اُس چیز کیساتھ لگاؤ ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہے تو ادھر اُدھر کے دھندوں سے فارغ دل ہوتا ہے اور کسی طرح کے وساوس اور خطرات واہیہ اسکے دلمیں شہوت اور لالچ کی دس شاخیں ایسے پیدا ہو جاتی ہیں کہ ہر ہر شہوت میں سو سو دینار کی حاجت ہووے۔ پس جسقدر اس کے ہاتھ آیا تھا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ کو سو کی اَور حاجت ہوتی ہے۔ اور اُس کی تلاش میں راتدن لگا رہتا ہے۔ لُطف یہ ہے کہ جب یہ سو اُس کے پاس موجود نہ تھا۔ تو وہ مستغنی رہتا تھا۔ اب چودہ سو کا مالک ہوا تو گمان کرتا ہے کہ میں غنی ہو گیا اور یہ نہیں سمجھتا کہ میں تو نو سو اور محتاج ہو گیا اور مجکو کئی طرح کے فکر دامنگیر ہو گئے اور یہ دُنیاداروں کی عادت مستمرہ ہے کہ جب انکو استطاعت مالی پر قبضہ ہو جاتا ہے تو پہلے خوبصورت عورتیں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں اور ان کے دلوں کے بہلانے کے لئے اچھے مکانات خریدتے ہیں اور ہر ایک کے لئے لوازم جو اُس کے

مناسب اور لائق ہو بیشمار چاہتے ہیں۔ سو بھائیو ایسے لوگ اگر غور کرکے دیکھا جائے۔ ایسے گڑھے میں گرتے ہیں جسکا انجام دوزخ کا گھراؤ ہے۔ سو اُسکی کوئی انتہا نہیں۔ چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ **حکایت** ایک بادشاہ عالیجاہ کے پاس فیروزے کا پیالہ آیا اور اُسمیں جواہرات جڑے ہُوئے تھے۔ اور اس قسم کا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ بادشاہ اس پیالہ کے دیکھنے سے ازحد خوش ہُوا۔ اور اُسکو بہت پسند فرمایا۔ اتفاقاً اُس بادشاہ کے پاس ایک حکیم عالم دانا فہیم بیٹھا ہُوا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اے حکیم صاحب فرمائیے کہ یہ پیالہ کیسا ہے۔ اور مجکو اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب ہے یا نہیں حکیم نے عرض کیا مجکو تو یہ کاسہ مرصع تیرے حق میں ایک طرح کی مصیبت اور موجب فقر معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے حکیم کی بات سنکر کہا۔ کیونکر میرے لئے مصیبت ہے حالانکہ میرا دل اس کے دیکھنے سے خوش ہو جاتا ہے۔ حکیم نے عرض کیا اس لئے کہ انسان کی ملک جو دنیا میں ہوتی ہے ہمیشہ اُسکے پاس نہیں رہتی بالفرض اگر یہ پیالہ کسیطرح جاتا رہا یا گر کر ٹوٹ گیا۔ تو آپکے دل کا کاسہ ساتھ ہی ٹوٹ جائیگا۔ اور آپ کو ایسے دوسرے کی حاجت دامنگیر ہو جائیگی۔ اگر ایسا دوسرا نہیں ملیگا تو جناب پر ایسی مصیبت طاری ہوگی جسکا علاج مشکل اور امر محال ہو جائیگا۔ **بیت**

	غم چیزے رگِ جان را خراشد	کہ گاہے باشد و گاہے نہ باشد	

ایک دن اتفاقاً وہ جام فیروزی کو شکست پہنچ کر کسی خدمتگار کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ اور بادشاہ کو اُس کے ٹوٹنے سے بڑا ہی رنج لاحق ہُوا اور کہا حکیم جی سچ کہتے تھے۔ کاش یہ پیالہ میرے پاس نہ آتا اور ایسا سخت رنج میری جان کو لاحق نہوتا۔ انتہیٰ۔ اسیطرح جو لوگ دُنیائے دون سے علاقہ رکھتے ہیں اور اسکی حرص میں دن رات جلا کرتے ہیں اور اس کے حاصل کرنیمیں سخت محنتیں اٹھاتے ہیں جب وہ دنیا اُن سے جاتی رہتی ہے تو اُسکی جدائی کی حسرت میں جلا کرتے ہیں اسی لئے بعض حضرات سلف نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ الدُّنیا فلیوطن نفسَہٗ علی التحمّلِ المصائب فان محبتھا لا تنفک عن ثلث مصائب ھم لازم وتعب دائم وحسرۃ لا تنقضی۔ یعنے جسنے دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کے لئے تیار رکھے۔ کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر وقت کا فکر۔ اور تعب دائمی اور حسرت بے انتہا۔ **مؤلف** اگر دنیا کے دوست کو حال کا عذاب سوائے عذاب آئندہ کے کچھ نہوتا تو یہ بھی مصیبت کافی تھی۔ پھر کیا حال ہوگا جب اُنہیں اور اس کے تمام محبوبات اور لذات میں

موت حائل ہوجاویگی۔ اور جن چیزوں سے لذت اُٹھاتا تھا۔ اور وہ لذتیں اُس کو زاد اُخروی کی سعی سے روک رکھتی تھیں۔ اسیقدر بلکہ اُس سے بڑھ کر عذاب دیکھیگا۔ فرض کرو کہ اگر کسی شخص کے ہزار محبوب ہووین تو مرنے وقت اُسپر ایک دم میں ہزاروں مصیبتیں پڑجاوینگی۔ اور اُن کی مفارقت کا اُس کے دلپر بھاری صدمہ پہونچیگا اور ایک لحظہ بھر میں سب سے جدا ہوجائیگا اور موت کے بعد حسرت وندامت میں پڑا رہیگا اور یہ تو وہ الم ہے جو مرتے ہی پیش آویگا۔ علاوہ اس سے (جو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب ان لوگوں کے لئے جو دنیا کی زندگی اور دُنیا کے مالوں کو دوست رکھتے ہیں اور دُنیا کے اسبابوں کی آب وتاب پر فریفتہ ہوکر اپنے مولےٰ کی عبادت سے غافل رہتے ہیں) تیار کر رکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سوائے اللہ کے کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اور اُسکی محبّت اللہ کے واسطے نہ ہو اور نہ اس لئے کہ وُہ طاعت الہٰی پر امداد کرتی ہو تو بیشک اُس شے کی محبّت سے ضرر حاصل ہوتا ہے۔ یہ تو وہ عذاب ہے تو مرتے ہی دوزخ کے پہلے دُنیا کا دوست بھگتے گا۔ اس لئے کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہے۔ بلکہ موت دُنیا کی مفارقت اور اللہ کے سامنے ہونے سے مُراد ہے۔ اور بعض جُہلا کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد آدمی کے ساتھ مرتے دم دو ہی چیزیں رہتے ہیں۔ علم۔ اور عمل۔ اور یہی آدمی کو نجات دیتے ہیں اور حق سُبحانہ وتعالےٰ کے دیدار کی لذت تک پُہنچا دیتے ہیں۔ اور یہ وُہی سعادت ہے کہ مرنے کے بعد جلدی حاصل ہوتی ہے اور اُسکی قبر ایک چمن بہشت کا بنجاتی ہے۔ یہاں تک کہ دیدار الہٰی کا وقت جنت میں آجاتا ہے۔ اور علم سے مراد علم معرفت الہٰی کا اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں اور رسُولوں کا ہے اور جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات آدمی مومن کو انکا سیکھنا واجب ہے۔ کہ بدوں اِن کے خداشناسی کا راستہ مفقود ہے اور مراد عمل سے عبادت ہے جو خالصتہ للہ اور کتاب اللہ اور سُنت رسُول اللہ کے موافق ہو۔ جو عمل کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق نہو وہ قابل قبول نہیں

ساتویں فصل وقت وداع روح کے بدن سے آسمان کا ندا کرنا

وفی الخبر اذا فارق الروح من البدن نودی من السماء بثلث صیحات یا ابن ادم اترکت الدنیا ام الدنیا ترکتک اجمعت الدنیا ام الدنیا جمعتک اقتلت الدنیا

سب جھگڑوں سے پاک ہوجاتا ہے یہ بالکل انکا خیال غلط ہے اور آدمی

ام الدنیا قتلتک - حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب رُوح انسان کے بدن سے مفارقت کرنا چاہتی ہے تو آسمان سے تین سخت آوازیں آتی ہیں - اے بنی آدم کیا تو نے اپنی ارادت سے دنیا کو اپنے سے جُدا کیا ہے یا کہ دُنیا نے تم کو چھوڑ دیا ہے - اے بنی آدم کیا تو نے ہی دُنیا کو جمع کیا ہے یا کہ دنیا نے تم کو جمع کیا ہے - اے بنی آدم تو نے دُنیا کو قتل کیا ہے یا کہ دُنیا نے تم کو قتل کر کے خاک میں ملایا ہے + اور جب میّت کو واسطے غسل کے تختے پر رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین آوازیں آتی ہیں - اے بنی آدم تیرے مضبوط اور توانا بدن کی طاقتیں کہاں گئیں اور بڑے چالاک ہرن کیطرح چھلانگیں مارنا اور تیرا کُودنا کہاں گیا - کس چیز نے تم کو ایسا ضعیف اور ناتوان کر رکھا ہے - کہ تیرے رُستمی بازوؤں میں بالکل حرکت نہیں رہی - اور اے بنی آدم تیری فصیح زبان اور تیرا ملیح بیان اور تیرا رنگین کلام کہاں گیا جسکی ہیبت نے تم کو ساکت کر دیا ہے - اے بنی آدم تیری قوت سامعہ کو کون اُڑا کر لے گیا کہ تیرے کانوں میں طاقت شنوائی ہرگز پائی نہیں جاتی - اے بنی آدم تیرے پیارے دوست جنکے ساتھ جلسوں میں بیٹھکر باتیں بناتا تھا - اور باغوں اور بازاروں میں بگڑا بگڑا کر بڑے فخر کیساتھ چلتا اور ان کی ملاقات کے بغیر ایک دم بھی تمپر مشکل گذرتا تھا - وُہ تمہارے رفیق شفیق تمکو چھوڑ کر کہاں چلے گئے - اور تم کو کس چیز نے وحشی اور وحشت زدہ بنا دیا ہے + اور جب میّت کو کفن پہنایا جاتا ہے تو اُس وقت آسمان کیطرف سے تین ندائیں آتی ہیں - اے بنی آدم اگر تیرے پر تیرا خالق تیرا ملک تیرا اللہ راضی ہوا تو تجکو ہزار ہزار مبارک ہے اور تو دائمی خوشی کا مالک ہے - اگر عیاذاً باللہ تیرا اللہ تجھپر ساخط ہے تو تو بیشک ہالک ہے تیرا ٹھکانا سوائے دوزخ کے نہیں - اے بنی آدم اگر تیرا مقر دار الجنان ہے تو تو بڑے نصیبے والا ہے - اور اگر تیرے رہنے کی جگہ دوزخ نیران ہے تو تو سمجھ لے کہ تیری ننھی جان پر کئی طرح کے عذاب کے ورود کا مکان ہے - اے بنی آدم اب تو بغیر زاد و راحلہ کے خالی ہاتھ ایک دور دراز سفر کی طرف مسافر ہونیوالا ہے - اور تو اپنے رنگین محلوں اور ہوادار بالاخانوں سے نکلنے والا ہے کہ پھر تیرا ان محلوں میں آنا ایک امر محال ہے اور ایک اندھیری تنگ و تاریک کوٹھڑی کے جسمیں سوائے ہول اور پریشانی کے کوئی مونس نہیں ہوگا تیرا بسیرا ہے اور جب میّت کے جنازہ کو اٹھا لیتے ہیں تو آسمان سے تین آوازیں اور آتی ہیں - اے بنی آدم اگر تیرے اعمال صالحہ ہیں تو تیرا جانا بہت مبارک ہے اور اگر تیرے اعمال بُرے ہیں تو خدا حافظ

تیرا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اور اے بنی آدم اگر تو نے اپنے گناہوں کی کدورت کو توبہ اور استغفار کے پانی سے صاف کر کے اور اپنے مالک حقیقی کو راضی کر کے دُنیا سے دار عقبےٰ کو چلا ہے تو تیرے لئے دائمی عیش کا مکان تیار ہے۔ اگر تو دُنیا سے فاسق کا فاسق اور خدا کا غضب اپنی ساتھ لے چلا ہے تو تیرے لئے دائمی ماتم اور غم پر غم ہے۔ اور جب میّت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اُس وقت بھی آسمان سے تین ندائیں نازل ہوتی ہیں۔ اے بنی آدم بموجب اس کلام الٰہی کے مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ جتنے اعمال تو نے دُنیا میں کئے کمائے ہیں اسکا نتیجہ تمکو اسی ساعت میں معلوم ہو جاویگا۔ اگر تیرے اعمال من حیث العبادۃ اور من حیث العادت اچھّے اور نیک ہونگے۔ انہی کے موافق بارگاہ ایزدی سے عزت اور منصب پائیگا۔ اور اگر تیرے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ ہونگے تو اُسکا بُرا نتیجہ پاکر پچھتائیگا۔ اُسوقت کا پچھتانا تیرے کام نہ آئیگا۔ جب میّت کو گور کے کنارے پر لیجائینگے تو عالم بالا کی طرف سے تین ندائیں آئینگی۔ کہ اے بنی آدم تو زمین کی پشت پر اور اُس کے پُر فضا میدانوں میں اور بارونق بازاروں میں بڑے ناز و نیاز سے چلتا پھرتا تھا۔ اور بڑی فصاحت و بلاغت سے بولتا چالتا تھا۔ جب تو زمین کے بطن میں جا پڑیگا تو بالکل چپ چاپ ہو جائیگا۔ اے بنی آدم تو زمین کی پشت پر اپنے پیارے دوستوں کے ساتھ ہنستا کھیلتا پھرتا تھا۔ اور جب تیرا وجود زمین کے پیٹ میں جائیگا تو وہاں جاکر خدانخواستہ باشد روویگا۔ اور تو زمین پر اپنے اموال اور اہل عیال اور اولاد کو دیکھکر نہایت خوشی سے پھول جاتا تھا۔ یہانتک کہ مارے خوشی کے کپڑوں میں نہیں سماتا تھا۔ جب تو زمین کے پردے میں متواری ہو جائیگا تو نہائت غمگین اور حزین رہیگا + جب سب اپنے بیگانے میّت کو دفن کر کے اس جنگل دنگل میں اکیلا چھوڑکر اور اُسکی طرف سے مُنہ موڑ کر اپنے گھروں کی راہ لیں گے تو اُسوقت ارحم الراحمین کی رحمت کا دریا اُس بندے کے زار نزار حال دیکھکر جوش میں آجاتا ہے اور اپنے بندے کی غمخواری اور دلدہی کے واسطے حق سبحانہ وتعالےٰ فرماتا ہے۔ کما ورد یقول اللہ تعالےٰ یا عبدی بقیت فریدا و وحید وترکوک فی ظلمۃ القبر وقد عصیتنی لاجلھم وانا ارحمک علیک الیوم رحمۃ یتعجب منہ الخلایق کلھا وانا اشفق علیک من الوالدۃ بولدھا۔ اے میرے بندے اب تو اس اندھیری کوٹھڑی میں تن تنہا جسمیں نہ کوئی غمخوار نہ مونس غمگسار ہے۔ تیرے پیارے متعلقین جنکی خاطر کیواسطے تو

میری بیفرمانی کرتا رہا۔ اور انکی دُنیاوی عزت کے لحاظ سے میری حدود سے دیدہ ودانستہ تجاوز کرتا رہا۔ تجھکو اندھیرے گڑھے میں اکیلا پھینک کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اے میرے بندے اب میری ذات مقدس لایزال کے سوا کوئی تیرا ملجا وماوا نہیں دیکھ آج میری رحمت تیرے ساتھ ایسا معاملہ کریگی اور میں تم کو اس برزخ میں ایسا شاد کام رکھونگا کہ میری ساری مخلوق تمکو دیکھکر متعجب ہو جائیگی اور جسطرح والدہ اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے اُس سے سو حصہ بڑھ کر میں تیرے پر شفقت فرماؤنگا تو ہر طرح سے اپنے دل میں تسلی اور اطمینان رکھ اور تجھکو ایسا آرام دکھاؤنگا کہ دنیا کی آرائش وآرام تیرے دل سے محو ومنسی ہو جائیں گے۔ احیاء العلوم۔ مناجات بدرگاہ واہب العطیات:۔

خداوندگارا نظر کن بجود	که جرم آمد از بندگان در وجود
گناه آید از بندهٔ خاکسار	بامید عفو خداوندگار
کریما برزق تو پرورده ایم	بانعام ولطف تو خو کرده ایم
چو مارا بدنیا تو کردی عزیز	بعقبے همین چشم داریم نیز
عزیزی وخواری توبخشی وبس	عزیز تو خواری نه بیند ز کس
خدایا بعزت که خوارم مکن	بذل گناه شرمسارم مکن
خدایا بذات خداوندیت	باوصاف بیمثل ومانندیت
به لبیک حجاج بیت الحرام	بمدفون یثرب علیه السلام
که مارا در آن ورطهٔ یک نفس	ز ننگ دو گفتن به فریادرس

الفصل الثامن فی بیان نداء الارض والقبر للانسان کل یوم بعشر کلمات

اے میرے بھائیو! تم کیوں خواب غفلت میں سو رہے ہو۔ اور تمہارے عقل وہوش کے کان کسواسطے بہرے ہو رہے ہیں باوجودیکہ خود یہ زمین جسپر تمہاری بود وباش ہے بآواز بلند پکار پکار کر تمکو جگا رہی ہے اور تمہاری عاقبت اور انجام کا حال تمکو سُنا رہی ہے۔ کما ورد قال انس ابن مالک رضی اللہ عنہ ان الارض تنادی کل یوم بعشر کلمات الخ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین ہر روز بآواز بلند اپنے باشندگان کے جگانے کے لئے دس کلمات عبرت انگیز سناتی ہے:

مؤلف۔ مگر چونکہ حضرت انسان کے دل کے کان غشاوت تعلقات جسمانی سے بہرے ہوئے ہیں اور اُن کے ظاہری حواس پر ہوا جس نفسانی کی آندھی چل رہی ہے اسواسطے اُسکو زمین کی آواز سُنائی نہیں دیتی۔ مگر خاصان خدا یعنے حضرات انبیا اور اُن کی اُمّت کے اولیاء اور صلحا جو تعلقات ظاہریہ سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ اور ہمیشہ اپنے حواس ظاہری باطنی کو دُنیا کے لالچوں اور حرصوں سے صاف اور مصفی رکھتے ہیں وہ لوگ اس نعمت عظمےٰ سے حظ اُٹھاتے ہیں۔ عوام کالانعام کو اس دولت سے کچھ حصہ نہیں چنانچہ زمین ہر روز کہتی ہے۔ اَے بنی آدم عالم حیات میں تو میری پشت پر بڑی خوشی اور امنگ سے دوڑتا پھرتا ہے اور آخر تیرے رہنے کی جگہ میرا بطن ہے اور سب نعمتیں تم کو عطا ہوتی ہیں۔ آخر میرے بطن میں آکر بڑے بڑے عذاب اور سخت سخت تکلیفیں تمکو اُٹھانی پڑینگی اور اب تو میرے پر ہنستا کھیلتا ہے۔ میرے بطن میں پہونچکر تمکو سوا رونے اور آنسو بہانے کے کچھ یاد نہیں رہیگا۔ اَب تو میرے پشت پر مال حرام اور حلال اور مشتبہ جو کچھ تیرے آگے آجائے سب کچھ کھا پی لیتا ہے اور مال حرام کے کھانے سے اپنے بدن میں پھیلیتا جاتا ہے اور جائز ناجائز کا کبھی خیال دلمیں نہیں لاتا ہے۔ جب تو میرے قابو میں آئے گا تو تیرے فربہ جسم کا لحم شحم بالکلیہ یعنے ہمگی و تمامی گل گُل جائیگا۔ اور تیرا گوشت پوست کیڑے چیونٹیاں کھاجائینگی۔ اور تو میری ظہر پر بڑے تبختر اور تکبر کیساتھ اکڑا مکڑا کر چلتا ہے۔ اور کسی بشر کو اپنا ہمسر نہیں سمجھتا ہے۔ جب میرے بطن کا کیڑا بنجائیگا تو تیری ایسی مٹی خراب ہوگی اور تو اسقدر ذلیل ہوگا کہ تیری ہیئت سے ہیبت آنے لگے گی + اور تُو آج میرے سینے پر بڑے ناز و انداز سے مارے خوشی کے کودتا پھاندتا پھرتا ہے اور میرے شکم میں آکر بدرجہ غائت غمناک ہوجائیگا۔ اور آج تُو تُو ٹے زمین پر آفتاب کی روشنی اور ماہتاب کی چاندنی میں آمدرفت رکھتا ہے اور کل میرے بطن کی اندھیری کوٹھڑی میں گوشہ نشین ہوجائیگا۔ اور اے بنی آدم میری پشت پر احباب کی ایک جماعت کا سردار بنکر چلتا ہے اور بغیر ہمرکاب نقیبوں کے زمین پر قدم نہیں ٹکاتا ہے۔ بلکہ اکیلا چلنے کو عار تصور کرتا ہے۔ کل کو میرے بطن کی اندھیری میں تجھ کو تن تنہا گذارہ کرنا پڑیگا۔ اور اُس وحشتناک مکان کو دیکھ دیکھ کر ڈریگا +

اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ انسان غافل کی قبر ایک دن میں تین بار اپنے

مالک کو پکار کر سمجھاتی ہے کہ اے لااُبالی مزاج میں ایک وحشت خانہ ہوں۔ اور ہیں ایک ظلمت کدہ ہوں اور میں کیڑوں بکوڑوں کا گھر ہوں۔ جب تو میریطرف آنیکا ارادہ کرے تو اپنی روشنی کا سامان اور اپنی تنہائی کا رفیق دل نشان اور اپنی بچاؤ کا اطمینان اپنے ساتھ لانا + اور بعض روایات میں اسطرح دیکھا گیا ہے کہ آدمی کی قبر کا مکان ہر روز پانچ مرتبہ اپنے مالک کو پکارتی ہے کہ اے بنی آدم میں اس لق و دق جنگل میں اکیلا گڑھا ہوں۔ پس تو اپنا مُونس (قرآن شریف کی تلاوت اور اسکی حکموں کی تعمیل کی مداومت) جو تیری تنہائی کی وحشت کو رفع کرنیوالا ہے ہمراہ لائیو۔ اور میں ایک اندھیری کوٹھڑی ہوں۔ تو مجکو صلوٰۃ اللیل یعنے نماز تہجد وغیرہ نوافل کی روشنی سے مجلی اور منور کریو۔ اور میں مٹی کا گھر ہوں تو اسمیں اعمال صالحہ کا فرش بچھائیو۔ اور میں سانپوں اور بچھوؤں کا گھر ہوں تو صدقات اور خیرات مبرّات کا تریاق اپنے ساتھ لائیو۔ اور ہمیشہ نہائت گریہ وزاری کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے منتر کا وظیفہ اپنا ورد بنائیو۔ اور میں منکر اور نکیر کے سوالوں کا مکان ہوں پس تو جب تک رُوئے زمین پر بپاس زندگی ہیں ہے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر صدق دل سے کرتے رہیو کہ یہی کلمہ تیری نجات کا وسیلہ ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے گروہ موحّدین عذاب دوزخ سے مخلصی پاکر بہشت اعلےٰ میں پہنچ جائینگے اور وہاں پہنچکر اپنے مولےٰ کا دیدار بھی پائیں گے۔ کماورد حضرت ابوہریرہ رضہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جلال احدیت جل جلالہ ہر صبح اور شام کو اپنے ید قدرت سے بہشت کے دروازوں کو کھولتے ہیں اور اپنے کرم اور احسان اور نعماء کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ منادے کے نام یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ تم عرش معلےٰ کے نیچے جاکر باآواز بلند پکارو کہ اے عنبر سرشت بہشت اور اے بہشت کے متقیم نعیم تم یہ بتاؤ کہ تم کس کی آن اور ملک میں ہو اور اس بہشت میں کس کے لئے رکھے گئے ہو۔ اور ہمارے بندگان سے کس فرقہ کے مُشتاق ہو۔ بہشت اور نعماء بہشت التماساً وجواباً عرض کریں گے کہ الٰھی نحن لاھل لا الہ الا اللہ و نشتاق لاھل لا الہ الا اللہ ولا نطلب الا اھل لا الہ الا اللہ ولا یدخل الینا الا اھل لا الہ الا اللہ و انا حرام و کل مافی علےٰ من لو یقل لا الہ الا اللہ۔ پھر جناب الٰہی سے حکم ہوگا کہ اے منادی دوزخ کی وادی میں جاکر اسی طرحسے پُکار کر جب دوزخ منادی کی ندا سُنیگا تو اُس کے جواب میں عرض

کریگا۔ الٰہی لا ابید خلقی الامن انکر لا الہ الا اللہ ولا اطلب الامن کذب بلا الہ الا اللہ وانا
حرام علی من قال لا الہ الا اللہ ولست انتقم الامن جحد لا الہ الا اللہ ولا یطفی غیظی
الامن انکر لا الہ الا اللہ ولا یخلد فی الامن لم یقل لا الہ الا اللہ پھر خطاب مستطاب
رب الارباب جل جلالہ کا پہنچیگا۔ انا لاھل لا الہ الا اللہ وانا ناصر من قال لا الہ الا اللہ وابحت
الجنۃ لمن قال لا الہ الا اللہ وانا غضبان علی من لم یقل لا الہ الا اللہ وما خلقت الرحمۃ
لاھل لا الہ الا اللہ فلا لحظا قول لا الہ الا اللہ الا بما یوافق لا الہ الا اللہ۔ انتہی روضۃ الواعظین نظم

اے خوش آن تن کہ بار داوندش	بر درِ لا الہ الا اللہ	
اے خوش آن دِل کہ یافت در بجرش	گہرِ لا الہ الا اللہ	
اے خوش آن جان کہ در کنار گرفت	دلبرِ لا الہ الا اللہ	
قوتے خواہ تاکہ بکشاید۔	کشورِ لا الہ الا اللہ	
ہان دہان تاز دست دِل ندہی۔	سپرِ لا الہ الا اللہ	
برساند بمرکزِ اصلت کہ	شہپرِ لا الہ الا اللہ	
زُود برکَش تو از غلافِ دلت	خنجرِ لا الہ الا اللہ	
خلوتِ خویشش رازِ دست مدہ	در برِ لا الہ الا اللہ	
اے خدایا زما تو باز مگیر	نظرِ لا الہ الا اللہ	

عن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یشھد
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ لا حرمہ اللہ علی النار ؛
مؤلف کہتا ہے کہ ظاہر معنے اس حدیث کے یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت
کے لئے یہ کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے۔ وُہ دوزخ میں نہ جائیگا۔ اگرچہ اوامر الٰہی کو بجانہ لاوے
اور اللہ کی مناہی سے باز نہ رہے۔ اور حقیقت میں یہ نہیں کیونکہ اِس کے معنے یہ ہیں۔
کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر گواہی دیتا ہے
اور اپنی شہادت کے راستہ پر چلا جاتا ہے۔ اور اوامر الٰہیہ پر عمل اور منہیات سے اجتناب کرتا
ہے۔ اسکو اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کردیگا۔ اور ان معنوں کا اشارہ ہے۔ اس حدیث میں اُس
لفظ سے کہ سچے دل سے کیونکہ گواہی جب سچے دِل سے اور ارادہ سے ہوتی ہے تو آدمی اپنے
مولٰی کی رضامندی تلاش کرلیتا ہے۔ اور اس کے حکم کو بجالاتا ہے۔ اور اسکے منہیات

سے باز رہتا ہے اور جس شخص نے اُس کے حکم پر عمل نہ کیا اور اُس کے منہیات کے ارتکاب سے
نہ رُکا تو اُسکی وُہ گواہی صرف زبانی ہے دِل اور اعتقاد سے ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ زبان
دِل کی ترجمان ہے یعنی دِل کا اظہار کرنیوالا ہے۔ اور ہاتھ پاؤں اعضا وغیرہ گواہ ہیں۔ انسان
کے زبانی دعوے پر۔ پس جو شخص اپنی زبان سے ایمان کا دعوےٰ کرے اور وُہ اپنے ارکان
ایمان کے مطابق برتے یعنی اپنے اعضاء کے حرکات وسکنات کو عبادت الٰہی میں صرف کرے
تو وہ شخص بے شک اپنے دعوے میں سچّا ہے اور وُہ پُورا پُورا ایماندار ہے۔ اور اُسکا دعوےٰ
ثابت ہے اور جس شخص نے اپنے بدن کے ارکان ایمان کے مطابق استعمال نہ کئے۔ تو وُہ
اپنے ایمان میں سچّا نہیں اور نہ اُسکا دعوےٰ ثابت ہے۔ اور اس تقریر سے معلوم ہُوا
کہ جو لوگ زبان سے کہا کرتے ہیں بعض وقت وُہ بات دِل اور اعتقاد سے نہیں ہوتی اگرچہ
واقعہ میں سچی ہو۔ جیسے منافقوں نے جناب رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا
نشھد انك رسول الله یعنے اے محمدؐ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسُول ہو۔ تو یہ
اُن کا قول واقعی سچّا ہے۔ اِس دلیل سے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ
یعنے اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسُول ہے۔ لیکن چونکہ وُہ منافق اپنے دِل اور
اعتقاد سے نہیں کہتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو جُھٹلا دیا۔ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ
لَکٰذِبُوْنَ ۝ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جُھوٹے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے
کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لُغت کے یقینی خبر کو کہتے ہیں۔ اسی لئے گواہوں میں
یہ شرط ہے کہ گواہی تب دیا کریں جب وُہ شے اُن کے عندیہ میں یقینی ثابت ہے۔ کما ورد
حدیث قال النبی علیہ السلام اذا علمت مثل الشمس فاشھد الحدیث رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تجھکو آفتاب کی مانند ظاہر معلوم ہو تو گواہی دے۔ پس
جو شخص ایسے مقدمہ کی جو اُس کے نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہے گواہی دے تو وُہ گواہی
جُھوٹ ہوگی اگرچہ واقعہ میں سچّی ہو۔ اسی لئے حدیث مرقومۃ الصدر میں یہ اعتبار کیا ہے
وہ خبر سچی اپنے مرکز اور منبع سے پیدا ہوئی ہو کہ وُہ دِل ہے تاکہ اُسکا اثر اعضا میں آوے
پس ہماری اِس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو شخص کلمہ شہادت کا پڑھتا ہے۔ تو
وُہ گویا دعوےٰ کرتا ہے کہ مجکو اس کلمے کے معنے یقیناً معلوم ہیں اور میں ایماندار ہوں۔ پھر
پھر دیکھا جاوے اگر اسکو کلمے کے معنے معلوم نہوں اور اُسکا عملدرآمد اُس کے مفہوم کے

مخالف ہو تو وہ شخص دعوے میں سچّا نہیں اور نہ اُسکا دعویٰ ثابت ہے پھر وہ شخص مومن کیونکر ہوگا اس لئے کہ صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے بدوں معلوم کرنے معنوں کے اور سوائے شہادت ارکان یعنے تعمیل اوامر اور اجتناب مناہی کے حقیقت ایمان کی حاصل نہیں ہوتی

الفصل التاسع فی ذکر نداء الروح وما یتعلق بہ

کما ورد عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کنت قاعدۃ مربعۃ فی البیت فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیّ فاردت ان اقوم لما کانت لی عادتی عند دخولہ علیہ السلام فقال اجلسی یا ام المومنین فقعدت فوضع راسہ فی حجری فنام مستلقیا علی قفاہ فجعلت اطلب شیبۃ فی لحیتہ فرأیت فیہا تسعۃ عشر شعرۃ بیضاء فتکفرت فی نفسی فقلت ایہ یخرج من الدنیا فیبقی الامۃ بغیر نبی۔ فبکیت حتی سال دمعی علی خدی فقطرت منہ ووقعت علی وجہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فانتبہ من نومہ۔ روایت حضرت بی بی عائشہ رضہ سے مروی ہے کہا کہ ایک دن میں اپنے گھر میں چوکڑی مار کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پس میں اپنی عادت کے بموجب تعظیماً کھڑی ہوگئی۔ سید الانبیاء نے فرمایا۔ اے ام المؤمنین اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ۔ پس میں بیٹھ گئی۔ پھر آفتاب رسالت میری بغل میں سر رکھکر چت لیٹ گئے اور سوگئے دلش بیدار وچشمش درشکر خواب۔ اور میں حضرتؐ کی ریش مبارک کو دیکھنے لگی۔ اچانک میری نظر میں سترہ سفید بال ختم المرسلین کی مبارک ڈاڑھی میں نظر آئے۔ پس مجکو ایک قسم کی فکر لاحق ہوگئی۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ بمضمون ع موئے سفید آئتِ نومیدی ست۔ شاید حضرت جلدی ہی دار دنیا سے رخصت ہوجائیں گے۔ اور اسکی نازنین امت بغیر ہادی نبی کے اکیلی پیچھے رہ جائے گی۔ اور جب آسمان رسالت کا آفتاب چھپ جائیگا تو زمین کے میدانوں میں اندھیرا چھا جائیگا۔ ایسے خیالوں سے میری طبیعت میں رقت آگئی۔ بے اختیار میری آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔ اور چند قطرے میرے رخساروں سے ٹپک کر اُس میرے بخت بیدار کے مبارک چہرے پر جا پڑے۔ میرے گرم آنسوؤں کی گرمی سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب استراحت سے جاگ پڑے اور مجکو روتی دیکھکر فرمانے لگے ماالذی یبکیک یا ام المومنین۔ ای مومنوں

کی ماں تمکو کس چیز نے رُلایا۔ پس میں نے سارا ماجرا اُسنایا۔ پھر حضرت نے یہ ارشاد فرمایا یاام المومنین کیا تجھے معلوم ہے کہ میّت پر کونسا وقت اشدّ اور سخت نازل ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی اعلم ہیں۔ فرمایا ہاں لیکن کچھ تو تم بھی کہو۔ میں نے التماس کی یا نبی اللہ اے حال اشدّ علے المیّت فرمایا۔ میّت پر زیادہ سخت حال کوئی نہیں وارد ہوتا ہے۔ جب اسکی متعلقین اُسکو اٹھا کر گھر سے باہر لیجاتے ہیں۔ اور اُسکی اولاد زن و فرزند بہن بھائی روتے پیٹتے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آتے ہیں اور یا والدہ یا اماہ پکار پکار کر چیخیں مارتے ہیں۔ اور اس کے یتیم لڑکے لڑکیاں بلبلاتے رہ جاتے ہیں۔ اے ام المومنین یہ حالت میّت پر چنداں سخت نہیں پھر حضرتؐ نے مجھ سے پُوچھا سوا اس کے اور کونسا وقت میّت پر سخت ہے۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ جب میّت کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اسکا دہانا کچّی اینٹوں سے بند کیا جاتا ہے اور پھر اُسکی قبر کے گڑھے کو مٹّی سے بھر دیا جاتا ہے اور اس کے اقارب اور اباعد اور اپنے بیگانے اور اُس کے پیارے دوست یگانہ اُسکو اللہ کی سپرد کر کے اپنے گھروں کیطرف لوٹ جاتے ہیں۔ یہ وقت میّت پر نہایت سخت ہے۔ حضرت نے فرمایا یاام المومنیں یہ حالت بھی میّت پر چنداں مُشکل نہیں۔ اگر کچھ تم کو اور معلوم ہے تو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ و رسُولہ اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلمی یاعایشۃ ان اشد الحال علی المیت حین یدخل الغسال دارہ لیغسلہ فیخرج الثیاب عن بدنہ ویخرج خاتم الشباب عن اصابعہ وینزع قمیص العروس من بدنہ ویدفع عمامۃ الشیخ والفقیہ والفقہاء والقضاۃ من راسہ فینادی روحہ بین یدے نفسہ بصوت حزین یسمعہ کل الخلائق الا الثقلین۔ پھر فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ میّت پر سخت حالت اُسوقت ہوتی ہے۔ جب غسّال یعنے مُلّاں مُردہ شو اُس کے نہلانے کے لئے اُس کے دروازے میں داخل ہوتا ہے اور اُسکے بدن سے قیمتی کپڑے اور اُسکی نازک انگلی سے مرصع انگوٹھی اور اُس کے گلے سے عروسی قمیص اور اُس کے سر سے قضاۃ اور فقہا کا عمامہ اتارنے لگتا ہے۔ تو اسحالت میں میّت کی رُوح اپنے نفس کے سامنے نرم آواز سے جسکو سوائے جنّ اور آدمیوں کے ساری مخلوق سُن لیتی ہے مُردہ شو کو کہتی ہے۔ اے غسّال میں اس حال پُر ملال میں تجکو اللہ ذو الجلال کی قسم دیتا ہوں کہ میرا سارا بدن سکرات الموت کے صدمہ سے مجروح

گویا مُرغ نیم بسمل کیطرح مذبوح ہورہا ہے اور مَیں نے ابھی حضرت ملک الموت کے سخت پنجے سے نجات پاکر قدرے آرام واستراحت پائی ہے۔ میرے اس زخمی بدن سے بڑی نرمی اور سہولت کیساتھ کپڑے اُتار یو ؎

این تنم مجروح شد از صدمۂ سکرات موت — این تنم را نیست تاب بے تاب مسیح عیسوی

اور جب پانی واسطے دُور کرنے الواث جسمانی کے اس میت پر ڈالا جاتا ہے تو اسی طرح بیچاری رُوح چیخ مار کر کہتی ہے۔ اے غسّال خدا کیواسطے میرے جسم پر گرم یا زیادہ سرد پانی نہ ڈالیو بلکہ اوسط درجہ کے پانی سے میرا بدن صاف کریو۔ کیونکہ میرا نازک بدن بباعث نزع رُوح کے جل بل چکا ہے اور اس اجل کے جلے کو جلتے اُبلتے پانی سے مت جلائیو۔ پھر غسّال جب اُسکو غسل دیتا ہے تو رُوح عجز و نیاز سے اُسکو قسم دیکر کہتی ہے یا غسال میرے زخمی بدن کو زور سے دبا دبا کر ہاتھ نہ لگانا کہ میرا جسم بباعث خروج روح کے مجروح ہورہا ہے۔ جب اُس میّت کو غسل دے کر کفن کے چادروں پر لٹاتے ہیں اور اُس کے قدموں کی طرف سے چادروں کے سروں کو مضبوط باندھتے ہیں۔ تو پھر رُوح پکار کر کہتی ہے۔ اے بیباک غسّال اور لے بے ترس مُردہ شو! میرے سر کے بند کو کھلا چھوڑیو تاکہ مَیں اپنے عیال واطفال اور اَولاد واحفاد اور اقارب اور اباعد کا آخری مُنہ دیکھ لوں اس لئے کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ میں آج اپنے ان پیارے عزیزوں اور اپنے لخت جگروں سے جُدا ہوکر بڑے دُور دراز سفر کو جاتا ہوں پھر میری اور اُن کی ملاقات اگر نصیب ہے تو قیامت کو ہی ہوگی۔ پھر جب میّت کو اُٹھا کر اس دُنیاوی عدم بقای محل رنگین سے جنگل کیطرف لیجانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ نو سفر پھر اُٹھانیوالوں کو قسم دیکر پُکار پُکار کر کہتا ہے کہ اے میرے اُٹھانیوالو جلدی نکرو ذرا ٹھیرو میں اپنے عالیشان مکان اور اپنے عیال اور اموال سے جنکو میں نے شاقہ محنت اور کمال مشقت سے حاصل کیا تھا۔ اور وہ میرے گھر کی روشنائی جس سے میں ایک دم کی جُدائی نہیں چاہتا تھا وداع اور رخصت ہولوں اور پھر چیخ مار کر پکاریگا اور کہیگا۔ کہ اے بیگانو بیگانو! اور اے میرے پس ماندو! میں اپنی کمائی کا مال کثیر چھوڑ چلا ہوں اور میری جوان رانڈ معہ بال بچوں صغیر وکبیر کے میرے پیچھے رہ گئی ہے۔ تم پر لازم ہے کہ تم اُن بیچاروں کو تکلیف نہ دینا اور کسیطرح کا رنج اور اذیت اُن کو نہ پہونچانا اور اُن کی یتیمی اور بیکسی پر

رحم کھانا ؎

الا تا نگرید کہ عرش عظیم	بلرزد ہمے چون بگرید یتیم

پس میں آج اپنے رنگین محل سے نکالا جاتا ہوں اور پھر اُن کی طرف میرے آنے کی راہ ابدا مسدود ہے اب میرا حافظ میرا معبود ہے ٭ جب پھر اس کے جنازہ کے اٹھانیکا ارادہ کرتے ہیں تو پھر باواز حزین مسکین بنکر پکار کرتا ہے اَے میرے خیر خواہ بھائیو اور اے میرے نیک ہمسائیو! تھوڑی دیر توقف کرو کہ میں اپنی بی بی اور اولاد کی آواز سُن لُوں۔ اس لئے کہ مَیں تو آج دُنیا سے نکالا جاتا ہُوں اور اپنے کُنبے سے روز قیامت تک جُدا ہوتا ہُوں ٭ جب میّت کو اُٹھا کر تین قدم چلتے ہیں تو وہ حاضرین جماعت کو اَیسے آواز سے پُکارتا ہے کہ سوائے ثقلین کے ساری دُنیا کی خلقت اُس کے آواز کو سُن پاتے ہَیں چنانچہ وہ مسافر راہ عدم کہتا ہے کہ اے میرے پیارے دوستو اور بھائیو اور اے میرے عزیز فرزندو۔ اس دُنیا کی ہوس میں میری طرح مغرور نہ ہونا اور اسکے دھوکے کے دام میں نہ پھنسنا۔ اور میری طرح اس مکّارہ غدّارہ کی کھیلوں میں نہ لگجانا اور میری نازک حالت کو دیکھکر عبرت حاصل کرو اور میں نے جو دُنیا کا مال کما کر جمع کیا تھا۔ وہ سب کا سب میرے وارث لیجائیں گے۔ اور میرے گناہوں کے بوجھ میں سے ایک ذرّہ کے برابر بھی اپنے پر نہ لیں گے۔ مَیں تو بارگاہ ایزدی میں اس مال کے حساب میں مُبتلا ہو جاؤنگا۔ اور معلوم نہیں تمہارے بدلے کیا کیا مصیبتیں اُٹھاؤں گا۔ اِس مکّارہ دنیا نے مجکو تمہاری پیاری پیاری صُورتیں دکھا کر تمہاری محبّت کے جال میں ایسا پھنسایا کہ مَیں نے اللہ اور رسُول کے کاموں کو دِل سے بھلایا۔ افسوس ہائے افسوس! جب میرے شہباز روح نے قفس قالب سے پرواز کیا تو خواب غفلت سے میری آنکھ کھُلی اَے میرے عزیزو! ؎

روزگارم بشد بناداني	من نکردم شما حذر بکنید

تم اس دُنیا سے بچیو اور اس کے دھوکے میں نہ آئیو اور ہر دم اپنے مولٰے کی فرمانبرداری اور اس کے رسول کی تابعداری میں سرگرم رہیو ایسا نہو کہ تم بھی میری طرح پھنس جاؤ تم تو میرے مال سے مالامال ہو کر مجکو دل سے ایسا بھلاؤ گے کہ میرا نام تک لینے سے تم کو عار آئیگی اور اب سوائے پروردگار کے میرا کوئی مددگار نہیں ہے ٭ اور جب میّت کو قبر کی اندھیری

کوٹھڑی میں بند کر کے بعض لوگ اپنے گھروں کیطرف لوٹتے ہیں اور اسکو جنگل میں چھوڑتے ہیں تو اُسوقت میّت پر انکی مفارقت سے ایسی سخت حالت طاری اور عارض ہوتی ہے کہ بے اختیار قسمیں کھا کھا کر پکارتا ہے کہ اے میرے بھائیو! میں تو اس حالت میں مُردہ بے حس و حرکت زمین کے گڑھے میں پڑا ہوں اور حسرت کی آنکھوں سے تم کو دیکھتا ہوں تم تھوڑی دیر کے لئے اور میرے سامنے کھڑے رہو۔ میں تمہاری صورتیں دیکھ لوں۔ میں تو تم کو محتاجی کی حالت میں ہر دم دیکھتا رہونگا مگر تم کو میری یاد دل سے بالکل بھولجائے گی اور نہ میری دوستی یاد آئیگی + اور اے میرے پیارے دوستو تمہاری دل میری محبت سے زہر پر کیطرح کیوں سرد ہو گئے ہیں۔ اور پھر اپنے وارثوں کیطرف خطاب کر کے کہتا ہے اے میرے مال کے وارثو! میں نے دنیا میں بہت سا مال کما کر جمع کیا تھا۔ مکانات چنوائے۔ باغات لگوائے اور عالیشان عمارات بنوائیں مگر میری ہی کم عقلی سے میرے کام نہ آئے سب کچھ تمہارے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ خدا کیواسطے ایک روٹی کا ٹکڑا میرے نام کا صدقہ کیا کرنا۔ خدا تعالیٰ سے اسکا بدلہ نیک پاؤگے۔ کہ میں اس دور دراز سفر میں تہیدست آیا ہوں اور مستوجب رحم ہوں اور میں نے تم کو قرآن شریف کی تعلیم دلوائی اور علم ادب اور فقہ اور حدیث سکھلائے۔ پس تم مجھ کو دُعائے خیر سے فراموش نہ کریو۔ اور میرے نام کا صدقہ وغیرہ کر کے اُسکا ثواب مجھ کو پہونچاتے رہیو۔ اور اس صدقہ کا اثر میرے تک پہونچتا رہے گا +

مؤلف۔ اہل خبرت پر روشن ہے کہ اہل سنت کے نزدیک زندوں کی دُعا کا ثواب اور ان کی عبادات بدنیہ مالیہ کا ثواب بشرط تملیک مُردونکو پہونچ جاتا ہے۔ اور اس قسم کی اکثر روایات حدیث و فقہ کی کتابوں میں وارد ہیں۔ کما حُکی عن ابی قلابۃ دھو ماروی عنہ

حکایت۔ امام غزالی رح نے دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ امام ابی قلابہ جو ایک نامی گرامی محدث امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ میں نے عالم رویا میں ایک مقابر یعنے گورستان دیکھا۔ اور اُسکی قبروں کے دہانے کھلے ہوئے اور ان کے بیٹھنے والے موتے اپنی اپنی قبروں سے نکلکر قبروں کے کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک کے آگے ایک ایک طبق نورانی رکھا ہوا ہے۔ از انجملہ ایک شخص حیران پریشان خالی از مایۂ نان اپنے مکان پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ ابو قلابہ رح نے اُس متحیر آدمی سے پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ تمہارا

آگا طبق سے خالی ہے اُس شخص نے کہا کہ میرے ہمسائے بھائیوں کی اولاد و احفاد اور احباب شفیق اور حق شناس اور رحم دل اور محبت آساس ہیں ہر روز صدقات اور خیرات مبرات اور ادعیات کے ہدیے بکیم و کاست انکی طرف سے اُنکو پہونچتے رہتے ہیں۔ خالق انس و جان اُن ہدیوں کے ثواب کے نورانی رقاب ملائکہ کے ذریعہ سے اُن کے آگے رکھوا دیتا ہے اور میرا ایک بیٹا بدکار نا خلف ناحق شناس ہے اُس کم بخت نے کبھی میرے حق میں دُعائے خیر نہیں کی اور نہ میرے نام کا گاہے صدقہ دیا ہے اسواسطے میں محروم اور اپنے جوار ابرار کے سامنے خجل اور شرمسار بیٹھا رہتا ہوں۔ حضرت ابی قلابہ نے اُس متوفی سے اُس کے خلف ناخلف کا نام و مقام پُوچھ لیا۔ جب حضرت ابی قلابہ اپنی نیند سے بیدار ہُوئے تو اُس شخص کے بیٹے کو بُلا کر فہمائش کی اور بہُت سمجھایا۔ ابو قلابہ کے پند و نصائح سے وہ لڑکا اپنی حرکات ناشائستہ سے باز آیا اور اُن کے ہاتھ پر توبہ کی۔ ابو قلابہ رح جو زملنے کے ولی تھے اُن کی ادنے توجہ سے اُس سنگدل گمراہ کے دلمیں رقت آئی اور پختہ عہد کیا کہ اس کے بعد مَیں کبھی گناہ کے گرد نہ پھرونگا۔ اور اپنے مولے کی بفرمانی کے راستے پر نہ چلونگا اور جب تک جیتا رہونگا اپنے باپ کے حق میں دُعائے خیر اور صدقہ کرتا رہونگا۔ پس وہ شخص خدا کی یاد میں مشغول ہُوا۔ اور ہر روز اپنے باپ کی مغفرت کے لئے دُعائیں مانگتا اور اُس کے نام کا صدقہ دیتا رہتا تھا اس عادت پر کچھ مدت گذری۔ ایک دن ابو قلابہ نے عالم خواب میں وُہی مقبرہ اور وہی ماجرا دیکھا اور اُس شخص محروم کے سامنے ایک طبق نورانی جس کی آب و تاب سے آفتاب بھی مات ہوتا تھا رکھا ہُوا دیکھا۔ اُس شخص نے ابو قلابہ کو دیکھ کر کہا اَے مرد خدا جزاك الله فی الدارین خیرا تیری سعی سے میں نے نیران کے عذاب اور جیران کی شرمندگی اور عتاب سے نجات پائی۔ انتہٰے ؀

امام بخاری رح نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار رض سے روایت کی کہ مالک بن دینار کہتا ہے کہ میں جمعرات کو مقبرہ میں گیا تھا۔ اچانک ایک نور چمکتا ہُوا دیکھ کر میں نے لا اله الا الله پڑھا اور سمجھا کہ الله تعالیٰ نے اہل مقبرہ کی مغفرت کی۔ ناگاہ دُور سے سُنا کہ ہاتف آواز دیکر کہتا ہے کہ اے مالک بن دینار یہ ہدیئے اُن مومنوں کے ہیں جو اپنے مُردہ بھائیوں کیواسطے بھیجتے ہیں۔ مَیں نے کہا قسم ہے تجکو اُس ذات مقدس کی جس نے تجکو نطق دیا۔ مجھے اسبات سے خبر دے کہ وہ کیا ہے تب اُس نے کہا کہ ایک مومن اس رات

اچھیطرح وضو کر کے دو رکعت نماز جسکی پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے قل یاایہا الکفرون
اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے قل ہو اللہ احد پڑھ کر اُس کا ثواب اہالی مقبرہ کو ہبہ کیا
اور اُسیکی یہ روشنی اور خوشی اور کشادگی وغیر ذٰلک ہیں۔ مالک نے کہا میں تب سے ہر جمعہ
کو یہ دُو رکعت نماز پڑھا کرتا حتّٰی کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ فرماتے ہیں اے مالک دینار خدا تعالیٰ نے بشمار اس نور ہدیہ کے جو تو نے میری
اُمت کیطرف بھیجا ہے تیری مغفرت کی اور تیرے لئے وُہی ثواب دیا + انتہٰی

سوائے اس کے عموماً زندوں کی دُعا بطور ہدیہ ریشمی رومال سے ڈھکی ہوئی مُردوں
کے پاس آتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہدیہ فلاں بن فلاں نے تیرے لئے بھیجا ہے۔ کما ورد
عن بشار بن غالب قال رأیتُ رابعۃ فی النوم وکنتُ نشر الدعاء لھا فقالت لی یابشار
ھدایاک تاتینا علی الطباق مخمرۃً بمنادیل الحریر قلتُ وکیف ذلک قالت ھکذا دعاء المومنین
الاخیار اذا دعوا للموتی فاستجیب لھم وجعل ذلک الدعاء علی طباق النور ثم اُخمر
بمنادیل الحریر ثم اتی الذی دعا من الموتی فقیل ھذہ ھدیۃ فلان الیک اخرجہ ابن ابی الدنیا
روایت۔ بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ کی والدہ شریفہ
فوت ہوگئی اور اتفاقاً حضرت سعد کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب سفر سے واپس آئے۔ تو
ماں کے مرنے کی خبر پاکر جناب مستطاب رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں
حاضر ہوکر عرض کیا یارسُول اللہ میرے پیچھے میری ماں مرگئی اور میں غیر حاضر تھا۔ کیا اگر
مَیں اُنکی طرف سے صدقہ کروں کچھ نفع اُن کو پہونچیگا۔ فرمایا ہاں تب سعدؓ نے کہا کہ مَیں
گواہ کرتا ہوں آپ کو اس بات پر کہ میرا باغ میری ماں کیطرف صدقہ ہے۔ اخرجہ البخاری۔

اور عمر ابن جریر سے مروی ہے کہ اُسنے کہا۔ جب کوئی شخص اپنے مُردہ بھائی کے لئے
دُعا کرتا ہے تب ایک فرشتہ اُسکو اُسکی قبر میں لیجا کر کہتا ہے کہ اے صاحب قبر یہ ہدیہ
تمہیں تمہارے بھائی مہربان کا ہے۔ کذا فی شرح الصدور +

اور قُرآن سے بھی مُردوں کو نفع پہونچنا ثابت ہے اور اس مسئلہ پر علماء کا اجماع
ہوچکا ہے۔ کما ورد عن السفیان قال کان یقال الاموات واحوج الی الدعاء من الاحیاء
الی الطعام والشراب وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء ینفع للمیت ودلیلہ
من القراٰن قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

الذین سبقونا بالایمان اخرجہ ابن ابی الدنیا (ترجمہ) حضرت سفیان رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مُردے دُعا کی طرف زیادہ محتاج ہیں، زندے کے کھانے پینے کی طرف کے احتیاج سے۔ اِس روائت کو بہت لوگوں نے نقل کیا اور اسپر علمار کا اجماع ہے کہ دُعا میّت کو نفع دیتی ہے اور اُسکی دلیل آئت والذین جاؤا من بعدہم الخ ہے۔ یعنے وُہ لوگ جو بعد اُن کے آئے ہیں کہتے ہیں۔ اَے پروردگار ہمارے معاف کر ہمارے لئے اور ہمارے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان کیساتھ ہم سے سبقت کر گئے ✣

عن سلمۃ ابن عبید قال قال حماد المکی خرجت لیلۃ الی مقابر مکۃ فوضعت راسی علی قبر فنمت فرایتُ اھل المقابر حلقۃ فقلتُ قد قامت القیامۃ قالوا لا ولکن رجل من اخواننا قرا قل ھو اللہ احد وجعل ثوابھا لنا فنحن نقتسمہ منذ سنۃ (ترجمہ) سلمۃ بن عبید نے کہا کہ حماد مکّی نے کہا کہ مَیں ایک رات کو مکّے کے مقابر میں جا کر ایک قبر پر سر رکھکر سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اہل قبور حلقہ حلقہ ہو گئے مَیں نے کہا کیا قیامت قائم ہوئی وہ کہتے ہیں نہیں لیکن ہمارے بھائیوں میں سے ایک آدمی نے سُورۂ اخلاص پڑھکر اس کا ثواب ہم لوگوں کو پہونچایا۔ ہم لوگ ایک برس تک اسکو تقسیم کر لیتے ہیں۔ اخرجہ القاضی ابوبکر بن عبد الباقی الانصاری فی کتاب مشیخہ ✣

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقراء سورۃ یٰسٓ خفف اللہ عنھم وکان لہ بعدد من فیھا حسنات ✣ ترجمہ حضرت انس سے روائت ہی کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مقبرہ میں جا کر سُورۂ یٰس پڑھے اللہ تعالیٰ مُردوں سے عذاب کی تخفیف کرتا ہے اور اس پڑھنیوالے کے لئے بمقدار مُردے کے نیکیاں ہوتی ہیں۔ کذا فی شرح الصدور ✣

عن علیؓ مرفوعاً من مر علی المقابر وقرا قل ھو اللہ احد احدی عشر مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات کذا فی شرح صدور ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روائت ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی گورستان سے گذرے اور سُورۂ اخلاص اا مرتبہ پڑھکر اُس کا ثواب موتے کے رُوحوں کو بخشے مُردوں کے مقدار اُسکو بھی ثواب ملتا ہے ✣

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مات الانسان انقطع

عمله الا من ثلث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله اخرجه البخاری و مسلم

ترجمہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تب اُسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل اُس کے علے الدوام جاری رہتے ہیں ایک تو صدقہ جاریہ جیسے پل اور سرائے اور مسجد اور چاہ یا کوئی کتاب دین کے علم میں تصنیف کر گیا ہو۔ اور لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں۔ دوئم علم جس سے عوام کو فائدہ پہونچے۔ سوئم ولد صالح کہ اپنے والدین کے لئے دُعا کرتا رہے ✤

مؤلف جس شخص کے پیچھے اِن تینوں عملوں میں سے ایک عمل بھی رہ جائے تو وُہ گویا مرا ہی نہیں ہے۔ بیت

پُل و مسجد و چاہ و مہماں سرائے	نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے

عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يتبع الرجل يوم القيامة من الحسنات امثال الجبال فيقول انى لى هذا فيقال باستغفار ولدك لك

اخرجه البيهقى ترجمہ بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں آدمی کو نیکیاں مثل پہاڑوں کی اتباع کرتی ہیں پس کہیگا یہ کہاں سے ہیں کہا جائیگا کہ تمہارے استغفار سے ✤

عن انس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهدا له جبرائيل على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيدخل عليه فيفرح بها و يحزن جيرانه الذين لا يهدى اليهم شئى اخرجه الطبرانى فى الاوسط ترجمہ طبرانی اوسط میں حضرت انس رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت رسول اکرم صلعم سے جو کوئی اپنے مُردے کے لئے صدقہ کرتا ہے اُسکو حضرت جبرائیل عم نور کے طبق میں رکھکر اس کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ اے صاحب قبر عمیق یہ ہدیہ تمہارے اہل نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ پس وُہ مُوتے اس ہدیہ کے پہونچنے سے خوش ہو جاتا ہے اور اُس کے ہمسائے جن کو اُن کے گھر بار والونکی طرفسے ہدیہ دعائیہ یا صدقیہ نہیں پہونچتا ہے اُسکو دیکھکر غمگین ہو جاتے ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تصدق احدكم بصدقة

تطوعا فلیجعلها عن ابویہ فیکون لھما اجرہا ولا ینقص من اجرہ شیئاً اخرجہ الطبرانی ترجمہ
طبرانی ابن عمر سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جب تم میں سے کوئی صدقہ نافلہ کرتا ہے اور اسکو ماں باپ کے لئے گردانتا ہے یعنی
اسکا ثواب ماں باپ کے روح کو پہونچاتا ہے تو اُن دونوں کو بلا نقصان کے ثواب
ملتا ہے۔ یعنی ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملتا ہے ؁

مؤلف۔ اس قسم کی احادیث محدثین کی کتابوں میں بہت ہیں جس کو اس مسئلے میں شک ہو وہ جلال الدین سیوطی اور طبرانی اور صحاح ستّہ میں دیکھ لے۔ اب میں وہ مسائل لکھتا ہوں جو فی زماننا ہمارے اہل اسلام بھائی وقت پہنچنے مصائب کے حدود شریعت حقّہ سے تجاوز کرکے بدعات کے مرتکب ہو جاتے ہیں ؁

الفصل العاشر فی ذکر ورود المصائب والصّبر علی المصیبۃ وما یتعلق بہا

اے شربتِ دردِ تو دوائے دلِ ما	آشوبِ بلائے تو عطائے دلِ ما
از نامۂ حمدِ تو شفائے دلِ ما	واز نامِ حبیبِ تو صفائے دلِ ما

حضرت صبورِ بے ملال اور شکورِ بے زوال عمّت عطیاتہ وظاہت بلیاتہ نے اپنی کتاب کریم اور کلام لازم التکریم میں اپنے میدان محبّت کے بلا رسیدوں اور معرکہ مشقت کے محنت کشیدوں کو ساتھ اس دلنواز خطاب کے معزز اور سرفراز فرمایا ولنبلونّکم یعنے البتہ ہم تمکو آزماتے ہیں۔ اگرچہ تمہارا کوئی حال ہم سے چھپا ہوا نہیں ہم تمہارا امتحان لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس ابتلا میں مبتلا ہو کر تمہارے اعتقاد کی زر امتحان کی کسوٹی پر کیسا رنگ دکھاتی ہے تاکہ ہماری سب مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ کس کس شخص کے اخلاص کا نقد ابتلا کی آگ سے بے غش اور پاک اور کھرا نکلتا ہے

فرد۔ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان	تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

آزمائش الٰہی جو جو کلام الٰہی میں درج ہے اُس کے بہت اقسام ہیں ازانجملہ ایک خوف ہے چنانچہ اس کلام میں وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ درج ہے اور خوف سے یا خوف الٰہی مراد ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا کے عذاب اور عتاب سے ڈرتا رہے۔ یا خوف

سے دُشمنوں کا خوف مُراد ہے۔ کہ بعض آدمیوں کو اپنے دُشمنوں کی شرارت کا خلجان دلمیں لگا رہتا ہے۔ وَالْجُوْعِ دُوسرا قسم ابتلاء کا گرسنگی ہے۔ گرسنگی سے مراد یا روزہ ہے کہ روزہ بھی ایک گرسنگی کا نام ہے۔ یا اِس جوع سے قحط اور تنگی معاش کی مُراد ہے۔ اور تیسرا قسم ابتلاء کا وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ہے یعنے حوادث کے تاخت و تاراج سے مالوں کا لُٹ جانا۔ یا باعث ادائے زکوٰۃ و دیگر صدقات مال میں نقصان ہو جانا مراد ہے ✤ اور نفسوں کا نقصان بیماری اور ضعف اور عجز یا محتاجی اور بےنوائی مُراد ہے کہ اکثر آدمی اِن بلاؤں میں مُبتلا رہتے ہیں۔ اور ثمرات کا نقصان یعنے آفات ارضی یا سماوی سے میوجات کا تلف ہو جانا مراد ہے۔ یا ثمرات کے تلف سے مراد فرزندوں اور اولاد کہ دل کے باغ کا میوہ ہے کا تلف ہو جانا۔ معاذ اللہ منہا۔ غرضکہ کئی طرح کی بلیّات سے انسان کا امتحان لیا جاتا ہے اگر انسان اسحالت میں اپنے اعتقاد میں بگاڑے اور اُسکی توحید میں فرق نہ ڈالے اور اپنے اللہ کی قضا پر راضی رہے۔ تو تو اللہ تعالےٰ اُس کو اپنی رضامندی کی بشارت دیتا ہے کما ورد وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ اَے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو میرے صبر کرنیوالے بندوں کو جو میری بھیجی ہوئی بلیّات میں صبر اور شکیبائی کے طریق پر چلتے ہیں اور جزع اور فزع اور شکایت کی رسموں کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں ؎

جامِ محنت خورند و دم نزنند خوش بسوزند در بلا چوں عُود	جز براہ وفا قدم نزنند کہ از ایشاں بروں نیاید دُود

میری رضامندی کی بشارت اور خوشخبری دے کہ تمہارا خداوند تم پر نہایت راضی اور خوش ہے۔ اَلَّذِیْنَ اور یہ صابر جو اس بشارت الٰہی کا استحقاق رکھتے ہیں وہ لوگ ہیں۔ کہ جب مشیّت الٰہی سے اِذَآ اَصَابَتْهُمْ جب ان کو مصیبت اور کوئی آفت یا کوئی اذیت یا تکلیف یا کوئی ذلّت پہونچتی ہے تو اُسوقت ازروئے اخلاص بطریق اختصاص قَالُوْٓا کہتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ ہم خدا کی ملک میں ہیں اور اُسکی بندگی کے کمند میں مقید ہیں۔ پس جو کچھ ہمارے مالک کیطرف سے ہم کو پہونچے سوائے تسلیم اور رضا کے کیا چارہ ہے اسواسطے کہ وَاِنَّآ اِلَیْہِ ہم سب بوجہ مجازات و مکافات کے اسکی طرف رٰجِعُوْنَ جانیوالے ہیں یعنے ہم سب کو اسی شہنشاہ عالیجاہ کی بارگاہ عالی میں جانا ہوگا اور اپنے اعمال کے

بموجب جزا اور سزا کا پانا ہوگا اگر ہم اُس کے حکموں پر راضی اور خوش رہیں گے تو انشاءاللہ مستحق ثواب کے موید کے ہوجاویں گے اور اگر اسکے حکم سے سرکشی اور بیفرمانی کریں گے تو عذاب مخلد کی آگ میں جلیں گے انسان کو چاہئے کہ ع

سر قبول بباید نهاد و گردن طوع	که هر چه حاکم عادل کند همه داد است

برادران من یہ آیت وافی ہدایت اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ بلا اور مصیبت واسطے دریافت نقد اہل عالم کے ایک کسوٹی اور واسطے تجربہ احوال بنی آدم کے ایک معیار ہے۔ جو شخص محبت الٰہی کا دعوے کرتا ہے اُس کے حال کے نقد کو بلا کے بوتے میں ڈالکر رنج و عنا کی بھٹی جس میں امتحان اور بلا اور ابتلا کی آگ سُلگتی ہے پھینکدیتے ہیں۔ اگر نفسانی حرصوں کے کھٹائی اور طبعی لالچوں کی گندلائی سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو آزمائش کے وقت خالص باہر نکل آتا ہے اور عنایت الٰہی کا ضراب اس کے چہرہ کو ہدایت کے دار الضرب میں لیجا کر قبولیت کے سکہ سے مزین کردیتا ہے اگر اسکے نقد کی زر کسی طرح کی کدورت یا کھوٹائی سے معیوب اور مغشوش ہوتی ہے تو اُسکو جدائی اور فراق کے نیران میں جلا کر مطرود اور مردود ابد کردیتے ہیں۔ کما ورد البلاء للولاء کاللهب للذهب مولانا معنوی علیہ الرحمۃ اس کلام کا ترجمہ مثنوی شریف میں یوں فرمایا ہے ع

دوستی چون زر بلا چون آتش است	زر خالص در دل آتش خوش است

ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ اذا احب قوما ابتلاهم یعنے جب حق سبحانہ وتعالے کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو ایک لشکر بلا اور اندوہ کا اُس پر مسلط کردیتا ہے۔ جس قدر محب کی محبت بڑھتی جاتی ہے اُسیقدر مشقت اور بلیت اسکے لئے بڑھتی جاتی ہے ع

هر کرا ذوق محبت بیشتر	سینه اش از زخم محنت ریشتر

سید کائنات علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ای الناس اشد بلاءً یعنے یا رسول اللہ آدمیوں سے کونسے لوگ زیادہ بلازدہ ہیں۔ یعنے کن لوگوں پر سخت تر اور دلسوز تر بلائیں واقعہ ہوتی ہیں۔ حضرت سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الانبیاء یعنے پیغمبر جو حرم رسالت اور حریم جلالت کے محرم ہیں اُنکی بلا سب لوگوں کی بلا سے برتر ہے اور جو تکالیف اور مصائب ان کو لاحق ہوتی ہیں سب محنتوں سے اعلےٰ تر- ثم الامثل

پھر جو لوگ اُنکی پیروی اور محبت میں مستغرق ہوتے ہیں انپر بھی سخت سخت حادثے واقعہ ہوتے ہیں فالامثل پھر وہ لوگ جو ان کے اخلاق سے متخلق اور مشابہ ہوتے ہیں ان کی بلا بھی اشد اور اصعب ہوتی ہے

ہر کہ درین بزم مقرب تر ست۔	جام بلا بلشیترش مے دہند
وانکہ ز دلبر نظر خاص یافت	داغ عنا بر جگرش مے نہند

اے عزیزان من غور کی جگہ ہے جبقدر ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باوجودیکہ سب انبیاء سے برگزیدہ تھے مصیبتیں اور تکلیفیں واقعہ ہوتی رہیں کسی پیغمبر پر واقع نہیں ہوئیں۔ کماورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنے جبقدر تکلیفیں اپنی اُمت کے ناحق شناسوں سے میں نے اُٹھائی ہیں کسی پیغمبر نے نہیں اُٹھائیں ✣ پس جو شخص حالت ورود مصائب کے اپنے اعتقاد پر ثابت قدم رہتا ہے وُہ بیشک ثواب کا مستحق ہے اور جو شخص اپنے حوصلہ کو ہار کر بےصبری کے زیر سایہ ہو کر جزع وفزع اور تنگ کلمات کفریہ زبان پر لاتا ہے وہ بیشک جہنم کا مستحق ہے کماورد روی ان من اصیب بمصیبة فخرق ثوبا وضرب صدرا فکانما اخذ الرمح وحارب ربہ ترجمہ روائت ہے کہ جس شخص کو کسی طرح کی مصیبت لاحق ہووے پس وہ بےصبر ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سینہ کوبی کرے گویا کہ اُس شخص نے نیزہ اُٹھایا اور اپنے خداوند حقیقی کے ساتھ لڑائی کرنے کو تیار ہوا ✣

وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن سود بابا عند المصیبة او بیتا اوخرق ثوبا اوخرب وکانا اوکسر شجرة اوانتف شعرة اوخدش خدا اور لطم خدا بنی لہ لکل شعرة وورق شجرة فی النار فکانما اشرک مالیہ وابرق دم سبعین بنیا ولا یقبل اللہ تعالیٰ صرفا ولا عدلا ما دام ذالک السواد علی بابہ وضیق اللہ علیہ قبرہ وشدد علیہ حسابہ ولعنہ کل ملک بین السماء والارض الخ روائت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر کے دروازے کو وقت نزول مصیبت کے کالا کرے یا اپنے گھر بار اور دوکان کو اُجاڑ دیوے یا مارے غم کے اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے درختوں کو کاٹے یا اپنے بالوں کو گھسوٹے یا اپنے مُنہ پر طمانچے مارے بدلے ہر ہر بال کے اُس کے لئے دوزخ میں ایک ایک درخت آگ کا پیدا کیا جائیگا

گو یا کہ خدا کیساتھ شرک کیا اور ستر نبیوں کا خون گرایا خدا تعالیٰ اُسکی کوئی عبادت اور سجدہ قبول نہیں کریگا۔ جب تک اُس کے دروازے پر علامت ماتم کی قائم ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ دنیا میں اُسکا رزق تنگ کر دیتا ہے اور اُسکی قبر بھی تنگ ہو جائے گی اور روز قیامت کو اُسپر حساب سخت ہوگا اور آسمان اور زمین کے فرشتے اُسکو لعنت کرتے ہیں اور حشر کے دن قبر سے ننگا اُٹھیگا ۔ اور حدیث میں بھی اسطرح وارد ہے۔ جو شخص نزول مصیبت میں اپنے کپڑے پھاڑے اللہ تعالےٰ اُس کے دین کے لباس کو پھاڑ دیتا ہے اگر وہ اپنے مُنہ پر طمانچے مارے تو خدا تعالیٰ اُسکی طرف دیکھتا اور رحمت سے نظر کرنا اپنی ذات مقدس پر حرام کر دیتا ہے ۔

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ جب کوئی بنی آدم اپنی اجل کے سبب فوت ہو جاتا ہے اور اپنے بیگانے اقارب ابا عداس کے گھر میں آکر اُسکو اس حالت میں دیکھکر روتے اور چلاّتے ہیں پس حضرت ملک الموت مع رُوح اُس کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا ہے اے صاحبو! کیوں روتے ہو۔ قسم خدا کی مَیں نے کچھ ظلم نہیں کیا۔ اور نہ اُسکی اجل کے پہلے اُس کے رُوح کو قبض کیا۔ اسمیں میرا کچھ گناہ اور قصور نہیں۔ مُجھ کو اللہ کی ذات کی قسم ہے کہ بلا حکم حاکم اعلےٰ کے ایک مچھّر کی رُوح قبض کرنیکی مُجھکو قدرت نہیں۔ میری کیا مجال کہ اس اشرف المخلوقات کی جان بغیر حکم اور اذن خالق الانس والجان کے قبض کرتا یہ تو حکم خدا ہے اگر تم مشیّت الٰہی پر راضی ہو تو اجر پاؤگے ورنہ عذاب خُدا میں گرفتار ہو جاؤگے ۔ کما ورد عن الحارث بن الخراج عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ونظر الی ملک الموت والی راس رجل من الانصار فقال ما ملک الموت ارفق بصاحبی فانہ مومن فقال ملک الموت طب نفسًا وقر عینًا واعلم انی بکل مومن رفیق واعلم یا محمد انی لاقبض الروح بنی ادم فاذا ضرخ صارخ من اہلہ قمت فی الدار ومعی روحہ فقلت یا ہذا الصارخ والیہ ما ظلمنا ولا اسبقنا اجلہ ولا استعجلہ قدرہ وما لنا فی قبضہ ذنب فان رضوا بما صنع اللہ توجروا وان تسخطوا تاثموا۔ واللہ لو اردت ان اقبض روح بعوضۃ ما قدرت علیٰ ذالک حتیٰ یکون اللہ تعالیٰ ہو یاذن بقبضہا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم وابن مندہ اس حدیث کا ترجمہ ملخصًا حدیث سے پہلے مذکور ہو چکا۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ نے اِس

حدیث کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ملک الموت رونے چیخنے والوں کو کہتے ہیں۔ اگر تم اس میّت کے واسطے روتے ہو تو یہ بیچارہ مقہور اور معذور ہے۔ اور اگر تمہارا رونا اسواسطے ہے کہ خدانے کیسا قہر اور جبر اس بیچارے پر کیا تو تم کافر اور خدا کے منکر ہو۔ کہ اُس کے حکم پر راضی نہ ہُوئے میں ذات مقدس حق سبحانہ وتعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارے بیجانے کے لئے بار بار آؤنگا۔ یہانتک کہ تم میں سے ایک کو باقی نہیں چھوڑوں گا۔ انتہےٰ ؛

فقیہہ ابی اللیث سمرقندی رحنے بُستان میں لکھا ہے کہ النوح حرامؒ کہ مُردہ پر بَین کرنے حرام ہیں۔ ولا باس بالبکاء علے المیت اور میت پر آنسو بہانیکا کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن صبر کرنا اور اپنی طبیعت کو ٹھہرائے رکھنا افضل ہے۔ کما ورد قولہ تعؔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ صبر کرنیوالوں کو ہی ملتا ہے پورا اجر اور بیحساب ثواب اور نوحہ کرنیوالوں کو خدا کی لعنت اور نوحہ سُننے والوں کو بھی ملائکہ اور تمام آدمیوں کی پھٹکار پڑتی ہے کما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النایحۃ ومن حولھا من المستمعین فعلیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین اس حدیث کا ترجمہ حدیث کے لفظوں سے پہلے مذکور ہُوا ؛

روایت ہے جب حسنؑ بن حسن رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اُن کی بی بی فاطمہؓ صاجزادی حضرت حسینؓ کی ان کی قبر پر ایک برس تک بیٹھی رہیں۔ جب دُوسرا برس شروع ہُوا اور لوگوں نے خیمہ اُکھاڑا تو ایک جانب سے آواز سُنی کہ اے فاطمہؓ کیا تمنے گم کیا تھا پایا۔ پھر خیمہ کی دُوسری طرف سے یہی آواز سُنی۔ بیوی صاحبہ آخر نا امید ہوکر اپنے گھر کو چلے گئے۔ اور وہاں کوئی آواز دینے والا نظر نہ آیا ؛

روایت ہے۔ جب حضرت رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر ابراہیم فوت ہُوا۔ تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کی یا ختم المرسلین آپ نے ہم کو رونے سے فرمایا تھا اور یہ کیا حال ہے کہ آپ روتے ہیں فرمایا میں نے رونے سے تو منع نہیں کیا۔ میں نے دُو ننگے آوازوں سے منع کیا تھا۔ ایک تو نوحہ کی آواز اور دُوسری گانے کی آواز سے منع کیا ہے اس لئے کہ یہ کھیل کود اور مزامیر شیطانی سے ہے اور منع کیا ہے مَیں نے مُنہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے سے

اور شیطان کیطرح روں روں کرنے سے - اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ رحما کے دلوں میں رحمت ڈالتا ہے - پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری اُمّت کے لوگو دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھیں روتی ہیں اور تم اُس آواز کو مُنہ سے نہ نکالا کرو جو تمہارے رب کو غُصّہ دلاوے ✣

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہا کہ حضرت اباحفص عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو میّت کے پاس روتے دیکھا اور اسکو اس بات سے منع کیا اور روکا - حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ اے عمرؓ اُسکو کچھ نہ کہو کہ آنکھیں رونیوالی ہیں اور نفس رنج اور مصیبت زدہ ہے - اور زمانہ نئے رنجوں سے بھرا ہوا ہے

روایت - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب حضرت اقدس جنگ اُحد سے لَوٹتے ہوئے بنی عبدالاشہل پر گذرے اور وُہ سب لوگ اپنے مقتولوں پر رو رہے تھے - حضرت سیدالاصفیاء نے فرمایا جو جو مقتول ہے کوئی نہ کوئی اُن پر رو رہا ہے مگر میرے بزرگوار چچا حمزہؓ کا کوئی رونیوالا نہیں جب اُن رونیوالیوں نے حضرت کی اس بات کو سُنا تو اُسی وقت اپنے گھروں سے نکل کر آپ کے دروازے پر آئیں اور حضرت حمزہ شہید پر رونے لگیں - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر روتے تھے یہانتک کہ آپ کے رونے کی آواز باہر کے لوگوں کو سُنی جاتی تھی - اور آپ کے سانس رُک رُک جاتے تھے - ھذا کلہ من کتاب بستان الفقیہ ✣

ہٰذہ المسئلۃ فی ذکر الصّبر علی المُصیبۃ وما یتعلق بہا

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اول ما کتب القلم فی اللوح المحفوظ بامر اللہ تعالیٰ انّی انا اللہ لا الٰہ انا محمد رسولی وعبدی وخیرتی من خلقی من استسلم بقضائی وصبر علی بلائی وشکر علی نعمائی فاکتبہ صدیقا وابعثہ بین الصّدیقین ومن لم یستسلم علی قضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیخرج من تحت سمائی ویطلب ربا سوائی ✣ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلے وُہ چیز لوح محفوظ پر قلم نے لکھی ہے وُہ یہ ہے یعنے میں اللہ خالق اور مالک سب چیز کا ہوں اور میری ذات مقدس کے سوا کوئی معبود بالحق نہیں اور محمد میرا رسول اور میرا محبوب برگزیدہ تمام مخلوق سے ہے -

جس شخص نے میری قضا کو تسلیم کر لیا اور میری بھیجی ہوئی بلاؤں پر صبر کیا اور میری دی ہوئی نعمتوں کا شکر بجالایا ہیں اُسکو صدیقوں کے زمرے میں لکھونگا اور روز قیامت میں صدیقوں کے گروہ میں اُٹھاؤنگا۔ اور جس شخص نے میری قضا سے انکار کیا اور میری بھیجی ہوئی بلا سے مُنہ چڑھایا اور میری نعمتوں کا کفر کیا۔ پس اُسکو لازم ہے کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور میری ذات بابرکات کے سوا دُوسرا رب اپنا ڈھونڈے۔

فقیہہ ابی اللیث نے فرمایا حالت ورود بلیات میں صبر کرنا اور وقت وقوع مصائب کے خدا تعالےٰ کے ذکر میں مشغول ہونا یہ دونوں امر خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کو واسطے آدمی کے واجب کر دیتے ہیں۔ اسلئے کہ جب انسان بیقراری اور اضطراری کی حالت میں خدا تعالےٰ کی یادگاری میں مصروف ہوتا ہے اور اس کے قضا کو دل وجان سے مان لیتا ہے اور شیطان کے وساوس کو بالکلیہ دل سے نکالدیتا ہے توحق سبحانہ وتعالےٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آکر اس مضطر متفکر کو الواث مصائب سے پاک وصاف کر کے بارگاہ ایزدی کا مقرب بنا دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ صبر تین وجہ پر ہے ایک طاعت الہیٰ پر صبر کرنا یعنے تکالیف عبادت کو اپنے پر گوارا سمجھکر اسکو شانت خشوع کیساتھ ادا کرنا۔ دوسری معصیت پر صبر کرنا اگرچہ معصیت کے ارتکاب سے اُسکو ظاہر نفسانی فائدہ ہو اُس سے اجتناب کرنا۔ تیسری ورود مصائب کے وقت جزع فزع کو اپنے نزدیک نہ آنے دینا۔ پس جو شخص طاعت الہیٰ پر صبر کرے اللہ تعالےٰ روز قیامت کے اُسکو تین سو درجہ جو فیمابین اُن کے آسمان وزمین کا فرق اور فاصلہ اور تفاوت ہوگی عنایت فرمائے گا اور جو معصیت سے صبر کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکو چھ سو درجہ بہ تفصیل مذکور عطا فرمائیگا اور جو آدمی مصیبت پر صبر کرتا ہے حق سبحانہ وتعالےٰ اُس کو چھ سو درجہ جسمیں عرش اور فرش کی تفاوت ہوگی عطا فرمائیگا۔ ہذا ما حقیقت۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مؤلف اے میرے عزیزو صبر لغت میں بمعنے حبس اور منع کرنے اور باز رکھنے نفس کے ہے ایک چیز سے۔ اور زبان فارسی میں اُسکو شکیبائی کہتے ہیں اور شرع میں داعیہ حق کو باعث نفس پر وقت معارضہ کے غالب کرنا ہے۔ اور شیخ نجم الدین رح نے فرمایا کہ صبر باہر آنا حظوظ نفس سے ہے۔ ساتھ مجاہدہ کے اور ثابت رہنا اوپر باز رکھنے

نفس کے محبوبات اُس کے سے ۞

حضرت شہاب الدین سہروردی نے عوارف میں فرمایا۔ کہ صبر فرض ہے اور نفل فرض جیسے صبر کرنا ادائے فرائض پر اور ترک محرمات پر۔ اور جملہ صبر نفل سے صبر کرنا ہے فقر اور کنگالگی پر اور شدائد مصائب پر اور وقت صدور صدمہ پہلے کے اپنے نفس کو ضبط کرنا ہے۔ اور مصیبتوں کو چھپانا اور شکائت کا ترک کرنا اور اقسام صبر کے بکثرت ہیں۔ اور اکثر لوگ تمام اقسام صبر پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔ انتہیٰ ۞

بھائیو! انسان کو چاہئے کہ حتماً الممکن صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے تاکہ ایمان اسکا سلامت رہے۔ اور عبادت میں مشغول ہو سکے اسلئے کہ حالت جزع و فزع اور تاسّف میں عبادت میسّر نہیں ہو سکتی اور دُنیا اور آخرت کی خیریت بھی ساتھ صبر کرنیکے وعدہ کی گئی ہے۔ ازانجملہ ایک تو فتحیاب ہونا دشمنوں پر ہے۔ کما ورد قولہ تعالےٰ فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ پس صبر کر تحقیق انجام بخیر ہے متقیوں کے لئے۔ اور دُوسری مُراد کو پہونچنا ہے صبر کے سبب سے کما ورد وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ۞ اور تیسری مقدم ہونا اور امام ہونا ہے۔ کما ورد وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا۔ یعنے کیا ہمنے ان کو امام کہ راہ بتاتے ہیں ساتھ امر ہمارے کے جب کہ انہوں نے صبر کیا ۞ اور چوتھی تعریف کرنا حق کا ہے۔ کما ورد اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ۔ یعنے تحقیق ہم نے پایا اُسکو صبر کرنیوالا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنیوالا ہے ۞ اور پانچویں خیریت بشارت ہے کما ورد وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الخ یعنے خوشخبری دے صبر کرنیوالوں کو ۞ اور چھٹی محبّت خدا تعالےٰ کی ہے صبر کرنیوالوں کیساتھ کما ورد اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ یعنے تحقیق اللہ صابروں کو دوست رکھتا ہے ۞ اور ساتویں درجات بلند کا پانا ہے کما ورد اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا یعنے یہ لوگ جزا دئے جائیں گے بالاخانے بسبب صبر کرنیکے ۞ اور آٹھویں بزرگی اور سلام ہے اللہ تعالےٰ کیطرف سے کما ورد سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ سلام ہو جیو تمہارے پر بسبب صبر کرنے تمہارے کے۔ اور نانویں پانا ثواب بے نہایت کا ہے۔ کما ورد اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ سوائے اس کے نہیں کہ پورا پورا دیجائیگی صابر ثواب بیحساب ۞

بعض علماء کا قول ہے کہ صبر تین قسم پر ہے۔ ایک تو صبر عوام کا ہے اور وہ روکنا نفس کا ہے ناگوار چیزوں پر۔ اور صبر خواص کا یہ ہے کہ تلخی اور سختی کو پی جاوے اور ماتھے پر بل نہ ڈالے۔ اور صبر اخص الخواص کا یہ ہے کہ بسبب بلا کے لذت پاوے اور اسی سبب سے وہ شکر اور نہایت رضا بالقضاء کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اسیواسطے مخبر صادق ؐ نے فرمایا کہ عبادت کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔ اگر نہو سکے تو صبر کر اُس چیز پر کہ مکروہ جانتا ہے اُسکو خیر کثیر ہے۔ کما ورد عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ؕ

مؤلف اے میرے عزیز بھائیو! اس بزرگ خصلت کے بہم پہونچانے میں کوشش کیا کرو اور اسکے حاصل کرنیکو اہم مہمات اور غنیمت سمجھو۔ اور وقت ورود مصائب کے جزع اور فزع کو جو حقیقت میں اپنے عجز کا ظاہر کرنا ہے اپنے نزدیک نہ آنے دو۔ کہ یہہ کام نامردوں کا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر کوئی بادشاہی سپاہی دشمن کے مقابلے کے میدان میں دُم دبا کر بھاگ جاوے تو بادشاہ حاکم کے نزدیک وہ بزدل نامرد شمار کیا جاتا ہے۔ اور بادشاہ سے کبھی ترقی نہیں پاتا ہے۔ علٰے ہذا القیاس اگر تم خدا کے ابتلاء میں مُبتلا ہو کر اپنی بے استقلالی ظاہر کروگے۔ اور جزع فزع کے دامن کو پکڑوگے تو جو کچھ مقدار ازلی نے تمہاری تقدیر میں لکھا ہے کبھی متغیر اور کم وبیش اور مقدم اور موخر نہیں ہوگا۔

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد		وگر ناخدا جامہ برتن درد	

صبر کا ثواب بھی مفت تمہارے ہاتھ سے چلا جائیگا۔ تم اپنے نفسوں کو استقامت طاعت پر روکا کرو۔ اور گناہوں سے اپنے امکان کے بموجب بچا کرو۔ دُنیا کے فضول خرچوں کو اپنے نزدیک نہ آنے دیا کرو۔ اور شدائد اور مصائب دینی و دنیوی کیحالت میں صبر کا لباس پہن لیا کرو۔ جو شخص یہ سب امور بجالاوے۔ بیشک وہ عبادت الٰہی میں مستقیم ہوگا۔ اور گناہوں کے صدمہ سے امن میں رہیگا۔ اور دُنیا کی بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پاویگا۔ اور بہت سے ثواب کا مستحق بلکہ وارث ہوگا۔ اور جو کوئی حالت مصائب میں جزع کرے سب نعمتوں سے محروم رہیگا۔ اور اطمینان خاطر سے عبادت نہیں کر سکے گا۔ اگر کچھ کرے تو بھی بسبب نہ صبر کرنیکے گناہوں سے حبط ہوگا۔ بحر العلوم۔

جو لوگ حالت ورود مصائب میں اللہ پر توکل کر کے اپنی بے صبری کو ظاہر نہیں کرتے ہیں اور کمر ہمّت کی باندھکر نہایت استقلال سے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور

اپنی مصیبت کا حال کسی سے نہیں کہتے ہیں۔ جو کچھ حاکم حقیقی کیطرف سے اُن پر وارد ہوتا ہے صبر و شکر کر کے اپنے پر سہتے ہیں۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے اُن کے لئے بہشت میں بڑے بڑے مراتب مہیا کر رکھے ہیں۔ کما ورد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل من امتی سبعون الفا بغیر حساب۔ ھم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربھم یتوکلون متفق علیہ روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری اُمت میں سے ستّر ہزار بغیر حساب کے وہ وُہ لوگ ہیں کہ نہ طلب منتر کی کرتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں۔ اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں یعنے تمام اُن چیزوں کو ترک کرتے ہیں ❊

مؤلف ستر ہزار بغیر ملاحظہ اُن کے تابعینوں کے۔ پس نہیں منافی ہے یہ حدیث اُس حدیث کے جسمیں وارد ہے کہ ہر ایک کیساتھ انہیں سے ستّر ستّر ہزار ہونگے۔ اور نہ طلب منتر کرتے ہیں یعنے مطلقاً یا بغیر کلمات قرآنیہ اور اسمار الٰہیہ کے۔ اور نہ شگون بد لیتے ہیں یعنے حیوانات کے اُڑ جانے سے یا آواز کے سُننے سے۔ مثلاً چھینک کی آواز۔ یا بلّی کا سامنے سے آنا جانا وغیرہ بلکہ وہ مردان خدا کہتے ہیں۔ کما ورد اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب الا انت یعنے اے ہمارے اللہ نہیں ضرر مگر ضرر تیرا اور نہیں خیر مگر خیر تیری اور نہیں کوئی معبوُد سوائے تیرے یا اللہ نہیں لاتا نیکیوں کو مگر تو اور نہیں لیجاتا بُرائیوں کو مگر تو ❊

صاحب نہایہ نے کہا کہ یہ صفت حضرات اولیائے کرام کاملین کی ہے کہ جو اعراض کرتے ہیں اسباب دُنیا سے اور اُس کے متعلقات سے اور نہیں التفات کرتے طرف کسی چیز کی متعلقات دنیا سے اور یہ درجہ خواص کا ہے۔ کہ اُن کے غیر اُن کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے تم نے شاید سُنا ہو گا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال راہ خدا میں تصدق کیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انپر انکار نہ کیا اسلئے کہ جناب سرور کائنات کو اُن کے یقین اور صبر کا حال معلوم تھا۔ اور جبکہ لایا آپ کے پاس ایک شخص مانند بیضیہ کبوتر کی سونا اور کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سوا میں کچھ ملک نہیں رکھتا ہوں۔ پس حضرت نے اُسکو مارا اور غصہ کیا۔ اس لئے کہ آنحضرت اُس کے حال سے بخوبی واقف تھے کہ اس سے صبر اور قناعت نہ ہو سکے گی۔ بخلاف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ ان کو صابر

وقائع جانتے تھے۔ پس ان دونوں روایتوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ عام لوگوں کو حالت ورُود حوادث میں رخصت ہے کہ وہ اپنی بلا کے روکنے کے لئے کوئی حیلہ یا دوا اور علاج کر لیا کریں بشرطیکہ شریعت کے برخلاف نہ ہووے جیسے حدیث صدر میں درج ہے۔ انتہی ۱۲

الفصل الحادی عشر فی ذکر خروج الروح من بدن الانسان

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے مالک کے ارادہ سے نزع کی حالت میں پڑتا ہے اور اُسوقت اُسکی ناطقہ زبان تکلم سے بند ہو جاتی ہے۔ تو چند ملائک اُسکے سر پر آن موجود ہوتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک فرشتہ اُس کے سامنے ہو کر کہتا ہے السلام علیک یا عبداللہ میں تیرے رزقوں کا موکل ہوں آج میں نے تمام رُوئے زمین پر مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تیرے رزق کی تلاش اور تیرے نصیبے کی جستجو کی مگر میں نے ایک لقمہ تک بھی تیرے رزق سے نہیں پایا۔ اسی خبر دینے کی خاطر مَیں تیرے پاس آیا ✢ جب یہ فرشتہ اپنا پیغام پہونچا چکتا ہے۔ تو ایک دوسرا فرشتہ حاضر ہو کر السلام علیک یا عبداللہ کہتا ہے کہ اَے بندے میں تیرے ٹھنڈے پانی کا موکل ہوں۔ آج تمام روئے زمین کے کنوئیں اور سارے پہاڑوں کے چشمے اور دریا اور تالاب اور نہریں دیکھ چکا ہوں تیری قسمت کا ایک گھونٹ پانی نہیں رہا۔ اسی غم کا مارا تیرے پاس آیا ہوں ✢ پھر تیسرا فرشتہ آکر کہتا ہے السلام علیک یا عبداللہ میں تیرے انفاس کا محافظ ہوں۔ اور آج میں نے شرقاً غرباً پھر کر دیکھا۔ تیرے انفاس سے ایک دم بھی باقی نہ پایا۔ جتنا کتنا سرمایہ عمری تھا وہ سب کا سب صرف ہو گیا۔ آپ سے رخصت ہونیکو آیا ہوں ✢ پھر چوتھا فرشتہ حاضر ہو کر عرض کرتا ہے السلام علیک یا عبداللہ میں تیرے قدموں کا موکل ہوں۔ آج میں نے مشرق مغرب کی زمین کا سیر کیا۔ تیرے نصیبے کا کوئی ٹکڑا زمین کا میری نظر میں ایسا نہ آیا کہ تیرا قدم اُسپر ٹکے۔ تو نے جتنے قدم زمین پر دینے تھے وہ سب پورے ہو چکے۔ اب آرام کا وقت آن پہونچا ✢ پھر پانچواں فرشتہ اُس کے پاس حاضر ہو کر کہتا ہے السلام علیک یا عبداللہ میں تیرے آجال اور اعمار کا نگہبان ہوں۔ آج میں نے دُنیا کے سارے عالم میں تلاش کی۔ تیری عارضی ناپائدار زندگی کے سرمایہ سے ایک ساعت بھی باقی نہ پائی۔ تیرا نازنین شہباز

جو مدتوں سے تیرے قالب کے قفس میں قیدی تھا اور جس کے نُور سے تیرا سارا وجود مجلّی اور منوّر تھا۔ آج وہ حضرت پرواز کرنا چاہتا ہے اور اپنے اصلی آشیانہ میں لوٹنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں حضرات کرام الکاتبین جو انسان کی نیکی بدی لکھنے پر مامور ہیں۔ عالم اجسام میں حاضر ہو کر کہتے ہیں السّلام علیك یا عبد اللہ ہم تیرے حسنات اور سیئات کے موکل اور دبیر ہیں اور تیرے نیک و بد اعمال اور افعال کے محرّر ہیں۔ آج تیری نیکیوں اور بدیوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور تیرے اعمال اور افعال کی مسل مکمل ہو گئی۔ اب تیرے اعمال کی مثل احکم الحاکمین جل جلالہ کی بارگاہ میں پیش ہوتی ہے اگرچہ ہم کو اس مسل مرتبہ کا تم کو دکھانا ضروری امر نہ تھا مگر چونکہ تو ہمارا پرانا دوست ہے اور مدت مدید ہمارا تمہارا اتفاق رہا۔ ہم بوجہ اطلاع دینے اور یہ تیرے اعمال کی مثل دکھانیکو تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ پس کرام الکاتبین ایک کالے رنگ کا صحیفہ نکالکر اُس آدمی کے آگے رکھتے ہیں اور بڑے ادب کیساتھ اسے کہتے ہیں اے بنی آدم اس مثل کو حرف بحرف ابتدا سے انتہا تک دیکھ پڑھ لو۔ اور اپنے اعمال و افعال کا ملاحظہ کر لو۔ وہ اجل رسیدہ کرام الکاتبین کی یہ بات سُنکر پانی پانی ہو جاتا ہے اور مارے خوف کے اُس سیاہ دفتر کے پڑھنے سے اعراض کر کے دائیں بائیں اِدھر اُدھر دیکھنے لگجاتا ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے تھرتھراتا ہے یہاں تک کہ اسکی آنکھیں جھپکنے سے رہ جاتی ہیں اور اُس کے ہوش و حواس اُڑ جاتے ہیں۔ پس کرام الکاتبین اُسکو تھام تھوم کر بچھونے پر لٹاکر اُسکی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اے میرے عزیزو چونکہ اس جگہ حضرت کرام الکاتبین کا ذکر تبعاً آچکا ہے اس لئے اُن کا ذکر کرنا ضروری ہوا۔ وہا انا اقول وباللہ التوفیق ✤

ہٰذہ الجملۃ المعترضہ فی ذکر کرام الکاتبین

روائت ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے دو دو فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کرام الکاتبین کے نام سے کتابوں میں مرقوم و مشہور ہیں۔ ایک تو آدمی کے حسنات لکھنے کا محرر ہے اور وہ انسان کی دائیں طرف رہتا ہے۔ دُوسرا اُس کے سیئات لکھنے پر مقرر ہے اور وُہ اُس کے بائیں طرف رہتا ہے۔ اور یہ سیئات کے لکھنے کا محرّر انسان کی کوئی بدی سوائے شہادت اور اجازت اپنے صاحب کی نہیں لکھ سکتا ہے ✤

جب انسان بیٹھتا ہے تو ایک اس کے دائیں طرف اور دُوسرا بائیں طرف بیٹھ جاتے ہیں اور جب حضرت انسان کسی کام کے واسطے کھڑا ہوتا ہے تو یہ بھی اُس کے دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جب آدمی چلتا پھرتا ہے تو یہ دونوں خادموں کیطرح ایک آگے اور دُوسرا پیچھے اُس کے ہمراہ چلتے پھرتے ہیں۔ اور جب حضرت انسان بستر خواب پر سوتا ہے تو ایک اُس کے سر کیطرف اور دُوسرا پاؤں کی طرف اُسکی پاسبانی کے واسطے ساری رات کھڑے رہتے ہیں +

اور بعض روایات میں دیکھا گیا ہے کہ کرام الکاتبین پانچ فرشتے ہیں دو رات کے لئے اور دو دن کے کام بھگتانے کیواسطے۔ اور پانچواں فرشتہ ہر دم اُن کے ہمدم رہتا ہے اور اس حضرت سے کسی وقت مفارقت نہیں کرتا ہے کما ورد۔ قولہ تعالےٰ :۔ لہ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ الآیہ مفسرین معقبات سے وُہ فرشتے مراد رکھتے ہیں جو آدمی کی حفاظت میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔ اور اُسکو جن اور انس اور شیاطین کی شرارت سے بچاتے ہیں۔ اور بعض علمائنے کہا ہے کہ کرام الکاتبین دو فرشتہ ہین جو انسان کے دونوں بازوؤں کے درمیان ان کے رہنے کی جگہ ہے اور ان کی زبانیں اُن کے قلم اور انکے حلق اُن کی دواتیں۔ اور ان کے دہان کی ریق یعنے تھوک اُن کی سیاہی اور اُن کے دِل اُنکا کاغذ اور صحیفہ ہو اور وُہ دونوں فرشتے آدمی کے اعمال روز قیامت تک لکھتے رہتے ہیں۔ روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان صاحب الیمین امیر علےٰ صاحب الشمال فاذا عمل سیئۃ واراد صاحبہ ان یکتبہا قال لہ صاحب الیمین امسک فیمسک سبع ساعات فان استغفر لم یکتبہا وان لم یستغفر اللہ کتب سیئۃ واحدۃ الخ۔ ترجمہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ کرام الکاتبین جو آدمی کے دائیں کیطرف حسنات لکھنے والا رہتا ہے۔ وُہ بائیں طرف کی فرشتہ کا آمر ہے بدوں حکم آمر کے وُہ مامور کوئی بات آدمی کی نہیں لکھ سکتا ہے۔ جب انسان سے کوئی گناہ عمداً یا خطاءً سرزد ہوتا ہے تو وُہ فرشتہ بدیوں کے لکھنے والا اُس گناہ کے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکا امیر اُس کو روک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قدرے ٹھیرے رہو۔ پس وُہ فرشتہ سات گھڑی تک اُس کا انتظار کرتا ہے اگر وہ آدمی اپنے سے تائب ہو جاتا ہے تو اصلاً اُسکا گناہ صحیفہ میں درج

نہیں ہوتا - اگر عیاذاً باللہ اسکو اپنے گناہ سے تائب ہونا بھول گیا تو پھر وہ فرشتہ ایک بدی اُس کے صحیفہ میں درج کر لیتا ہے - پھر جب بندہ کی رُوح قبض کیجاتی ہے اور اُسکو قبر میں رکھا جاتا ہے - تو کرام الکاتبین اُس بندے سے جدا ہو کر بارگاہ ایزدی میں استجازۃً التماس کرتے ہیں - اَے ہمارے پروردگار تو نے اس بندے کے اعمال لکھنے کے عُہدہ پر ہمکو مقرر کیا تھا - جب تک یہ بندہ زندہ رہا تو ہم اُس کے اعمال بکم و کاست لکھتے رہے - اب اس بندے کی زندگی ختم ہو چکی اور ہمارا کام بھی اُسکے ساتھ ہی ختم ہو گیا - اگر ہم بندوں کو اجازت ہووے تو ہم ملاء اعلےٰ کو چلے آویں - اور وہاں اپنے ہمجنسوں میں شامل ہو کر تیری عبادت اور تیری تقدیس میں مشغول ہو کر اپنے لئے سعادت دارین حاصل کریں حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے - اے میرے بندے کے کرام کاتبینو اور خادمو! میرا آسمان ملائکہ کرام سے بھرا ہُوا ہے اور وُہ رات دن میرے تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہیں - ہمکو تمہارے بُلانے کی کچھ حاجت نہیں پھر وُہ فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہمکو زمین پر رہنے کی اجازت عطا فرمائی جاوے تو ہم اپنا گذارہ زمین پر کر کے تیری اطاعت میں مصروف ہوویں - حق سبحانہ وتعالےٰ پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے کے خدمتگارو - میری زمین میری مخلوقات سے بھری ہوئی ہے مجکو تمہاری کچھ پرواہ نہیں - اگر تم کو زمین پر رہنا پسند ہے تو جاؤ اور اُس میرے بندے کی قبر پر جس کے تم محافظ اور کرام الکاتبین تھے جا بیٹھو - اور جب تک میں اُس بندیکو قبر سے نہ اُٹھاؤں تم میرے نام کی تسبیح اور تہلیل پڑھکر اُس کے اعمالنامہ میں درج کرتے رہو - قال اللہ تعالےٰ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ - بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان حفظہ ملائکہ کا نام کراماً کاتبین اس جہت سے رکھا گیا ہے - کہ یہ فرشتے بندے کے اعمال لکھ کر آسمان کی طرف صعود کر کے بارگاہ ایزدی میں پیش کرتے ہیں اور اسپر اپنی شہادت بھی لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں اَے ہمارے پروردگار! تیرے فلانے بندے نے فلاں فلاں نیک کام کیا ہے - اور جب کسی بدکار میرے جیسے گناہ گار کا اعمالنامہ لکھکر آسمان کیطرف صعود کرتے ہیں تو بڑے غمناک اور پریشان ہو کر کھڑے رہجاتے ہیں - پس حق سبحانہ وتعالےٰ اُن ملائکہ کو ارشاد کرتا ہے کہ اے ملائکہ جو میرے بندے نے کمایا ہے وُہ میرے سامنے پیش کرو - پس کراماً کاتبین مارے شرم

کے ساکت رہجاتے ہیں اور کچھ جواب نہیں دیسکتے ہیں علےٰ ہذا القیاس یہی ارشاد ہوتا رہتا ہے۔
جب تیسری نوبت پہنچتی ہے تو ملائکہ حفظہ عرض کرتے ہیں الٰھی انت اعلم وانت ستّاد امورت عبادك ان یسلتوا عیوبھم فانھم یفرعون کل اکتابك ویمدحونك پھر ملائکہ کراماً کاتبین کہتے ہیں ہم بھی اپنے مخدوم کے عیبوں کو ظاہر نہیں کرسکتے اور تیری مقدس ذات عالم الغیب والشھادۃ کی صفت سے موصوف ہے ہمارے بیان کی حاجت نہیں۔ ہمیں معنے انکا نام کراماً کاتبین رکھا گیا ہے ✣

رجعنا الی اصل المطلب۔ جب حضرت کراماً کاتبین اُس محتضر کی نظر سے غائب ہوجاتے ہیں تو حضرت ملک الموت علیہ السلام بحکم ملک العلام چند ملائک رحمت اور عذاب کے ساتھ لیکر کا برق الخاطف اُس اجل رسیدہ کے سر پر آوارد ہوتے ہیں۔ اور آتے ہی انمیں سے بعض فرشتے بفحوائے وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا اور بعضے بحکم وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا اسکی رُوح کو بدن سے نکالتے ہیں۔ جب رُوح آدمی کی حلق تک پہونچتی ہے تو حضرت ملک الموت فوراً رُوح کو پکڑ لیتے ہیں۔ اگر آدمی مومن خدا پرست اور اپنے رسول کا تابعدار ہوتا ہے تب ملائکہ نورانی چہرہ رحمت کے جنت کی خوشبوئیں اور بہشتی کفن لئے ہوئے آسمان سے اترکر مدّ نظر کے فاصلے پر بیٹھ کر محتضر کی قبض روح کی انتظاری کرتے رہتے ہیں۔ جب ملک الموت آکر اُس کے سرہانے پر بیٹھکر بڑی شفقت و رحمت اور عزت و حرمت اور ادب کیساتھ کہتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث فیقولون الملائکۃ ایتھا النفس الطیبۃ اخرجی راضیۃ مرضیۃ عنك الی روح اللہ وریحان ورب غیر غضبان فتخرج کاطیب ریح وفی روایۃ تسیل کما تسیل القطرۃ من السقاء ترجمہ اے پاک جان اس حال میں کہ تو راضی ہے اللہ سے اور اللہ راضی ہے تجھ سے اپنے بدن سے نکل طرف رحمت خدا کی اور رزق خوب کی اور طرف پروردگار کی کہ غضبناک نہیں۔ پس رُوح آدمی کے بدن سے اسطرح نکلجاتی ہے جیسے خوشبو کستوری سے نکلتی ہے ✣

اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ رُوح مثل پانی کے جو دہانہ مشک سے نکلتا ہے اُس آدمی کے بدن سے نکلجاتی ہے اور اُسکو کسی طرحکا عذاب نہیں ہوتا۔ اور ملک الموت علیہ السلام اُسکو لیکر ملائکہ مذکورین کے حوالے کردیتے ہیں اور ملائکہ اُسکو بہشتی کفن میں کفن کرکے بڑے تعظیم و تکریم سے ہاتھوں ہاتھ آسمان کیطرف لیجاتے ہیں جب وہ آسمان

کے دروازوں کے نزدیک پہونچتے ہیں تو ملاء اعلےٰ کے رہنیوالے آپسمیں کہتے ہیں کہ کیا خوب ہے یہ خوشبو جو زمین کیطرف سے آتی ہے اور ایکدوسرے کو خوش ہو ہو کر پوچھتے ہیں کہ یہ پاک رُوح کس شخص کی ہے۔ حاملان رُوح اُن کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔ یہانتک کہ آسمان کا دروازہ کھلجاتا ہے وہاں فرشتے مرحبًا یا نفس الطیّبۃ کہکر اُسکا استقبال کرتے ہیں۔ جب رفتہ رفتہ ساتویں آسمان تک یا علیین پر۔ یا جنّت میں یا جنّت کے دروازے پر یا عرش کے نیچے علےٰ قدر مراتبہ پہنچتے ہیں۔ تب اللہ تعالےٰ جلشانہ کارگذاران ملاء اعلےٰ کو یہ ارشاد کرتا ہے۔ کما ورد اکتبوا کتاب عبدی فی علیّین واعیدوہ الی الارض فانی منہا خلقتھم وفیہا اعیدھم ومنہا اخرجہم تارۃ اُخریٰ کہ اے میرے کارکنو! لکھو یعنے ثابت رکھو میرے بندے کی اعمالنامہ کو علیین میں اور پھر پہنچاؤ اُسکو طرف زمین کے یعنی اُسجگہ لیجاؤ جہاں اُسکا نازنین بدن پڑا ہے تاکہ خوب طرح اپنے بدن کیساتھ متعلق اور جواب سوال کے لئے مستعد ہو جاوے۔ اس لئے کہ اُنکو مَیں نے زمین ہی سے پیدا کیا۔ یعنے آدم کے بدنوں کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اُسمیں پھر بھیجتا ہوں اُن کو یعنے بدنوں اور ارواحوں دونوں کو پھر زمین کے حوالے کرتا ہوں اور اسی زمین سے اُن کو بارِ دیگر نکالونگا۔

روایت صحیحہ میں وارد ہے۔ جب کسی مومن کی رُوح کے لئے مقام اعلےٰ مقرر ہو جاتا ہے تو پھر ملائکہ اُسکو ارواح مومنوں کیطرف جہاں وہ رہتے ہیں لاتے ہیں پس وہ رُوحیں اس رُوح کے دیکھنے سے بہت خوش ہوتی ہیں جیسے کوئی شخص دور دراز سفر سے واپس آوے اور اُس کے گھر کے لوگ اُس کے آنے اور دیکھنے سے نہایت خوش ہوتے ہیں اسیطرح سے اُس مومن کی رُوح آنے سے اور رُوحیں خوش ہوتی ہیں۔ پھر مومنوں کی رُوحیں اُس نووارد رُوح سے پوچھتی ہیں کہ اے ہمارے پیارے بھائی فلانی فلانے کا کیا حال ہے۔ یعنے نام لیکر پوچھتے ہیں کہ فلانے نے ایک باغ لگایا تھا اور فلانے نے ایک عالیشان مکان تعمیر کرایا تھا۔ اور فلانے نے اپنے بیٹے کی شادی میں بہت سا مال راہ شیطان میں لٹایا تھا۔ اور اپنی برادری اور دوسرے دُنیا داروں میں بڑا نام پایا تھا۔ اور دُنیا میں بہت سا سامان اپنے واسطے حلال اور حرام جمع کر رکھا تھا۔ اُس کا کیا حال ہے کہ ہم انکو چھوڑ کر اس عالم میں چلے آئے۔ پھر بعض رُوحیں ایکدوسرے کو

کہتی ہیں۔ بھائیو اس غریب الوطن نووارد کو چھوڑ دو اور تکلیف نہ دو۔ اس لئے کہ یہ ابھی اپنے عیال اور اطفال اور یار و اغیار اپنے بیگانہ اور اپنے املاک اور گھر بار سے جُدا ہو کر آتا ہے۔ اور اُن کی مفارقت کا داغ اُسکے دلمیں تازہ ہے۔ جب یہ راحت پائیگی۔ تب پوچھنا۔ جب روح قدرے راحت پاتی ہے تو نہایت بشاشت سے اُنکے جواب میں کہتی ہے۔ اَے میرے قدیم بھائیو جس شخص کی بابت تم مجھ سے پوچھتے ہو کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا۔ اُسکا حال تمکو ہی اچھا معلوم ہے۔ پس کہتی ہیں وُہ رُوحیں کما ورد فیقول قد مات اما اتاکم فیقولون قد ذھب بہ الی اُمّہ الھاویۃ کہ تحقیق لیگئے اُسکو طرف ماں اُسکی کی کہ آگ دوزخ کی ہے ❊

مُؤلّف۔ اے میرے دینی بھائیو! تم کو بخوبی معلوم ہے کہ خالق کائنات نے بفحوائے مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن تمکو اپنی عبادت بلکہ معرفت کے لئے پیدا کیا اور اس دار دُنیا میں جسکی تعریف میں الدُّنیا مزرعۃ الاخرۃ وارد ہے سب سامان اور اسباب عبادت اور معرفت الٰہی کے تم کو عطا کئے۔ پہلے تم کو عقل کے نُور سے منوّر کیا اور پھر حواس ظاہریہ اور باطنیہ کے زیور سے تم کو آراستہ کیا۔ اور تمہاری ہدایت کیلئے ایک نبی کیسا نبی جو سب نبیوں کا سردار ہے اور بارگاہ ایزدی کا کُل مختار ہے دُنیا میں بھیجا۔ اور اس جناب مستطاب کے ذریعہ سے ایک کتاب جو سب آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے محض تمہاری ہی اخلاق کی درستی کے لئے نازل فرمائی۔ اور یہ بھی تم اس کتاب سے دیکھتے سُنتے ہو کہ زمین اور آسمان کے رہنیوالی چھوٹی بڑی چیزیں آسمان زمین اور آفتاب ماہتاب ستارے پہاڑ شجر حجر چارپائے سب کے سب رات دن خدا کی یاد اور ذکر اور سجدے میں ہیں۔ کما ورد قولہ تعالےٰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ۝

نہ گرش ہر چہ بینی در خروش ست نہ بلبل بر گلش تسبیح خوان ست	ولے داند درین معنے کہ گوش ست کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبان ست
کوہ و دریا و درختاں ہمہ در تسبیح اند	نہ ہمہ مستمعان فہم کنند این اسرار

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اور ہمارے اعضاء خدا کے ذکر اور عبادت میں مشغول نہ رہیں تو ہم سے بدترین خائن اور غابن کون ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو اسی خیانت کیوجہ کر خداوند پاک نے اپنے پاک کلام میں بہ نسبت اس زادۂ خاک ناپاک کثیر من الناس اور نسبت

باقی خلائق ارض و افلاک عمومیت صاف و بیباک فرمایا۔ واہ رے ہماری شامت واہ رے ہماری ندامت - کیوں نہ ہو ہمکو یہ شامت کیوں نہ ہو ہمکو یہ ندامت کہ ہم لوگ اس سرائے فانی کی خواب غفلت میں ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ سرائے جاودانی کا اصلاً خیال دلمیں نہیں لاتے - بلکہ حب دنیا میں ایسے گرفتار ہیں کہ کبھی آخرت کی رفتار کی گفتار کا اظہار تک بھی نہیں کرتے ہیں حتیٰ کہ موت جو امر یقینی ہے اُسکو غیر یقینی اور حیات جو غیر یقینی ہے اُسکو یقینی تصور کرکے کیسا کچھ معاملہ مقدمہ دغا فریب حیلہ حوالہ کیا کرتے ہیں اور دلمیں یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موت کی موت آئی - اور قضا نے قضا کی - حیات نے بقا پائی - حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس دم تک کسی فرزند آدم کے دم کی بقائی نہوئی اور نہ ہوگی اور آیت كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور آیت كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ط اس کے فنا پر نازل ہوئی ہے اور آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ نے ہر نفس کی موت پر شہادت دی .... اس لئے کہ فرزند آدم عدم بقا کی صورت آدمؑ سے لے اسدم تک دمبدم رونت ہوتی گئی - دادا دادی - نانا نانی - چچا چچی - ماں باپ - بھائی بہن - یگانہ بیگانہ وغیرہ سب کے جنازے یکے بعد دیگرے نظر آئے اور آرہے ہیں - سیکڑوں ہزاروں لاکھوں کروڑوں نے بلا مراجعت راہ سفر کی اختیار کی - دنیا فانی سے نکل گئے اور اسباب، دولت مال اور فرزند جگر بند اور آل عیال کو چھوڑ چھاڑ کر شہر خموشاں میں چل بسے - شعر

یک بیک ہو سب کوئی زیر زمیں چلکر بسے	چل بسیں گے ہم بھی اکدن جسطرح یہ چل بسے
یکے اندیشہ کن دو بار بودن اندرین دنیا کجا آدمؑ کجا حواؑ کجا عیسیٰؑ کجا موسیٰؑ	کجا رفتند آن یاران کہ بودند مونس جانی کجا داؤد پیغمبرؑ کجا تخت سلیمانی
آنچہ دیدی برقرار خود نماند دیر زود این شخص و شکل نازنین این ہمہ ہیچ ست چون مے بگذرد	آنچہ بینی ہم نماند برقرار باد خواہد برد خاکش را غبار بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار
این الاکاسرۃ الجبابرۃ الاولے این الاکاسرۃ المناع حصونہم	کنزوا الکنوز فما بقین ولا بقوا ترکوا البلاد کانہم ما کانوا

عقلمند وہی ہے جو سو وقت پر کچھ ذخیرہ کرلے - جو آخرت میں کام آوے دولت دنیا کا بقاے خیال نہ کرے کہ اُسکا حال ابر کے سائے کا سا ہے - کہ زوال اُسکا لازوال ہے - حساب اُسکا

آخرت کا جنجال ہے۔ موت کا آجانا بہر حال ہے۔ ایک دن دُنیا سے کوچ و انتقال ہے ؎

گرا جاودان ماندن اُمید نیست	کہ گیتی ہمین جائے جاوید نیست

پہلے ہی اس سفر کا توشہ زاد راحلہ مہیّا کر لینا چاہئے۔ کما ورد تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔ توشہ ہمراہ کر لو کہ بہترین توشوں کا پرہیزگاری ہے کسی ناصح کا قول ہے ؎

تزوّد من الدنیا فانك راحل	واعلم بان الموت لاشك نازل
نعیمك فی الدنیا غرور وحسرة	وعیشك فی الدنیا محال وباطل
الا انما الدنیا کمنزل راکب	اناخ عشیا وهو فی الصبح راحل

برادرانِ من جب تک جان میں جان ہے۔ تب تک ذِکرِ خالقِ جان سے زبان کو بند نہ کرنا نہیں تو بعد از جان حسرت وندامت کا فغان ہے۔ سعدیؒ

اگر مُردہ مسکین زبان داشتے	بفریاد وزاری فغان داشتے
کہ اے چُون ہست امکان گفت	لب از ذکر چُون مُردہ برہم مخفت
نکوئی کُن اِمسال چون دہ ترست	کہ سال دگر دیگرے دہ خدا است

میرے عزیز و حالت حیات میں کچھ خیرات وحسنات کا اناج آخرت کے کھلیان میں بونا چاہئے۔ جو حشر کی درماندگی اور مفلسی اور تنگدستی کی حالت میں تمہارا معین ومددگار ہووے شعر

یکے تخم در خاک زان مے نہد	کہ روزے فرو ماندگی بر دہد

جب وقت ہاتھ سے نکلجائیگا حسرت وندامت کچھ کام نہ آئے گی۔ قیامت کے بازار میں بباعث تہیدستی کے دُوسروں کو دیکھ دیکھ کر پچھتانا پڑے گا ؎

نہ بینی کہ درویش بیدستگاہ	بحسرت کند در تونگر نگاہ

تفسیروں میں لکھا ہے کہ حشر کے دن اہل نار جنت کی رحمت وعنایت وکرامت کو دیکھکر حسرت کرینگے۔ اور بہت ترسیں گے حتّٰے کہ اہل جنت سے فیض کی درخواست کرینگے اور وُہ اُن کے جواب میں اُنکی محرومیّت ظاہر کر دینگے۔ کما ورد وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا اور پکاریں گے دوزخ کے رہنے والے

بہشت کے رہنیوالوں کو کہ ڈالو ہمارے پر پانی یا دو ہم کو اُس چیز سے کہ خدا نے روزی دی تم کو بہشتی کہیں گے کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا ان دونوں کو اوپر کافروں کے جنہوں نے پکڑا دین اپنا کھیل اور تماشا۔ اور فریب دیا انکو دُنیا کی زندگی نے۔ پس آج ہم بھی اُن کو بھُولجائیں گے جیسا بھُول گئے تھے وُہ ملاقات دن اپنے کی جو یہ ہے؛

مؤلف اب مَیں اِس مضمون کو زیادہ طُول دینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ کیونکہ العاقل مکتفیہ الاشارۃ؛ رجعنا الی المقصود؛

روائت ہے جب ملائکہ مومن کی روح کو عالم علوی کا سَیر کرانے سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ تو جناب الٰہی سے حکم صادر ہوتا ہے کہ میرے بندے کی رُوح کو اُس کے قالب کی طرف لیجاؤ۔ تاکہ وہ اپنے قدیمی مکان کو دیکھ لے۔ پھر ملائکہ اُس رُوح کو لیکر عالم افلاک سے مرکزِ خاک کیطرف اُتر آتے ہیں۔ اور اس رُوح کو درمیان زمین اور آسمان کے رکھدیتے ہیں۔ اور وُہ دُنیا کی سب چیزوں کو دیکھتا ہے مگر اُسکو کلام کی طاقت نہیں۔ جب اُس میّت کا جنازہ قبر کیطرف اُٹھایا جاتا ہے تو اُسوقت اللہ تعالےٰ اپنی قُدرت کاملہ سے رُوح کو اُس میّت کے بدن میں داخل کر دیتا ہے۔ اس مسئلے کی بابت کتابوں میں روایات مختلفہ وارد ہوئی ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ رُوح بار دیگر قالب میں داخل کیجاتی ہے۔ اور وُہ جیسا دُنیا میں تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور ماسوا اسکے ثابت نہیں؛ اور بعض کا قول ہے کہ رُوح میّت کے بدن میں سینہ تک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے؛ اور بعض کا قول ہے کہ رُوح میّت کے بدن اور کفن کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ففی کل ذالک قد جاءت الاثار۔ بعد اس کے دو فرشتے آتے ہیں اور اُسکو اُٹھا بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہَیں۔ مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کَون ہے۔ وُہ کہتا ہے رَبِّیَ اللہُ میرا رب اللہ ہے۔ پھر سوال کرتے ہَیں مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے۔ وُہ جواب دیتا ہے۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ دین میرا اسلام ہے پھر سوال کرتے ہیں نبی تیرا کون ہے وہ بولتا ہے کہ میرا نبی محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ علم تیرا کیا ہے؟ وُہ جواب دیتا ہے کہ قرآن شریف پڑھتا ہوں اور اِسی پر میرا ایمان ہے۔ شعر

بس منکر و نکیر بپرسند حال ما۔	وین جملہ حکمہا زپئے امتحان شود

تب منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کہ ہمارا بندہ سچا ہے۔ اس کے لئے بچھونا اور لباس بہشت

سے لاؤ۔ اور ایک دروازہ بہشت کا اس کے لئے کھولدو۔ تاکہ وہاں کی خوشبو وغیرہ اس کو دماغ کو معطر اور خوش کرتی رہے۔ اور قبر اسکی کشادہ ہو جاوے ⁂

ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا۔ کہ اُسکی قبر بقدر پہونچنے نگاہ کے کشادہ کیجاتی ہے۔ اور علّیین ایک جگہ کا نام ہے ساتویں آسمان پر کہ اُسمیں نیکوں کے اعمالنامے رکھے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ایک آدمی حسین اور خوبصورت اچھے کپڑے معطّر لباس پہنے ہوئے اُس کے پاس آتا ہے اور یہ کلمات طیّبات کہتا ہے کہ اے خدا کے بندے خوش ہو تو کہ تیرے واسطے وُہ نعمتیں مہیّا ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سُنیں۔ یہ وُہ دن ہے کہ دُنیا میں تو وعدہ دیا جاتا تھا۔ تب وُہ کہتا ہے آپ کون بزرگ ہیں جواب دیتا ہے مَیں تمہارا عمل صالح ہوں۔ پس وُہ خوش ہو کر کہتا ہے یارب اقم الساعۃ رب اقم الساعۃ حتّٰی ارجع الی اھلی ومالی اَے میرے رب جلدی قیامت قائم کر۔ جلدی قیامت قائم کر۔ تاکہ میں اپنے مال اور اہل کیطرف جاؤں ⁂

مؤلّف۔ مراد اہل سے اسجگہ حور عین اور خادم ہے۔ اور مال سے محل اور باغ جنّت کے اور دیگر اشیاء وہاں کے جو مال کی قسم سے ہیں مُراد ہے۔ یا اہل سے مراد قرابتی مومن ہیں اور مال سے حور وقصور ہے ⁂ ہکذا فی المرقات ⁂

ہٰذہ الموعظۃ فی بیان نزع روح الکافر

جناب مستطاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کافر کے دنیا سے انقطاع اور متوجہ ہونیکی طرف عالم عقبےٰ کا وقت قریب ہوتا ہے۔ تب ملائکہ سیاہ رُو غضب کے بھرے ہُوئے ٹاٹ پلاس کا کفن لئے ہوئے آسمان سے اُتر کر مدّ نظر کے فاصلے پر بیٹھکر اُسکی رُوح کی قبض کی انتظاری کرتے ہیں۔ جب حضرت ملک الموت آکر اُس مردُود کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں یا ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی الی سخط اللہ اَے خبیث نفس نکل خدا کی غضب کیطرف پھر بڑی شدت اور حدّت اور سختی سے نوچ ناچ کھسوٹ کھساٹ کے ملائک مذکورین کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ وَے فوراً اسکو ٹاٹ پلاس کے کفن میں جس سے مردار کی سڑی بُو نکلتی ہے رکھکر جب آسمان کیطرف صعُود کرتے ہیں۔ تب اور ملائکہ نفرت سے کہتے ہیں کہ یہ خبیث رُوح کسکی ہے اُسکے جواب میں بڑی بیعزتی اور خرابی کیساتھ کہتے ہیں۔ کہ

یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔ جب آسمان تک پہونچتے ہیں اور دروازہ کھلنے کا استمزاج کرتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ اس خبیث روح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے ہیں۔ کما ورد قولہ تعالےٰ۔ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یعنے آسمان کے دروازے اُنکے لئے نہیں کھولے جاتے ہیں اور نہ یہ کافر لوگ بہشت میں داخل ہونگے۔ یہانتک کہ داخل ہو اونٹ بیچ ناکے سُوئی کے۔ جیسے یہ امر نہیں ہو سکتا یعنے اونٹ کا سُوئی کے ناکے میں داخل ہونا امر محال ہے ویساہی کافر کا جنّت میں داخل ہونا دشوار ہے۔ علم معانی میں ایسی مثال کو تعلیق المحال کہتے ہیں۔ پھر وہ کافر کی خبیث رُوح آسمان سے گرائی جاتی ہے۔ کما ورد قال اللہ تبارك وتعالیٰ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ؁ جو شخص کہ شریک کرے ساتھ اللہ کے پس گویا گرا وہ آسمان سے مُنہ کے بل۔ یعنی بلندی ایمان اور توحید سے کفر و شرک کی پستی میں پڑا۔ پس اچک لیتے ہیں اُسکو پرندے۔ کیا معنے یعنی ہلاک ہوتا ہے۔ پھینک دیتی ہے اُسکو باؤ بیچ مکان دُور کے۔ یعنی وُہ مشرک دُور ہوتا ہے رحمتِ خدا سے۔ ازآں بعد حق سبحانہ وتعالےٰ ملائکہ کو حکم کرتا ہے۔ کہ اکتبوا کتابہ فی السجین فی الارض السفلی یعنے اسکے رہنے کی جگہ سجّین مقرر کردو۔ جو سب طبقات ارضیہ سے نیچے ہے۔ پھر جب اُسکی رُوح اُسکے جسد میں عود کرتی ہے۔ تب دو فرشتے مہیب صُورت رعد کیطرح گرجتے ہوئے اُسکے سر پر آوارد ہوتے ہیں۔ پس آتے ہی اُسکو اُلٹا بٹھاتے ہیں۔ اور بُری دھمکی سے اُسکو پُوچھتے ہیں۔ من ربك۔ پس وہ کہتا ہے ھاہ ھاہ مَیں نہیں جانتا ہوں۔ اُسکی قبر کے قریب سے آواز آتی ہے او کم بخت تو نہیں جانتا ہے اور تُو نے نہیں پڑھا ہے۔ پس منادی ندا کرتا ہے یہ بندہ جھوٹا ہے۔ اسکا بچھونا اور لباس جہنم سے لادو۔ اور اُس کے واسطے دروازہ طرف دوزخ کی کھولدو۔ جسمیں اُسکی گرمی وغیرہ سے عذاب پاتا رہے۔ اور اُسکی قبر تنگ کیجاتی ہے۔ یہانتک کہ اُسکی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کے بعد ایک آدمی بدشکل قبیح منظر متعفن کپڑے پہنے ہوئے آکر بولتا ہے کہ حسب الوعدہ مزہ چکھو تب وہ کہتا ہے تو کون ہے وہ جواب دیتا ہے میں تمہارا عمل ناپاک اور خبیث ہوں تب وہ کہتا ہے کما ورد یا رب لا تقم الساعۃ اے میرے پروردگار قیامت قایم نہ کر۔ ہکذا ذکرہ امام احمد وابو داؤد وحاکم ابن ابی سمیبہ والبیہقی والطیالسی وغیرہم۔ وہکذا فی المشکوٰۃ۔ اور طوالت

کی جہت سے نقل عبارت احادیث متروک ہوئی - صرف مطلب پر اکتفا کیا گیا +

لما فرغت من بیان احوال موت المومن والکافر والفجار شرعت فی بیان موت الابرار والاخیار

جب کوئی ولی اللہ اس دار دُنیا سے رحلت کرتا ہے - تب خداوند تعالیٰ حضرت ملک الموتؑ کو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے ولی کی طرف جاؤ اور اُسکو میرے پاس لاؤ کیونکہ مَیں نے ہر طرح سے اُسکا امتحان کر لیا ہے اور شادی و غمی میں ابتلا کر دیکھا ہے ہر جگہ میں محبوب پایا ہے اُس کو لاؤ تاکہ مَیں دُنیا کے رنج و غم سے آزاد کر کے اُس کو راحت دُوں - تب ملک الموت اسکی تعظیم و تکریم کی وجہ سے پانسو فرشتے اور کفن بہشتی اور خوشبو و رنگا رنگ بہشتی پھولوں کے گلدستے لئے ہُوئے آتا ہے - ملک الموت علیہ السلام بڑے ادب سے اُس ولی اللہ کے سرہانے پر بیٹھتا ہے اور باقی کے ملائک جن کے شان میں الذین تتوفیھم الملئکۃ طیبین یعنے جو لوگ قبض کرتے ہیں اُنکو فرشتے کہ پاکیزہ ہیں وارد ہے اُسکو گھیر کر بیٹھ کر ہر کوئی اپنے اپنے ہاتھ اُس مرد خدا کے اعضاء میں رکھتے ہیں - اور ایک ٹکڑا سفید بہشتی حریر کا اور خوشبو جو اپنے ساتھ لاتے ہیں اُس کے زنخدان کے نیچے بچھوا دیتے ہیں اور بہشت کا دروازہ کھولدیتے ہیں - تاکہ نفس اُسکا بہشت کیطرف مصروف ہو جائے - جس طرح سے رونیوالے لڑکے کو پھول و پھل وغیرہ چیزیں دکھا کر مصروف کرتے ہیں اسی طرح سے اُن کو بھی بہشت کی حُور و غلمان و اشجار و اثمار و انہار و درجات و منازل وغیر ذٰلک دکھا کر پھسلاتے ہیں - جب وُہ ولی اللہ بہشت کے باغات اور عجائب پھُولوں کی بہار کو دیکھکر اُن کی طرف مائل ہو جاتا ہے - تب حضرت ملک الموت بڑی عزّت و توقیر و ملاطفت و ملائمت کے ساتھ کہتے ہیں - کما ورد فی الحدیث اخرجی ایتھا الروح المطمئنۃ الی سدر مخضود وظل ممدود وماء مسکوب اے رُوح مطمئنہ چلو طرف درختان بیخار اور کیلے سایہ دراز اور پانی گرتے ہُوئے کی - بمجرد سُننے ان کلمات طیبات کے اُس خدا دوست کی رُوح بدن سے مثل بال کی خمیر سے نکل آتی ہے - اور ملائکہ موصوفین جو اُس ماہتاب عرفان کے اِردگرد پروین کیطرح ہالہ باندھکر بیٹھے ہُوئے تھے باآواز بلند کہتے ہیں - سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - سلامتی ہے تمپر داخل ہو جنت میں بسبب عمل کے جو تم کرتے رہے + اور رُوح جسد سے وداع ہوتے وقت کہتی ہے اے میرے پیارے قالب خدا تمکو میری طرف سے جزائے خیر دیوے

کہ تم نے میری عبادت اور طاعت میں سنگت اور رفاقت دی اور معصیت کرنے میں دیر لگائی پس مبارک ہو تجکو آج کا دن کہ نجات پائی تُو نے اور نجات دی مجکو۔ پھر اُسکا جسد مبارک بھی وہی بولی بولتا ہے اُسوقت ساری زمین اور مکان اور جگہیں جن جن میں وُہ ولی خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اور ہر دروازہ آسمان کا جن سے اُسکا رزق آتا تھا۔ اور وہ مکان جنکی طرف اُسکا عمل صعُود کرتا تھا چالیس دن تک اُسکی مفارقت سے روتے رہتے اور یہہ کلمات زبان سے کہتے ہیں کہ افسوس ہماری خیر و برکت جاتی رہی۔ اس مسئلہ کو ابن جریر اور مزوری اور ابو نعیم و ابو یعلے و ابن ابی الدنیا و ابن ابی حاتم و بیہقی و سعید بن منصور و حاکم وغیرہم نے روائت صحیح سے بیان کیا ہے۔ اور سوا اس کے ان مضامین کو قولہ تعالےٰ فما بکت علیھم السماء والارض کے تحت میں حضرات مفسرین یعنے بیضاوی معالم عباسی وجلالین نے لکھا ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے *

اور حضرت شیخ شہاب الدین سُہروردی قدس سرہ جنے ۵۳۹ھ ہجری میں پیدا ہو کر ۶۳۲ھ میں دُنیا سے انتقال فرمایا۔ اپنی عوارف المعارف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روائت نقل کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من صباح الا و بقاع الارض ینادی بعضہ بعضا ھل مربك الیوم احد صلی علیك او ذکر اللہ علیك فمن قائل نعم ومن قائل لا فاذا قالت نعم علمت ان علیھا بذالك فضلا وما من عبد ذکر اللہ علی بقعۃ من الارض او صلی اللہ علیھا الا شھدت لہ بذالك عند ربہ وبکت علیہ یوم یموت بعد اس کے ملائکہ اسکو نہلاتے اور دہلاتے ہیں اور اسکے وجود پر خوشبو ملتے ہیں اور بہشتی کفن پہناتے ہیں۔ قبل نہلانے و دُھلانے کفن پہنانے آدمیوں کے اور اُن کے دروازے سے لیکر قبر تک ملائکہ دو صف باندھکر کھڑے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب یہ کیفیت و رحمت و شفقت ابلیس علیہ اللعنت دیکھتا ہے مارے غصّہ اور رنج و غم کے چچیار ہتا ہے اور غضب سے اپنے مُریدوں کو کہتا ہے کہ اے کم بختو ناخلفو! یہ آدمی تمہارے قبضے سے کیونکر پاک اور صاف خلاص ہو کر نکل گیا۔ تب اُس کے مُرید جواب دیتے ہیں کہ یہ معصوم بندہ بمضمون قولہ تعالےٰ الا عبادك منھم المخلصین مستثنےٰ میں داخل تھا۔ بعد اس کے ملک الموت خود اُسکی رُوح لیکر آسمان کیطرف صعُود کرتا ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ستر ہزار فرشتے کے بشارت دیتے ہُوئے استقبال کرتے

ہیں۔ پھر جب وہ روح عرش تک پہونچ جاتی ہے تب فوراً خدا کے سجدے میں گر جاتی ہے۔
پس خداوند تعالےٰ ملک الموت کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو فی سدر مخضود و
طلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب وفاکھۃ کثیرۃ لامقطوعۃ ولاممنوعۃ
وفرش مرفوعۃ میں رکھدو یعنے اس میرے پیارے بندے کی پاک روح کو بن کانٹے کے
درختوں میں اور کیلے نہ بتہ اور سایہ دراز اور پانی گرتے ہوئے اور بہت میووں میں جو
انہیں سے کچھ نہیں کاٹا گیا۔ اور نہ منع کیا گیا اور بلند بچھونے پر بٹھادو۔ سبحان اللہ!
حضرات اولیاء کی کیا شان ہے ؎

رفت آن طاؤس عرشی سوئے عرش	چون رسید از ہاتفانش بوئے عرش
سوئے شادروان دولت تاختند	کندہ وزنجیر را انداختند
روح سلطانی ززندانی بجست	جامہ چہ درہیم چہ خائیم دست

اور جب اُس محبوب اور مقبول ربانی کو قبر میں جو ایک بہشت کا نمونہ ہوتی ہے رکھتے ہیں تب
نماز دائیں طرف سے اور روزہ بائیں طرف اور قرآن اور ذکر سر کی طرف سے اور مشی الی
الصلوٰۃ پاؤں کیطرف سے اور صبر قبر کیجانب سے آکر اُس کے حافظ وناصر ہوتے ہیں۔
جب عذاب کے ملائک دائیں طرف سے آنے کا قصد کرتے ہیں تو نماز اُن کو روکتی ہے اور
کہتی ہے کہ عمر بھر عبادت میں اوقات بسر کی اب قبر میں استراحت کرتا ہے کیا دق کرتے ہو
چلے جاؤ۔ اگر بائیں طرف سے آنا چاہیں تو روزہ روکتا ہے۔ اگر سر کی طرف سے آئیں
تو ذکر روکتا ہے۔ اگر پاؤں کیطرف سے آئیں تو مشی الی الصلوٰۃ روکدیتی ہے۔ جب کسی
طرف سے آنے نہیں پاتے واپس جاتے ہیں۔ جب ملائکہ عذاب مایوس ہو کر چلے جاتے
ہیں تب صبر کُل اعمال سے کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا تھا تم لوگوں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر
تم لوگ عاجز ہوتے تو فقط میں ہی کفائت کر دیتا۔ خیر آگے بہت منازل ہیں پلصراط
اور میزان کی میں خبر لونگا۔ کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
یعنے سوائے اس کے نہیں ہے کہ صابروں کو اجر بحیاب دیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کی دلیل
کافی ہے * اور جب منکر نکیر آکر من ربک وما دینک ومن نبیک کا سوال کرتے ہیں
تب ان اللہ تعالیٰ ربنا والاسلام دیننا ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبینا جواب پاتے
ہیں۔ اور ملاء اعلےٰ کے رہنے والے فرشتے آسمانوں میں یہ جواب سُنکر صدقت کا نعرہ

بلند کرتے ہیں اور اسکی قبر کو چاروں طرف سے کشادہ کر دیتے ہیں۔ اور اُوپر کی طرف نظر کرنے کے لئے عرض کرتے ہیں۔ جب وُہ اُوپر کیطرف نظر کرتا ہے اور بہشت کو کھلا دیکھتا ہے تب ملائکہ بولتے ہیں کہ یا ولی اللہ یہ آپ کی منزل ہے اور آپ کا یہ گھر ہے پھر ملائکہ نیچے کیطرف تاکنے کی التماس کرتے ہیں۔ جب وُہ بندہ نیچے کیطرف تاکتا ہے دوزخ کو بھڑکتا ہُوا دیکھتا ہے تب ملائکہ کہتے ہیں یا ولی اللہ اس سے آپ نے ابدی نجات پائی اُسوقت ولی اللہ کو ان سب امور کے دیکھنے سے اتنی بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے جس کے بیان سے میری زبان قاصر ہے۔ الغرض خلاصہ میری تحقیقات کا یہ ہے کہ اُس ولی اللہ کے لئے ستر دروازے جنت کے کھولے جاتے ہیں۔ تا قیام قیامت اُسی خوشی میں اوقات بسر کرتا ہے۔ اللھم اوصلنا الی مراتبہ اٰمین اٰمین۔ اس مسئلہ کو ابو یعلے نے اپنی مسند میں اور ابن ابی الدنیا نے انس وغیرہ سے روایت کی ؛

وفی الخبر عن الامام الباھلی رض اذا توفی الرجل ووضع فی قبرہ فیجی ملکٌ ویقعد عن راسہ وعذبہ وضرب ضربۃ شدیدۃ بمطرقۃ کم یبق منہ الا انقطع و تتلھب فی قبرہ نار الخ امام باہلی رضہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے اور اُسکو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اُس کے پاس ایک فرشتہ آکر اُسکے۔ سرہانے کیطرف بیٹھ کر اُسکو ناری کوڑوں سے مارنا شروع کرتا ہے یہاں تک کہ اُسکا سارا بدن زخمی ہو جاتا ہے اور اُسکی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے پھر وُہ فرشتہ کہتا ہے۔ قم باذن اللہ تعالےٰ۔ وُہ اس کلمہ کے سُنتے ہی اُٹھکر بیٹھ جاتا ہے۔ اور چیختا ہے کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے ساری مخلوقات اُسکی آواز کو سُنتے ہیں۔ پھر وُہ فرشتہ جھڑکی سے اُسکو کہتا ہے کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا۔ میت اُسکو کہتی ہے کہ یا ملک الرحمٰن مجھ غریب کو کسواسطے اسقدر عذاب دیتا ہے۔ میں تو زندگی بھر نماز وقت پر ادا کرتا رہا۔ اور زکوٰۃ اور صدقات جو میرے پر واجب تھے دیتا رہا۔ اور رمضان کے فرضی روزے ہر ایک گرم و سرد موسموں میں رکھتا رہا۔ اور سوا اس کے جو جو نیکوٹی کے کام ہیں وُہ بھی میرے سے ہوتے رہے۔ پھر نہیں معلوم کہ تو کس جرم کے عوض میں مجکو ایسے سخت عذاب میں گرفتار کرتا ہے۔ وُہ فرشتہ کہیگا کہ میں تجکو اس گناہ کے بدلے عذاب دیتا ہوں کہ تو ایکروز ایک بیچارے مظلوم کے پاس سے جو وہ ایک ظالم کے پنجہ میں چلّا رہا

تھا۔ اور تجھ سے اپنی مخلصی کی استمداد کی تھی۔ اور تو نے باوجود استطاعت اور قدرت کے اُسکی فریاد کیطرف توجہّ نہیں کی تھی۔ اور اُسکو ظالم سے نہیں چھڑایا تھا۔ دوئم بیشک تو نماز تو پڑھتا رہا مگر بول کی نجاست چنداں پرہیز نہیں کیا کرتا تھا۔ اسواسطے اِن دو جرموں کے عوض میں اس سخت عذاب میں مبتلا ہوُا *

مؤلف اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر ایک انسان کو واجب ہے کہ جہانتک اُسکا امکان ہو مظلوم کی اعانت اور امداد سے دریغ نہ کیا کریں اس لئے کہ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے چھڑانا موجب ثواب ہے۔ اور باوجود قدرت اور امکان کے اِس سے تساہل کرنا مورث عذاب ہے کما ورد قال علیہ السلام من رایٰ مظلوما فاستغاث بہ فلم یغثہ ضرب فی قبرہ مایۃ سوط من نار فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی مظلوم کو ظالم کے پنجہ میں گرفتار دیکھے اور وُہ مظلوم اُس شخص سے دستگیری اور امداد چاہے۔ اور وُہ شخص اُسکی طرف توجہ نہ کرے اور اُس کی فریادرسی سے دیدہ و دانستہ اغماض کرے تو اُس شخص کو قبر میں ہر روز سَو آتشی کوڑے کا عذاب دیا جاویگا۔

وورد وروی عن عبد اللہ بن عمرؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال اربعۃ نفر یاتیہم اللہ یوم القیمۃ علی منابر من نور فید خلھم فی رحمتہ قیل من ھم یا رسول اللہ قال ما اشبع جائعًا ووقر غازیًا فی سبیل اللہ واعان ضعیفا واغاث مظلوما عبد اللہ بن عُمرؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب سرور کائناتؐ نے چار شخص قیامت کے دن نُور کے منبروں پر بٹھائے جاوینگے اور اللہ تعالےٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کریگا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسُول اللہ وُہ کون کون شخص ہیں۔ فرمایا جو شخص بھُوکے کو پیٹ بھر کر طعام کھلائے۔ اور غازیان فی سبیل اللہ کی عزّت و توقیر کرے۔ اور ضعفاء کی اعانت اور خبر گیری کرے۔ اور مظلوم کی فریاد سُنکر اُس کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑائے * **حدیث** روی عن انس بن مالکؓ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع المیت فی قبرہ ویھال التراب علیہ یقول اھلہ واولادہ واسیدا ہٗ فیقول ملک الموت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ التسمع ما یقولون ذٰلک الخ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب میّت رکھی جاتی ہے قبر میں اور اُسپر مٹی ڈالی جاتی ہے تو اُسوقت اس کے اہل و عیال اُسکی مفارقت سے کہتے ہیں

واسیداہ یعنے اُسکو سرداہ کر روتے ہیں۔ ملک الموت ۴ اس میّت کو مخاطب کرتے ہیں جو کچھ
تیرے عیال واطفال کہتے ہیں کیا تو سُنتا ہے؟ وُہ کہتا ہے ہاں۔ پس حضرت ملک الموت میّت
کو فرماتے ہیں تو کب شریف تھا۔ اور تیری شرافت کی کیا علامت ہے۔ وُہ کہیگا میں تو ایک
ادنےٰ ذلیل اور حقیر بندہ ہوں اور میرے گھر کے بیہودہ بکتے ہیں۔ کاش اگر یہ میری قوم خاموش
رہے تو میرے واسطے اچھا ہوتا۔ پھر قبر اُسکو شکنجہ کی طرح پیڑے گی اور اُسکی دونوں طرف
کی پسلیاں ایکدوسری سے نکل جائینگی اور قبر میں رات دن اپنے کئے پر روتا رہیگا یہانتک
کہ جب اُسکے پہلے سال کی ماہ رجب المرجب کے پہلی جمعہ کی رات آویگی تو ارحم الراحمین کی
رحمت کا دریا جوش میں آویگا۔ اور بذات مقدس جل جلالہ یہ ارشاد فرمائیگا اشہد کم
یاملائکتی انی قد غفرت لہ سیئاتہ ومحوت خطایاہ باحیاء ھذہ اللیلۃ یعنے اے میرے
فرشتو میں تمکو اس امر کا گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس گنہگار بندے کے گناہونکو جو اُسنے عمداً
یا خطاءً کئے تھے سب کے سب معاف کر دیئے اس لئے کہ اُس نے رجب کے پہلے جمعہ کی
رات میری یادگاری میں گذاری تھی ❊

الحدیث فی ذکر الملک الذی یدخل فی القبر قبل منکر ونکیر

عن عبداللہ بن سلام انہ قال قد سئلت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
اول ملک یدخل فی القبر علے المیت قبل منکر ونکیر قال یا ابن سلام یدخل علیہ فی القبر
قبل ان یدخل منکر ونکیر الخ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہا کہ میں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ یارسُول اللہ میّت کے پاس منکر ونکیر کے وارد ہونے سے
پہلے کون فرشتہ آتا ہے فرمایا اے ابن سلام منکر ونکیر کے وارد ہونے سے پہلے ایک فرشتہ
رُویان نامی جس کے چہرہ کی آب وتاب سے آفتاب بھی تاب نہیں لاسکتا ہے میّت کے
پاس آتا ہے اور اُسکو بٹھا کر کہتا ہے اے خدا کے بندے جو کچھ تو نے نیک یا بد عمل
کئے ہیں مجھ کو لکھدے۔ بندہ کہتا ہے کہ میں کس چیز سے اور کس چیز پر لکھدوں میرے
پاس سامان لکھنے کا کوئی نہیں۔ فرشتہ مذکور کہتا ہے کہ تو اپنے مُنہ کو دوات اور اپنے
مُنہ کی ریق کو مداد اور اپنی اُنگلی کو قلم بنا کر لکھو پھر بندہ کہتا ہے کہ کاغذ موجود نہیں۔
فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وُہ فرشتہ اُس کے کفن سے ٹکڑا الگ کرکے

اُسکے حوالے کردیتاہے اور کہتاہے کہ یہ لے صحیفہ اور جو کچھ تو نے حسنات اور سیئات خیر وشر نیکی بدی دُنیا میں رہ کر کی ہے اسپر لکھدے پس اپنے انیک اعمال جو دُنیا میں اُسنے کئے ہونگے جھٹ پٹ لکھدیگا جب سیئات کے لکھنے کی نوبت پہونچیگی تو مارے شرم کی قلم بھی نہ اُٹھا سکیگا اور زمین کو تاکتا رہ جائیگا۔ فرشتہ مذکور کہیگا۔ او ظالم! تمکو گناہ کرنے کے وقت اپنی مالک اپنے خالق سے حیا نہ آئی اب گناہ کے لکھنے سے شرم آتی ہے پس اُسیوقت گرز آتشین اُٹھاکر اُس کے مارنیکا ارادہ کرتاہے بندہ نہایت عجز سے کہتاہے۔ کہ ٹھیرو میں ابھی لکھدیتا ہوں۔ پس اپنی نیکیاں اور بدیاں جو دُنیا میں اُس سے سرزد ہوتی رہیں اُسکو لکھدیتاہے۔ پھر فرشتہ کے حکم سے اُس خط کو لپیٹکر اُسپر اپنے ناخون سے مُہر کرکے فرشتہ مذکور کے حوالے کردیتاہے اور وہ فرشتہ اُس خط کو اُس قیدی کی گردن میں لٹکا دیتاہے اور وُہ تعویذ قیامت تک اُس کے گلے میں پڑا رہیگا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ اس امر کے بعد حضرت منکر ونکیر اس بیچارے کے سرپر آوارد ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن جب وُہ عاصی بارگاہ عالی خداوند لایزالی میں پیش کیا جاویگا۔ اُسکو حکم الٰہی ہوگا کہ اے میرے سرکش بندے میرے حضور میں اپنا اعمالنامہ پڑھ پس وُہ گناہگار دِلفگار اپنے حسنات کو جلدی جلدی پڑھ دیگا۔ اور جب سیئات کی رقومات تک پہونچیگا تو مارے شرم کے سکتہ کیحالت میں ہوکر ساکت ہوجائیگا۔ پس اللہ تعالےٰ جلشانہٗ فرمائیگا۔ او میرے بندے آگے کیوں نہیں پڑھتاہے وُہ عاصی کہیگا اے میرے پروردگار مجکو تیرے سامنے ایسے گناہوں کے نام لینے سے شرم آتی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائیگا تُو نے دُنیا میں میری ذات مقدس کی کچھہ شرم نہیں کی اور مجھ کو عالم الغیب والشہادۃ اور حاضر ناظر نہ سمجھکر افعال شنیعہ کا مرتکب ہوتا رہا پھر آج تجھکو میرے سے کیوں شرم آتی ہے۔ پس وُہ بندہ اُسبات کو سُنکر مارے شرم کے پانی پانی ہوجائیگا اور اپنے گناہوں سے پچھتائے گا مگر اُسوقت کا پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔ پھر حاکم ازلی کی بارگاہ سے ملائکہ کو اُسکی گرفتاری کا حکم ہوگا۔ کما ورد فَغُلُّوْہُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ یعنے اسکو زنجیر ڈالکر دوزخ میں پہنچادو واللہ اعلم بالصواب ؏

الحکمۃ فی سوال منکر ونکیر

قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ

فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یاد کر تو اے محمد اُس وقت کو جب کہا تیرے پرور دگار نے واسطے فرشتوں کے تحقیق مَیں بنانے والا ہُوں بیچ زمین کے ایک نائب یعنے مَیں اپنا نائب زمین میں پیدا کرنا چاہتا ہُوں۔ کہا اُنہوں نے کیا بناتا ہے بیچ زمین کے اُس شخص کو کہ فساد کریگا بیچ اُس کے۔ اور خونریزی کریگا۔ اور ہم ساتھ تعریف کے تیری تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔ پرور دگار عالم نے اُن کے جواب میں کہا تحقیق میں جانتا ہُوں جو تم نہیں جانتے انتہی ۱۲

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ ملائکہ ؑ نے بنی آدم کے حق میں اتجعل فیہا من یفسد فیہا کا طعن جناب الہٰی میں پیش کیا اللہ تعالیٰ نے انی اعلم ما لا تعلمون کے قول سے اُن کے زعم کی تردید کردی۔ اور اُن کے الزام دینے اور بنی آدم کے مکرم اور معظم ہونے کی وجہ سے دو فرشتے منکر و نکیر جنکی صورت مہیب دیکھنے سے پہاڑ بھی گلجائے مؤمن کی قبر میں جاکر جواب سوال کرنیکے واسطے مقرر کر دیئے تاکہ یہ دو شاہد میرے بندے کی توحید کی تصدیق کی شہادت ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں کو سنائینگے جب مومن بندہ منکر و نکیر کے سوالوں کا جواب باصواب دیتا ہے تو پرور دگار عالم تمام آسمانوں میں اس امر کی منادی کرادیتا ہے کہ اے عالم بالا کے رہنیوالو سنو اور دیکھو اور غور کرو کہ میرے قضا و قدر نے اس ضعیف البنیان انسان کی رُوح اس کے نازنین بدن سے نکالی اور اسکا مال غیروں کے ہاتھ میں جا پڑا۔ اور اُسکی پیاری بیوی دُوسرے کی بغل میں جا بیٹھی۔ اور اُس کے عالیشان مکانوں میں اَور لوگ جا بسے باوجود ایسے سخت صدمات کے۔ دیکھو جب ہمارے سخت گو سخت رُو موکلوں نے اُس بیچارے کو جو زمین کے بطن میں محبوس تھا جا کر دھمکا کر پُوچھا من ربک و ما دینک و من نبیک تو اُس نے جواب میں کہا میرا پرورگار اللہ اور میرا دین اسلام اور میرا نبی سچا محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔ اور یہ سارا قضیہ محض تمہارے جتلانے کے لئے ہوا کہ تم اچھیطرح سمجھ جاؤ کہ انی اعلم ما لا تعلمون۔ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو۔

ھٰذہ الموعظۃ فی بیان ضمۃ القبر وضغطہ

ضمہ یعنے ضغطہ قبر سوائے چند آدمی مستثنےٰ کے سب پر واقعہ ہوتا ہے کما ورد عن عایشۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان القبر ضغطۃ لو کان احد منھا ناجیا لنجا منہا سعید بن معاذ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی عذاب ضغطہ قبر سے نجات پاتا تو سعید بن معاذ نجات پاتا روایت کیا احمد اور بیہقی اور حاکم اور طبرانی ۔ و ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی صبي او صبیۃ فقال لو ان احدا انجی من ضمۃ القبر لنجا ھذا الصبی ۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ آپ نے کسی لڑکے یا لڑکی کا جنازہ پڑھا اور فرمایا کہ اگر ضمۃ القبر سے نجات پاتا تو یہ لڑکا نجات پاتا ۔ کذا فی شرح صدور +

مؤلف ۔ علمائے ضغطہ قبر کا سبب یوں لکھا ہے کہ آدمی بلا خیال موت زمین پر بڑے عجب و نخوت اور تکبر اور تحیرّ کیساتھ چلتے ہیں ۔ اب زمین اسکا بدلہ لیتی ہے اور کہتی ہے کیوں میانصاحب مجھے بھولے پھرتے تھے اور میری پیٹھ پر زور و ظلم کرتے تھے اب تو میرے پیٹ میں آگھسے ۔ کس چیز نے تم کو مغرور کر رکھا تھا ۔ تم نہیں جانتے کہ میں فتنہ اور فساد اور ظلمت اور تنہائی اور کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں ۔ دیکھو میں اب تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں ۔ ایسی ایسی جھڑکیاں دیکر ایک ضغطہ کریگی ۔ کہ یمین کی پسلیاں یسار کی پسلیوں میں گھس جائینگی جیسا ہاتھوں کی انگلیاں شبکہ کے وقت میں ایکدوسری میں گھس جاتی ہیں ۔ اسیطرح سے ترمذی طبرانی ابن ابے الدنیا حکیم ترمذی ابو یعلے احمد وغیرہم نے روائت کی ۔ ہاں مرد مومن جو ساری عمر عبادت الٰہی میں گذارے اور کسی طرح کا تنجبتر اور تکبر علمی عملی نسبی مالی اپنے دل پر نہ لاوے ۔ البتہ اس کیواسطے کچھ تخفیف ہوگی ۔ کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبر اما روضۃ من ریاض الجنۃ وحفرۃ من حفرات النار ۔ اخرجہ الترمذی والطبرانی +

مؤلف ۔ اے میرے دینی بھائیو اگر تم اس عذاب ضمۃ القبر سے بچنا چاہتے ہو تو تکبر کے وصف کو بالکل اپنے گرد نہ آنے دو ۔ کیونکہ جو لوگ اہل نخوت اور خود پرست دُنیا چند روزہ کے مال و دولت اور نعمت و حشمت پر نازاں ہوکر خدا پرستی کے در دولت سے

دُور پڑ کر خود پرستی کی بے دَولتی کے گھر میں داخل ہو کر خود نمائی اور خویشتن آرائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے وجود بے سُود اور اپنے بُود نا بُود پر غرّہ ہو کر دائرۂ انسانیت سے قدم باہر دھرتے ہیں۔ وُہ بلبشیک مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا بنتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی اصالت وجنم کیطرف دیکھکر شرمندہ ہو کر ہر دم اپنی خاکساری کا دم بھرتا رہے ؎

زخاک آفریدت خداوند پاک	پس اے بندہ افتادگی کُن چو خاک

اور تکبّر و نخوت و عجب کو جو مفضی الے النار ہے ترک کرکے جہنم کی نار سے بچتا رہے۔ اور دُنیا کے طمطراق اور کاربار کی لافیں نہ مارا کرے اس لئے کہ وصف تکبر جہان کی سب چیزوں سے بدتر ہے۔ مولٰنا معنوی نے مثنوی شریف میں اس صفت کی بہت مذمت بیان کی ہے ؎

چند حرف طمطراق و کاروبار	کاروبار خود بہ بین و شرم دار
کبر زشت و از گدایان زشت تر	روز سرد و برف انگہ جامہ تر
چند دعوے و دم بادِ بروت	اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
از پئے طاق و طرم خواری کشند	بر امید غرہ در خواری خوشند
بر امید غرۂ روز خدوک	گردن خود کردہ اندازغم چو دوک
ابتدائے کبر و کین از شہوتست	راسخی شہوتت از عادت است
چون زعادت گشت محکم خوئے بد	خشمش بر کسے کت وا کشد
بُت پرستان چونکہ خو با بت کنند	مانعان راہ بُت را دشمنند
چُون خلاف خُوئے تو گوید کسے	کینہا خیزد ترا با او بسے
کہ مرا از خوی من برمے کند	خویش بر من میر و سرور میکند
تو بدان فخر آوری کز ترس و بند	چاپلوست کردہ مردم روز چند
ہر کرا مردم سجودے مے کنند	زہر اندر جان او مے آگنند
آن تکبر زہر قاتل دان کہ ہست	از می پر زہر شد آن گیج مست
چُون مے پُر زہر نوشد مدبری	از طرب یکدم بجنباند سری
بعد یکدم زہر بر جانش فتد	زہر در جانش کند داد و ستد

اے خنک آنرا کہ ذلت نفسہ	وائے آن کز سرکشی شد خوے او
حد خود بشناس و در بالا مپر	تا نیفتی در نشیب شور و شر
زلت آدم ز اشکم بود و باہ	وان ابلیس از تکبر بود و جاہ

تفاسیر میں لکھاہے کہ عدل وحکم حاکم حقیقی میں حضرت آدم علیہ السلام اور دشمن آدم بظاہر دونو برابر تھے - اس لئے کہ حضرت کو حکم ہوا تھا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس باوجود نہی کے منہی عنہ کے مرتکب ہوئے اور آیۃ کریمہ کے برخلاف مائل ہوگئے اور جب پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ تو ابلیس پرتلبیس نے بوجہ خود پسندی امر الٰہی سے انحراف کرکے آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اسمیں کیا سر مخفی ہے کہ حضرت آدمؑ توبہ کے بعد مغفور ہوگئے اور شقی شقاوت ازلی کی مدد سے باوجودیکہ عالم جبروت کے مدارس کا معلم الملکوت تھا ویساہی ملعون کا ملعون رہ گیا - مفسرین نے اسی وہم کے اٹھانے کیلئے اپنی تصانیف میں لکھاہے کہ حضرت آدم کی ذلت اور لغزش بباعث خواہش شکم کے تھی یعنے آدمؑ کی خواہش شکمی بڑھ گئی تھی - اس خواہش میں کسی طرح کا شائبہ تکبر اور عجب اور خود پسندی کا نہ تھا - جیساکہ اس قصور کے صدور کے بعد اسقدر پیچ وتاب کھاتے کہ مارے ندامت کے تین سو برس روتے رہے اور آخر تنگ ولاچار ہوکر کہا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥

سیر کی کتابوں میں لکھاہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو سراندیپ کے جزیرہ پر چھوڑکر مراجعت کا ارادہ کیا - آدم علیہ السلام کا دل جبرائیلؑ کی جدائی اور اپنی تنہائی کو دیکھکر تنگ آگیا اور رونا شروع کیا - اور کہا اے میرے رفیق شفیق اب آپ مجھ سے جدا ہوتے ہیں - نہیں معلوم کہ پھر میں آپ کے دیدار سے دیدہ غمدیدہ کو منور کرونگا یا نہیں - اور آپ مجھ غریب الوطن کی خبرگیری کروگے یا نہیں ٥

تو بودی کہ پروائے من داشتی	درین غربتم خستہ بگذاشتی
ندانم کہ در فرقتت چون کنم	درین غم مگر جان در خون کنم

حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اے خاک کے پتلے تو بندہ اپنے مالک کا گنہگار اور میں فرشتہ اپنے خداوند کا فرمانبردار یہ کہتے ہی جبرائیلؑ آدمؑ کی نظر سے غائب ہوگیا - اس مسجود ملائک کے وجود پر اسقدر غم والم غالب ہوا کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے نکل گئی - اپنے ہاتھوں سے سر پر

خاک ڈالتا تھا اور اپنے گناہ کو یاد کر کر روتا تھا + وہب بن منبہ رض کا قول ہے کہ حضرت آدم تن تنہا اور نہ تن پر کپڑا سر بسجدہ ہوکر تین سو برس روتا رہا یہانتک کہ اس کے آنسوؤں کے پانی سے کوہ سراندیپ میں نہریں جاری ہو گئیں۔ اور جنگلی وحوش وطیور اس نہر کے پانی کی بہت تعریف کرتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ اس نہر کا پانی بہ نسبت اور چشموں کے بہت میٹھا ہے + روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے جو چشمے مثل نہروں کے جاری ہو گئے تھے اور نہروں سے سوائے کشتی کے گذرنا محال تھا اور آدمی کشتی میں بیٹھکر وہاں سے گذرتے تھے +

روائت ہے کہ اضطراب اور بیقراری حضرت آدمؑ کے وجود مبارک پر اسقدر طاری ہو گئی تھی کہ حضرت آدم کے سر اور ہاتھ اور زانوؤں سے گوشت اور پوست اڑ گیا تھا اور اُستخوان نکل آئے تھے۔ جب حضرت آدمؑ کی ذلت اس حد تک پہونچی تو زمین کے رہنیوالے وحوش وطیور کو خطاب رب الارباب پہنچا کہ تم سب میرے خلیفہ اور میرے برگزیدہ آدمؑ کی تعریف کے لئے جاؤ۔ ہر ایک قسم کے جانور آدمؑ کے پاس آکر ماتم پرسی کرتے تھے اور آدم علیہ السلام گریہ وزاری کے دریا میں مستغرق تھے سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے وحوش اور طیور اُسکی خراب حالت دیکھکر اُس کے قریب سے دور ہوکر باہم کہتے تھے کہ ایسا نہو کہ اس گناہگار آدمؑ کے گناہ اور نافرمانی کی شامت کا اثر ہمارے تک نہ پہونچ جائے جب حضرت آدم علیہ السلام نے وحوش وطیور کا یہ کلام سُنا۔ گریہ وزاری اور اضطراب اور بیقراری اُسپر اسقدر طاری ہوئی کہ چیخیں مار مار کر روتے تھے اور بارگاہ باری تعالےٰ میں عرض کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں کی ملامت اور ندامت ہی کافی تھی۔ اب اہل زمین کی سرزنش بر آن مزید ہوئی **اشعار**

خدایا بعزت کہ خوارم مکن	بذلِ گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون خودی بر سرم	ز دست تو بہ گر عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس	دگر شرمسارم مکن پیش کس

پروردگار عالم کو آدم کی یہ بات سُنکر اُسپر رحم آیا۔ اور اُس کے گناہ کو معاف فرمایا +

مؤلف بھائیو! چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا باعث محض خواہش شکمی تھی۔ اور کسی طرح کے عناد اور تکبر اور تجبر کا شائبہ اُسمیں نہ تھا۔ جھٹ پٹ حضرت

آدم نے توبہ کی ؎

آن بدے عاریتی باشد کہ او	آرد بہر اقرار و شود خوش توبہ جو
ہمچو آدم ذلتش عاریہ بد	لاجرم اندر زمان در توبہ شد

اسیواسطے ارحم الراحمین نے اُس کے گناہ سے درگذر فرماکر تاج خلافت کا اس کے سر پر رکھدیا۔ اب تھوڑا حال بدمآل ابلیس پُرتلبیس کا بیان کیا جاتا ہے :۔

خلاصہ قصّہ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ

روایت۔ روضۃ العلماء اور دیگر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے وجُود کو لباس ونفخت فیہ من رُوحی سے مزیّن وملبُوس فرمایا۔ تو ملأ اعلےٰ کے رہنیوالوں کو ارشاد ہُوا۔ اُنہوں نے حضرت آدمؑ کیلئے ایک تخت جس کا سات سَو پایہ تھا۔ آراستہ وپیراستہ کرکے حضرت آدمؑ کو لباس اور زیور بہشتی پہنا کر ایک تاج مرصّع جسکی تاب آفتاب بھی نہیں لا سکتا تھا۔ اُس کے مبارک سر پر رکھکر اُس تخت پر بٹھایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام تبسّم فرماتے تھے تو آفتاب کیطرح اُن کے دانتوں سے نوُر کی کرنیں دُور دُور تک پھیل جاتی تھیں۔ اُس کے فضل وکمال وحُسن وجمال کو دیکھکر ملائکہ بھی اُس کے وصال کے آرزومند ہو جاتے تھے۔ اور اُسکی شان وشوکت کو دیکھ دیکھکر حَیران رہجاتے تھے۔ حسب الحکم حاکم حقیقی ملائکہ نے اُس بیدار بخت کے تخت کو اپنی گردنوں پر اُٹھایا اور آسمانوں کی سَیر کرا کر عرش معلےٰ پر جا رکھا۔ اُسوقت فرمان الہٰی تمام عالم بالا کے رہنیوالوں کو ہُوا۔ یاملائکۃ اُسجُدوا لآدم فسجدُوا یعنے اے میرے فرشتو تم میری خلیفے آدمؑ کو سجدہ کرو۔ ملائکہ کرام نے حسب فرمان واجب الاذعان خالق انس وجان کے آدم کو سجدہ کیا روایت ہے کہ سب ملائکہ سے پہلے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اپنا سر زمین پر رکھا پھر میکائیل نے پھر اسرافیل نے پھر عزرائیل علیہم السلام نے پھر سب ملائکہ کرام نے اشعار

ساخت محراب ملائک رویش	سجدہ بُروند یکایک رویش
بجز آن آتشی دین نژاد	کو بسجودے او سر ننہاد

کما ورد الا ابلیس یعنے ملائکہ اعلےٰ ادنےٰ نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس پُرتلبیس نے سجدہ سے انکار کیا۔ اُس سجدہ کے صلہ میں ہر ایک فرشتہ نے جناب باری سے ایک

ایک خلعت فاخرہ پایا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل ؑ وحی یعنے اللہ کا پیغام پہونچانے پر امین مقرر ہوئے اور ارزاق کے خزانہ کی کنجی میکائیل کے ہاتھ میں سپرد ہوئی۔ اور نفخ صُور کا عہدہ حضرت اسرافیلؑ کو عطا ہوا۔ اور حضرت عزرائیل کو وصل الحبیب کا ذریعہ اور سبب بنایا اور باقی ملائکہ کو عصمت ابدی کا لباس بخشا۔ اور ابلیس مردود نے انکار کے صلہ میں علیک اللعنۃ الیٰ یوم الدین کا خطاب پایا ٭

مؤلف - سمجھنا چاہئے کہ سجدہ دو قسم ہے ایک سجدہ تحیّت کا۔ اور ایک سجدہ عبادت کا۔ اور یہ سجدہ جو ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو کیا تھا۔ وہ سجدہ تحیّت کا تھا۔ نہ سجدہ عبادت کا اور سجدہ تحیّت کا شریعت محمّدی صلے اللہ علیہ وسلم میں مختلف فیہ ہے مگر احادیث صحیحہ سے اسکا نسخ ثابت ہوا ہے۔ جیسا کہ نصاب الاحتساب میں ہے اذا سجد بغیر اللہ یکفر لان وضع الجبھتہ علی الارض لایجوز الا للہ تعالیٰ لما روی ان اعرابیا جاء اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ان الناس قد امنوا بک و امانا فلا او من بک حتی تو یتی برھانا خالصا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذھب الیٰ تلک الشجرۃ وقل لھا ان رسول اللہ صلعم ید عوک فتمائلت الشجرۃ من اطرافھا الاربعۃ حتی تقلعت عن الارض وجاءت معہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا عودی مکانک فعادت الی مکانھا وقام کل عرق منھا الی موضعہ کما کان فقال الاعرابی اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ ثم قال یارسول اللہ کما انی سألت منک برھانا خالصا فاذن لی حتے اصلی لک الصلوات الخمس واسجد لک فقال النبی لو جازت السجدۃ لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان یسجد لزوجھا والمعنی فی ذلک ھو ان ھذہ عبادۃ خالصۃ اللہ تعالےٰ فمن اتاھا بغیر اللہ یکفر لانہ شرک انتہیٰ۔ یعنے جبکہ سجدہ کرے غیر اللہ کو کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ رکھنا پیشانی کا جائز نہیں ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ کیونکہ روایت کیا گیا کہ ایک اعرابی آیا نبی علیہ السّلام کے پاس اور عرض کیا یارسُول اللہ بلاشُبہ لوگ ایمان لائے آپ پر اور مَیں تمپر ایمان نہیں لانیکا یہانتک کہ دکھاؤ مجھے دلیل خالص اپنی نبوّت کی پس فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جا طرف اس درخت کی اور کہہ اس سے کہ رسُول اللہ ؐ تجکو بُلاتے ہیں پس گیا اعرابی اس درخت کے پاس اور کہا کہ رسُول خدا بُلاتے ہیں۔ تجکو پس جُھکا درخت چاروں طرف سے یہاں تک کہ اُکھڑا زمین سے اور آیا اعرابی

کیساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا آنحضرتؐ نے اُسکو کہ پھر جا اپنی جگہ پس چلا گیا وُہ اپنی جگہ اور جم گئی ہر رگ اُسکی اپنی اپنی جگہ پر جیسے کہ تھیں۔ پس کہا اعرابی نے کہ گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبُود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بلا شبہ تم رسول خدا کے ہو۔ پھر کہا یا رسول اللہؐ جیسے کہ مانگی مَیں نے تُم سے دلیل خالص پس حکم کرو مجکو تاکہ پڑھوں میں تمہارے لئے پانچوں نمازیں اور سجدہ کروں میں تمہارے لئے پس فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر جائز ہوتا سجدہ غیر خدا کے لئے تو حکم کرتا میں عورت کو یہ کہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو اور سبب اسمیں یہ ہے کہ سجدہ عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے۔ پس جو کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرے وہ کافر ہوگا اس لئے کہ یہ شرک ہے + اور پہلی شریعتوں میں بھی اسکا جواز اور رواج چلا آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کو اس کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ اور سجدہ عبادت کا سوائے حق تعالےٰ کے کسی شریعت میں اسکا جواز ثابت نہیں +

روائت ہے کہ ملائکہ علیہم السلام حضرت آدمؑ کے سجدہ میں سو سال وبروایتے پانسو سال سربسجود رہے۔ جب ملائکہ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ تو دیکھا کہ ابلیس مرُدود حضرت آدم علیہ السلام کی جانب سے مُنہ پھیر کر اپنی جگہ پر صف میں کھڑا ہے۔ اور اُسکی صُورت مَلَکی بہیئت دیوی مسخ ہوگئی ہے۔ اُسکی بدصُورت بدلی ہُوئی دیکھکر اپنی سلامتی کی شکرگذاری کے لحاظ سے پھر سے سب سجدہ میں پڑ گئے + بعض مفسّرین نے فرمایا ہے جب ابلیس مرُدود نے مسجُود ملائک کے سجود سے انکار کیا۔ اُسوقت حضرت رب المعبُود نے فرمایا کما ورد قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۔ یعنے فرمایا پروردگار عالم نے کس چیز نے منع کیا تجکو کہ نہ سجدہ کیا تو نے جب حکم کیا مَیں نے تجکو۔ ابلیس نے کہا میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تُو نے مجکو آگ سے اور پیدا کیا اُسکو مٹّی سے۔ اور جوہر آتش کا نورانی ہے اور جوہر خاک کا فی ذاتہ ظلمانی ہے تفسیر بحر المواّج میں سُورۂ اعراف کی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ شیطان لعین نے ساتھ اس سقیم حجّت اور عقیم قیاس کے بڑی غلطی کھائی کہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے اپنے تئیں بہتر گمان کیا۔ اور یہ نہ سمجھا۔ بیت

زحل خل چہ کم آید اگرچہ نوع مَی است	بشان مے چہ فزاید کہ اصلش انگور ست

بطیب مشک نگہ کن کہ اصل او خون ست	نگر کہ رائحہ او چگونہ منشور ست

وہ مردود لعین خاک کی فضیلت سے غافل تھا اور اسکی ذاتی خیریت سے جاہل ہوکر اسکی کماہی صفات کو نہ سمجھا۔ اور اُس کے اصلی فضائل کو نہ پہچان سکا۔ اور خیال نہ کیا۔ کہ خاک ایسی متحمل اور بُردبار ہے جس نے سارے عالم کا بوجھ سر پر اُٹھایا ہوا ہے۔ اور اہل عالم کے نفع پہنچانے میں کمربستہ رہتی ہے۔ کتنا ہی لوگ اُسکو کُوٹیں کھودیں۔ جفا کریں وہ اپنے وفا سے ہرگز خطا نہیں کرتی۔ اور جو کچھ اُس میں بطور امانت بویا جاوے وہ ایسی فیضرسان وامین ہے کہ ایک دانہ کے عوض میں ہزاروں بلکہ لاکھوں دانے اُس بونیوالے کو واپس دیتی ہے اور اسکی فروتنی اور تواضع ہر کہ ومہ پر روشن ہے اور آگ کی سبکساری اور تن آزاری اور زیانکاری اظہر من الشمس ہے اگرچہ اس کے وجود سے قدرے نفع متصوّر ہے مگر اس کے منافع سے اس کے مضار بڑھکر ہیں۔ اور تعلّی اسکی عادت جبلّی ہے کہ اُس کے بھڑکنے کے وقت اُسکا شعلہ اُوپر کو ہی جاتا معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ اسکو دیا جاوے اُسکی واپسی کی اُمید نہیں اور کوئی رطب یابس اُسکے ایذا سے نہیں بچ سکتا ہے اگرچہ اس کے وجود سے رُوشناسی ٹپکتی ہے۔ مگر اپنے وجود کی طرح دُوسرے کے ظاہر باطن کو جلادیتی ہے ٭ اور جوہر خاک پاک کی فروتنی کا ہی اثر تھا کہ حضرت آدمؑ کو ان کلمات طیّبات ربنا ظلمنا انفسنا کیطرف رہنمائی کی۔ اور نار یعنی آگ کی ذاتی تعلّی اور ترفع نے ابلیس پر تلبیس کے ناپاک وجود میں ایسا اثر کیا۔ کہ اس کے متاع ایمانی و عرفانی کو جلاکر اُسکو خود بینی اور بے ایمانی پر آمادہ کرکے اسکی زبان سے یہ کلمہ قال رب فبما اغویتنی نکلوایا ؎

صُورتے خاک ارچہ دارد تیرگی در تیرگی	نیک بنگر زرہ معنے صفا اندر صفاست
این ہمہ خاک ست کاندر وصف او صاحبدلے	نکتہ گفتست کز دے دیدہ جانرا جلاست
جبتن گوگرد احمر عمر ضائع کردن ست	رُوئے برخاک بیہ آور کہ یکسر کیمیاست

القصّہ جب ابلیس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے ابیٰ اور انکار کیا۔ فوراً لباس پیشوائی کا اُس کے بدن سے اُتار اگیا۔ اور پلاس لعنت کا اُسکو پہنایا گیا۔ اور تمتعات دوجہانی اور عنایات ربانی سے محروم کیا گیا۔ اور مقام قُرب الٰہی اور بہشت کی نعمائی نامتناہی سے نکالکر زمین پر پھینکا گیا۔ اور سمندروں کے کسی جزیرے میں بند کیا گیا۔ اور صُورت ملکی سے مسخ ہوکر بدترین صُورت میں مبتلا ہوا ٭ علماء نے لکھا ہے کہ اس واقعہ سے پہلے وہ ملعون

حسن وجمال میں سب ملائکہ سے بڑھکر تھا۔ اور آسمان میں اُسکے حسن صورت کا چرچا رہتا تھا روایت ہے کہ جب وُہ مردود آسمان سے گرایا گیا تو وُہ ایک دریا میں جا پڑا اور اس میں ایک سو سال ڈوبا رہا جب اُس دریا سے نکالا گیا تو اُسکا مُنہ کالا اور اُسکی آنکھیں نیلی۔ اور اس حدتک بدصُورت ہوکر نکلا۔ اگر معاذ اللہ وُہ لعین اس ہیبت شکل سے ظاہر ہووے۔ تو تمام خلقت اُسکی ہیبت سے مرجائے انتہی بیت

ہر کرا خواہی بخوان وہر کرا خواہی بران	حکم حکم تست کس را چارہ جز تسلیم نیست

آمدیم برسر مطلب۔ تقریر ماسبق سے یہ نتیجہ پیدا ہُوا کہ انسان سے جو گناہ بباعث ہوا حبس نفسانی اور شہوات شکمی کے سرزد ہووے۔ جیسا ہمارے ابوالبشر سے صادر ہُوا وُہ گناہ بعد توبہ کرنے کے بخشا جاتا ہے۔ اور جو گناہ ازروئے خود بینی اور تکبر کے صادر ہووے جیسے شیطان سے وجُود میں آیا وُہ گناہ کبھی نہیں بخشا جائیگا۔ کما ورد عن سفیان الثوری رح انه قال کل معصیۃ عن شهوۃ یرجی غفرانها وکل معصیۃ من الکبر لا یرجی غفرانها لان معصیۃ ابلیس علیه اللعنۃ کان اصلها من الکبر وزلۃ آدم کان اصلها من الشهوۃ + اور یہیں معنے مولنا معنوی نے بحکم ماقل ودل بجواب مجمل مدلل اکتفا کر کے یہ ارشاد فرمایا مثنوی

زلتِ آدم ز اشکم بود و باہ لاجرم او زود استغفار کرد	وانِ ابلیس از تکبر بود و جاہ واں لعین از توبہ استکبار کرد

مؤلف اے میرے دینی بھائیو تمکو لازم ہے کہ اس ناپائدار دُنیا کے دھندوں میں پھنسکر اور اُسکی چند روزہ آشنائی پر غرہ ہوکر اپنے اصلی رہنے کے مقام کو دل سے فراموش نہ کرو۔ اور یہ مال وغیرہ عیال بقول ؎

کہ این ہمرہاں تا بدر با منند	چو من رفتم این دوستان دشمنند

سبکے سب تمہارے دُشمن ہوجائیں گے۔ بلکہ تیری یاد کا خیال تک بھی دلمیں نہ لائینگے اور اس اندھیری کوٹھڑی میں سوائے تیرے اعمال صالحہ کے تیرا کوئی انیس نہیں ہوگا تم کو چاہیئے کہ اس دار دُنیا میں اس رفیق شفیق کو اپنے قابو میں کرلیوے کہ اسی رفیق نے اس دور دراز سفر میں تیرے ساتھ رہنا ہے۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے جب قبر میں میت کو مدفون کر کے اپنے بیگانے بیگانے لوگ واپس چلے آتے ہیں اور اس بیچارے کو تن تنہا

ایک تنگ مکان میں چھوڑ آتے ہیں۔ تو اُسوقت اعمال صالحہ اُسکے اُنیس وجلیس ہوتے ہیں اور میت پوچھتی ہے کہ اَے خوش صورت آدمی تو کون ہے اور آپ کی کیا شان ہے تب جواب دیتے ہیں کہ اَے بنی آدم ہم تمہارے اعمال ہیں۔ جو دار دُنیا میں تمہارے سے صادر ہوئے تھے۔ پھر وُہ میت کہتی ہے کہ ہمارے عیال واطفال اور اہالی موالی اقارب اباعد کہاں ہیں اُسکے جواب میں اعمال کہتے ہیں کہ وے تجھکو تن تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

چہ خوش گفت آنکہ گفت ؎

نہ اندیشی دراں ساعت کہ در گورت فرود آرند	عزیزان جملہ باز آیند تو تنہا اندراں مانی۔

اِس نازک حالت میں سوائے میرے تیرا کوئی دوست نہیں۔ کما ورد عن یزید الرقاشی قال بلغنی ان المیّت اذا وضع فی قبرہٖ احتوشہ اعمالہ ثم انطقہا اللّٰہ تعالیٰ فقالت ایھا العبد المنفرد فی حضرتہ انقطع عنک الاخلاء والاھلون فلا انیس لک الیوم غیرنا اخرجہ ابن ابی الدنیا۔ اِس حدیث کا مطلب متن میں معلوم ہو چکا +

عن عطاء بن یسار قال اذا وضع المیت فی لحدہٖ فاول شئ یاتیہ عملہ فیضرب فخذہ الشمال فیقول انا عملک فیقول این اھلی وولدی وعشیرتی۔ وماخولنی اللّٰہ تعالیٰ فیقول ترکت اھلک وولدک وماخولک اللّٰہ وراء ظھرک فلا یدخل قبرک معک غیری فیقول ارتک علی اھلی وولدی وعشیرتی وماخولنی اللّٰہ اذالم یدخل معی غیرک کذا فی شرح الصدور + اور یہ اعمال صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ صدقہ فطر وغیر ذٰلک قبر میں میت کی حفاظت میں چارونطرف سے احاطہ کرکے رہتے ہیں جسمیں ملائکہ عذاب کیطرف سے دخل نپاویں چنانچہ عنقریب ہی مع الدلیل اسکا ذکر اجمالی کر چکا ہوں۔ حاجت مکرر لکھنے کی نہیں۔ مگر خیر یہاں بھی ایک روایت اسکی تصدیق کے لئے لکھی جاتی ہے۔ حضرت ابے الدنیا کعب الاحبار سے روایت ہے کہ نیک بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال نیک یعنے نماز اور روزہ اور حج اور جہاد وصدقات آکر اُسکو گھیر کر بیٹھتے ہیں۔ ملائک عذاب کے جب اسکے پاؤں کیطرف آنا چاہتے ہیں تو اُن کو نماز روکتی ہے اور کہتی ہے کہ اسطرف سے تمہارے آنیکی راہ نہیں کہ یہ بندہ خدا کی عبادت میں انہیں پاؤں پر دیر تک کھڑا رہا۔ پھر وُہ ملائک سر کی طرف سے آتے ہیں اُسوقت روزہ اُن کو روکتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اس رستے سے داخل نہیں ہو سکتے ہو۔ کیونکہ وُہ دُنیا میں خدا کے واسطے بہت پیاسیں اور بھوکیں کھینچ چکا ہے

پھر ملائکہ اسکے بدن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسوقت حج اور جہاد اُن کے ہٹانے اور روکنے کے واسطے پیش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے دور رہو اس لئے کہ اس مرد خدا نے خدا کی راہ میں اپنے نفس اور بدن کو جہاد اور حج میں بہت دُکھ دیا ہے۔ تمہاری راہ اسطرف نہیں ہے پھر حضرات ملائکہ ہاتھوں کیطرف اسکا قصد کرتے ہیں اُسوقت زکوٰۃ صدقات خیرات کہتے ہیں کہ ہمارے صاحب سے آپ لوگ الگ ہو جاؤ کہ ہمارے مالک نے بہت سے صدقے انہی ہاتھوں سے خدا کی خوشنودی کے واسطے دئے ہیں۔ تمہاری مداخلت اس جانب نہیں ہو سکتی۔ تب وے ملائکہ مذکورین کہتے ہیں۔ کما ورد ھنیئا لک طبت حیا وطبت میتا وتاتیہ ملائکۃ الرحمۃ فتفرش لہ فراشا من الجنۃ ودثارا من الجنۃ ویفتح لہ فی قبرہ مد البصرہ ویؤتی بقندیل من الجنۃ فیتضی ھوزہ الی یوم یبعثہ اللہ من قبرہ۔ اخرجہ ابی الدنیا یعنے بشارت اور خوشگوار ہو تم کو کہ تم حالت حیات اور موت میں خوش رہے۔ ازآں بعد ملائکہ رحمت کے آکر اُسکے لئے بہشت سے بچھونا اور لباس لادیتے ہیں۔ اور قبر اُسکی مد نظر تک کشادہ کیجاتی ہے اور جنت کی قندیل اُسکی قبر میں لٹکائی جاتی ہے۔ جسکی روشنی سے اسکی قبر منوّر ہوتی رہیگی۔ انتہیٰ ✣ اگر عالم ربانی ہے تو خداوند تعالے اُس کے علم کو ایک صورت بناکر اُسکی قبر میں انیس کر دیتا ہے اور وہ علم اُس سے حشرات الارض کو رفع کرتا ہے۔ کما ورد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات العالم صور اللہ علمہ فی قبرہ ویونسہ الی یوم القیمۃ ویدراعنہ ھوام الارض۔ اخرجہ الدیلمی فی مسندہ الفردوس

ہذہ الموعظۃ فی بیان ملاقات ارواح الموتی واستفسار حالہم وایصال ثواب دعاء الاحیاء للموتی واختیاجہم بدعاء الاحیاء ومایتعلق بہا

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب مومن آدمی اس دار ناپائدار سے انتقال کرتا ہے تو ارواح مومنین آکر اُس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس سے یگانہ و بیگانہ کے احوال پوچھتے ہیں حتےٰ کہ گھر کی بلّی تک کی خبر لیتے ہیں۔ جب میّت کہتی ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہے تب ارواح اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں کیونکہ وہ اس راستے میں نہیں آیا جہنم کی راہ لی۔ اس لئے ہم لوگوں سے ملاقات نہوئی۔ اس مسئلہ کی دلیل نیچے کی روایتوں سے ظاہر ہے۔ عن ابی ایوب الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال ان النفس المومن اذا قبضت تلقها اهل الرحمة من عباد الله کما تلقون البشیر من اهل الدنیا فیقولون انظروا صاحبکم یستریح فانه فی کرب شدید ثم لیانونه ما فعل فلان وفلانه هل تزوجت فاذا سالوه عن الرجل قد مات قبل فیقول هیهات قد مات ذالك قبلی فیقولون انا لله وانا الیه راجعون ذهب به الی امه الهاویة فبئست الام وبئست المربیة۔ الخ اخرجه ابن ابی الدنیا۔ اس حدیث کا ترجمہ ملخصاً متن میں مذکور ہوا۔ اس حدیث سے رُوحوں کا باہم ملاقات کرنا ثابت ہے۔ اور مَیں چند حدیثوں کا ترجمہ اس مسئلہ کی تائید کی وجہ سے بیان کرتا ہُوں ✣

ابن ماجہ میں ابن مکندر سے مروی ہے کہ اُس نے کہا میں جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا۔ اسحالت میں کہ وُہ قریب المرگ تھے پس کہا میں نے کہ میری طرف سے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کر دینا۔ اس روایت سے بھی ثابت ہے ✣

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ تحقیق اُترتی ہے مومن کو مَوت اور دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ میری جان نکلجاوے اور اللہ تعالےٰ بھی اُسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور بیشک مومن کی رُوح آسمانوں پر صعُود کرتی ہے پس مومنوں کی رُوحیں اُسکی ملاقات کے لئے اُسکے پاس آتی ہیں۔ اور اپنے گھر بار اور اہل وعیال وغیرہ کا حال اُس سے پُوچھتی ہیں۔ پس جب کہتی ہیں کہ میں فلانے کو دُنیا میں چھوڑ آیا تھا۔ اس بات کے سُننے سے اُن کو تعجب ہوتا ہے۔ اور جب رُوح کہتا ہے کہ فلانا آدمی مر گیا۔ تب روحیں کہتی ہیں کہ وہ ہماری طرف نہیں لایا گیا ✣

اور آدم بن ایاس نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مبارک بن فضالہ نے خبر دی مجھکو حسن سے کہ کہا اُنہوں نے کہ کہا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مرتا ہے کوئی بندہ رُوح اُسکی مومنوں کی ارواح سے مُلاقات کرتی ہے۔ پس کہتے ہیں اُس کو کہ فلانے نے کیا کیا۔ اور جب کہتا ہے کہ فلانا تیرے آگے مر گیا تو کہتے ہیں لیگئے اُسکو ماں ہاویہ کیطرف۔ بُری ہے ماں ہاویہ ہے اور بد ہے پرورش یافتہ اُسکا۔ انتہی اخرجه البزاز اس روایت سے بھی رُوحوں کا باہم ملاقات کرنا ثابت ہے ✣

اب میں اس مسئلہ کو بخوف تطویل زیادہ طُول نہیں دینا چاہتا ہُوں۔ صرف ایک حدیث پر اکتفا کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہُوں۔ قال ابو نعیم لما اشتد بالحسن بن علی وجعه

جزع و فزع فدخل علیہ رجل فقال یا محمد ماھذا الجزع وماھو الا تفارق روحک جسدک فتقدم علی ابویک علی و فاطمۃ علیٰ جدیک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخدیجۃ وعلی اعمامک الحمزۃ وجعفر و علیٰ اخوالک القاسم والطیب ومطہر وابراھیم وعلی خالاتک رقیۃ و ام کلثوم وزینب قال فسری عنہ اخرجہ ابن عساکر۔ ابونعیم نے کہا کہ جب حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما مرض کی شدت سے جزع فزع کرنے لگے۔ اُسوقت ایک شخص نے حضرت امام کے پاس آکر کہا کہ اے ابومحمد آپ کیوں روتے ہو اور یہ کیا ہے۔ اور یہ نہیں ہے مگر روح نکلنے کیساتھ یعنے جسوقت آپ کی پاک روح بدن اطہر سے جدا ہو جائیگی تو آپ فوراً اپنے باپ علی اور ماں فاطمۃ الزہرا اور اپنے دادا دادی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ اور چچا حمزہ وجعفر اور اپنے ماموں قاسم وطیّب ومطہر وابراہیم اور خالہ رقیہؓ اور ام کلثوم اور زینب کے پاس جا پہونچیگا۔ راوی اس روایت کا کہتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام اس کلام کے سُننے سے نہایت خوش ہوئے۔ اخرجہ ابن عساکر۔

اور لیث بن سعد سے مروی ہے کہ ایک آدمی شام کے ملک میں بقضائے الہیٰ شہید ہوا۔ اور ہر شب جمعہ کو خواب کی حالت میں اپنے باپ کے پاس آتا۔ اتفاقاً ایک جمعہ کو وہ شہید اپنی معہودہ عادت کے بموجب اپنے باپ کے پاس نہ آیا۔ اس کے باپ نے شکایت کی جواباً التماس کی کہ ہم سب شہدا حسب الحکم رب العلیٰ عمر بن عبدالعزیز کی رُوح کے استقبال کو گئے تھے۔ اسواسطے حاضری سے مقصر ہوا۔ معاف فرمائیے۔ روایات مرقومۃ الصدر سے روحوں کا آپسمیں ملنا اور باہم گفتگو کرنا ثابت ہوگیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کا درجہ بھی ضمناً معلوم ہوگیا۔ کہ حقیقت میں عمر بن عبدالعزیز بارگاہ الہیٰ کے مقبول ومنظور تھے۔

ہذہ الموعظۃ فی عرض اعمال العباد الاحیاء فی حضرت اللہ تعالےٰ ورسولہٗ وعلے الموتے الاموات من اقاربھم وعشائرھم

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زندوں کے اعمال اُن کے مُردے اقارب پر اور خدا اور رسول کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر عمل نیک ہو تو مُردے خوش ہوکر بشارت دیتے ہیں۔ اگر بد ہو تو ہدایت کی دُعا کرتے ہیں۔ کما ورد عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علےٰ اقاربکم وعشائرکم

من الاموات فان کان خیرا استبشروا وان کان غیر ذلک قالوا اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا۔ اخرجہ احمد والحاکم الترمذی وابن مندہ ٭

عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقربائکم فی قبورھم فان کان خیرا۔ استبشروا بہ وان کان غیر ذلک قالوا اللھم الھمھم ان یعملوا بطاعتک۔ اخرجہ الطیالسی فی مسندہ ٭

عن ابی ایوب قال تعرض اعمالکم علی الموتی فان رووا حسنا فرحوا واستبشروا وان راوا سوء قالوا اللھم راجع بہ۔ اخرجہ ابن المبارک وابن ابی الدنیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامہات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم وتزداد وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم۔ اخرجہ الحکیم الترمذی ٭

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفضحوا موتاکم بسیئات اعمالکم فانھا تعرض علی اولیائکم من اھل القبور۔ اخرجہ ابن ابی الدنیا وغیرہ ٭

اگر کوئی میری اس تحقیق پر اکتفانہ کرے تو میں اسبات کو قرآن شریف کی آیتوں سے خصوصاً قولہ تعالےٰ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ہ الآیہ سے استنباط کرسکتا ہوں کہ لفظ سیرٰی اس پر دال ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کا پیش ہونا تو مسلم الثبوت ہے کہ سینکڑوں روایتوں سے ثابت ہے۔ از انجملہ راقم اثم ایک دو حدیثیں جن میں کسی محدث کو کلام نہیں واسطے اطمینان عوام اہل اسلام اور الزام بعضے کالانعام کے پیش کرتا ہے :۔

عن ابن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا من الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعۃ فان صلوٰتکم معروضۃ علیّ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد رمت یعنی بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اخرجہ ابوداؤد وغیرہ کذا فی مشکوٰۃ۔ ابن داؤد نے اس سے روائت کی اور کہا کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کثرت سے درود بھیجو مجھ پر جمعہ کے دن کیونکہ تمہارے درود میرے پیش کئے جاتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکر ہمارے درود آپ کے پیش کئے جائینگے کہ آپ بوسیدہ ہو جائینگے قبر میں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو

ابنیاء کے جسم کو حرام کر دیا ہے ٭

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احد ألن یصلی علیّ الا عرضت علی صلوتہ حین یفرغ منہا قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔ اخرجہ ابن ماجتہ مشکوٰۃ ٭

مؤلف ۔ جب احادیث مذکورہ وروایات مسطورہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زندوں کے اعمال اللہ ورسول واباواجداد واقربا موتے پر پیش کئے جاتے ہیں ۔ اور مُردے اعمال صالح سے زِندوں کے دیکھ سُنکر خوش ہوتے ہیں اور اعمال سیئہ سے رنجیدہ ۔ تب زندونکو سوائے نیکی کے کوئی بدی نہ کرنی چاہئے تاکہ ان کے پاس مخجل نہ ہوویں ۔ اور نہ مُردے زندوں کے اعمال سے رنجیدہ ہوویں ۔ کیونکہ اس باب میں مُردے مثل زندوں کے ہیں اور زندہ مربیوں سے جسطرح لوگ زنا وغیر ذلک گناہوں کے کرنے سے شرماتے ہیں ویسا ہی مُردوں سے شرمانا چاہئے ٭

اعتراض اگر کوئی کہے کہ اس تقریر سے تو مُردوں کو حاضر وناظر سمجھنا ثابت ہوتا ہی اور یہ بھاری شرک ہے ۔ حالانکہ رسُول کریمؐ کو حاضر وناظر جاننے والے کو علماء کافر بولتے ہیں ۔ چہ جائے کہ اُمّت کو حاضر ناظر سمجھا جائے ؟

جواب ۔ ہاں بعض نادانوں نے ایسا ہی کچھ سمجھ لیا ہے ۔ پھر اسپر بُہت اودہم مچایا ہے ۔ کیوں نہ ہو تو سمجھ تو ہے ۔ آخر اسی سمجھ نے کافر کو کافر مومن کو مومن فاسق کو فاسق ظالم کو ظالم ولی کو ولی شیطان کو شیطان وغیر ذلک بنایا ۔ کہ کل ثواب وعقاب کا مدار اسی سمجھ پر ہے ۔ لیکن محققین کاملین عارفین کے نزدیک یہ شرک نہیں ۔ بلکہ صُورت عکس میں بوکفر کی آتی ہے ۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے زندوں کے اعمال مُردوں پر عارض ہوتے ہیں ۔ اس لئے لفظ تعرض جو حدیثوں میں مندرج ہے صیغہ مجہول مستعمل ہے اور نیچے کی حدیث میں صریح ردّ اللہ کا لفظ موجُود ہے ۔ جس سے مُردوں کیطرف سے قدرت ثبوت میں نہ پہونچی بلکہ فقط حکم الٰہی سے ثابت ہونا متحقق ہوا ۔ جب یہ حکم حکم خدا کا ہونا ثابت ہوا تو یہ مامور بہ ٹھیرا ۔ اور اتیان مامور بہ واجب ہے نہ شرک ہے ۔ بلکہ عدم اتیان بالا ذکار مُوجب کُفر کا ہے ۔ سوائے اس کے مُردوں کا کلام کرنا اور مُلاقات کرنا اور استفسار کرنا جیسے ہمنے پہلی فصلوں میں لکھا ہے ساتھ دلائل کے ثابت ہے جب اُمت زندہ کا حال

ملاقات کرنا ثابت ہوا۔ تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُمّت کا حال معلوم ہونے کا کیا پوچھنا۔ اگر کوئی اسپر بھی اکتفا نہ کرے تو صریح روایتیں اور سُنو۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام السلام رواہ ابوداؤد والبیہقی مشکوۃ وایضًا فیہ سمعت رسول اللہ (تا) وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم رواہ النسائی۔ کذا فی المشکوٰۃ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی غائبا ابلغتہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جنے ان کیفیتوں کے ساتھ حاضر و ناظر جاننا اُسکو علما کا کافر بولنا بہت ہی زیادتی ہے بلکہ اس رحمتِ ایزدی کی کیفیّت کے علم سے محروم رہنا ثابت ہے۔ بیت

کسانیکہ پوشیدہ چشم و دل اند	ہمانا کزین تو تیا غافل اند

نہیں نہیں بلکہ علماء ظاہر بینیوں کا علوم ظاہری کے تکیہ پر خدا کی صفت بیچونی اور رحمت گونا گونی کا انکار کرنا ہے۔ اس لئے اسمیں العلم حجاب الاکبر مثل مشہور ہے کیونکہ اکثر یہ علوم ظاہری مانع علوم معرفت کے ہوجاتے ہیں ✽ اگر اسپر بھی ہمارے بھائی اکتفا نہ کریں تو اور سُنیں اور دیکھیں کہ سجدہ غیر خدا بالاتفاق منہی عنہ ہے۔ لیکن جب خدا نے حضرت آدم عم کو سجدہ کرنیکے لئے ملائکہ پر حکم فرمایا۔ تب وُہ سجدہ باوجود منہی عنہ ہونے کے واجب ہوگیا۔ اس لئے تارک سجدہ ابلیس کا کافر بننا ثابت ہوا۔ اسیطرح جب حکم خدا سے ارواح موتے کا حاضر ہونا ثابت ہے تب اُسی کیفیّت کیسا تھ ارواح مُوتے کو حاضر سمجھنا کیا ثابت ہوگا بلکہ حاضر جاننا واجب ٹھیرا۔ علاوہ بر آں نیچے کی حدیثوں سے بھی ارواح مومنوں کا حسب مشیّت خود سیر کرنا ثابت ہے۔ کما ورد عن مالک بن انس قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت اخرجہ ابن الدنیا ✽

عن سلمان قال ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجّین اخرجہ ابن المبارک فی زھد والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وغیرھم۔ جب سیر کرنا ارواحونکا ثابت ہوا تو حاضر ناظر ہونا غیر ممکن کہاں سے غیر متحقق ہوا اور خدا اور رسُول کے حکم کے موافق عمل کرنے میں شرک کیوں لازم آویگا۔ خذ ھذا فانہ ادق الدقائق واحسن الحقائق ✽

ورواہ النسائی کذا فی المشکوٰۃ۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ

اگر اسپر بھی اکتفانہ کرو تو جنوں کے تصرفات پر خیال کرو کہ اُن کو خدا نے کیسی قدرت دی۔ تو کیا رُوح انسانی کو حضور کی قدرت نہیں دے سکتا۔ کیا انکی قدرت کسی میں منحصر کی گئی ہے کہ رُوح میں نہ پائی جاوے ٭ اگر اسپر بھی اکتفانہ کرو تو اَور دیکھو کہ خداوند تعالےٰ نے ایک مُٹھی راکھ یعنے بارُود کو جو وہ بھی لوگوں کا بنایا ہوا ہے ایسی قدرت دی کہ ایک پلمیں اتنے بڑے گولے کو کوسوں پر سے اُڑا کر بڑے بڑے قلعوں اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے۔ تو کیا اُس رُوح کو جو عشق خدا کی آگ میں جل بُھنکر راکھ ہو کر فنا فی اللہ ہو گئی ایسی قدرت نہیں دے سکتا ہے جو سد جسمیات و حصار عنصریات کو توڑ کر عالم ارواح کی سیر کر سکے۔ کیوں نہیں؟ حالانکہ بمضمون نفخت فیہ من روحی ماخذ رُوح کا وُہی ہے فقط ابتلا بطور پرندہ قفس عنصری میں محبوس ہو گئی ہے۔ پس اگر اُس حصار جسمی کو ذکر کی ریاضت اور فکر کی سیاست سے توڑ کر اپنے ماخذی آشیانہ کی طرف پرواز کرنا اور عالم مذکور کی سیر کر کے پھر قفس مذکور کیطرف مراجعت کر کے سیر کا بیان کرنا کونسا مشکل ہے؟

تن رُوح گردد ار تو بکوشی بمعرفت		رُوح تو تن شود چو بجہلش بپروری

ہاں جو کوئی ہوائے نفس میں گرفتار ہو اُسکو رُوحانیوں کیساتھ پرواز کرنیکی رفتار کیونکر ہو؟

اے مرغ پائے بستہ بدام ہوائے نفس		کے بر ہوائے عالم روحانیاں پری

سچ ہے جس کا جو مشرب ہے اُس کا حال وُہی جانے۔ اور دیکھو کہ بعض حکمائے یونان وغیرہم نے دُوربین تیار کر کے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کی حرکت و گردش و جسامت وغیرہا کی کیفیتیں ظاہر کی ہیں جنکو تم بے دیکھے سچ سمجھ کر تصدیق قلبی و وثوق دلی کرتے ہو۔ اسیطرح سے ولی کامل عابد عامل نے بھی ذکر رُوحانی اور فکر وجدانی کی دُوربین بنا کر عالم ارواح کی کیفیتیں ظاہر کر دکھائیں۔ پھر تم کیوں انکار کرتے ہو؟

اگر اسپر بھی اکتفانہ کرو تو اَور سنو کہ مٹی کے پُتلے کو خدا تعالےٰ نے جب بقولہ ومن اٰیاتہٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ہ اور نشانیوں سے اُس کی یہ ہے کہ پیدا کیا تمکو مٹی سے پھر ناگہان تم انسان چلتے پھرتے ہو۔ اتنی قدرت بخشی کہ وہ آدمی بنکر مٹی پر چلتے پھرتے شادی کیا کرتے ہیں۔ پھر ارواح کو اگر حضور کی قدرت دیدے تو کونسا مشکل اَمر ہے کہ تم لوگ علماء ظاہر بینوں کے اقوال پر فریب کھا کر ہر بات میں عارفین

کاملین عاشقین صادقین رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر بولتے پھرتے ہو۔ اگر سچ پوچھو تو علمائے ظاہر بینوں کا یہ اعتراض اُن یہودیوں کے اعتراض کیطرح ہے۔ کہ جنہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں یہ اعتراض کیا کہ عرب میں تو انبیا نہ تھے۔ اگر محمد نبی ہوتا تو ہمارے بنی اسرائیل میں سے ہوتا۔ جسکا دفعیہ حق سبحانہ وتعالے نے خود کیا۔ لما فی تفسیر الجلالین قالوا الیھود للمسلمین نحن اھل الکتاب الاول وقبلتنا اقدم ولم تکن الانبیاء من العرب ولو کان محمد نبیًا لکان منا فنزل قل لھم اتحاجوننا تخاصموننا فی اللہ ان اصطفینا نبیا من العرب وھو ربنا وربکم فلہ ان یصطفی من عبادہ من یشاء +

اب فقیر راقم کہتا ہے کہ وہ یہود اپنی جہالت وغباوت سے یہ نہ سمجھا کہ نبی بنانا فعل خدا کا ہے جو خدا بنی اسرائیل سے بنا سکا کیا وہ خدا قریش سے نبی نہیں بنا سکتا۔ اسپر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ہے۔ اور قادر مطلق کی قدرت پر اعتراض کرنا ایمان سے ہاتھ دھو کر کفر کا لباس پہننا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسیطرح روح کے خدادادہ تصرفات پر اعتراض کرنا قادر مطلق کی قدرت بیچونی کا انکار کرنا ہے۔ اسپر کیا موقوف ہے بلکہ بہتیرے مشرکوں نے اپنی عقل ورائے کاسد کے مطابق بہتیرے اعتراضات کئے چنانچہ خدا تعالی نے ان کا جواب دیا۔ چنانچہ بعض ان میں سے یہ ہے قولہ تبارک وتعالے قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ۔ کسی مشرک نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ بوسیدہ ہڈی کو کون زندہ کر سکتا ہے۔ خدا نے اس کے جواب میں کہا قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ کہا یعنے کہ اے محمد کہ جسنے پہلے پیدا کیا وہی زندہ کریگا اب فقیر راقم کہتا ہے کہ اے نادان سالکو! کیا تم پہلے بمضمون وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ مٹی نہ تھے۔ پھر کیا بمضمون اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی نطفہ نہ تھے۔ پھر کیا تم بمضمون ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً خون لستہ نہ تھے۔ پھر کیا تم بمضمون فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً خدا نے اس علقہ کو مضغہ گوشت نہ بنایا۔ پھر کیا بمضمون فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا خدا نے اس مضغہ گوشت کو ہڈی نہ بنایا۔ پھر کیا بمضمون فَخَلَقَ فَسَوّٰی خدا نے تجکو مخلوق بنا کر برابر نہ کیا۔ پھر کیا بمضمون نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ خدا نے تم میں روح نہ پھونکی۔ پھر کیا بمضمون ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ خدا نے تجکو مخلوق مستقل نہیں پیدا

کیا۔ جب اتنا کرسکا پھر بمضمون اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقَادِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی خدا مُردے کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ ہاں جی خداوند تعالےٰ ہر چیز پر قادر مطلق ہے کہ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اسپر دال ہے اور بعض ان میں سے قولہ تعالےٰ وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا یعنے آدمی کہتا ہے کہ مَیں جب مر جاؤنگا پھر کیا زندہ ہوکر نکالا جاؤنگا خدا نے اُسکے جواب میں کہا۔ کہ آدمی نہیں یاد کرتا ہے اس بات کو کہ ہم نے پیدا کیا اُس کو قبل سے جب نیست ونابود تھا۔ اور بعض ان میں سے ہے قولہ تبارک وتعالیٰ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔ یعنے جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائینگے یہ پھر آنا عقل سے دُور ہے خدا نے اُسکا جواب سُورۂ قٓ اور سُورۂ واقعہ میں بڑی شرح وبسط کیساتھ دیا۔ دیکھو اگر سچ پوچھو تو یہ ایسی معرفت کیش اور حقیقت اندیش تقریریں ہیں کہ اگر کافر بھی سمجھے تو مومن بنجائے ؎

آنکہ باشد کہ نہ بندد کمر طاعت او۔	جائے آن ست کہ کافر بکشاید زُنار

اگرچہ بظاہر اسباب میں ہمنے بہت کچھ لکھا۔ امافی الحقیقت اسکا عشر عشیر بھی نہیں لکھا گیا

گرچہ بسیار بگفتیم درین باب سخن	اندکے بیش نگفتیم ہنوز از بسیار

الموعظۃ فی ذکر الروح بعد الخروج کیف یاتی الی قبرہ ومنزلتہ وما یتعلق بہا من حقیقتہ

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب رُوح بدن انسانی سے نکلجاتی ہے اور تین دن گذرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں عرض کرتی ہے۔ یارب ائذن لی حتے امشے وانظر الی جسدی کنت فیہ فیاذن اللہ تعالیٰ فیجیی الی قبرہ وینظر من بعید۔ اَے میرے پروردگار مجکو اجازت عطا فرما کہ مَیں اپنے جسم کو جسمیں میری بودوباش تھی جاکر دیکھ آؤں۔ پس حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکو اجازت عطا فرما دیتے ہیں پھر رُوح اپنے قالب کی قبر کیطرف روانہ ہو پڑتا ہے اور دور ہی سے اُسکو دیکھتا ہے کہ اُس کے نازنین بدن سے اور اس کے مناخیر اور دہن سے پانی متعفن بہ رہا ہے اور بڑی تباہی میں پڑ رہا ہے۔ رُوح اپنے جسم کو دیکھ دیکھ بہت دیر تک روتی رہیگی اور کہیگی اَے میری

مسکین بدن اور اے میرے پیارے دوست کیا تجھکو اس وحشت خانہ اور بلاؤں
اور غم اور سختی اور رنج کے گھر میں آکر اپنی زندگی کا زمانہ بھی یاد ہے۔ پھر رُوح اپنے
معین مکان میں چلاجاتا ہے۔ پس جب پانچروز اَور گذر لیتے ہیں تو رُوح اپنے بدن
کے دیکھنے کے لئے بارگاہ الٰہی سے اِستجازہ کرتا ہے۔ پس حسب الاجازت اپنی قبر کیطرف
آکر بعید فاصلہ سے دیکھتا ہے۔ کہ اُس کے بدن اور مناخیر اور مُنہ اور کانوں سے
پیپ اور گندہ پانی جاری ہورہا ہے۔ اُس کے پر ملال حال کو دیکھکر ڈھاڑیں بار
مار کر روتا ہے۔ اور اسکو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ اَے میرے مسکین بدن اس غم
وہم اور محنت اور مشقت اور کیڑوں سانپوں اور بچھوؤں کے گھر میں جنھوں نے تیرے
گوشت پوست کو کھالیا اور تیرے مضبوط اعضاء کو جُدا جُدا کر دیا۔ کیا تمکو اپنے زندگی
کا حال اس حال میں یاد ہے اتنی بات کر کے چلاجاتا ہے۔ پھر جب ایک کامل ہفتہ
گذر جاتا ہے تو رُوح درگاہ باری عزاسمہٗ میں التجا کرتی ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ
خاکسار کو اپنے رفیق غمگسار یار کی ملاقات کے لئے اجازت درکار ہے۔ ارحم الراحمین
اسکے حال زار پر نظر عنائت فرماکر اجازت عطا فرماتے ہیں۔ پس رُوح اپنے قالب کی
قبر سے دور کھڑا ہو کر دیکھتا ہے کہ تمام بدن پر کیڑوں کے ہجوم اُس کے بدن کو نوچ
رہے ہیں۔ رُوح اس نازک حالت کو دیکھکر اور اُس کے قدیمہ لطافت اور نظافت
کو یاد کر کر اتنا روتی ہے جسکا حساب نہیں اور کہتی ہے۔ اَے میرے مسکین بدن! کیا
تمکو اپنی زندگی کا بھی حال یاد ہے۔ تیرے پیارے فرزند اور قریبی اور قبیلہ وغیرہ کہاں
گئے۔ اور تیرا عالیشان مکان اور تیری زرخرید زمین اور زراعات اور باغات کہاں
گئے اور تیرے معاون اور رفقا اور ہمسائے جو تیرے جوار میں رہنے کو غنیمت جانتے
اور تیرا کہنا دل سے مانتے تھے۔ آج تیری جُدائی سے سب کے سب روتے اور چلّاتے ہیں
اور وُہ لوگ روز قیامت تک تجکو یاد کر کے روتے رہیں گے ✣

مروی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات المؤمن
دار روحہ حول دارہ شہرا فینظر الے ماخلفہ من عیالہ کیف یقسم مالہ وکیف یودی
دیونہ فاذا تم شہر دالی حفرتہ الخ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مومن آدمی فوت ہو جاتا ہے اُسکی رُوح مہینہ بھر اپنی

حویلی کے ارد گرد پھرتی رہتی ہے۔ اور اپنے عیال و اطفال کیطرف دیکھتی ہے کہ میرے متروکہ مال کو کسطرح باہم تقسیم کرتے ہیں۔ اور میرے قرضوں کو کسطرح ادا کر کے مجکو اُن کے مطالبہ سے سبکدوش کرتے ہیں۔ پس جب ایک مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اُسکو قبر کیطرف پھیرا جاتا ہے۔ اور ایک برس کے قریب اپنی قبر کے اردگرد بھٹکتی پھرتی ہے۔ اور اس بات کی منتظر رہتی ہے کہ میرے اقارب اور اباعدوں سے کون کون میرے لئے دُعا اور صدقہ اور خیرات کرتا ہے۔ اور کون میری غمخواری کا دم بھرتا ہے۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے۔ تو پھر اُس رُوح کو جہاں رُوحوں کے رہنے کا مقام ہے بھیجا جاتا ہے۔ ثم ینفخ فی الصور +

مؤلف کہتا ہے کہ لفظ روح کا قرآن شریف میں کئی جگہ واقع ہوا اور مفسرین نے بھی اس کے معانی میں بہت تحقیق کی۔ مگر اسکی اصلی حقیقت سے بمضمون وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ناواقف ہیں۔ جو کچھ راقم اثم نے اساتذہ کرام سے سُنا اور کتب معتبرہ اہل سُنت وجماعت سے دیکھا۔ اور پایۂ ثبوت کو پہونچا اور جس پر میرا عقیدہ ہے۔ وُہ مَیں بہ نظر افادہ اس مختصر میں قلمبند کرتا ہوں۔ وہو ہذا:۔

قال اللہ تعالیٰ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ الخ

امام غزالی طاب ثراہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ ویقال الروح فیہ الرحمۃ کما قرا الروح بالفتح والضم معناہ تنزل الملٰئکۃ معہم الروح والریحان۔ اور بعض نے کہا ہے کہ رُوح ایک فرشتہ عظیم القامت کا نام ہے۔ کہ وہ لیلۃ القدر میں مومنوں پر رحمت نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا الآیۃ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اس رُوح سے جو آیۂ صدر میں وارد ہی بنی آدم کی رُوحیں علی الاطلاق مراد ہے +۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خصوصًا مومنوں کی رُوحیں مُراد ہے + اور بعض کا قول ہے کہ رُوح سے مراد جبرائیلؑ ہے + اور بعض مفسرین کا یہ ارشاد ہے اور راقم اثم کا بھی اسی قول پر اعتماد بلکہ اعتقاد ہے۔ کہ رُوح سے رُوح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام مُراد ہے۔ کہ اس مبارک رات میں عرش معلےٰ کے نیچے جاکر اللہ جل جلالہ کی عالی بارگاہ سے واسطے نزول عالم دُنیا کے استیذان چاہتے ہیں۔ اور اپنی اُمت کے تمام مومن مردوں اور عورتوں پر اپنی شفقت مہربانہ سے سلام اور

رحمت پہونچاتے ہیں اور بعض علماء کا قول ہے کہ روح سے روح اقارب مومنوں کی
جو عالم دنیا سے کوچ کر گئے ہیں مراد ہیں کہ لیلۃ القدر کی رات کو بارگاہ الٰہی سے التجا کرتی
ہیں کہ الٰہی ہمکو اجازت عطا ہو جائے تو ہم اپنے اپنے گھروں میں جاکر اپنی اولاد اور
احفاد و عیال و اطفال کا حال دیکھ آویں کہ وہ کس کس کام میں مصروف ہیں ۔ حق
سبحانہ و تعالےٰ سے اُن کو اجازت ملجاتی ہے ۔ اور وہ اس رات میں اپنے منازل میں
وارد ہوتے ہیں ۔ **کما ورد** قال ابن عباس رض اذا کان یوم عاشورا او یوم الجمعۃ او
لیلۃ الجمعۃ من شهر رجب او لیلۃ النصف من شعبان یخرج الاموات من قبورھم
فیقفون علی ابواب بیوتھم الخ ۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
فرمایا کہ عاشورہ اور جمعہ کے دن اور رجب کے پہلے جمعہ کی رات اور شعبان کی پندرھویں
رات کو مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکلکر اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر سایلوں کی
طرح کھڑے ہوکر کہتے ہیں ۔ کہ اے ہماری حویلیوں میں بسنے والو ! اور اے ہمارے
مالوں میں تصرّف کرنے والو آج اس مبارک رات میں دو رکعت نفل پڑھکر ہماری روح
کو ہدیہ کرو ۔ اور اے ہمارے عالیشان مکانوں میں رہنیوالو ۔ اور اے ہماری عورتوں
کو نکاح میں لانیوالو تمہارے میں سے کسی کو ہماری غربت بھی یاد آتی ہے اور اے ہماری
وسیع ماڑیوں میں رہنے والو ہماری تنگ و تاریک قبروں کا خیال کرو کہ ہم کس تنگی سے
گذارہ کرتے ہیں ۔ ہمارے حال پر رحم کرو ۔ اور اسوقت کو جو اب ہمارے پر نازل ہے یاد
کرکے خدا تعالیٰ سے ڈرو ۔ اور ہمارے مالوں کے بانٹنے والو ۔ اور اے ہماری اولاد کو
ذلیل کرنیوالو کوئی تمہارے سے ہماری غریبی اور فقیری اور ہماری مفلسی اور ناداری کو
یاد کرکے ہمارے پر رحم کھاتا ہے یا نہیں ۔ ہمارے اعمالنامے تو ملفف ہو چکے اور تمہارے
اعمالنامے ابتک کھلے ہوئے ہیں ۔ اور ہمسے عالم برزخ میں کسی عمل کا صادر ہونا
غیر ممکن ۔ اور تم عالم زندگی میں جسقدر کچھ نیک اعمال کرو کر سکتے ہو ۔ خدا کیواسطے ہم سخت
محتاجوں کو خیرات کے ٹکڑے اور صدقات کے ریزوں اور دعاؤں سے فراموش اور
محو و منسی نہ کیا کرو ۔ کہ ہم ہمیشہ کے لئے تمہارے محتاج ہیں ۔ پس اگر وہ روحیں اپنے
گھر والوں سے صدقہ یا دعا پاتی ہیں تو بڑی خوش و خورم ہوکر اُن کے مال و جان کو ا
دعائیں دیتی چلی جاتین ہاں ۔ اگر اپنے ناحق شناس گھر والوں سے کوئی چیز نہیں پاتی

ہیں تو بیچاری غمناک اور ناامید ہوکر لوٹ جاتی ہیں +

خاتمۃ ہذہ الموعظۃ فی بیان حقیقۃ الرّوح وموضع قیامۃ واختلاف العلما فیہ

جب یہودیوں نے رسول خدا سید الانبیاء حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رُوح کی ماہیت اور حقیقت کی بابت سوال کیا۔ تب یہ آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نازل ہوئی جب ہی سے لوگوں کیطرف سے اس مسئلہ میں بحث شروع ہوئی :-

بحث اول روح کی مادہ میں گفتگو اور عدم گفتگو کی بیانمیں

واضح ہو۔ کسی فرقہ نے کہا کہ اسمیں گفتگو نہ کرنا چاہئے کہ یہ اسرار آلٰہی میں سے ہے۔ خدا نے کسی کو اُنکا علم نہیں دیا۔ جیسا ہم نے آگے بیان کیا۔ یہی مذہب مختار ہے کما ورد عن عکرمۃ قال سئل بن عباس عن الروح قال الروح من امر ربی لاتسئلوا عن ہذہ المسئلۃ فلا تزید وعلیہا قولوا کما قال اللہ وعلم بنبیہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن جریر نحوہ۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روح سے۔ کہا روح حکم میرے پروردگار کا ہے۔ مت سوال کرو اس مسئلہ میں نہ زیادہ کرو اوپر اس کے کہو جیسا اللہ نے اور تعلیم کیا اس کے رسول نے اور نہیں دیئے گئے تم مگر علم تھوڑا۔ اور جُنید بغدادی اور ابو القاسم السّعدی وابن بطال اور قرطبی وغیرہم کا قول بھی یہی ہے کیونکہ ادراک ماہیّت رُوح کا قبضہ اقتدار بشریت سے خارج ہے۔ ایک فرقہ نے اسمیں بحث وکلام کیا۔ عُمدہ ترین اس کلام کا امام الحرمین کا یہ قول ہے کہ رُوح ایسی ایک جسم لطیف اجسام کثیفہ کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے۔ جیسا پانی سبز درخت کیساتھ لپٹا ہوا ہے +

بحث دویم در بیان واقفیّت وعدم واقفیّت رسول بر ماہیت روح

ایک فرقہ نے کہا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رُوح کی ماہیّت سے واقفیت نہ تھی اسپر ابن بریدہ کی روایت کو دلیل لائے۔ عن ابی بریدۃ قال لقد

لقد قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح - ابن بریدہ سے روایت ہے - کہ کہا اوس نے کہ تحقیق مقبوض ہوئے رسولِ خدا اور نہیں جانتے تھے رُوح کو - اخرجہ ابن حاتم فی تفسیرہ - ایک فرقہ نے کہا کہ ہاں واقفیت تھی لیکن ظاہر کرنیکی ممانعت تھی جیسا قیامت کی تاریخ ظاہر کرنے میں ممانعت تھی +

بحث سوم دربیان جسمیت وعدم جسمیت روح

ایک فرقہ نے کہا کہ رُوح کی جسمیت میں کسی طرح کا شبہ نہیں کیونکہ قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اسپر دلالت کرتی ہے کہ رُوح کا مرنا اور مقبوض ہونا آنا جانا کھانا پینا بولنا سُننا پہچاننا وغیر ذٰلک ثابت ہے اور وے صفات جسمیہ سے ہیں کہ عرض کو یہ صفات عارض نہیں ہوتے ہیں کہ قیام عارض بالعارض لازم آتا ہے وہ باطل ہے ایک فرقہ نے رُوح کو عرض کہا ہے +

بحث چہارم دربیان متحد و متفرق شدن نفس و رُوح

بعض علماء کا قول ہے کہ نفس اور رُوح ایک چیز ہے بدلیل قولہ تعالےٰ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ و قولہ تعالیٰ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی اور محاورہ عربیہ میں فاضت نفسہ اے ماتت بولتے ہیں ان دلیلوں سے نفس اور رُوح کا اتحاد ثابت ہوتا ہے - اور بعض کا خیال ہے کہ رُوح مقبوضہ غیر نفس بدلیل قولہ تعالےٰ واللہ یتوفی الانفس حین موتھا - والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیہ الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمّی اللہ قبض کرلیتا ہے جانوں کو نزدیک موت اُنکی کے اور جو نہیں موئے قبض کرلیتا ہے ان کو نیند میں پس پکڑ رکھتا ہے جنکو کہ مقرر ہے اُنپر موت اور چھوڑ دیتا ہے اوروں کو وقت مقرر تک - وبدلیل قولہ تعالےٰ وھو الذی یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ - اور وُہ خدا ہے جو قبض کرتا ہے تمکو رات میں جانتا ہے - جو کماتے ہو تم دن میں پھر اُٹھاتا ہے تمکو دن میں - اور بدلیل قول ابن عباس رضہ قال ابن عباس رضہ فی جوف انسان وروح بینھما مثل شعاع الشمس فیتوفی اللہ الانفس فی منامہ ویدع الارواح فی جوفہ یتقلب ویعیش فان یرد اللہ ان یقبضہ قبض الروح وان اخر اجلہ رد النفس الی مکانھا من جوفہ اخرجہ ابن ابی حاتم - حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آدمی کے پیٹ میں نفس اور روح ہیں درمیان ان دونوں کے مثل

شعاع شمس کے ہے پس قبض کر لیتا ہے نفس کو نیند میں اُسکی اور چھوڑ دیتا ہے رُوح تاکہ اس کے پیٹ میں پھرتی رہے اور عیش کرے۔ پس اگر ارادہ کرے اللہ قبض کا تو اُس کی رُوح کو قبض کرتا ہے اور اگر اُسکی موت کی دیری ہو تو پھیر دیتا ہے نفس کو مکان میں جو پیٹ میں ہے اس حدیث کو ابن حاتم نے روایت کیا +

بحث پنجم دربیان مخلوقیت وعدم مخلوقیت رُوح وآنچہ دروے است

ایک فرقہ کا خیال ہے کہ رُوح مخلوق ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے الارواح جنود مجندہ الخ مجندہ وغیرہ صفت مخلوق کی ہوتی ہے۔ اس سے رُوح کی بھی مخلوقیت ثابت ہو گئی اور ایک فرقہ نے کہا کہ رُوح مخلوق اور محدث نہیں بدلیل قولہ تعالےٰ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي کہ یائے متکلم رُوحی مانع حدوثیت کا ہے +

بحث ششم دربیان بقاء وفنائے رُوح

بعض علماء کا قول ہے کہ روح بعد موت بدن کے بھی باقی رہیگی بدلیل قولہ تعالےٰ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کیونکہ ذائق کو ضرور ہے کہ بعد مذوق کے باقی رہے۔ تب موت جو مذوق ہے اُس کے بعد رُوح ذائق کا باقی رہنا ثابت ہوا ایک فرقہ نے کہا کہ بدلیل قولہ تعالےٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ہ رُوح کا فناہ ہونا ثابت ہے + راقم اثم کہتا ہے کہ یہہ استدلال اس فرقے کا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس فنا سے فنائے دُنیوی مُراد ہے نہ فنائے اُخروی۔ کیونکہ لفظ علیہا اسپر دال ہے۔ ورنہ قرآن کی اکثر جگہوں میں جو هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ اور خٰلِدِيْنَ فِيهَا أَبَدًا۔ اور اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ تا وَأَنْتُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ اور اُولٰئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ہ مذکور ہیں اُن کے کیا معنے ہونگے۔ الغرض اس مادے میں بہتوں نے بہت کچھ کہا لیکن کل کہنا نص قطعی قل الروح من امر ربی کے مقابلے میں صحیح نہیں بلکہ پوچ ہے۔ ہذا ما حققتہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال +

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِي مَسْكَنِ الرُّوحِ بَعْدَ الْقَبْضِ

بعض علماء کا قول ہے کہ روحوں کا مسکن صُور لینے کرنا کے سوراخوں میں ہے۔ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک حیوان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے روز قیامت تک جو پیدا ہونگے۔ اُس کرنا میں ایک سوراخ پیدا کیا ہوا ہے۔ جب کبھی

حیوان کی رُوح قبض کیجاتی ہے اپنے معین سوراخ میں چلی جاتی ہے۔ اگر وُہ منعم ہوتی ہے تو اُسی جگہ میں نعمائے الٰہی اسکو پہونچتی رہتی ہیں اگر وُہ رُوح عذاب کے لائق ہوتی ہے تو وہاں ہی عذاب دِیا جاتا ہے +

بعض علمائے کہا ہے کہ مومنوں کے ارواح سبز رنگ کے پرندوں کے حواصل میں رہ کر بہشت کا سیر کرتی ہیں۔ اور کافرونکی روحیں جہنم کے سجّین میں مقیّد رہتی ہیں + اور بعض نے کہا ہے کہ سیاہ پرند کے حواصل میں بند ہوکر دوزخ میں ڈالی جاتی ہیں +
بعض علمار کا قول ہے کہ جب مومن کی رُوح قبض کیجاتی ہے تو رحمت کے ملائک اُس کو بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ ساتویں آسمان میں لیجاتے ہیں۔ فینادی منادمن السماء من قبل اللہ اکتبوھا فی علیین ثم ردوھا الی الارض پس پکارنیوالا خدا کی طرف سے پُکارتا ہے کہ اس رُوح کے رہنے کی جگہ علیین میں مقرر کردو۔ اور پھر اسکو زمین کیطرف لوٹادو پس ازآں بعد اس مومن کی رُوح اپنے بدن میں داخل ہوجاتی ہے اور بہشت کا دروازہ اُس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ پس برزخ قبر ہی میں سے اپنے بہشت کے رہنے کا مکان دیکھ دیکھ کر تا قیام قیامت خوش رہتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب کافرونکی روحیں قبض کیجاتی ہیں تو عذاب کے ملائک ان کو آسمان دنیا کیطرف لیجاتے ہیں جب آسمان کے قریب پہونچتا ہے تو آسمان کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ اور اسکو اسکے مضجع کیطرف لوٹانے کا حکم ہوجاتا ہے اور اسکی قبر تنگ کیجاتی ہے۔ اور دوزخ کا دروازہ اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اس دروازہ کی راہ سے وہ اپنا مقعد دیکھ لیتا ہے۔ اسیوجہ سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حتٰے انھم یسمعون قرع نعالکم وانما منعوا عن الکلام۔

روایت ہے کہ ایک عالم ربانی سے پوچھا گیا۔ کہ بعد از موت روحوں کے رہنیکی جگہ بیان فرمائیے۔ فرمایا کہ انبیا علیہم السّلام کی رُوحیں جنت عدن میں رہتی ہیں اور لحد میں اپنے اجساد کے مونس اور اپنے معبود کی عبادت میں ساجد رہتی ہیں۔ اور شہدار کی روحیں جنت الفردوس میں سبز رنگ طیور کے حواصل میں رہکر بہشت کے میدان میں حسب المراد پرواز کر کے اپنی اپنی قندیل میں جو عرش معلّے کیساتھ معلّق ہیں آجاتی ہیں۔ اور اہل اسلام کی اولاد کی رُوحیں جو قبل بلوغت کے فوت ہوجاتے ہیں عصافیر جنت کے حواصل میں جبل المسک کے قریب جو بہشت میں ایک پہاڑ کستوری

کا ہے رہتی ہیں۔ اور اولاد مشرکین اور منافقین کی رُوحیں بہشت کے ارد گرد میں دورہ کرتی ہیں اور قیامت تک ان کے رہنے کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں۔ قیامت کے فیصلہ کے بعد وُہ بیچارے مومنوں کی خدمتگاری کے لئے خدمتگار مقرر ہو جائیں گے۔ لیکن اُن مومنوں کی رُوحیں جنپر دیون اور مظالم ہیں۔ جب تک ان کیطرف سے قرض ادا نہ کیا جائے یا اُس کے مظلوم سے اسکا ظلم نہ بخشایا جائے۔ تب تک وُہ آسمان اور زمین کے جو میں بھٹکتے رہیں گے۔ اور ان کو آسمان اور بہشت کیطرف ہرگز رسائی نہ ہوگی۔ اور فساق اور اہل اسلام کی رُوحیں جنہوں نے ساری عمر گناہوں میں گذاری وُہ قبروں میں مع الجسد عذاب دیئے جائیں گے۔ اَیسے کافروں اور منافقوں کی رُوحیں بحکم اِنَّ الفجار لفی سجّین جہنم کی سجّین میں ہمیشگی کے لئے قید کئے جاویں گے۔ قیل ان الروح جسم لطیف وھو مخلوق فلذٰلک لا یقال اللّٰہ تعالیٰ ذو روح لانہ یستحیل ان یکون محلا للاجسام۔ اور بعضوں نے کہا ہے اِن الروح عرض وھو ما یستحکم بوجود غیرہ ✤

روایت ہے کہ ایکروز مدینہ کے یہودیوں نے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت بابرکت میں حاضر ہو کر تین چیزوں کا سوال کیا۔ اَے محمد اگر تو رسالت کے دعوے میں سچّا ہے۔ تو ہمکو اصحاب رقیم اور ذوالقرنین کا قصّہ اور رُوح کی حقیقت سے کماینبغی اطلاع دیدے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے سُورۂ کہف جسمیں قصہ اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا ہے نازل کردی۔ اور رُوح کی بابت یہ ارشاد فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ مَعْنَاہُ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَلَا عِلْمَ لِیْ بِھَا یعنے رُوح میرے رب کا امر ہے اور مجکو اسکی کیفیت کا علم نہیں وقیل معناہ من امر ربی۔ یعنے ان الروح لیست بمخلوقۃ بل من امر اللّٰہ تعالےٰ وامر اللّٰہ تعالےٰ کلامہ وہذا القول وخطاء۔ وقیل معناہ الروح تکوین ربی بکلمۃ کن فیکون۔ بعض علمائنے کہا ہے کہ رُوح میرے پروردگار کی تکوین ہے جو کلمہ کن فیکون سے پیدا ہوا اور تحقیق حق سُبحانہ وتعالےٰ کے امر دو طرح پر ہیں ایک امر الزام جیسے اللہ تعالےٰ کا اپنی عبادت کیواسطے امر کرنا اور دُوسرا امر تکوین۔ کقولہ تعالےٰ وکونوا حجارۃ اوحدیدا او خلقًا وکقولہ تعالےٰ انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون۔ ھٰذا ما الدی علےٰ ما حقیقتہ وان شئت تفصیلہ فارجع الی کتب المتکلمین خصوصًا الی احیاء العلوم لغزالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

الموعظۃ فی ذکر الصور والبعث والحشر وفی المسائل المتعلقۃ بہا

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی جل جلالہ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور پھونکا جاویگا صور میں پہلی بار اُن کے قول کے موافق جو نفخے ثابت کرتے ہیں اور اس نفخہ کو نفخہ صاعقہ کہتے ہیں اسلئے کہ اس بار جب صور پھونکا جائیگا فصعق تو بیہوش ہو کر گر پڑیگا۔ اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ مر جائیگا مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جسے چاہے اللہ کہ وہ عرش اُٹھانیوالے فرشتے ہیں یا شہید لوگ یا بہشت اور دوزخ کے اہلکار فرشتے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی پھر پھونکا جاویگا دوسری بار۔ اِس نفخہ کو نفخہ بعث کہتے ہیں اور اس نفخہ سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔ فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ تو اسوقت وہ کھڑے ہونگے اپنی قبروں کے کنارے دیکھتے ہونگے بہوتوں کیطرح۔ یا اس انتظار میں ہونگے کہ دیکھئے اب ہمارے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب القرن یعنے کرنا کے پھونکنے کے عہدہ پر مامور ہے اور اسکے دم میں حق سبحانہ وتعالےٰ نے دو طرحکی تاثیر پیدا کردی ہے چنانچہ عنقریب ہی اُسکا ذکر آئیگا اور حق سبحانہ وتعالےٰ نے لوح محفوظ کو ایک سفید موتی سے جسکا طول آسمان اور زمین کی تفاوت سے ساٹھ گنا بڑھکر ہے پیدا کیا ہی اور اسکو عرش کیساتھ لٹکا رکھا ہی اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہی اُسپر لکھا ہوا ہے اور حضرت اسرافیل کے چار پر ہیں ایک پر اُسکا مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا ہے اور تیسرے پر کو بچھا کر اُسپر مستقر ہے اور چوتھے پر کیسا تھ اپنے سر منہ کو خدا کے خوف سے ڈھانپ کر عرش کا ایک قائمہ پکڑے رہتا ہے۔ اور حضرت جلال احدیت کا خوف اُس کی طبیعت پر ایسا مستولی ہے کہ مارے غم کے اُسکا وجود سوکھ کر چڑیا کی مثل لاغر ہو گیا ہے۔ جب حق جل وعلا کسی چیز کے ایجاد کا حکم لوح محفوظ میں جاری کرتا ہے تو حضرت اسرافیل کے منہ پر سے ایک پردہ اُٹھ جاتا ہے اور جو کچھ اس چیز کی بابت حکم اور امر الٰہی نافذ ہوتا ہے تو لوح محفوظ سے دیکھ لیتا ہے اور کوئی فرشتہ فرشتوں میں سے حضرت اسرافیلؑ کے سوا عرش خدا سے مکانا اقرب نہیں۔ اور عرش اور ان کی فیما بین ستر حجاب ہیں۔ اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو برس کی مسافت کی تفاوت ہے اور حضرت جبرائیل

اور اسرافیل علیہما السلام کے درمیان ستر ستر حجاب حایل ہیں علےٰ ہذا القیاس ایک حجاب سے دُوسرے حجاب تک پانسو برس کا راستہ ہے اور حضرت اسرافیل کرنا کو پکڑ کر اپنے داہنی ران کیساتھ لٹکائے ہوئے کھڑے ہے اور کرنا کا سرا اپنے منہ کی قریب رکھکر حکم الہیٰ کے منتظر ہیں۔ جب دُنیا کے انتظام ٹوٹ جانیکی مدت گذر جائیگی تو کرناء خود بخود حضرت اسرافیل کی پیشانی کے قریب ہو جائیگی تو حضرت اسرافیل اپنے چاروں پروں کو سمیٹکر کرنا کو بجانا شروع کر دیں گے۔ اور حضرت ملک الموت علیہ السّلام اپنا ایک ہاتھ ساتویں زمین کے نیچے اور ساتویں آسمان کے اوپر رکھکر آسمان اور زمین کے رہنیوالونکی روحیں قبض کریگا۔ اور سوائے ابلیس علیہ اللعنۃ کے رُوئے زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ رہیگا اور سوائے جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل آسمان کے رہنیوالوں سے کوئی فرشتہ باقی نہ رہیگا۔ اور وہ چیزیں جو حق سبحانہ وتعالےٰ نے استثنا کری ہیں وُہ بھی زندہ رہینگی۔ کما ورد وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله خلق الصور وله اربعة شعب شعبة منها فی المشرق وشعبة منها فی المغرب وشعبة منها تحت الارض وشعبة منها فوق السماء السابعة۔ حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق حق سبحانہ وتعالےٰ نے کرناء کو پیدا کیا اور اسکی چار شاخیں ہیں۔ ایک شاخ مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اور ایک شاخ ساتویں زمین کے تلے تک۔ اور ایک شاخ ساتویں آسمان کے اُوپر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور اسی کرنا میں روحوں کی اصناف کی گنتی کے مطابق سوراخ ہیں۔ چنانچہ اُس کے ایک سوراخ میں حضرات انبیا علیہم السلام کی روحیں رہتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں جنوں کی روحیں قیام رکھتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں انسانوں کی رُوحیں سکُونت کرتی ہیں۔ اور ایک سوراخ میں شیاطین کی رُوحیں اور ایک سوراخ میں بہائم اور ہوام کی رُوحیں بستی ہیں۔ یہانتک کہ نملہ اور بقہ کی روحیں بھی وہاں رہتی ہیں۔ اور یہ کرناء جسکی تعریف تمنے سُن لی ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دیگئی اور وُہ کرناء کو اپنے مُنہ پر رکھکر حکم کا منتظر ہے ؕ

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت اسرافیل بحکم رب جلیل کے تین دفعہ اُس کرنا کو پھونکیگا۔ پہلے نفخہ کا نام نفخۃ الفزع رکھا گیا۔ اور دوسرے کو نفخۃ الصعق کے اسم سے موسوم کیا۔ اور تیسرا النفخہ نفخۃ البعث کے نام سے مشہور ہے۔ جب حضرت رسالت نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ صلعم وقت نفخ صُور یعنے کرنا کے بجنے کے وقت خلائق کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا یاحذیفۃ والذے نفسی بیدہ لینفخ فے الصور وتقوم الساعۃ والرجل قد رفع لقمۃ الی فمہ ولا یطعمہا والثوب بین یدیہ یلبسہ فلا یلبسہ وکوز الماء علے فمہ لیشرب الماء ولا یشرب منہ +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن پر ایمان اُن کے خالص دلوں میں نہیں بیٹھا ہے اور ان کے سویدائے ضمیر میں جگہ نہیں پکڑی ہے۔ اور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ موسم گرما کی گرمی اور جاڑے کی سردی روکنے کے لئے صدہا سامان کرتے ہیں۔ اور دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی سردی کے لئے باوجودیکہ انمیں نہایت سختی اور خطرات ہونگے ڈھیل اور کاہلی کرتے ہیں۔ ہاں اتنا ہے کہ جب آخرت کا حال اُن سے پوچھئے تو زبان سے اُسکا اقرار کرتے ہیں مگر اُن کے دل اُس سے غافل رہتے ہیں۔ مثلاً جو شخص دُوسرے سے کہے کہ تیرے سامنے کے کھانے میں زہر ہے اور وہ دُوسرا اُسکی تصدیق کرے کہ ہاں سچ کہتے ہو۔ پھر وہی کھانا کھاوے تو زبان سے اُسکو سچا کہا اور عمل سے اُسکو جھٹلایا اور عمل کے رُو سے جھٹلانا زبان کے جھٹلانے کی نسبت زیادہ ہے۔ کماورد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ فرماتا ہے مجکو آدمی نے گالی دی۔ اور اسکو زیبا نہ تھا کہ مجھ کو گالی دے۔ اور اُسنے مجکو جھٹلایا اور اُسکو شایاں نہ تھا کہ وُہ مجکو جھٹلاوے اُسکا گالی دینا تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ خدا کا کوئی لڑکا ہے اور جھٹلانا اسطرح ہے کہ کہتا ہے کہ مجھے جیسا اوّل پیدا کیا ہے۔ اسطرح کبھی نہ اُٹھاویگا +

نفخۃ الصُّور والفزع

جب قیامت کا دن قریب آویگا۔ تو حضرت اسرافیل علیہ السّلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ اور وُہ نفخۃ الفزع کے پھونکنے کے لئے کرنا بجاویں گے اور اس نفخہ کی آواز سے آسمان اور زمین کے رہنے والے لوگ مارے خوف کے مرجاویں گے الا ماشاء اللہ تعالیٰ

وہی بچ جائیں گے۔ اور اُس آواز کی دہشت سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلجاوینگے اور آسمان بھی پھٹ جائیں گے۔ اور زمین بھی کانپنے لگ جائیگی۔ اور حاملہ عورتوں کے حمل مارے خوف کے وضع ہوجاویں گے۔ اور مرضعہ اپنے مولود کو بھول جائینگی اور لڑکے چاردہ سالہ اس آواز مہیب کی دہشت سے بُوڑھے ہوجائیں گے اور شیاطین زمین کے میدانوں میں بھاگتے پھرینگے اور ستارے اُن کے سروں پر پتھروں کیطرح گرینگے۔ اور سُورج اور چاند بباعث دہشت کے سیاہ ہوجائیں گے کماورد قولہ تعالیٰ اِنّ زلزلۃ الساعۃ شئٌ عظیم۔ اور چالی سال تک یہی حال رہیگا ✦

و روی عن ابن عباس رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ السّاعۃ شئٌ عظیم ثمّ قال اتدرون ای یوم ذالکَ۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے اے لوگو تم ڈرو اللّٰہ تعالےٰ سے اور اسپر ایمان لاؤ کہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑا بھاری چیز ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ قیامت کا دن کونسا روز ہے صحابہ رضوان اللّٰہ نے عرض کیا کہ اللّٰہ اور اسکا رسُول بہُت جانتا ہے فرمایا یہ وُہ روز ہے جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ آدم علیہ السلام کو کہیگا۔ کہ اے آدم اُٹھ اور اپنی اولاد کو دوزخ کیطرف بھیج۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریگا اے میرے پروردگار ہزار میں سے کتنے۔ خطاب ہوگا اے آدم ہزار میں سے نوسو ننانویں دوزخ کیطرف اور ایک بہشت کیطرف روانہ کر۔ جب عوام اس کلام سے آگاہ ہونگے تو سُنتے ہی اُن کے ریئے کلیجے زخمی ہوجائیں گے اور رونا اور حزن اُنپر غالب ہوجائیگا۔ کہ ہر ایک آدمی کے اختیار کی باگ اُسکے ہاتھ سے نکلجائیگی پھر حضرت رسالت علیہ السّلام نے فرمایا انی لارجوان تکونوا ربع اھل الجنۃ پھر فرمایا انی لارجوان تکونی شطر اھل الجنۃ جب صحابہ نے یہ حدیث سُنی تو نہایت خوش ہوئے پھر حضرت رسالت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ابشروا فانما انتم فی الامم کشاۃ فی جنب البعیر وانتم جزءٌ۔ قال ابوھریرۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان للّٰہ تعالیٰ ماۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ بین الجن والبھائم والانس والھواء بھا یتعاطفون وبھا یتراحمون وادخر تسعۃ وتسعین رحمۃ یرحم بھا یوم القیمۃ حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق حق سبحانہ وتعالےٰ کیواسطے ایک سَو رحمت ہے اُن رحمتوں سے ایک رحمت جن اور

النس اور بہایم اور ہوام پر نازل فرمائے یعنے عطا فرمائے یہ سب مخلوقات مذکورہ جو باہم جیسے ماں اپنے فرزند پر اور بھائی بھائی پر جو تعاطف اور تراحم کرتے ہیں سب اس رحمت کا اثر ہے اور ننانویں رحمتیں اللہ تعالےٰ کے پاس جمع ہیں ان رحمتوں کو قیامت کے دن اپنے بندوں پر صرف کریگا*

نفخۃ الصّعق

احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ اسرافیل علیہ السلام کو نفخۃ الصعق کے لئے خطاب کریں گے پس وُہ کرنار کو پھونکیں گے اور کہیں گے ایتھا الارواح العاریۃ اخرجن بامر اللہ تعالیٰ اَے عاریتہ کے طور پر بدن میں آئی ہوئی رُوحو! تم اس بدن کے قصر سے خدا کے حکم سے باہر نکل جاؤ۔ جب ذی رُوح اسبات کو سُنیں گے۔ بیہوش ہو جائیں گے۔ اور آسمان اور زمینوں کے رہنیوالے سب کے سب مرجائیں گے۔ الّا ماشاءاللہ اور وُہ شہید ہیں۔ اس لئے کہ شہید خدا کے نزدیک زندوں میں سے ہیں اور روزی بھی دیئے جاتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ہ یعنے نہ سمجھ اُن لوگونکو جو صدق نیت سے قتل کیے گئے بیچ راہ خدا کے کہ وُہ مُردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسُول مقبُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی جو جنگ احد میں شہید ہُوئے۔ حق تعالیٰ نے اُن کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں اور طوبےٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں اور سونے کی قندیلیں جو پایہ عرش میں لٹکی ہوئی ہیں استراحت کیوقت وہی اُنکی خوابگاہ ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ دولت جو ہم نے پائی ہمارے بھائیوں کو اسکی خبر کون پہونچائے۔ تاکہ وُہ جہاد اصغر یا جہاد اکبر کیطرف اُن کی رغبت زیادہ ہو۔ حق تعالےٰ نے اُن کا حال بتانے کو یہ آیت اُتاری اور بعض مفسروں نے اس آیت کے شان نزول میں اسطرح تقریر کی ہے کہ حضرت جابرؓ انصاری کا باپ جو شہید ہوا تھا۔ اُسنے حق تعالےٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ! مجھے دُنیا میں بھیج تاکہ دوبارہ شربت شہادت کا پیوں۔ خطاب ہوا کہ حکم ازلی یونہی نافذ ہو چکا ہے کہ جو لوگ یہاں آئے پھر دُنیا کیطرف رجُوع کرنے سے وُہ باز رہیں گے پھر عرض کیا کہ بارخدایا یہ سعادت حال اور نعمت بے زوال جو تو نے مجھے عنایت فرمائی ہے

میرے یاروں کو اس کی خبر کردے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگو شہیدوں کو مُردہ نہ سمجھو۔ بَلْ اَحْیَاۗءٌ بلکہ وُہ زندہ ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب اُنہیں پہونچتا ہے۔ یا زمین اُنہیں نہیں کھاتی۔ یا اَوْر مُردوں کیطرح اُنہیں غسل نہیں دیتے۔ یا زائروں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ زندوں کیطرح یُرْزَقُوْنَ روزی دیئے جاتے ہیں میوہ ہائے جنّت سے فَرِحِیْنَ خوش ہیں بمااٰتٰھم اللّٰہ ساتھ اُس چیز کے جو عطا کی ہے اور نہیں خدا نے مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے کہ خوشنودی خُدا ہے اور یہ بڑی دولت ہے اور وُہ عطا ہے جس سے کوئی عطا بڑھکر متصور ہی نہیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ارواح قدسی کو انوار الوہیت کے ساتھ جب شوق پیدا ہوتا ہے تو اُن کی ذاتوں کو معارف ربانی کی شعاعوں سے منور کردیتے ہیں۔ یرزقون اسیکی طرف اشارہ ہے پھر اس سے منبع نور اور مصدر رحمت کو دیکھتے ہیں۔ فرحین اس سے عبارت ہے اور فی الواقع مقام وصال پر پہونچنے سے زیادہ خوشی اور جمال وجہ کریم سے بڑھکر مسرت کسی چیز میں نہیں ہوسکتی ؎

مایہ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آنجاست	میکنم جہد کہ خود را بگر انجا فگنم

وَیَسْتَبْشِرُوْنَ اور خوش ہوتے ہیں ساتھ خوشخبری کے یا کہ خوشی کرتے ہیں بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ساتھ اُن لوگوں کے جو ہنوز نہیں جاملے ہیں ساتھ اُن کے پیچھے سے اُن کے اور امید رکھتے ہیں کہ جنت میں اُن کے پاس پہونچینگے اور بزرگی میں اُن کے شریک ہونگے۔ یا انکی خوشی اس سبب سے ہے کہ آخرت کے احوال سے ما الاتفاق واقف ہوکر یقینی جانتے ہیں یہ کہ نہیں کچھ خوف اُوپر اُن کے اُسچیز کا جو اُنہیں درپیش آئے گی۔ اور نہ وُہ غمگین ہونگے دُنیا کے چھوٹنے سے اور اُن چیزوں سے جو دُنیا میں چھوڑتے ہیں +

حدیث وفی الخبر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ تعالیٰ الشھداء بخمس کرامات لم یکن منہا احد للانبیاء احدھا ان ارواح جمیع الانبیاء یقبضہا ملک الموت وانا کذلک وارواح الشھداء لم یقبضہا اللّٰہ تعالیٰ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے حضرات شہداء کو یعنے اُن لوگوں کو جنہوں نے راہ مولےٰ میں اپنی جانیں فدا کردی ہیں۔ ایسی پانچ کرامتوں سے مخصوص فرمایا

جو کسی نبی یا ولی کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہوئی از انجملہ ایک تو یہ ہے کہ تمام نبیوں کی روحیں حضرت ملک الموت کے ذریعہ سے قبض کیجاتی ہیں چنانچہ میری جان کو بھی وہی قبض کریگا۔ اور حضرات شہدا کی روحیں حق سبحانہ وتعالےٰ بذات مقدس خود قبض کرتا ہے وثانیہما ان جمیع الانبیاء یغسلون بعد موتھم وانا کذلک والشہداء لا یغسلون اور دوسری کرامت یہ ہے کہ سب انبیا علیہم السلام فوت ہونیکے بعد غسل دئیے گئے۔ اور مَیں بھی بعد فوت کے غسل دیا جاؤنگا + اور حضرات شہدا علیہ الرحمۃ بعد قتل ہوجانیکے نہیں غسل دیے جاتے بلکہ اسی خون آلودہ بدن کے ساتھ دفن کئے جاتے ہیں وثالثہا ان جمیع الانبیاء یکفنون وانا کذلک والشہداء لا یکفنون اور تیسری کرامت یہ ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام بعد فوت ہونیکے کفن دئے جاتے ہیں ۲ بلکہ انہی خون آلودہ کپڑوں سے دفن کئے جاتے ہیں۔ ورابعہا یسمون الانبیاء الموتی وانا کذلک ویقال مات محمد والشہداء احیاء لا یسمون الموتیٰ اور چوتھی خاصیت یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام بعد مرنیکے موتے کے نام سے موسوم ہوتے ہیں اور میں بھی اسیطرح ہوں اور کہا جائیگا کہ محمد صلعم فوت ہوگیا۔ اور حضرات شہدا علیہم الرحمۃ زندہ ہیں اور موتے کا اسم اُن پر نہیں بولا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن کریم میں خداوند کریم اُنکو احیا کی صفت سے موصوف کرکے یاد فرماتا ہے۔ وخامسہا ان الانبیاء یشفعون لامتہم خاصۃ وانا کذلک والشہداء یشفعون یوم القیمۃ لکل اُمۃ پانچویں خاصیت یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن خاصکر اپنی اپنی امت کی شفاعت کریں گے چنانچہ میں بھی علےٰ ہذا القیاس اپنی امت کی شفاعت کے درپے ہُونگا۔ اور حضرات شہدا قیامت کے دن ہر ایک نبی کی اُمت کے لئے عموماً شفاعت کریں گے ۔

حدیث شریف میں وارد ہے کُلُّ شَیْءٍ یَمُوْتُ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ یعنے سب چیزیں حیوانات کے بعد نفخ الصعق کے مرجائیں گے مگر بارہ چیزیں باقی رہجائینگی اور وُہ یہ ہیں۔ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل چار یہ اور آٹھ حملۃ العرش اور ماسوا ان کے زمین اور آسمان میں نہ کوئی انسان اور نہ کوئی جن اور نہ کوئی شیطان اور نہ کوئی وحشی جانور باقی رہیگا۔ بحکم کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ سب کے سب نیست اور نابُود ہوجائیں گے پھر حضرت جلال احدیت جل جلالہ حضرت ملک الموت کو فرماویں گے۔ اے

۲ اور میں بھی کفن دیا جاؤنگا اور حضرات شہدا انہیں کفن نہیں دیئے جائینگے -

ملک الموت میں نے تیرے لئے خلقت اوّلین اور آخرین کی تعداد کے مطابق اعوان پیدا کئے اور ساتوں آسمان اور زمینوں کے رہنے والوں کی طاقت بموجب تجکو قوت عطا کی۔ اور آج مَیں تمکو غضب کی پوشاک پہناتا ہُوں۔ پس تو میرے غضب اور سطوت کی صفت سے موصُوف ہوکر ابلیس علیہ اللعنۃ کیطرف جا اور اسکو بھی بحکم کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کے موت کا مزہ چکھا۔ اور اولین اور آخرین کی موت کی تلخی کا بوجھ اُسپر ڈال اور ستر ہزار زبانیہ دوزخ کا اس کے قید کرنے کے لئے اپنے ساتھ لیجا۔ پس حضرت ملک الموت پولیس کے سپاہیوں کیطرح خدا کے غضب اور سطوت کی وردی پہنکر اور دوزخ لظی کی زنجیریں ہاتھ میں لیکر ایسی مہیب صُورت سے نکلیں گے اگر آسمان اور زمین کے حیوانات کی نظر پڑ جائے فوراً اُن کی جان دیکھتے ہی بدن سے بدن سے نکلجائے۔ جب حضرت ملک الموت شیطان لعین تک پہونچینگے تو اُسکو لعن طعن اور جھڑک اور ملامت بہُت کریں گے۔ اور وُہ مردود ازلی ملک الموت کی صورت دیکھتے ہی بیہوش ہو جائیگا۔ اور اُس کے مُنہ سے ایسی ہیبت ناک آواز نکلیگی اگر آسمان اور زمین کے رہنیوالے بہادر حیوانات اُس کے خراٹے کی آواز سُن پاویں تو بے شک اسکی خوف سے بیہوش ہو جاویں۔ اور حضرت ملک الموت اُس مردود کو کہینگے اے خبیث بد باطن کھڑا ہو جا۔ میں تجھے درد موت کا ذائقہ چکھا دُوں تو نے اپنی ساری عمر آدمؑ بیچارہ کی اولاد کے بھگانے میں گذاری۔ حدیث کا راوی کہتا ہے کہ جسوقت شیطان لعین حضرت ملک الموت سے اپنی مَوت کی خبر پائیگا تو اُسیوقت مشرق کیطرف بھاگ جائیگا۔ حضرت ملک الموت وہاں ہی موجود ہو جائیں گے۔ پھر مغرب کیطرف بھاگیگا۔ وہاں بھی ملک الموت کو موجود پائیگا۔ پھر بھاگتا بھاگتا دُنیا کے وسط میں جہاں حضرت آدم صلوات اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے جا کھڑا ہوگا۔ سو یقول یَاآدم من اجلک صرت رجیما ملعونا۔ اور کہیگا اے آدم میں تیری ہی طفیل میں مردود ملعون خلائق ہو گیا ازاں بعد ابلیس کہیگا اے ملک الموت میری جان قبض کرنیکے وقت کونسا پیالہ مجکو پلائیگا اور کسطرح کے عذاب سے میری رُوح کو قبض کریگا۔ حضرت ملک الموت فرمائیں گے۔ عذاب دوزخ لظی اور عذاب سعیر کی نہر قہر سے تجھے پلا کر تیری خبیث رُوح کو قبض کرونگا ابلیس پلید یہ بات سُنتے ہی زمین لیٹے گا۔ جب لڑھکتا لڑھکتا اُس مکان پر جہاں بہشت

سے نکال کر پھینکا گیا تھا پہونچیگا۔ اُسیوقت دوزخ کے زبانیہ جو کتوں کی صُورت پر ہونگے اس طعون پر یورش کرکے اس ناپاک کے بدن کا گوشت کاٹنا شروع کردیں گے۔ اور وُہ نزع کی حالت میں مبتلا ہوکر نہایت عذاب کے ساتھ اپنی جان دیدیگا۔ اور اُس کی جان کندن کا عذاب سوائے خدا تعالےٰ کے دوسرا نہیں جانتا ہے۔ اور اس مردود کے نزع کی بابت مجکو کوئی روایت کسی معتبر کتاب سے نہیں ملی +

هٰذَا ذِكْرُ فِي فَنَاءِ الْاَشْيَاءِ

پھر حق سبحانہ وتعالےٰ ملک الموت کو حکم کریگا کہ تو عالم دُنیا کے دریاؤں سمندروں پہاڑوں کو ہمارے حکم محکم کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کے فنا کردے۔ پس ملک الموت پہلے دریاؤں کی طرف آویں گے اور فرمائیں گے اے پہاڑو تمہارے قیام کی مدت گذر چکی ہے اور تمہارے نیست ونابود ہونیکا وقت قریب آپہونچا ہے۔ پہاڑ التماس کرینگے اگر اجازت ہو تو ہم اپنے حال پر ملال پر رولیں۔ اور اپنے دل مجروح کا بخار نکال لیں۔ پس حسب الاجازت اپنے وجودوں کو دیکھکر روئینگے اور کہیں گے این صعودی وقوتی وقدجار امر اللہ تعالےٰ پھر حضرت ملک الموت علیہ السّلام ایک ایسی آواز نکالیں گے کہ ان کا سنگین وجود اسکے آواز کی ہیبت سے قلعی کیطرح پگھل جائیگا اور انکی ہئیت مجموعی میں ایک قسم کا تغیر پیدا ہوجائیگا۔ پھر حضرت ملک الموت زمین کیطرف آویں گے اور فرمائیں گے اے زمین تیری زندگی اور آبادی کی مدت پوری ہوگئی اور تمہارے فنا ہونیکا وقت قریب آگیا۔ بیچاری زمین اسبات کو سُنکر نہایت غمگین ہوکر حسب الاجازت اپنے وجود کی پہنائی اور اپنی آبادی کی جُدائی دیکھکر روئے گی اور کہیگی این مکنونی وھوائی واشجاری واثماری وانہاری والنواع نباتی۔ اور زمین غمگین اپنے نوحہ دلگداز میں ہوگی تو حضرت ملک الموت اُس پر ایسی چیخ ماریں گے کہ اُسکی دیواریں گرجائینگی اور اسکے اشجار نیست ونابود ہوجائیں گے اور اُس کے دریاؤں کا پانی بالکل کم ہوجائے گا۔ اور وہ ایک مُردہ کی طرح پڑی رہیگی۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السّلام آسمانوں کیطرف صعُود کریں گے اور ایک ایسی آواز سے چیخ ماریں گے کہ آفتاب باوجود اپنی بات کے اُس کی آواز کی تاب نہ لاکر گلنے کالے پتھر کیطرح سیاہ ہوجائیگا اور چاند بھی بے نُور رہ جائیگا۔ اور ستارے سیارے ثوابت

اپنی تباہی کو چھوڑ کر ادھر اُدھر تتر بتر ہو جائیں گے۔ پھر حضرت جلال احدیت ارشاد فرمائینگے یاملک الموت من بقی من خلقی فیقول الٰہی انت الحی الذی لایموت وبقی یاجبرائیل ومیکائیل واسرافیل وحملۃ العرش وانا العبد الضعیف۔ پھر حکم الٰہی ملک الموت کو ہوگا۔ اوّل حضرت جبرائیل کی روح نکالیں۔ پھر حضرت میکائیل کی پھر حضرت اسرافیل کی۔ پھر ملک الموت کو حکم ہوگا یاملک الموت الم تسمع قولی کل نفس ذائقۃ الموت وانت من خلقی خلقتک فمُت۔ اور ایک حدیث میں اسطرح وارد ہے اذھب ومت بین الجنۃ والنار۔ پھر سوائے ذات بابرکات حضرت جلال احدیت جل جلالہ وعم نوالہ کے کوئی چیز عالم دنیا میں زندہ اور باقی نہ رہے گی۔

ھٰذہ المواعظ فی ذکر حشر الخلائق

قال اللہ تعالےٰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ۔ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے جب تمام مخلوقات ارضی وسماوی مرجاویگی اور چالیس برس تک خلقت اول صور پھونکنے کے بعد عالم برزخ میں رہیگی۔ پھر اللہ تعالےٰ حضرت اسرافیل کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر کے حکم فرمائیگا کہ دُوسری دفعہ پھونک نرسنگے میں مار اور اسیکو حق سبحانہ وتعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ یعنے پاؤں پر کھڑے ہو کر جی اٹھکر دیکھیں گے۔ اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مجکو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا تو صاحب صُور اسرافیل ؑ سے کہلا بھیجا انہوں نے صُور کو اپنے مُنہ سے لگالیا اور ایک پاؤں کو آگے اور دُوسرے کو پیچھے کر کے منتظر ہیں کہ کب حکم پھونکنے کا ہو تو سُن لو کہ پھونک سے ڈرو۔ انتہی۔

مؤلف۔ اے میرے بھائیو ایسے حال میں خلقت کی کیفیت اور انکی ذلّت اور شکستہ حالی اور بیچارگی اور اس چیخ کا خوف اور حکم سعادت اور شقاوت کا انتظار سوچو اور اپنے آپ کو بھی اُن کے درمیان فرض کرو کہ جیسے وُہ لوگ ٹوٹے حال سے ہونگے ویسے ہی تم بھی ہوگے بلکہ دُنیا میں جو لوگ امیر اور تونگر اور ناز پروردہ اور بادشاہ ہونگے وہ اس روز سب زمین کے باشندوں سے ذلیل اور خوار اور حقیر اور پامال ہو کر ذرہ کی مثال

ہو نگے بلکہ وُہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ وحشی جنگلوں اور پہاڑوں سے مارے خوف کے آکر اپنے سر جھکا کر باوجود وحشت کے لوگوں میں رل مل جاویں گے۔ اور گو انہوں نے کچھ خطا نہ کی ہوگی مگر صرف اُس روز کے اُٹھنے اور کرنا کی شدت سے بچنے کے ہول سے ڈر کر ان کو سب وحشت بھول جاویں گے۔ اور جو کرڑی بھولکر لوگوں میں آ ملینگے۔ جیسا اللہ تبارک وتعالے نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ اور جب وحشی جانور جمع کئے جاویں گے اور ایک دوسرے سے ملینگے اور ایک کو دوسرے سے باہم ضرر پہونچانے کی مجال نہوگی اور ان کو اپنی عادتیں بھولجائینگی جو پھر شیطان سرکش جو پہلے متمرد اور منحرف تھے آویں گے اور خدا کے سامنے پیش ہونگی ہیبت کے مارے گردن جھکا دیں گے۔ پس اے میرے دوستو اپنے حال اور اپنے دل کی کیفیت میں اُس مقام پر فکر کرو کہ کیسی گذریگی؛

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب خالق کائنات خلائق کو بار دیگر اُٹھانیکا ارادہ کریگا تو جبرائیل اور اسرافیل اور میکائیل اور عزرائیل علیہم السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے زندہ کریگا حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنی کرنا کو جو عرش پر پڑی ہوگی اُٹھالیگا۔ پھر حق سبحانہ وتعالے ان چاروں کو جنت کے رضوان کیطرف بھیجیگا اور وُہ جا کر رضوان کو کہینگے یا رضوان زین الجنان لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ پھر یہ چاروں ملائک بہشت سے براق اور لوار الحمد اور دو بہشتی پوشاکیں ہمراہ لے آویں گے؛

اور روایت ہے کہ چارپایوں سے پہلے براق ہی کو زندہ کیا جاویگا۔ حق سبحانہ وتعالے کے حکم سے اس براق کو مرصع زین جو یاقوت حمرا سے بنا ہوا تھا اور زبرجدی لجام سے آراستہ سے آراستہ اور دو جلوں سبز زرد سے پیراستہ کیا جائیگا فیقول اللہ تعالیٰ انطلقوا الی قبر محمد پھر حق سبحانہ وتعالے فرماویں گے تم میرے حبیب کی روضہ منورہ کیطرف جاؤ۔ اور اسکو بستر استراحت سے جگاؤ اور اس محبوب کو بہشتی پوشاک پہناؤ اور اس براق پر سوار کرکے بڑی تعظیم اور تکریم سے میری بارگاہ میں لے آؤ فیذ هبون وصارت الارض قاعا صفصفا فلا یدری القبر پس ملائک زمین کیطرف آویں گے اور زمین ایک صاف میدان کف دست کیطرح جسمیں کوئی نشان نہوگا ہموار پڑی ہوگی۔ جب مدینہ طیبہ کی پاک زمین میں پہونچینگے تو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ سے ایک نور کی لاٹ عمود کی مانند

آسمان کیطرف صعود کرتی ہوئی معلوم ہوگی سب ملائک حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہینگے یا جبرائیلؑ آپ ہی جناب سرور کائنات کو بلائیے اس لئے کہ آپ عالم دنیا میں حضرتؐ کی خدمت میں واسطے تبلیغ پیغام کے آتے جاتے رہے۔ اور آپ کی آواز کا تعارف جناب کو بخوبی معلوم ہے۔ جبرائیلؑ کہیگا کہ بھائیو مجکو آپ کا نام پکارنیسے شرم آتی ہے۔ پھر سب حضرت میکائیل کو کہیں گے کہ آپ ہی بلائیے۔ پس حضرت میکائیل کہیگا السلام علیك یا محمد یحبیبہ احد پھر حضرت ملک الموت پکاریں گے یا ایتہا الروح الطیبۃ ارجعی الی البدن الطیب فلا یحبیبہ احد سب سے پیچھے حضرت اسرافیل علیہ السلام ان لفظوں سے پکاریں گے ایتہا الروح الطیبۃ قومی لفصل القضاء والحساب والعرض علی الرحمٰن ط حضرت اسرافیل کی آواز کی تاثیر سے روضہ منورہ کی زمین پھٹ جائیگی اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ میں رو بقبلہ ہوکر اپنے مبارک سر اور داڑھی سے مٹی جھاڑتے نظر آجائیں گے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تعظیم و تکریم کے بعد دو بہشتی پوشاکیں اور ایک براق خدمت اقدس میں پیش کریگا۔ حضرت رسالتمآب علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے اے اخی جبرائیل آج کونسا دن ہے۔ عرض کریگا یا رسول اللہ ھٰذا یوم الندامۃ والحسرۃ والملامۃ ھٰذا یوم المساق والبراق ھٰذا یوم الفراق ھٰذا یوم التلاق پھر حضرت رسالت فرمائیں گے اے جبرائیلؑ مجکو ایسی تازہ خبر سُنا دے۔ جس سے میرے دل کا غم غلط ہو جائے۔ پس عرض کریگا یا رسول اللہ میرے پاس آپکی سواری کے لئے براق اور لواء الحمد اور تاج شاہی موجود ہے۔ آپ فرماویں گے میں تیرسے براق وغیرہ کے سامان کی بابت نہیں پوچھتا۔ عرض کریگا یا رسول اللہ آپ کے لئے بہشت کے دروازے کھل گئے اور وہ تیری تشریف آوری کا منتظر ہے اور دوزخ کے دروازے بند ہو گئے۔ حضرت رسالت فرماویں گے میں نے تجکو بہشت اور دوزخ کی بابت نہیں پوچھا ہے لکن اسئلك عن امتی المذنبین لعلك ترکتہم علی الصراط۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام جناب کی خدمت میں حاضر ہوکر التماس کریں گے اور وہ کہیں گے وعزۃ ربی یا محمد ما نفخت الصور بعد جب حضرت رسالت علیہ السلام اسرافیل کے کلام کو سُنینگے تو فرمائیں گے اب میرے دلکو تسلی اور اطمینان حاصل ہو گیا۔ پھر بہشتی لباس پہن لینگے اور تاج سر پر رکھ لیں گے اور براق کی سواری کا ارادہ کریں گے ❖

روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کا مرکب یعنی براق کا قد خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا اور منہ اسکا آدمی کا سا اور کان اس کے مانند ہاتھی کے۔ رنگ اسکا برف سے زیادہ سفید اور گردن اسکی مشابہ اونٹ کی سی اور سینہ اسکا مثل سینہ خچر کے اور پیٹھ اسکی مشابہ اونٹ کے اور ہاتھ پاؤں اس کے گائے جیسے اور سم بیل کے ایسے اور پیٹھ اسکی نہایت صفائی سے بجلی کیطرح چمکتی تھی اور اسکی ران پر دو پر تھے۔ ایسے کہ اسکی ساق انسے چھپ جاتی تھی جب ان پروں کو کھولدیتا مشرق سے مغرب تک گھیر لیتا تھا اور جب سمیٹ لیتا پہلو کی برابر ہو جاتے۔ سینہ اس کا یاقوت سرخ کا تھا اور ہاتھ پاؤں اسکے زمرد سبز کے اور دم اسکی مونگے کی اور گردن اور سر اسکا بھی یاقوت احمر کا تھا اور زین بہشتی اسپر سجا تھا اور دو رکابیں یاقوت سرخ کی اسپر لٹکتی تھیں۔ اور لگام اسکی بھی یاقوت سرخ کی اور دمچی یعنے ساخت اسکی چاندی اور باگ اسکی ریشم کی تھی اور پیشانی پر اسکی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ اور ایسا جلد چلتا تھا کہ مد نگاہ پر قدم رکھتا تھا اور سرعت سیر میں مانند برق کے چمکتا تھا ؎

جہندہ برزمین خوش بادپائے	پرندہ در ہوا فرخ ہوائے
چو عقل ہستئ افلاک گردے	چو فکر ہندسی گیتی نوردے

جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونیکا ارادہ کرینگے تو براق شوخی کرنے لگیگا اور کہیگا وعزۃ ربی لایرکبنی النبی الا النبی الہاشمی الابطحی القریشی محمد بن عبداللہ صاحب القرآن پس حضرت فرماوینگے انا محمد ن القریشی الہاشمی پھر حضرت رسالت اس پر سوار ہوکر آناً فاناً عرش معلے پر جا پہونچیں گے۔ اور عرش پر پہونچتے ہی اپنے معبود حقیقی کے سجدہ میں سر جھکائیں گے۔ خطاب ہوگا اے میرے حبیب تو اپنا سر سجدہ سے اٹھالے یہ دن رکوع اور سجود کا نہیں۔ بلکہ یہ دن حساب اور عذاب کا ہے تو اپنا سر اٹھالے اور اپنی امت کو اپنی شفاعت کے ذریعہ سے مجھ سے بخشوا لے۔ جو کچھ تو مانگیگا وہ تمکو دیا جاویگا۔ پھر حضرت رسالت قسمیہ عرض کریں گے یا اللہ مجکو تیری عزت کی قسم ہے میں سوائے مغفرت اپنی امت کے اور کسی چیز کا خواہاں نہیں خطاب مستطاب رب الارباب کا ہوگا اے میرے حبیب جس امر پر تو راضی ہوگا۔ میں وہی تیری امت کی نسبت حکم کرونگا اس لئے کہ دنیا ہی میں تیرے ساتھ وعدہ کرچکا ہوں کما ورد وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ

فترضی - اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ قریب ہے کہ عطا فرمائے تجکو تیرا رب یعنی گناہگاروں کے باب میں شفاعت کا مرتبہ پس تو راضی ہو جائے یعنی اسقدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس ٭

روایت ہے کہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن میں سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ اور ہم اہل بیت اسبات پر ہیں کہ آیة وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے اسکی بہ نسبت زیادہ امید ہے - اسواسطے کہ جب تک آپ کی اُمت میں سے ایک شخص بھی رہیگا ہرگز آپ راضی نہونگے

نماند بدوزخ کسے در گرو	کہ دارد چنین سید پیشرو
عطائے شفاعت چنانش دہند	کہ اُمت تمامی ز دوزخ رہند

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مَیں روضہ مطہرہ سے اُٹھکر عرش پر جاؤنگا اور اپنے پروردگار کو سجدہ کرکے شفاعت امت کا خلعت پاؤنگا - اور میرے غمگین دل کو اطمینان ہو جائیگا - میرا پروردگار آسمان کے بادلوں کو حکم فرمائیگا کہ اے بادلو! تم جتنا چاہو اُتنا ہی اپنے دل کو کھولکر برس لو - لکھا ہے کہ چالیس دن رات بادل ایسے زور شور سے برسینگے - کہ اُن کے صدمات سے زمین کی آبادیاں اور بڑے شہر منہدم ہو جائینگے اور اُس بادل کا پانی مرد کی منی کے برابر غلیظ ہوگا - اور پانی کی طغیانی اسقدر ہوگی کہ اونچے اونچے مکانوں پر بارہ بارہ گز پانی چڑھ جائیگا - اور سب مکانات گرکر سیلاب کے صلابتوں سے زمین کے برابر ہو جائینگے اور اُسپر کوئی درخت اور پہاڑ اور جنگل اور دوسری چیزیں جاتی رہینگی - اور زمین آسمان لپیٹے جائینگے - پھر حق سبحانہ وتعالے اپنی جلال کو ظاہر کرکے فرمائیگا - لمن الملك اليوم فلا يجيبه احد ثانيا وثالثا ثم يقول الله تعالى لله الواحد القهار ويقول اين الجبابرة واين ابناء الجبابرة واين الملوك واين ابناء الملوك واين الذين ياكلون رزقى ويعبدون غيرى - پھر یہ زمین جسپر لوگوں نے گناہ کئے ہونگے دُوسری زمین سے بدلی جائیگی - اور اس گنہگاروں کی زمین پر دوزخ رکھا جائیگا - کما ورد يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ یعنے جس دن بدلی جاوے اس زمین سے اور زمین ٭

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ زمین میں کچھ کمی بیشی نکیجاویگی اور عکاظ کے چمڑے کی طرح پھیلائی جاویگی - زمین سفید مثل چاندی کے ہوگی - جسپر کوئی خون یا گناہ نہوا ہوگا

اور اس زمین پر جنت رکھا جائیگا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے قالت قلت یا رسول اللہ یوم تبدل الارض غیر الارض این الناس یومئذ قال سئلتنی عن شئ عظیم ماسئلنی عنه غیرك۔ الناس یومئذ علی الصراط ۞

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو! اسروز کے ہول اور شدت کو غور کرو کہ جب خلقت اس زمین پر اکٹھی ہو جائیگی اور ان کے اوپر سے ستارے بکھر پڑیں گے آفتاب بے نور اور چاند بے روشنی ہو جاویں گے۔ زمین پر کا چراغ گل ہونیسے اندھیرا ہو جائیگا۔ لوگ اسی حال میں ہونگے کہ دفعتہً اُن کے سروں کے اُوپر سے آسمان چکر اگر باوجود سختی اور پانسو برس کے مٹاپے کے پھٹ جاویں گے۔ اور اس قسم کا عذاب اشرار کو ہوگا۔ اور مردوں کو اس عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی ۞

ھٰذا بیانٌ فی نفخ فی الصُّور والبعث

یہ نفخہ ثانیہ ہے یا اولے علی اختلاف الروایتین جب چالیس سال گذر جائیں گے اور چالیس روز تک عرش سے بارش زمین کے فرش پر برستی رہیگی۔ یہانتک کہ زمین پر بارہ بارہ گز پانی چڑھ جائیگا۔ اور حق سبحانہ و تعالےٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو فرمائیگا اور وہ کرناء کو اس آواز سے پھونکیگا ایتہا الارواح الخارجة والعظام النخرة والاجساد البالیة والعروق المنقطعة والجلود المتفرقة والشعور الساقطة قوموا للفصل والقضاء اور مُردے حکم الٰہی سے جیسے سبزہ زمین سے نکل آتا ہے اس نمناک زمین سے نکل آویں گے جب آدمیوں کے اجساد کامل ہو جاویں گے حق تعالےٰ ایک زمین اور چاندی سے پیدا کر دیگا اور آسمان سونے سے پیدا کر دیگا۔ اور مُردوں کو اس زمین سے دوسری زمین پر پھینکدیگا۔ چنانچہ زمین کی پشت ہوگی اور دوسری زمین کا شکم ہوگا۔ پھر حق سبحانہ و تعالےٰ پہلے حاملان عرش کو پیدا یعنے زندہ کریگا۔ ازاں بعد حضرت اسرافیلؑ کو زندہ کریگا۔ اور وہ اپنے صور کو عرش پر سے اُٹھالیگا اور اس کے بجانے پر مستعد ہو جائیگا۔ پھر حق سبحانہ و تعالےٰ جبرائیل اور میکائیل اور دیگر ملائک کو زندہ کرکے تمام مخلوقات کی روحوں کو بُلائیگا۔ مومنوں کی رُوحیں نور ایمان سے تاباں اور درخشاں ہونگی۔ اور کافروں کی رُوحیں کفر کی ظلمت سے سیاہ ہونگی۔ اُن سب رُوحوں کو حق سبحانہ و تعالےٰ صور کے سُوراخوں میں ڈالدیگا۔ پھر حضرت

اسرافیل بحکم رب الجلیل کرنا کو پھونکیں گے اور رُوحیں اس نفخہ ثانیہ یا ثالثہ کی تاثیر سے شہد کی مکھیوں کیطرح صُور کے سُوراخوں سے نکلکر اپنے اپنے جسد میں ناک کے راستہ سے داخل ہو جائینگی۔ اور زمین پھٹ جائیگی۔ اور مُردے زمین سے باہر نکل آئیں گے ٭

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے اول جو زمین سے نکلیگا وُہ میں ہی ہونگا۔ ازآں بعد کلھم مومن اپنی قبروں سے باہر نکل آئیں گے اور مومن اُٹھتے وقت اپنی زبان سے یہ کلمات کہیں گے۔ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور سب صفت اُس خدا کو ہے جس نے غم اور اندوہ کو ہم سے دُور کر دیا۔ اور ضرور ہمارا خدا بخشنے والا قدر شناس ہے۔ اور جب کفار زمین سے نکلیں گے تو اُٹھتے وقت کہیں گے یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ تمام خلقت کے مرجانیکے بعد یعنے نفخہ ثانیہ تک جو چالیس سال مُہلت ہے۔ اس مُہلت میں کافروں اور مشرکوں کو عذاب نہو گا جب اُٹھائے جائیں گے تو کہیں گے اَے وائے ہم کو کس نے اُٹھایا ہماری قبروں سے جو ہم بڑے آرام سے سُوئے ہوئے تھے۔ فرشتے یا مومن اُن کو جواب دینگے ھذا ما وعد الرحمٰن یہ وُہ دن ہے جو وعدہ کیا گیا تھا یعنے خدا نے بعث و نشر کا وعدہ کیا تھا اور تم کہتے تھے کہ متٰی ہٰذا الوعد۔ وصدق المرسلون۔ اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے قبروں سے اُٹھنے اور جزا پانے کے باب میں اور تمنے اُنکا کہنا نہیں مانا تھا اور ان کے کہنے پر باور نہیں کیا تھا ٭

مؤلف۔ اَے میرے بھائیو! روز قیامت میں ہر ایک جماعت اپنے اہل عمل کے ساتھ اُٹھائی جائے گی۔ نیکو کاروں کو نیکو کاروں کیساتھ اور فاسقوں کو فاسقوں کے ساتھ اور کافروں کو کافروں کے ساتھ۔ یعنی جو شخص حضرات اخیار کیساتھ صُحبت اختیار کرتا ہے اور اُن کے طریق پر چلتا ہے تو قیامت کے دن اُنہیں کی جماعت میں اُٹھایا جائیگا ٭ اور جو شخص فاسقوں فاجروں بیدینوں لامذہبوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے اور جماعت اہل سُنت سے روگردانی کر کے مفسدان فی الدین کے گروہ میں جا ملتا ہے قیامت کے دن اسی فاجر فرقہ کیساتھ اُٹھایا جائیگا۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے میری اُمت کے لوگو میں قیامت کے دن حضرت ابوبکر اور عمر کیساتھ اُٹھایا جاؤنگا چونکہ مجکو اُن کیساتھ محبت ہے اور ان کو میرے ساتھ محبت دلی ہے اور میری اطاعت کو اپنے مال و

وجان پر مقدم رکھتے ہیں اسیواسطے قیامت کے دن میں اُن کیساتھ اور وہ میرے ساتھ ہونگے پس اس حدیث سے دو امر ثابت ہو گئے ایک تو شیخین کی فضیلت دوئم حضرت کی ان کے حال پر شفقت اور محبّت معلوم ہو گئی - پس جو شخص شیخین کے حق میں کسیطرح کا طعن کرے وہ گویا حضرت رسالت کا مخالف ہے ۔ حتے الامکان انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ نیکو کاروں کی صحبت اور محبت کا جویاں رہے - اس لئے کہ انکی صحبت اور محبّت سے انسان انسانیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے ۔ کما قال مولینا المعنوی فی المثنوی ؎

نار خنداں باغ را خنداں کند ۔ صحبت مردانت از مرداں کند
کہ تو سنگِ خارہ و مرمر شوی ۔ چون بصاحبدل رسی گوہر شوی
مہر پاکان درمیانِ جان نشان ۔ دِل مدہ الّا بمہرِ دِل خوشان
راہ سنت با جماعت خوش بود ۔ اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
زانکہ انبوہے و جمع کاروان ۔ رہزنان را بشکند تیر و سناں
گفت پیغمبر کہ در بحر ہموم ۔ در دلالت داں تو یاراں را نجوم
چشم در استارگان نہ رہ بجو ۔ نطق تشویش نظر باشد مگو
ہمرہے را جو کزو یابی مدد ۔ ہمدل و ہمدرد جویانِ احد
لیک بر گمراہ را ہمراہ مدان ۔ غافلان خفتہ را آگہ مدان
ہست سُنت رہ جماعت اے رفیق ۔ بے رہ و بے یار اُفتی در مضیق

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں جنت البقیع میں جاؤنگا - وہاں کے لوگ انصار اور مہاجرین میرے پاس جمع ہو جائیں گے - پھر مکہ اور مدینہ کے لوگ میری طرف آئیں گے - الغرض جس عمل پر آدمی فوت ہوا ہوگا اُسی عمل پر قیامت کے دن اٹھایا جائے گا ۔

روایت ہے کہ شہید جب مبعوث ہونگے اُن کے زخموں سے خون بہتا ہوگا - اور اُس خون سے کستوری کی خوشبو ٹپکتی ہو گی - اور جو شخص حج کے اثنا میں فوت ہو جائے وُہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اُٹھیگا - اور جو کوئی شراب خواری میں فوت وُہ مستی ہی میں اُٹھیگا - اور ویسا ہی جو کوئی نیک عمل والا ہوگا وُہ اچھی حالت میں اُٹھیگا اور جو بد عمل ہوگا وہ بُری حالت میں اُٹھیگا ۔

صحیحین میں وارد ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ برہنہ غیر مختون قبروں سے اُٹھینگے اور سب سے پہلے جس کو پوشاک پہنائی جائیگی وُہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ ہونگے جو اُن کے مبارک بدن پر دو کپڑے نفیس بہشتی پہنائے جاویں گے اور اُن کے بعد حضرت جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر پوشاک بہشتی پہنائی جاویگی۔ ازاں بعد سب مُرسلوں کو اور ازاں بعد موذنوں کو لباس بہشتی عطا ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ عام لوگوں کو انہی کپڑوں میں جن میں وُہ دفنائے گئے تھے اُٹھائے جاویں گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ شہید ہیں کہ انہیں کپڑوں سے مدفون ہوئے تھے۔ اور شاید کہ تمام مُردے اپنے ہی کپڑوں میں مبعوث ہونگے۔ اور پھر وہ کپڑے اُنکے بدن سے دُور ہو گئے ہونگے۔ پھر ہر ایک کو اپنے عمل کے موافق لباس پہنایا جائیگا۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ مراد پارچہ سے اعمال صالحہ ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید کے درمیان ارشاد فرمایا۔ ولباس التقوےٰ ذٰلک خیر۔ یعنے پرہیزگاری کا لباس سب سے اچھا ہے ✤ ازاں بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہووینگے اور حضرت حسنین علیہما السلام حضرت رسالتؐ کے ناقہ پر سوار ہونگے۔ اور متقی اور پرہیزگار اُمت محمدیہ بہشتی ناقوں پر جن پر طلائی زین کسی ہوئے ہونگے۔ اور اُن کی مہاریں زمرد کی ہونگی سوار کر کے عرصات محشر میں لیجائیں گے۔ اور فاسقوں کو پیادہ پا لیجائیں گے اور کافروں اور منافقوں کو مُنہ کے بل گھسیٹتے ہُوئے لیجائیں گے ✤

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن کافروں کو پیادہ پا محشر میں لیجائیں گے۔ اور مومنوں کو نجائب اور مراکب پر سوار کر کے نہایت تعظیم اور تکریم کے ساتھ محشر میں لیجائیں گے۔ کما قال اللہ تعالےٰ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا۔ قولہ وفدا یعنے اس حال میں کہ وُہ سوار ہونگے عمدہ اونٹوں پر جو جنت کی سواریاں ہیں یعنے مومنوں کو اسطرح جنت میں سوار کر کے لیجائیں گے جیسے عزت دار لوگوں کو بادشاہ کی جناب میں لیجاتی ہیں۔ اور گناہگاروں کو اسحالت میں کہ تشنے پیاسے ہونگے بڑی ذلت کیساتھ محشر میں حاضر کرینگے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یحشر المومنون رُکبانا علےٰ نجائبھم واذا کان یوم القیمۃ یقول اللہ تعالےٰ للملائکۃ لا تمشون ؕ عبادی ناجلین

بل ارکبوھم علی النجائب فانھم اعتادوا الرکوب فی الخ مومنوں کو عرصات قیامت میں کوتل گھوڑوں پر سوار کر کے حاضر کیا جاویگا۔

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حق سبحانہ وتعالے فرشتوں کو حکم فرمائیگا کہ میرے مسکین بندوں کو میدان قیامت میں پیادہ پا مت لانا۔ بلکہ ان کو کوتل گھوڑوں پر سوار کر کے میری بارگاہ میں لانا اس لئے کہ عالم دنیا میں سواری کے عادی ہیں۔ چنانچہ ابتدا میں کچھہ مدت اپنے باپ کی پیٹھ پر سوار رہے اور اُن کی صلب ان کا مرکب بنا رہا جب انہوں نے باپ کی پشت سے اپنی والدہ کے رحم میں انتقال کیا۔ تو نو مہینہ کا عرصہ والدہ کا رحم ان کا مرکب مقرر رہوا۔ اور جب اپنی والدہ کے خلوتخانہ سے عالم دُنیا میں ظہور پایا۔ تو اپنی حضرت والدہ کی کنار اور سینہ بیکینہ پر سوار رہے۔ جب مدت رضاع کی اڑھائی سال وبقولے دو سال تمام کر چکے تو اپنی مالکہ کی رضامندی سے اپنے باپ کی گردنوں پر سواری کرتے تھے۔ اور جب اُن کے وجود کے اعضا میں قوت بڑھ گئی اور چلنے پھرنے کی تمیز آگئی تو جنگل پہاڑوں میدانوں کو بحکم الخیل والبغال والحمیر لترکبوھا کے گھوڑوں۔ خچروں اور اونٹوں گدھوں پر سوار ہو کر منازل طے کرتے رہے اور دریائی سفروں کشتیوں اور سمندروں کے منازل جہازوں پر سوار ہو کر منازل طے کرتے رہے آخر کار جب اپنی عمر طبعی کے منازل کو طے کر چکے اور اپنی قسمت کا دانہ پانی کھا چکے۔ اور امانت الہٰی کو بے خیانت امین کے حوالہ کر چکے تو اُس بے اختیاری کے وقت میں بھی اپنے بھائیوں کی گردنوں پر سوار ہو کر خاموشوں کے شہر میں جا پہونچے۔ اَے میرے ملائکو! اب جو میرے بندے اپنی قبروں سے اُٹھے ہیں اب ہمارے شان کو شایاں نہیں کہ ان سواری کے عادیوں کو اس دور دراز میدان میں پیادہ پا چلاویں۔ بھلا ان نازک مزاجوں کو پیادہ چلنے کی طاقت کہاں ہے ملائکہ کو خطاب ہوگا۔ فقد مو انجائبھم وھی الضحایا فبرکبونھا ویفدون الی المولی فلذالک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمنوا ضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم انتہٰی۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب آدمی اپنی اپنی قبروں سے اُٹھیں گے اُنکا عمل بصورت انسانی مجسم ہو کر اُن کو آملیگا اور اہل اسلام کے اعمال نیکترین صورت اور خوشترین ہیئت میں ہونگے۔ امومن کو وہ صورت کہیگی کہ

اے میرے مہربان بھائی تو مجھے پہچانتا ہے وُہ مومن کہیگا مَیں آپ کو نہیں پہچانتا ہُوں
مگر اتنا جانتا ہوں کہ حقتعالٰے نے تجکو ایسا خوش صُورت آدمی پیدا کیا ہے کہ تیری صورت
اور زیور سے دل اور دماغ خوش ہو گیا۔ وہ صُورت کہیگی۔ او میرے پیارے بھائی میں
تیرا عمل ہوں عالم دنیا میں میں نے تیری پیٹھ پر بہت مُدت سواری کی ہے اور تیرے سبب
سے تو نے بہت تکلیفیں اُٹھائیں۔ اب تو میرے پر سوار ہو کر بارگاہ ایزدی میں چل۔
یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدًا اسی مضمون کیطرف اشارہ ہے۔

اور کافروں کا عمل بدترین صُورت میں مجسم ہو کر اپنے عامل سے مُلاقات کریگا اور
کہیگا۔ اے بندے تو مجکو پہچانتا ہے وُہ کافر کہیگا مَیں تجکو نہیں پہچانتا ہوں لیکن
اتنا جانتا ہوں کہ حقتعالٰے خالق نے تیری صُورت نہایت بُری پیدا کی ہے۔ اور تیری
بُو کو بدرجہٗ غایت متعفن پیدا کیا ہے۔ وُہ کہیگا تو بھی دُنیا میں میرے جیسا بدصُورت
بدبُودار آدمی تھا۔ مَیں تیرا بد عمل ہوں۔ تو اپنی ساری عُمر میرے پر سواری کرتا رہا اب
مَیں تیرے پر سوار ہوتا ہوں وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم اسی مطلب کی
طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجرم گنہگار اور کافر بدکردار قیامت کے دن اپنے گناہوں اور
کفر کا بوجھ اپنی پشتوں پر اُٹھاویں گے۔ انتہیٰ ۱۲

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب مُردے
قبروں سے باہر آویں گے۔ تو نیکی بدی لکھنے والے فرشتے یعنی کراماً کاتبین اُن کے ہمراہ
اور شاہد ہونگے مسلمانوں کو کہینگے لاتخف ولاتحزن وابشر بالجنۃ التی کنتم توعدون
یہ کلام کلام الٰہی سے بطور اقتباس لکھی گئی اور کلام الٰہی یہ ہے ان لاتخافوا ولاتحزنُوا
وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یعنے مت ڈرو اور غم نہ کھاؤ اور خوش رہو بہشت
میں جو حقتعالٰے نے وعدہ کیا تھا۔ وُہ پُورا ہوا۔ کافر اور فاسق بُری صُورتوں میں اٹھائے
جائیں گے۔ خصوصًا حضرت رسالتؐ کی اُمّت کا حال سُننا چاہئیے۔

حدیث۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ یُوم ینفخ فی الصُّورِ فتاتُون افواجًا کے کیا معنے ہیں۔ حضرت رسالت علیہ السلام
اِس سوال کو سُنکر رو پڑے یہانتک کہ حضرتؐ کے آنسوؤں سے حضرتؐ کا کپڑا تر ہو گیا پھر آنحضرتؐ نے

لہ قال اللہ یوم ینفخ فی الصُّورِ فتاتُون افواجًا وفُتحت السّماءُ فکانت ابوابًا وسُیّرت الجبال فکانت سرابًا

فرمایا اے سائل تو نے میرے سے ایک امر عظیم کا سوال کیا۔ اُسکا جواب مجھ سے سُنو کہ قیامت کے دن میری اُمت بارہ فرقوں میں اُٹھائی جائیگی +

پہلا گروہ میری اُمّت کا بندروں کی صُورت پر حشر کیا جائیگا وھم الفتانون فی الناس یعنے جو لوگ عالم دنیا میں فتنہ انگیز ہیں جو آدمیوں کے درمیان سخن چینی کر کے فتنہ اور فساد اور جھگڑا ڈال دیتے ہیں وُہ قیامت کے دن بندروں کی صُورت پر اُٹھائے جائیں گے اور فتنہ کا وعید بہت سخت ہے۔ کما ورد وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ وقال النبی الفتنۃ اشد من الزنا +

دُوسرا گروہ میری اُمت کا خنزیروں کی صُورت پر اُٹھایا جائیگا۔ وھم الاکالون للسّحت اور وہ حرامخور ہونگے۔ یعنی جو چیزیں ماکولات اور مشروبات اور ملبوسات میں سے جنکو اللہ اور رسُول نے حرام کیا ہے۔ مثلاً بیاج کا پیسا اور کنجروں کی خرچی۔ اور سرود کی اُجرت اور نچاٹی کا انعام اور یتیموں کا مال وغیرہ کھانا اور استعمال میں لانا عند الشرع حرام ہے۔ پھر جو کوئی باوجود اسلام اور مسلمان ہونے یا مسلمان کہلانے کے ایسے محرمات سے اجتناب نہ کرے اور جو اس کے آگے چڑھ جائے کھا جائے بموجب فرمانے اللہ اور رسُول کے اُسکا حشر سُوروں کی صورت پر ہوگا + اعاذنا اللہ +

تیسرا گروہ۔ میری اُمت کا قیامت کے دن اندھے اُٹھائے جاویں گے۔ کہ عرصات میں بھٹکتے اور آدمیوں کو پٹتے پھریں گے۔ وھم الذین یجاوزون فی الحکم کقولہ تعالیٰ واذا حکمتم من الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا +

چوتھا گروہ میری اُمت کا بہرے اور گونگوں کا ہوگا وھم المعجبون باعمالھم اور یہ وہ لوگ ہونگے جو اپنے اعمال پر عجب کرتے ہیں۔ اور دوسرونکو اپنی نظر میں حقیر سمجھتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ ایسے شخصوں کے ساتھ کبھی محبّت نہیں کرتا ہے۔ کما ورد ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا یعنے اللہ تعالیٰ گردن کش متکبر غرور کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثلثۃ لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زانٍ ملکٌ کذابٌ وعامل متکبر تین شخص ہیں کہ بات نہ کریگا اللہ تعالیٰ

اُنسے قیامت کے دن اور نہ سراہیگا ان کو اور نہ دیکھیگا اُنکی طرف اور اُن کے لئے بڑے دکھ کا عذاب ہے - ایک تو بُوڑھا زنا کرنے والا - دُوسرا بادشاہ جھُوٹا - تیسرا درویش بڑائی کرنیوالا -

اور حارثہ بن وہبؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے الا اخبرکم باھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لواقسم علی اللہ لابرہٗ - الا اخبرکم باھل النار کل عتل جواظ مستکبر - کیا نہ بتاؤں میں تمکو بہشتیوں میں سے جو لاچار عاجز جس کو لوگ ذلیل جانتے ہیں - اگر وُہ اللہ کی قسم کھاوے وُہ اُسکو سچا بناتا ہے - اور میں کیا نہ بتاؤں تمکو دوزخیوں سے یعنے جو لوگ جھگڑالو ہر ایک سے جھگڑا کرنیوالے سخت زبان بخیل مغرور حاصل حدیث کا یہ ہے جسکو لوگ دُنیا میں بیعزت اور فقیر جانتے ہیں اللہ تعالےٰ اُس کا دوست اور مددگار ہوتا ہے - جس بات کی اُسکو خواہش کرے اُسکی عزت بڑھانے کیلئے وُہ انجام کردے - اور جو لوگ دُنیا میں بدزبانی اور سخت گوئی کرتے ہیں - اور شوم اور کنجوس ہوکر اپنی بڑائی کرتے ہیں - ان کو حقتعالےٰ دُنیا میں ذلیل بدنام کرے - پھر جہنم میں بھرے

پانچواں گروہ میری اُمت کا جب قبروں سے اُٹھائے جاوینگے تو اُن کے مُونہوں سے ریم اور پیپ بہتی ہوگی - اور وُہ اپنی زبانوں کو دانتوں سے چبائیں گے وھم العلماء الذین یخالفون باقوالھم اعمالھم اور وہ میری اُمت کے عالم فاضل ہیں - جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہونگے - مُنہ سے لوگوں کو خیر کی باتیں بتائینگے اور خود اُن باتوں پر عمل نہیں کرینگے - جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اِس آیت میں یہود ونصاریٰ کے عالموں کی مذمت فرمائی اور ارشاد کیا - کیا تم لوگوں کو نیکی کی باتیں بتلاتے ہو اور اپنے نفسوں کو تمنے بھُلا دیا ہے یعنے تم اپنے نفسوں کو نیک عمل کرنیکی عادت نہیں سکھاتے ہو - اور باوجود اس بات کے کہ آسمانی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہو - آیا پس تم اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے ہو یعنے باوجود پڑھنے کتاب کے پھر کیوں نہیں سمجھتے ہو ؟

حدیث - رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہمارے پیچھے ایک لوگ ایسے ہونگے کہ قرآن پڑھیں گے اور قرآن نہ پہونچیگا اُن کے حلق تک یعنے اُسپر عمل نہیں کریں گے - صرف زبان سے حرف ادا کرینگے - وُہ لوگ کہیں گے ہم پڑھتے ہیں قرآن ہمسے

کون برابر پڑھنے والا ہے۔ اور ہم علم رکھتے ہیں۔ ہم سے کون زیادہ عالم ہے سو وے لوگ لکڑیاں ہیں دوزخ کی۔ انتہیٰ ١٢

حدیث۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بئس العبد عبد تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بد بندہ وہ بندہ ہے جو اچھا جانتا ہے اپنے تئیں اور بڑائی کرتا ہے اپنی اور بھول گیا اُسکو جو سب سے بڑا ہے اور سب سے بڑی شان والا اور سب سے نرالا ہے۔ اگر اُسکو اپنے خدائے ذوالجلال کا جلال مدنظر ہوتا تو اپنے وجود کو نابود تصور کر کے اپنی بڑائی کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لاتا۔ بئس العبد عبد تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلیٰ۔ بد بندہ وہ بندہ ہے جسنے جبر کا سر اُٹھایا اور ظلم اور تعدی کا ہاتھ پھیلایا۔ اور اس ذات مقدس کو جو سب پر جابر اور قاہر ہے اور سب پر غالب اور قادر ہے دل سے بھلا دیا۔ بئس العبد عبد سہی ولہی بد بندہ وہ بندہ ہے جس نے چھوڑا دین اور کھیل میں لگا۔ یعنی دین کی باتیں چھوڑ دیں اور دنیا کی کھیل میں شروع ہو گیا۔ ونسی المقابر والبلا۔ اور قبروں اور خاک میں ملجانیکو بھول گیا۔ بئس العبد عبد عتےٰ وطغیٰ ونسی المبدا والمنتہیٰ بد بندہ وہ بندہ ہے جس نے سرکشی کی اور حد سے بڑھ گیا۔ اور بھول گیا اپنے پہلے دن اور پچھلے دن کو یعنے روز ازل کا وعدہ یعنے الست بربکم قالوا بلیٰ کے وعدہ کو اپنے دل سے بھلا دیا۔ اور قیامت کا دن بھی اُسکی یاد سے نکل گیا۔ بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین بد ہے وہ بندہ جس نے دنیا کو دین سے فریب دیا۔ یعنی عبادت کے کام عوام کو دکھلا کر دنیا کی عزت چاہتا ہے۔ بئس العبد عبد یختل الدین بالشبہات بد ہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دین کو شبہے کی چیزوں سے یعنے حرام سے اپنے تئیں بچاتا ہے کہ دینداروں میں پکڑا نہ جاوے۔ اور شبہ کی چیزوں کو عمل میں لاتا ہے کہ لوگوں کے دل میں دین کے کام پر ڈبڈھا ڈالے۔ بئس العبد عبد طمع یعودہ بد بندہ وہ بندہ ہے جو طمع اور حرص اُسکو لوگوں کے دروازوں پر دوڑاتی پھرتی ہے۔ بئس العبد عبد ہوی یضلہ بد بندہ ہے وہ بندہ کہ اُس کے نفس کی خواہش گمراہ کرتی ہو اُسکو۔ اور سیدھے راہ سے اُس کو بھگادے۔ بئس العبد عبد رغب یذلہ بد بندہ ہے وہ بندہ جو دنیا کی دولت کمانے پر لالچ کرتا ہے اور اپنی زندگی پر بھروسا رکھتا ہے پھر اسمیں ذلیل اور رسوا ہوتا جاتا ہے ✦

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اب تمکو چاہئے کہ ہر طرح کے بُرے کاموں سے اور بُری خصلتوں سے اپنے تئیں بچاؤ۔ جس میں اللہ اور رسول کی رضامندی حاصل ہو وہ کام کرو۔ سب آدمیوں کو یعنے مردوں عورتوں کو اپنے بھائی اپنے بہن سمجھ کر جو نیک بات ہو جسمیں انکی عاقبت بخیر ہو اور وہ تم جانتے ہو سو فی الفور بتلادو۔ اصل کام دینداروں کا یہی تھا۔ اور ہے اور ہوگا + کوئی سُنے یا نہ سُنے۔ کوئی مانے یا نہ مانے ہم کو خدا کا حکم پہونچادینا اور رسول کا فرمان سُنادینا مطلوب ہے +

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو	پس آگے چاہو تم مانو نہ مانو
امر دعوت آمدست از کردگار	باقبول و ناقبول اورا چہ کار

اپنے مقدور بھر اچھی بات کہنے میں اچھے کام سکھلانے میں قصور مت کرو۔ کیونکہ ہر کوئی اس بات سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا۔ خصوصًا جو عالم اور لائق ہیں اور دین کے احکام سے واقف ہیں۔ پھر اس بتانے اور سکھانے سے جو لوگ راہ راست پر آوینگے اور نیکی کے کام کریں گے۔ اس نیکی کا جتنا ثواب اُن کو ملیگا اُتنا ہی بتانیوالے کو اور کرنیوالے کے ثواب سے کچھہ کم نہیں ہوگا۔ اسیطرح جس کے کہنے سے لوگ بُری راہ اختیار کرینگے۔ کرنیوالے جسقدر عذاب میں گرفتار ہونگے اُسیقدر بتانیوالے اور سکھانیوالے اور اس بدکار کے عذاب سے کچھہ کم نہ ہوگا۔ اور یہ فائدہ بھلائی اور بُرائی کا جب تک دُنیا قایم ہے جاری رہیگا۔ یونہی حدیث میں آیا ہے +

سُنا ہے کہ بعضے جاہل دُنیا کے کتّے جو اپنے تئیں پیرزادہ یا مولوی یا مُلّا یا قاضی یا سردار مشہور کرتے ہیں اور بہت سے جاہلوں اَنپڑھوں میں اپنے باپ دادا کے نام پر کودتے ہیں۔ اور ان میں اپنی بڑائی جتاتے ہیں کہ ہم مولوی یا مُلّا یا پیر یا قاضی یا سردار کی اولاد میں سے ہیں۔ تم سب ہماری راہ پر چلو۔ ہمارے بزرگوں کے چلن اختیار کرو۔ ہمارے بزرگوں کا یہی طریق تھا۔ جو ہم تمکو بتاتے ہیں۔ اگر کوئی مولوی یا واعظ کسی طرح کی بات یا کوئی مسئلہ بتاوے ہرگز اُس کو نہ مانو۔ اگر مانوگے تو اپنے باپ دادے کے گروہ سے الگ ہو جاؤگے۔ اور ہمارے بزرگوار تمہاری نئی چال سے بیزار ہونگے اور تمہاری شفاعت سے ہاتھ اُٹھالیں گے۔ سچ ہے کہ ایسے مولوی اور پیرزادے اور قاضی اور مُلّا وغیرہ تو اپنی بھلائی اور بزرگی اسمیں سمجھتے ہیں۔ کہ لوگ اُن کے تابعدار بنے رہیں اور

انکے کہنے سے باہر نہ جاویں اور اُن کے خاندان کے طریقے میں اپنے تئیں داخل رکھیں۔ جس سے اُنکا روزگار بنا رہے۔ دُنیا حاصل ہووے اور اُنکا مرید معتقد بری ششماہی کے دور کا پیسا روپیہ کھانا کپڑا دیا کرے۔ جو وے فراغت سے عیش و آرام کیساتھ گذران کریں۔ بلکہ بہت سے ایسے دغاباز اور ڈکیت اور مکار دین کے ہیں کہ اپنے مریدوں کو اُنکی خواہش کے موافق اپنے دُنیا کے نفع کو لحاظ کرکے حرام اور بدعت کے کاموں کی پروانگی دیکر اپنا ذمہ کرتے ہیں۔ اور اپنی صورت مشائخ اور علماء کی بنا کر ہزاروں غریب سیدھے مسلمانوں کو گمراہ بنا کر ایسے حرام کی کمائی سے بہت سے روپے حاصل کرکے سُوپے سے اپنی دولت بڑھاتے ہیں۔ بلکہ ہلک ہداش کے مالک بنتے ہیں۔ اور جو اچھے ایماندار مخصر دین اور مذہب کے پکے شریعت کی سچی باتیں ظاہر کریں۔ اور اللہ اور رسُول کے سیدھے راہ پر لانے کو زور ماریں تو یہ شیاطین الانس اپنی بھلائی اُنکی گمراہی اور جہالت میں سمجھکر اُن کو ہدایت کی راہ پر نہیں آنے دیتے۔ اور کفر کی رسموں اور بدعت کی چالوں سے بچ رہنے کے روادار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں دنیادار مولویوں اور مشائخوں نے بھی شیوہ اختیار کرکے بُری چالیں چلیں اور لوگوں کو بدبختی مذہب سے پھیر کر اُدھر لے گئے اور ہزاروں اُسمیں گمراہ ہوئے۔ اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس طریق اور عذر کو مردود اور ناپسند کیا۔ کما ورد واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔ ترجمہ اور جب کہا جاوے اُن کو اختیار کرو اس حکم کو جو اللہ نے اُتارا ہے۔ کہیں ہم چلیں گے اُس چال پر جس پر ہمارے باپ دادے چلے۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں اچھی بات اور نہ پائی ہو اچھی راہ۔ یہ آیت تو مشرکوں کے شان میں نازل ہوئی تھی مسلمانوں کو ایسا کلام زبان سے نکالنا مناسب نہیں۔ پھر اگر کوئی مسلمان ہو کر ایسا کلام زبان سے نکالے یا اُن جیسے کام کرے تو وہ بھی بیشک انہیں گنا جائیگا۔ کبھی وہ مسلمان نہ رہیگا۔ علٰے ہذا القیاس بُری رسموں کی بُرائی کو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے دُوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما۔ کیا کفر کی رسمونکی خواہش رکھتے ہیں اور کون ہے اچھا اللہ سے حکم کرنے میں۔ یعنے اے مسلمانو! جاہلیت اور کفر کے وقت رسموں کو نہ چاہو اور اُن پر نہ چلو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں اب حکم کیا ہے وہی بہتر ہے

اور اُسکو اختیار کرو اور باپ دادا کی ریس کو چھوڑو۔ کیونکہ ایسی بُری چالوں اور ناراضامندی
کے کاموں اور ناپسندیدہ رسموں سے اللہ تعالےٰ نے کا کچھ غضب یہاں لوگوں پر پڑتا ہے کہ
جس سے بیماری اور قحط اور طرح طرح کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور طوفان کی
شدّت اور دریا کی سیلابی اور کشتیوں کی غرقی اور تباہی اُٹھاتے ہیں۔ اور دین کے
مقدمے میں ذِلّت اور رسوائی حاصل کرتے ہیں۔ پھر آخرت میں تو بہت سی تکلیف
اور سخت عذاب میں پڑیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے سُورۂ رُوم میں ارشاد فرمایا ہے
ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم
یرجعون ظاہر ہوا فساد اور تباہی۔ میدان میں خشک سالی اور چارپاؤں کے مرنے اور
وباؤں کے سبب سے اور دریا میں جوش اور طوفان اور کشتیاں غرق ہونیکے سبب سے
بسبب اس کے کہ کیا آدمیوں کے ہاتھوں نے یعنے اُن کے گناہوں کے وبال کے سبب
سے۔ اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ فساد سے یعنی فسق اور فجور کی شامت سے مینہ نہ برسنا
مُراد ہے۔ اسواسطے کہ جب پانی نہیں برستا تو میدان میں گھاس نہیں اُگتی۔ اور
دریاؤں میں موتی اور جواہر نہیں بنتے + صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ جب پانی
نہیں برستا ہے تو دریا کے جانور اندھے ہو جاتے ہیں + اور بعضوں نے کہا ہے کہ
خشکی کا فساد یہ تھا کہ قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور دریا کا فساد یہ تھا کہ کشتیاں
منصوب کرلیں + اور بعضوں کے نزدیک فساد سے فساد کا اثر مراد ہے۔ یعنی اُسکا نتیجہ
ظاہر ہوا خشکی میں اہل قریہ کو ہلاک کرنے سے اور دریا میں قوم نوح کو اور آل فرعون
کو غرق کرنے سے۔ اور پھر تقدیر حضرت ملک قدیر نے اسباب دنیوی کا فساد آدمیوں
سے کیا۔ لیذیقھم تا کہ چکھائے اُنہیں بعضے جزا اُسکی جو اُنہوں نے کیا ہے اسواسطے
کہ پُوری جزا آخرت میں ہوگی۔ لعلھم کہ یہ وہ بعضے جزا کا مزہ چکھنے سے شرک سے پھر جائیں
اور توحید کی طرف آجائیں۔ اور گناہ سے طاعت کی جانب متوجہ ہوویں اور اہل تحقیق
کے نزدیک برّ سے نفس اور بحر سے قلب مُراد ہے۔ شیخ واسطی قدس سرہٗ نے فرمایا
ہے کہ جس کا بحرِ دل مراقبہ ترک کرنیسے خراب ہو جاتا ہے۔ تو اُس کے نفس کے برّ میں خرابی
ظاہر ہو جاتی ہے + امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ برّ نفس کا فساد خطرات
میں مرتکب ہونیسے ہے اور بحر دل کا فساد بُرے اخلاق کے سبب سے جو رسموں اور

عادتوں کی پابندی کے سبب سے ہوتا ہے ❖
حقایق سلمی میں مذکور ہے کہ بر تو علماء ظاہر کی زبان اور بحر اہل تحقیق کی زبان ہے فاسد تاویلوں سے علماء ظاہر کی زبان بگڑتی ہے اور باطل دعووں سے عارفوں کی زبان خراب ہوتی ہے ❖

ماہ نادیدہ نشان ہا میدہد از برائے مشتری در وصف ماہ	راستہا را برآن کج مے نہد صد نشان نادیدہ گوید بہر جاہ

مؤلف اے میرے بھائیو! اگر تمہارے دلوں میں ایمان ہے اور اپنے رسول کو سچا مانتے ہو۔ تو بیشک اِس میری بات کو مان جاؤ کہ دنیا کے میدان اور دریاؤں میں جتنی کتنی خرابیاں واقعہ ہوتی ہیں۔ مینہ کا موقعہ پر نہ برسنا۔ بیماریوں کا ظاہر ہونا قحط کا مُلکوں سے نہ نکلنا یہ سب تمہارے اعمال کی شامت ہے۔ تم ایسے اعمال سے جو موجب غضب ایزد متعال کا ہے توبہ کرکے سچے مسلمان ہو جاؤ اور باپ دادوں کی راہ کو چھوڑ کر اپنے ہادی حقیقی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل اطہار اور اصحاب ذوے الاقتدار اور حضرات مجتہدین جو علماء ربانی ہیں پیروی کرکے منزل مقصود کو پہونچ جاؤ۔ اور بحکم کلکم راع وکلکم مسئول یوم القیامتہ عن رعیتہ کے ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ پہلے اپنے نفس کو رسومات بدعیہ سے ہٹا کر اپنے اہلوں اقارب اور اباعد کو سمجھاویں کہ اللہ اور رسول اُن سے راضی ہوویں۔ اور دین کے احکام اور نیک طریقے اسلام کے تمام مُلک میں پھیل جائیں۔ اور کفر و بدعت کی رسمیں لوگوں سے چھوٹ جائیں۔ اور طریق محمدی جو ایک صراط مستقیم ہے۔ اختیار کرکے سچے محمدی بنجائیں۔ اور جنکو اللہ تعالے نے اس نازک زمانہ میں حکومت کا پایہ عطا فرمایا ہے خواہ وُہ مسلمان ہو خواہ اور قوم اُن کو بھی لازم ہے کہ جب ایسا مقدمہ دینداری کا کہ جس سے شرع کی بات قایم رہے اور انتظام مُلکی میں بھی کسی طرح کا خلل اور نقصان عاید نہ ہووے۔ اور کفر اور شرک اور بدعت کی رسم دور ہووے اُن کے محکمہ میں دینوں اور خود پسندوں کے ظلم سے رجوع ہو اور ایسے ظالم لوگ غریب مسلمانوں کو کفر اور بدعت کی رسموں کے رفع کرنیمیں دُکھ دینے پر مستعد ہوں تو شرع شریف کے حکم کے بموجب کسی دیندار مولوی سے جو حدیث اور فقہ سے بخوبی واقف ہو اُسکا فتوے لیکر خوب تحقیق کرکے حکم دیں کہ لوگ اپنے اپنے دین پر

دایم اور قایم رہیں۔ کسی مفسد کا فساد کام نہ آوے۔ اس امر کی تائید سے اللہ و رسول کی بارگاہ میں عاقبت کے دن اُن کی سُرخروئی ہوگی۔ اور مُلک میں امن وچین رہیگا۔ کیونکہ جب ہر ایک شخص اپنے دین کے احکام سے واقف ہوُا اور اسی پر چلتا رہا دوسرے مذہب کا میل اُس کے دل سے جاتا رہیگا۔ تو دن رات اللہ اور رسُول ہی کی رضامندی کی تلاش میں رہیگا۔ اور جتنے کام بُرائی اور ناانصافی کے ہیں۔ چوری۔ ڈکیتی۔ مال مردم خوری دغابازی۔ مردم آزاری۔ فسق وفجور بے ایمانی۔ اللہ اور رسُول اور حاکم کے ڈر سے اُس سے نہ ہو سکیں گے۔ اچھی بات کی پیروی کیا کریگا۔ پھر اللہ چاہے تو تھوڑے دنوں میں اُسکا ظاہر باطن پاک اور صاف ہو جائیگا۔ اور اپنی استعداد ازلی کے موافق دُنیا اور آخرت میں رحمت الٰہی کا سزاوار بنےگا۔

اے میرے دینی بھائیو اسلام کے احکام ٹھیک ٹھیک سکھانے پڑھانے میں کسی مخالف سے نہ ڈرو۔ اخلاص اور محبّت دلی سے خالصًا مخلصًا بدوں کسی وجہ کی طمع کے یہ طریقہ نصیحت کا ہر چھوٹے بڑے کیساتھ جاری رکھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری آبرو اور عزّت کا نگہبان رہیگا۔ دُشمنوں کے پنجے سے تمکو بچاویگا۔ اگر دُنیا میں دین کی دولت اور حقیقی خاوند کی رضامندی حاصل کرنیکے سبب کچھ ذلّت ہوئی تو وہ عین عزت ہے۔ حضرات انبیاء اور اولیاء اچھے بندوں کو ایسی تکلیفات ہمیشہ ہوتی آئی ہیں اس کا مطلق اندیشہ نہیں غرض اپنا کام کرتے رہنا چاہئے۔ اُس مالک دوجہان کے سوا کسی سے نہ ڈریئے۔ اور یوں سمجھ لینا کہ موسےٰ بدین خود عیسےٰ بدین خُود۔ بھائیو! یہہ طریقہ ہم مسلمانوں کے دین کا نہیں۔ کیونکہ ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمّت کے خواص کو خصوصًا اور عوام کو عمومًا جو ایکا نذار ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے ہر ایک آدمی کو نصیحت اور خیر خواہی اور گواہی کا عہدہ دیا ہے۔ اور یہ اعلےٰ مرتبہ انہیں بخشا ہے کہ الدین النصیح سب کو اچھی باتیں سکھاویں۔ اور نیک راہ پر لاویں پھر جو کوئی مومن ہو کر اس شیوہ سے اپنے تئیں باز رکھیگا۔ بالضرور اُسکو قیامت کے دن اللہ علیم خبیر بصیر کو جواب دینا پڑیگا۔ باقی رہا اپنے ذاتی مقدمات میں تمکو چاہئے کہ خلق محمدی کے طور پر چلا کرو۔ کوئی تمہارے حق کو ناحق کرے یا اور کسی طرح کا رنج نقصان پہونچاوے تو صبر اختیار کرو چپکے ہو رہو۔ وُہی منعم حقیقی تمہارے صبر کی جزا تمکو دیگا

اور راضی کریگا فروتنی اور انکساری کی راہ سے کسی بات میں غرور اور بزرگی نہ کرو۔ لڑکوں کو جب دیکھو تو سمجھو کہ یہ مجھ سے اچھے ہیں اس لئے کہ اب تک گناہ سے بچے ہوئے ہیں اور بوڑھے کو جب دیکھو تو سمجھو کہ البتہ مجھسے اس نے اللہ کی عبادت زیادہ کی ہوگی۔ اور جاہل کو جب دیکھو تو سمجھو کہ جو اُس نے کیا ہوگا ناواقفی اور نادانی سے کیا ہوگا۔ اور میں تو جان بُوجھ کر بُرے کام کرتا ہوں۔ اور دیدہ و دانستہ جہالت اور ضلالت کے کنوئیں میں گرتا ہوں۔ بہر صورت یہ سمجھنا چاہئے کہ میں ہی سب سے بدتر ہوں۔ میری کیا سزا ہوگی۔ میں کیونکر نجات پاؤنگا۔ دُکھ کے عذاب سے کسطرح چھوٹونگا۔ اور میرے بھائیو تم اپنی فکر میں لگے رہو۔ اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو اپنی نسبت بُرا نہ کہو۔ اسی میں تمہاری دین و دنیا کی بہتری ہے کیونکہ خاتمے کا حال کسی کو معلوم نہیں کس سے کیا سلوک ہوگا کون چھوٹیگا۔ کون پکڑا جائیگا ✣

مولف اے میرے بھائیو! اب میں اس مضمون کو زیادہ طول دینا فضول سمجھتا ہوں۔ العاقل تکفیه الاشارۃ۔ اور اس مسئلہ کو دُعا پر ختم کر کے اصل مدعا کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ یا اللہ یا مالک الملک تو اپنے فضل و کرم سے سب بُری باتوں کو میرے دل سے دُور کر اور اسلام کی اچھی راہ پر استقامت دے۔ اور سب مومنوں کو ہدایت کی نعمت سے سرفرازی بخش۔ اور بُرے کاموں سے جنہیں تیری رضامندی نہ ہو دور رکھ اور اچھے لوگوں کی طفیل سے یہ رتبہ نصیحت کا مجھ ناکارے کو بھی عنایت فرما۔ اور جہالت اور نفسانیت اور تکبر اور طمع اور بداخلاقی کی رذالت سے بچا۔ آمین آمین یارب العلمین بحرمۃ النبی وآلہ الطاہرین ✣

رجعنا الی الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھٹا فرقہ میری اُمت کا ایسے حال میں اُٹھائے جائینگے کہ اُن کے سارے بدن پر آگ کے زخم لگے ہوئے ہونگے وھم الشاھدون بالزور اور وُہ جھوٹی گواہی دینے والے ہیں۔ کما ورد اذ تلقونہ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ حق سبحانہ وتعالے جھوٹی گواہی دینے والوں کے عذاب کی بابت ارشاد فرماتا ہے کہ جسوقت لاتے تھے تم وُہ بات اپنی زبانوں پر کہ ایکدوسرے سے پُوچھتے تھے۔ اور

کہتے تھے اپنے موہنوں سے وُہ بات کہ نہ تھا تمہیں اُسکا علم یعنے نادانی کی راہ سے کہتے تھے اپنے موہنوں سے اور سمجھتے تھے اُس بات کو جو تمنے کہی تھی سہل اور آسان کہ کوئی نتیجہ اُس سے نہ پیدا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور حال یہ ہے کہ وُہ بات خدا کے نزدیک بڑی ہے اور اُس کے سبب سے بڑا عذاب ہوگا۔ اسواسطے کہ عار کی بات اہل بیت نبوّت کو لگانا ہے اور قرآن کی تکذیب اور منصب رسالت کی تحقیر کرنا ہے *

احقاف میں لکھا ہے کہ ام ایُّوب حضرت ایُّوب انصاری کی زوجہ نے اُن سے پُوچھا کہ تم نے وُہ بات سُنی ہے جو عائشہ رضہ کے باب میں لوگ کہتے ہیں۔ ابُو ایُّوب رضہ بولے کہ ہاں سُنی ہے وُہ بات جُھوٹ ہے۔ کیا تو اپنی نسبت اِس فعل کو جایز رکھتی ہے۔ اُن کی زوجہ بولیں کہ واللہ نہیں۔ پس ابو ایوب نے کہا کہ واللہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تجھسے بہتر ہیں۔ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کام کب ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے۔ پھر حق تعالی نے فرمایا۔ اور کیوں نہ جسوقت سُنی تمنے یہ بات کہتے تم یعنے تم نے جب یہ بات سُنی تو کیوں نہ کہا تم نے جیسا ایُّوب رضہ نے کہا تھا۔ نہیں لائق ہمکو اور نہیں پہونچا ہے کہ کہیں ہم یہ بات۔ پاک ہے۔ تو اے خُدا اس سے کہ اپنے پیغمبر کے حرم محترم میں خرابی اور بُرائی ڈال سکے۔ یہ کلام بڑا بہتان ہے۔ منافقوں کا باندھا ہوا۔ یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ نصیحت کرتا ہے خدا تمکو یہ کہ پھر کہو ایسی بات کبھی یعنے جب تک زندہ ہو ہرگز کبھی ایسی بات پھر نہ کہنا اگر ہو ایمان والے۔ اسواسطے کہ ایمان مسلمانوں کے باب میں طعن کرنے کو عموماً مانع ہے۔ خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے باب میں جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ وَیُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ اور بیان کرتا ہے اللہ صاف صاف تمہارے واسطے آیتیں کہ نیک ادبوں کی تمکو راہ بتائیں۔ تاکہ نصیحت پکڑو۔ اور ادب کی راہ سے نہ پھرو۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ اور اللہ جانتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کو حکم کرنیوالا ہے کہ وُہ عیب اور عار سے بری الذمہ ہیں۔ قال قائلٌ بیت

تا گریبان دامنش پاکست از لوث خطا	وز مذمت عیب جو آلودہ از سر تا بپاے

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت	کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکید پاکی۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا ساتواں فرقہ ایک ایسی میں اُٹھایا جاویگا کہ اُن کے اقدام ان کی پیشانیوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہونگے۔ اور اُن کے بدنوں سے ایسی بدبُو آویگی جیسے پہاڑوں کے ہینے میں مردار سے بُو آتی ہے۔ اور عرصات کے لوگ اُن کی متعفن ہوا سے بہُت لاچار ہونگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وُہ لوگ کون ہونگے۔ اور دُنیا میں وُہ کس مشرب کے آدمی ہونگے۔ فرمایا وَھُمُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوَاتِ وَاللَّذَّاتِ۔ وَے وہ لوگ ہونگے۔ جو شہواتِ نفسانیہ اور لذاتِ جسمانیہ کی تابعداری میں رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حال سے خبر دی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ۔ یہ گروہ وُہ ہے کہ بیوقوفی اور نادانی سے مُول لیا ہے اور بدلا کیا ہے ناچیز زندگی دُنیا کی کو ساتھ آخرت کے یعنی اُسکی نعمت بیزوال کیساتھ۔ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ۔ پس نہ ہلکا کیا جائیگا ان سے عذاب نہ تو دُنیا میں اور نہ آخرت میں آتش دوزخ سے نکلنے کے سبب سے اور نہ وہ ہونگے کہ مدد دیئے جائیں گے دُنیا میں اُنسے آفتیں رفع کر کے اور نہ محشر میں عذاب کم کر کے ؎

مؤلف اَے میرے بھائیو اپنی اِس چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھو اور اس دم کی فرصت کو بڑی نعمت بُوجھو۔ ابھی موت کے جنگل میں تمہاری رُوح پھنسائی نہیں گئی۔ باتوں کرنیکی زبان تمہاری بند نہیں ہوئی۔ مُہر خاموشی دی نہیں گئی۔ ہوش سنبھالو۔ دِل لگاؤ۔ اللہ تعالےٰ کی محبت میں چالاک ہو جاؤ۔ جو کرنا ہے سو کر لو ابتک دروازہ توبہ کا کُھلا ہے۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ کی رحمت اور معافی کا دریا جوش کھا رہا ہے اُسکی بارگاہ عالی میں نیاز کا سر جُھکاؤ اُس کے رسُول کے تابعدار بن جاؤ حُکم احکام موافق اُسکی مرضی کے بجالاؤ۔ اپنے پیغمبر اپنے ہادی شفیع یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت اختیار کرو۔ منافقوں۔ دُشمنوں کی بدراہی سے بچو کہ یہ شیطان بصورت انسان انسانیت کے لباس میں ہو کر تمہارے دین و دُنیا کو خراب کرنیکے درپے ہیں۔ اُن کی ہرگز متابعت نہ کرو۔ کما قال اللہ تعالےٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ؎ یعنے اے مسلمانو داخل ہو جاؤ فرمانبرداری میں اور پیروی نہ کرو شیطان کے قدموں کی بے شبہ وُہ تمہارا دشمن ہے۔

ظاہر باہر۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک تمہارے کو بارگاہ الٰہی میں لاکر کھڑا کریں گے۔ جس نے مال حلال جمع کرکے یا وراثت کے رُو سے پاکر حرام کام میں خرچ کیا ہوگا۔ حکم ہوگا کہ اُسکو دوزخ میں لیجاؤ۔ پھر دُوسرے کو لاویں گے۔ جس نے مال حرام جمع کرکے خیر خیرات کیا اور اپنی گذران میں بھی اُسکو لگایا حکم ہوگا کہ اس کو بھی جہنم میں داخل کرو۔ پھر اَور کو حاضر کریں گے جسنے اپنا مال اچھی جگہ سمجھ کر خرچ کیا پر خیال نہ رکھا کہ کس کا کسقدر حق ادا کرنا ضروری تھا حکم ہوگا کہ اُس کو دوزخ کی گرمی میں کھڑا کرو۔ اور حساب لو کتنا مال کہاں سے لایا تھا اور کسکو کتنا دیا تھا سب کی حقیقت پُوچھی جائے گی۔ شریعت کے حُکم کے بموجب زکوٰۃ دیا تھا یا نہیں بال بچوں اپنے تابعدار غریبوں مسکینوں کا حق ادا کیا تھا یا نہیں۔ جو کوئی اس حساب میں پُورا نکلا اُسکو مخلصی ہوئی۔ عذاب سے چھوٹا۔ نہیں تو بڑی سختی میں پڑا۔ سیکڑوں طرح کا عذاب ہونے لگا۔ چنانچہ اُسی مال کو گرم کرکے اُس کے بدن پر داغ دیں گے۔ اژدہا بناکر گلے میں لٹکا دیں گے کہ وُہ اُسے ڈسا کرے اور اپنا زہر چکھایا کرے۔ اور جن عورتوں نے مناسب مقدور کے سوا زیور بنا بنا کر اپنی بڑائی دکھانیکو ڈھیر کیا ہے اور پاس رکھ چھوڑا ہے اُن زیوروں کا سانپ بنے گا۔ پھر اُن کے گلے میں طوق کیطرح ڈالا جائیگا۔ اَے میرے بھائیو اُسوقت حق تعالےٰ مردوں اور عورتوں کو یاد دلائیگا یہ وہی روپا سونا زیور ہے کہ جسکو دیکھکر پھُولا کرتے تھے۔ اور غرور کرتے تھے۔ غریبوں پر ہنستے تھے۔ دَولت کی طمع کرکے میرے حکم کے بموجب خرچ نہ کرتے تھے۔ بہت محبّت اور پیار سے بچائے رکھتے تھے۔ اب اُس نافرمانی کا مزا چکھو۔ اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہو۔

مؤلف سُبحان اللہ آدمی اپنے معبُود خالق کو بھُول کر دُنیا کی محبّت میں کیسے پھنس گئے کہ اس ناچیز زندگی کو حیات ابدی سمجھکر وہاں کی سختی اور عذاب کو دل سے بھُلاکر غافل ہوگئے۔ ہزار افسوس ہزار افسوس! ایسی سمجھ پر کہ تھوڑے دن کی خوبی پر ہمیشگی کی خوبی اور دولت اور نعمت کو چھوڑ دیا۔ اپنے مالک کا کہا نہ مانا پھر وہاں ذلت اور خجالت اُٹھائی۔ اور اللہ تعالےٰ کی جناب سے دُوری حاصل کی۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں دُنیا کے مکر و فریب سے اللہ کے نزدیک پناہ مانگتا ہوں

اللہ تعالےٰ ہمکو اس کے فریب سے بچا رکھے ✤ اَے میرے بھائیو تمہارے پیغمبر نے پناہ مانگی پھر تم کس اُمید پر ایسی چیز کی آرزو میں اور اُسکے حاصل کرنے میں خدا اور رسول کو بھول جاتے ہو۔ اور اپنے تئیں خرابی اور بُرائی کے گڑھے میں ڈالتے ہو۔ یہ بات تمہاری عقلمندی سے بہت دُور ہے۔ کب تک اس دُنیا کی محبت میں پھنسے رہو گے۔ اور خدا کی طرف سے غفلت اختیار کرو گے۔ یہ جگہ آرام اور خوشی کی نہیں۔ کچھ محنت اور دُکھ اُٹھا کے خدا کی رضامندی حاصل کرو۔ پھر ابدالآباد جنت میں آرام سے رہو خوشیاں مناؤ اور جس دُنیا کے کھوج میں تم لگے ہو۔ رات دن اُسکی فکر اور تلاش میں سرگردان خاک چھانتے پڑے پھرتے ہو۔ پہلے تو وُہ خاطر خواہ حاصل نہیں ہوتی۔ اور عمر ہماری مفت برباد ہی جاتی ہے۔ اگر کچھ قدرے بہت سی پریشانی اور محنت اور بےعزتی اور بے ایمانی سے آئی۔ پھر بھی اب گور تک کہ وُہ عرصہ بہت قلیل ہے کہ ایک روز بھی ہو سکتا ہے۔ اور پانچ اور دس اور کچھ زیادہ بھی۔ مگر نہایت بے بنیاد جسکی کچھ اُمید نہیں آخر کو تمہارے کسی کام نہ آویگی۔ لیکن جسقدر اس عرصہ میں اچھے کام اللہ اور رسول کے فرمائے بموجب عمل میں لاؤ گے وہی کام تمہارے حق میں فائدہ مند ہوگا۔ یہاں کے دوست اور اقربا اور بھائی برادر کوئی وہاں کچھ کام نہ آویں گے۔ جسکی خوبی اور آرام کیواسطے اپنے اوپر اسقدر رنج اور تردد اختیار کیا ہے۔ اے میرے بھائیو تم اپنے دل میں اس حکم محکم حاکم حقیقی پر ولا تزر وازرۃ وزر اخری یقین کر کے یہ بات اپنے دلمیں ٹھان لو کہ کوئی دوست یا کوئی بھائی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھاتے گا۔ یہ سب مطلب کے دوست اور بھائی ہیں۔ نعم ما قال المولوی المعنوی۔ مثنوی

ہیچ وازر وزر غیری بر نداشت	ہیچکس ندرود تا چیزی نکاشت
سال بیگہ گشت و وقت کشت نے	جز سیاہ روئی و فعل زشت نے
روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز	کارگہ ویران عمل رفتہ زساز
بیخہائے خوئے بد محکم شدہ	قوّت برکندن آن کم شدہ
کرم در زیر درخت تن فتاد	بایدش برکند و بر آتش نہاد
ہین و ہین اے راہ رو بیگاہ شد	آفتاب عمر سوئے چاہ شد
این دو روزک را کہ زورت ہست زود	پرفشانی بکن از راہ جود۔

ہین مگو فردا کہ فرداہا گذشت عمر تو مانند ہمیان زراست	تا بکلی نگذرد ایام گشت روز و شب مانندِ دینار ہمرشت

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ فَیَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ کہ تین چیزیں آدمی کے مرنے کے بعد ہجاتی ہیں۔ اور تینوں ہی لب گور تک اسکے ساتھ جاتی ہیں۔ جب مُردہ کو دفن کر دیتے ہیں تو دو چیزیں ایک تو عیال اور اطفال اپنے یگانے قریبی بعیدی ہمسائے وغیرہ۔ دویم اُسکا مال ہر دو چیزیں اُسکو قبر میں گاڑ کر واپس اپنے اپنے گھروں میں آجاتے ہیں اور ایک چیز یعنے اُسکا عمل نیک ہو یا بد اُس کے ساتھ ہی قبر میں داخل ہو جائیگا اور مال اور عیال سب واپس چلے آویں گے۔ اور اس کے اعمال ہی اسکے ہمدم اور ہمقدم رہینگے پس نہایت عجب کی بات ہے کہ آدمی ایسا غافل بلکہ جاہل ہے کہ اپنے پس ماندوں بیوفاؤں کی خاطر داری کے لئے عاقبت کی ذلت اور خواری کو اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے اعمال کی صفائی کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے۔ اسی حدیث کے معنوں میں مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

در زمانہ مر ترا سہ ہمرہند آن یکے یاران و دیگر رخت و مال مال ناید با تو بیرون از قصور چون ترا روز اجل آید بہ پیش تا بدینجا بیش ہمرہ نیستم۔ فعل تو وافیست زو کن ملتحد پس پیغمبر گفت بہر این طریق گر بود نیکو ابد یارت شود	آن یکے وافی و آن دو غدر مند وان سیوم وافی ست آن حسن الفعال یار آید لیک آید تا بگور یار گوید از زبانِ حالِ خویش بر سرِ گورت زمانے بایستم کہ درآید با تو در قعرِ لحد۔ با وفاتر از عمل نبود رفیق ور بود بد در لحد مارت شود

رجعنا الی الحدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا آٹھواں گروہ یُحْشَرُوْنَ کَالسُّکَارٰی یَسْقُطُوْنَ وَیَقَعُوْنَ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا وَّھُمُ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَ حَقَّ اللہِ قیامت کے دن اُٹھائے جاویں گے مستوں بیہوشوں کی طرح داہیں بائیں گرتے پڑتے پھرینگے اور ان کو اپنے وجود کی کچھ خبر نہ ہوگی اور مسلوب الحواس معلوم ہونگے۔ صحابہ رضی نے پوچھا یارسول اللہ وہ لوگ کون ہونگے۔ فرمایا وہ لوگ وہ ہونگے جنہوں نے

خدا کے دئے ہُوئے مالوں سے اُسکے حقوق کو نہیں ادا کیا۔ باوجودیکہ حق تعالےٰ نے انکو اپنے نبی کی معرفت حکم پہونچا دیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کے سبب اسکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ قیامت کے دن وُہ لوگ اس سزا میں مُبتلا ہونگے۔ اور جو لوگ اپنے مالوں یا اپنی زمین کی پیدائشوں سے اچھی سُتھری چیز منتخب کر کے راہ خدا میں مستحقین کو دیتے ہیں خدا تعالےٰ اُنکی تعریف کرتا ہے۔ اور جو لوگ انہی مالوں سے ادنےٰ چیز مثلاً تازہ روٹی کے موجود ہوتے باسی روٹی درویش یا کسی سائل کو راہ مولےٰ کر کے دیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکی تعریف نہیں کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ایسے ہدیوں سے مستغنی ہے۔ کما ورد یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اے ایمان والو لوگو خرچ کرو راہ مولےٰ میں پاکیزہ اور چنی ہُوئی چیزوں میں سے جو کچھ کمائی کرتے ہو سوداگری اور دستکاری اور کاشتکاری سے اور اس چیز سے جو نکالا ہم نے واسطے تمہارے زمین سے جیسے غلہ اور میوہ دار درخت تفسیروں میں لکھا ہے کہ انصار کے مالدار لوگ کھجور پکنے کے وقت جو بہت پکی پکی ہوتی تھیں ایکدوسرے سے چھپا کر رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے کونوں میں رکھ جاتے تھے تاکہ مہاجرین میں سے جو محتاج لوگ ہیں وُہ کھالیں۔ ایک دن ایک مالدار جو دُنیا کیساتھ محبت رکھتا تھا۔ دوسو صاع کھجور اس قسم کی جو کچھ مال نہ تھی یعنے اچھی قسم کی نہ تھی ظاہر میں لایا اور اچھی کھجور دنمیں ڈالدیں اور اپنے بُرے مال کو اچھے مال میں ملا دیا۔ حقتعالیٰ نے اُس معاملہ سے منع فرمایا۔ اور حکم کیا اے مومنو! تم اچھا مال صدقہ دیا کرو۔ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔ اور قصد نہ کرو ساتھ خراب اور بُری چیزوں کے کہ کم ہمتی کے سبب سے اُس سے خرچ کرو۔ حالانکہ نہیں ہو تم لینے والے ایسی چیز کے اگر تمکو تمہارے حقوق میں دیں۔ مگر یہ کہ بند کرلو اپنی آنکھ اُسے لینے میں اور سہولت اور سُستی کرو اور جان لو کہ اللہ بیپرواہ ہے اُس شخص سے جو بُرا مال صدقہ دیتا ہو تعریف کرنیوالا ہے اُس شخص کی جو پاکیزہ مال سے صدقہ دیتا ہے ÷ رسُول اکرم صلعم نے فرمایا میری اُمت کا ناتواں گروہ قیامت کے دن اُٹھایا جائیگا۔ اور اُن کے بدنوں پر قطران کا لباس پہنایا جاویگا اور وُہ اس آتشی لباس کی گرمی سے نہایت تکلیف اُٹھائیں گے۔ صحابہ رضؓ نے پوچھا یا رسُول اللہ وُہ کون ہیں۔ فرمایا وھم الذین یغتابون ویتجسسون ویمشون بالنمیمۃ والغیبۃ۔ یہ

لوگ وُہ ہیں جو بندگانِ خدا کی غیبت کرتے ہیں اور ان کے اعمال کی پڑتال میں رہتے ہیں اور چغلی اور غیبت میں سعی کرتے ہیں اور حق تعالےٰ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے کما ورد یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اے ایمان والو پرہیز کرو اور چھوڑ دو بہتیرے گمان بیشک بعضے گمان گناہ ہیں اور اُنسے گناہ پیدا ہوتے ہیں تفسیر حسینی وغیرہ میں لکھا ہے کہ گمان چار قسم پر ہے۔ اول وُہ جسکا حکم اللہ اور رسول کی جانب سے ہو وُہ نیک گمان کرنا ہے خدا کیساتھ اور مومنوں کیساتھ ✦ حدیث شریف میں وارد ہے کہ نیک گمان کرنا ایمان میں سے ہے ✦ دوئم دُوسرا حرام وُہ خدا اور مومنوں کے ساتھ بُرا گمان کرنا کہ موجب گناہ ہے ✦ سیوم تیسرا مستحب اور وُہ قبلہ کے باب میں اپنے دِل سے حکم لینا ہے اور امُور اجتہادی میں غلبہ ظن پر بنیاد قایم کرنا ✦ چہارم چوتھا مباح اور وُہ امور دُنیا اور معیشت کے کاروبار گمان اور خیال کرنا اور اس صُورت میں بدگمانی سلامتی اور کاموں کے انتظام کا مُوجب ہے ✦

اور لکھا ہے کہ اکابر صحابہ میں سے دو آدمیوں نے بعض سفر میں سلمان رضی اللہ عنہ کو رسُول مقبُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجکر کچھ خرچ یا کھانا مانگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر حوالہ فرمایا۔ حضرت اسامہ رضؓ نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی کھانے کی چیز نہیں۔ حضرت سلمان رضؓ پھر آئے اور حال بیان کر دیا۔ اُن دو صحابی نے حضرت سلمانؓ کی غیبت میں کہا کہ سلمان رضؓ کا قدم ہے اگر چاہ سمیحہ پر جائیں تو اُسکا پانی بھی خشک ہو جائے۔ اور حضرت اسامہ کی غیبت میں کہا کہ اُنکے پاس کھانا تھا۔ مگر اُنھوں نے بخل کیا۔ پھر کھوج میں پڑے کہ آیا اسامہ نے سچ کہا۔ واقعی اُن کے پاس کھانا نہ تھا یا ہم سے بخل کیا۔ دُوسرے روز دونوں صحابی جنھوں نے غیبت کی تھی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت کی سُرخی کیا ہے جو میں تمہارے دانتوں میں دیکھتا ہُوں وہ بولے کہ ہمنے گوشت نہیں کھایا۔ حضرت نے کہا کہ میں کھانیکا گوشت نہیں کہتا ہوں اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اور کھوج نہ کرو جیسا کہ اسامہ کے امر میں تم بدگمان ہوئے۔ اور کھوج کیا۔ اور چاہئے کہ نہ غیبت کرے بعض بعض کی۔ جیساکہ سلمان کے باب میں کی۔ اور غیبت یہ ہے کہ کوئی غائبانہ ایسی بات دُوسرے کو

کہے کہ اگر اُس کے مُنہ پر کہتا تو اُسے بُری معلوم ہوتی - پھر حق سبحانہ وتعالےٰ غیبت
کے بُرے ہونیکی اسطرح مثال دیتا ہے اور فرماتا ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ
اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ کیا دوست رکھتا ہے کوئی تم میں سے اسبات کو کہ کھائے گوشت
اپنے بھائی کا - اس حال میں کہ وُہ بھائی مُردہ ہو - بلکہ تمہارا جی اس سے تنفر کرتا ہے
پس مکروہ جانتے ہو اُسے کھانا تو جسطرح پر مُردہ کا گوشت کھانے سے کراہت رکھتے
ہو اُسیطرح غیبت سے بھی کراہت کرتے رہو ٭

آن کس کہ لوائے غیبت افراختہ است	وآن کس کہ بعیب خلق پرداختہ است
از تن مُردگاں غذا ساختہ است	زان ست کہ عیب خویش نشناختہ است

وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ؕ ڈرو اللہ کے غضب سے غیبت کرنیکے سبب سے
بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا ہے اُن لوگونسے جو غیبت سے توبہ کریں - مہربان ہے
اُسپر جو غیبت کرنے سے باز آئے ٭

زبان کا نگاہ رکھنا اور روکنا لازم ہے کہ یہ سب اعضاء سے زیادہ نافرمان ہے
اور اس کا فساد بہت ہے - سفیان بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسول صلعم سے
عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے حق میں کونسی چیز زیادہ خوفناک ہے - رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا یہ ہے ٭ اَے میرے بھائیو اس اشارہ میں کیا
عُمدہ لطیفہ ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم زبان مبارک سے کچھہ نہ بولے کیونکہ نصیحت عمل
کی بہت اثر کرتی ہے اگر آپ بولتے تو یہ نصیحت پُوری نہ ہوتی - اور زبان کیطرف اشارہ کرنا اسکو
خوب بتلا دیتا ہے کہ نام لینے میں احتمال اور معنے کا بھی ہو سکتا ہے پس ہر ایک آدمی کو لازم
ہے کہ زبان کی نگہبانی میں جسطرح ہو سکے کوشش کرے اور ان پانچ اصلوں کو غور
کرکے دیکھے پہلی اصل یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضؓ نے بیان کیا ہے کہ جب آدمی صبح کو سوتا
اُٹھتا ہے تو سب اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ اے زبان تجھہ کو خدا کی قسم دیتے ہیں اور آرزو
کرتے ہیں کہ تو سیدھی رہیو - کیونکہ جب تو سیدھی رہے گی تو ہم سب سیدھے رہیں گے - اگر
تجھہ میں کسیطرح کی کجی ہوگی تو ہم میں بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنے زبان کا بول سب اعضا
میں خرابی کا اثر پیدا کرتا ہے - اور اسی قول کے موافق مالک بن دینار کا قول ہے کہ جب
دلمیں سختی اور تن میں سستی اور رزق میں کمی معلوم ہو تو جان لے کہ کوئی کلمہ بیفائدہ زبانسے سرزد ہوا ٭

لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن زبان درازوں کے ایک گروہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی غیبت اسوقت کی جب وہ بیت الحرام زادہا اللہ تعظیماً وشرفاً کی چھت پر اذان کہنے میں مشغول تھے۔ اوران غیبت کرنیوالوں نے ایک بات یہ کہی کہ کیا محمدؐ کو اس کالے کوّے کے سوا اور کوئی اذان کہنے والا نہیں ملا۔ اور حضرت بلال رضؓ کی نسب میں اعتراض کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی یَآاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ اے لوگو! بیشک ہمنے تمکو پیدا کیا مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی الکمر د اور ایک عورت سے کہ وُہ حضرت آدم اور حوّا علیہما السّلام ہیں۔ جب تم سب ایک ہی ماں باپ سے ہو۔ تو اپنی نسب پر فخر اور دوسرے کی نسب پر طعن کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ قطعہ

نیست آن آدمیانے کہ تفاخر ورزند نرسد فخر کسے را زنسب بر دگرے	از رہِ دانش و انصاف چہ دُور اُفتادند چونکہ در اصل زیک آدم و حوّا زادند

اور جو کوئی قبیلوں اور قرابتداروں پر ناز کرتا ہے اُسے چاہئے کہ یہ بات جان لے کہ شعبے اور بطن پہچان کیواسطے ہیں تفاخر کیواسطے نہیں جیسا کہ حقتعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا۔ اور کہا ہمنے تمکو شعبے یعنے بڑے بڑے گروہ ایک اصل کیطرف منسوب وَقَبَآئِلَ اور قبیلے اُن بڑے گروہوں کیطرف لِتَعَارَفُوْا تاکہ پہچان لو ایکدوسرے کو اور تمیز کرلئے جاؤ۔ بعض بعض سے یعنے دو آدمی ہمنام ہو تو قبیلے سے تمیز کرلئے جاؤ۔ جیسے زید قریشی زید تمیمی۔ اور جاننا چاہئے کہ شعبے مشتمل ہیں۔ قبیلوں پر مثلاً خزیمہ شعبی چند قبیلوں پر مشتمل ہے۔ کہ ایک انہیں سے کنانہ ہے اور قبیلہ عمائر پر مشتمل ہے جیسے قریش عمارہ ہے کنانہ سے اور عمارہ کے بعد بطون ہیں۔ جیسے لوی کہ قریش میں سے ایک بطن ہے اس کے بعد افخاذ ہیں جیسے ہاشم کہ ایک فخذ ہے لوی ہے پھر عشایر ہیں جیسے عباس ہاشم سے اس کے بعد فضیل ہوتا ہے وہ اہلبیت ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ شعوب قحطان سے ہوتے ہیں اور قبائل عدنان سے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ شعبے عجم سے ہیں۔ اور قبیلے عرب سے بہر تقدیر کہ باشد۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تحقیق کہ بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک بڑا پرہیزگار تمہارا ہے۔ اسواسطے کہ پرہیزگاری سے نفسوں کو کمال رُتبہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص پرہیزگاری میں بہت بڑھکر ہے اُس کا قدم مرتبہ کمال میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ کہ اَلشَّرَفُ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ لَا بِالْاَصْلِ وَالنَّسَبِ ۵

با ادب باش تا بزرگ شوی	کہ بزرگی نتیجۂ ادب ست	

اِنَّ اللہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ تحقیق کہ اللہ جاننے والا ہے۔ تمہارے اصل اور تمہارا نسب اور آگاہ ہے تمہارے علم اور ادب سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتّہ۔ فرمایا لوگوں سے کیا تم جانتے ہو کیا ہے غیبت صحابہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ واقف ہیں۔ فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے عیب کا ذکر ے اور وہ بات ایسی ہو کہ اگر وہ شخص جسکا عیب بیان کیا سُنے تو ناخوش ہو۔ لوگوں نے پوچھا اگر وہ عیب فی الحقیقۃ اُسمیں ہو۔ تو بھی غیبت ہے۔ حضرت نے فرمایا البتہ اسی کو غیبت کہتے ہیں کہ وہ عیب اسمیں ہو اگر وہ عیب اسمیں نہیں ہے تو تو نے اُسپر افترا کیا یعنے طوفان باندھا۔ یہ دوسرا گناہ ہوا رجعنا الی الحدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا دسواں گروہ یُحشَرُوْنَ وَاَلْسِنَتُھُمْ خَارِجَۃٌ مِّنْ قَفَاھُمْ وَھُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا اَصْحٰبَ النَّمِیْمَۃِ قیامت کے دن اُٹھایا جاویگا اور اُنکی زبانیں گدی کیجانب سے نکلی ہوئی ہونگی لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ لوگ کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ ہیں جو سخن چینی کرکے لوگوں کے درمیان فتنہ اور فساد ڈالدیتے ہیں ٭

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کا گیارھواں گروہ یُحشَرُوْنَ سُکَارٰی قیامت کے دن متوالوں کیطرح اُٹھائے جائیں گے کہ اُنکو اپنے وجود کی ہوش بھی نہ ہوگی۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے۔ فرمایا وَھُمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُحَدِّثُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ بِحَدِیْثِ الدُّنْیَا یہ وہ لوگ ہونگے۔ جو مسجدوں میں بیٹھ کر اپنے معاملات دُنیاویہ کے انتظام کی بابت باتیں بنایا کرتے ہیں اور مسجد کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ وہ بیشک قیامت کے دن اس عذاب میں مبتلا ہونگے اور سمجھنا چاہئے کہ فقیہ ابی اللیث رہ سمرقندی نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں مساجد کے حقوق پندرہ لکھے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو ان حقوق کی بابت روز قیامت کے پوچھا جاویگا ٭ پہلا حق یہ ہے جب آدمی مسجد میں آوے۔ اگر اُسمیں لوگ عبادت کے لئے بیٹھے ہوئے ہوں تو السلام علیکم کہے۔ اگر اُسمیں کوئی شخص نہ ہو یا ہو تو وہ نماز

میں مشغول ہووے تو اس حالت میں کہے السلام علینا من ربنا وعلےٰ العباد الصّٰلحین *
دوسرا حق مسجد کا یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرے کما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لکل شئ تحیۃ وتحیۃ المسجد رکعتان۔ **تیسرا حق** یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھکر خرید و فروخت نہ کرے۔ **چوتھا حق** مسجد کا یہ ہے کہ مسجد میں تلوار میان سے نہ نکالے۔ **پانچواں** یہ ہے کہ مسجد میں کوئی جانور نہ باندھا کرے **چھٹا** یہ ہے کہ مسجد میں سوائے ذکر اللہ تعالےٰ کے اونچی آواز سے بات نہ کرے * اور **ساتواں** یہ ہے کہ بیٹھنے کے لئے مکان میں کسی کیساتھ جھگڑا نہ کرے * **آٹھواں** یہ ہے کہ دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے۔ ہاں اگر مسئلہ کے طور پر کسی کو سمجھانا ہو تو مضائقہ نہیں * **نانواں** یہ ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتا ہوا آگے نہ بڑھے۔ **دسواں** نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرے * **گیارھواں** یہ ہے جب دیکھے کہ صف میں گنجایش نہیں تو اُن میں گھُسکر لوگوں کو تنگ نہ کرے * **بارھواں** یہ ہے کہ مسجد میں نہ تھوکے اور نہ بینی صاف کرے * **تیرھواں** یہ کہ مسجد میں بیٹھکر انگلیوں سے کڑاکے نہ نکالے۔ **چودھواں** یہ کہ مسجد کے ظاہر و باطن کو نجاسات اور لڑکوں کی آمد و رفت اور اقامت حدود سے پاک کرے * **پندرھواں** یہ کہ مسجد میں بیٹھکر ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اور جب تک مسجد میں بیٹھا رہے ذکر سے غافل نہ ہووے *

روی عن الحسن البصری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیاتی علی امتی زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم فی امر دنیاھم لیس لہ فیہ حاجۃ فلا تجالسوھم۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا بارھواں گروہ قیامت کے دن خنزیروں کی صُورت میں اُٹھائے جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسُول اللہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا۔ وھم الذین یاکلون الربٰو کقولہ تعالیٰ لا تاکلوا الربٰوا اضعافا مضاعفۃ *

سُود کھانے کی بُرائی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بیاج کے کھانیوالے قیامت کو دن دیوانوں کی صُورت پر ہونگے۔ اور لوگ انہیں اس علامت سے پہچانیں گے کہ یہ سُود خور ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ جو لوگ کھاتے ہیں سُود کا مال یعنے معاملہ کرنے میں اور زیادہ لیتے ہیں نہ اُٹھینگے اپنی قبروں سے بعث اور نشر کے واسطے مگر اسطرح اُٹھیں گے

جیسے اُٹھتا ہے وہ شخص کہ مارتا ہے اور گراتا ہے یعنی بُلا دیتا ہے جسے شیطان یا پہونچاتا ہے
رگڑنے سے یعنے آسیب سے۔ اس سے وردِ سر اور صرع اور جنون مراد ہے۔ عرب کو یہ زعم تھا کہ
جب جن آدمی کو مس کرتا ہے تو اُسکی عقل کو پریشان اور دماغ کو پراگندہ کر دیتا ہے۔
حق تعالے اپنے کلام کو اسیطرح پر جاری فرماتا ہے۔ جو اہل عرب میں مشہور اور متعارف
امر تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سود کھانے والے قیامت کے دن دیوانوں کی صورت
ہونگے اور لوگ اُنہیں اس علامت سے پہچانینگے کہ یہ سود خور ہیں۔ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا
الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں بیع مگر مثل سود کی۔ کافر
لوگ ایک درم دو درم کو بیچتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سود نہیں ہے بیع ہے۔ بیع اور سود
میں کچھ فرق نہ کرتے تھے۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا حالانکہ حلال کیا اللہ نے بیع کو اور
حرام کیا ہے سود فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ۔ پس جو کوئی کہ آئی
اُس کو یعنے پہونچی اُسے نصیحت۔ رب اُس کے سے کہ اُس نے سود لینے سے منع فرمایا ہے
باز رہا وہ اس سے۔ پس واسطے اُس کے ہے جو کچھ لیا ہے اُسنے سود حرام ہونیکے قبل
اور وہ جو اُس نے پہلے لیا تھا اُس سے پھیر نہیں لیا جا سکتا۔ یا اُس کے واسطے ہے
جو گذر گیا یعنے پہلے گناہ بخشدیئے گئے۔ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور کام اُسکا سپرد ہے طرف
خدا کی یعنے اُسکی مہمات زمانہ آیندہ میں اللہ کی حفاظت اور نگہبانی سے متعلق ہیں کہ وہ
توفیق اُسکی رفیق کریگا تاکہ وہ شخص اس گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ اور جو شخص پھیرے سود کو حلال کرنیکی طرف بعد اس کے کہ خدا نے سود حرام
کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ حلال ٹھیرانیوالے اور امر و نہی نہ سُننے والے رہنیوالے ہیں دوزخ
میں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اسواسطے کہ سود کو حلال
جاننا کفر ہے اور کفر کے سبب سے آدمی ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ؛

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اس آیت فیض ہدایت سے معلوم ہوا۔ کہ آگے
کافر لوگ سوداگری اور سود لینے کو ایک جانتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی جھوٹے مسلمان روپے
پیسے کو بجائے ایمان کے سمجھتے ہیں۔ سود کھانیوالے یونہی کہتے ہیں کہ سود لینا بھی تجارت
ہے اور اُسکا نام بدلکر نفع اور فائدہ رکھا ہے سو اللہ تعالے نے کھولکر فرما دیا کہ سود حرام
ہے۔ یہ حیلہ اور فریب تمہارا کام نہ آویگا۔ بعد اس حکم کے جو کوئی مسلمان ہو کر سود لیگا

وُہ مقرر جہنمی ہوگا +

حدیث ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس رات مجکو ساتویں آسمان پیلے گئے دیکھا میں نے ایک گروہ کو کہ سر اُن کے نیچے اور پاؤں اُن کے اُوپر ہیں ۔ پیٹ پھول کر مشک کی صُورت ہو رہے ہیں ۔ سانپ بچھّو اُن کے اندر بھرے نظر آتے ہیں ۔ آنکھوں سے پیپ بہی جاتی ہے ۔ نہایت بدبو اُن کے بدن سے چلی آتی ہے ۔ اُنکا یہ حال دیکھکر میں نے جبرائیل علیہ السّلام سے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں جو ایسے سخت عذاب میں پکڑے ہوئے ہیں ۔ جبرائیل علیہ السّلام نے بتلایا ۔ یارسُول اللہ ﷺ یہ لوگ دُنیا میں نڈر ہو کر سُود کھاتے تھے ۔ سو ایسے سخت عذاب میں ڈالے گئے ۔ پھر فرمایا جو کوئی حرام سے مال جمع کرے یعنے ظلم کر کے ۔ سُود لیکے ۔ زناہ کر کے ۔ رشوت لیکے ۔ چوری ۔ دغا بازی وغیرہ کر کے خیر خیرات کرتا ہے ۔ اچھّے کاموں پر لگاتا ہے جیسے للہ کھانا کپڑا دینا ۔ پُل مسجد سرا بنانا اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں وُہ نیک کام اُسکا قبُول نہ ہوویگا ۔ ہرگز اُسپر کچھ ثواب نہ پاوے گا ۔ کیونکہ یہ مال اُسکا نہیں ۔ اُسکی مِلک میں نہیں آیا ۔ اور جب تک کوئی چیز کسی کے مِلک میں نہ آوے اُسمیں تصرّف کرنا ہرگز جایز نہیں ۔ اور ایسی کمائی کھا کر جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اُسکا وہ عمل بارگاہ الہی میں ہرگز منظور نہیں ہوتا ۔ بلکہ اللہ کی نافرمانی کے سبب اس کے اُوپر اُلٹی لعنت برستی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سولھویں سیپارے کے تیسرے رکوع میں نافرمانوں کے حق میں ارشاد فرمایا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۔ ترجمہ تو کہہ دے اے محمّد ہم بتاویں تمکو کِن کے کام بہُت خراب ہوئے ۔ جنکی محنت بھٹک رہی دُنیا کی زندگی میں اور وے سمجھتے ہیں کہ ہم خوب بناتے ہیں ہم کام اس سے معلوم ہوا کہ جب تک کوئی پُورا پُورا مسلمان نہ بنے یعنے اپنے عقاید دینداری کے ٹھیک نہ کرے اور فرقہ ناجیہ یعنی سُنت وجماعت کے طریق پر نہ چلے اور جن باتوں کا حکم ہوا ہے اُن کو اختیار نہ کرے ۔ اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے اُن کو نہ چھوڑے ۔ اور بُرا نہ جانے اگر لاکھوں روپے اپنی دانست میں اللہ کی رضامندی کے کام سمجھ کر خرچ کرے ہرگز وے کام اس کے جناب مقدس میں مقبول نہ ہونگے ۔ اور اُن کی محنت اور سعی کچھ فائدہ نہ کرے گی مفت برباد ہو جائیگی ۔ سو پہلے چاہئے کہ اپنے اعتقاد درست کرے اور

مقدور بھر نیک عملوں پر قایم رہے۔ اور بُرے عملوں سے بھاگے۔ اس لئے کہ جب درخت کی جڑ مضبوط ہوئی تو شاخ ہری رہیگی۔ پھل بھی لگیں گے۔ اور جو جڑ کٹ گئی یا ناقص ہو گئی تو پھل کاہے کو لگیں گے اگر لگے بھی تو پھر جھڑ پڑینگے کام کے لایق نہ ہوینگے +

وروی عن جابر رضہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن رسول اللّٰہ صلعم اٰکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاہدہ وقال ھم سواء۔ **ترجمہ** لعنت کی رسول علیہ السلام نے سُود کھانیوالے اور دینیوالے اور اُس کا تمسک لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے سے۔ روپا روپے سے۔ گیہوں گیہوں سے۔ جو جو سے۔ خرما خرمے سے۔ نمک نمک سے برابر برابر لے۔ اسمیں جو کوئی ان چیزوں میں کچھ زیادہ لیگا سُود ٹھیریگا + اور جس شہر اور گاؤں میں سُود خور بہت ہونگے وُہ شہر اور گاؤں البتہ ویران ہوگا۔ اور وہاں کی چیزوں میں برکت باقی نہ رہیگی +

قرض دینے کا ثواب

مگر قرض دینا کسی کو بے منفعت اُس کا ثواب البتہ بہت ہے۔ کما ورد حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب کو بہشت کے دروازے پر مَیں نے لکھا ہوا دیکھا۔ کہ جو کوئی ایکدرم اللہ کی راہ میں خیرات کرے اُسکو دس درم کا ثواب ملیگا اور جو کوئی اللہ کے واسطے ایکدرم کسی کو قرضہ دے اُسکو اٹھارہ درم کا ثواب ہوگا۔ اسکا سبب میں نے جبرئیل سے پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ جب کوئی خدا کی راہ میں کچھ دیتا ہے۔ کبھی محتاج اور کبھی غیر محتاج کو پہونچتا ہے۔ اور آدمی قرض نہیں چاہتا مگر احتیاج کے وقت۔ اسواسطے قرض دینے کا ثواب خیرات پر زیادہ ہے +

کم تولنے کا بیان

وزن اور ماپ میں لینے کے وقت زیادہ لینا اور دینے کے وقت کم تولنا دونوں کام بہت بُرے ہیں جیسا کہ اللہ صاحب نے اِرشاد فرمایا۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ اَلَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ترجمہ خرابی ہے گھٹانیوالونکی کہ جب ناپ لیں تو بڑھا کر لیں اور جب ناپ دیں اُن کو یا تول دیں تو گھٹا کر دیں۔ ایسے لوگ جو اسطرح کے گُناہ کرکے اپنے لڑکوں بالوں کو کھلاتے ہیں۔ دُنیا کماتے ہیں۔ قیامت کے دن بڑی سختی میں گرفتار ہونگے۔ کیا تعجب ہے کہ

آدمی عاقبت کو جو ہمیشہ کی دولت ہے دیکر دُنیا کو جو محض ناچیز ہے مُول لیتے ہیں۔
اور وہاں کے تول کی کچھ خبر نہیں رکھتے۔ سو حقیقت میں یہ لوگ قیامت پر ایمان نہیں
رکھتے۔ اور وہاں کی بازپرس کا خطرہ نہیں کرتے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ایک زمانہ آویگا۔ جو سب سُود خور ہووینگے۔ کسی نے پُوچھا یا نبی اللہ کیونکر
سب لوگ سُود خور بنجائیں گے۔ آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ کوئی سُود کا معاملہ کریگا۔
کوئی اس کے کام میں مدد کریگا۔ کوئی درمیان میں وکیل بنے گا۔ کوئی گواہ ہوگا۔
کوئی لکھنے والا۔ غرض کہ دُنیا میں سُود کا کاروبار ایسا پھیلیگا۔ کہ کسی کو اُسکا کھانا
عیب نہ معلوم ہوگا بلکہ جو کوئی منع کریگا تو تعجب جانیں گے۔ پھر کسی کے سمجھانے سے
ہرگز نہ سمجھیں گے۔ اُسکو اپنی کمائی جانکر دلمیں اُسکی بُرائی کو نہ آنے دیں گے۔ پھر
اس ضد اور نافرمانی کے چلن کیساتھ اپنے تئیں مسلمانوں میں گنتے رہیں گے حقیقت
میں وُہ خدا اور رسُول کے دُشمن ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے تیسرے سیپارے
کے چھٹے رکوع میں ارشاد فرمایا۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ
الرِّبٰوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ اے گروہ ایمان والوں کے ڈرو عذاب الٰہی سے اور ہاتھ
روکو اس سے جو باقی رہ گیا ہے سُود میں سے۔ اگر ہو تم باور کرنیوالے سُود کی حرمت
کو۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ بنی عمر اور ثقفی اور بنی مغیرہ مخزومی سُود کے ساتھ باہم
معاملہ رکھتے تھے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سُود حرام
ہو جانیکا فتوے دیا۔ بنی عمر نے اس شرط پر صلح کی کہ اُنکا سُود اوروں پر ثابت رہے
اور دوسروں کا سُود اُن کے ذمہ سے ساقط ہو جائے۔ اور مغیرہ نے سُود مانگتے
وقت اُنپر سختی اور تنگی کی۔ وُہ نالہ و فریاد کرکے بولے کہ ہم لوگ کیا بدبخت ہیں کہ سُود
سب لوگوں سے موقوف ہو گیا اور ہم ابھی اس بلا میں مُبتلا ہیں۔ پھر اُنہوں نے
اپنا یہ قصہ عتاب بن اسید جو مکہ معظمہ کے حاکم تھے اُن سے بیان کیا اُنہوں نے اُنکا
حال اور ماجرا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ
سُود سے ہاتھ اُٹھاؤ۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۝ پس اگر ایسا
نہ کروگے اور بقیہ سُود نہ چھوڑ دوگے۔ پس آگاہ کردو ایکدوسرے کو اور آمادہ رہو ساتھ
لڑائی کے خُدا سے اور اُس کے رسُول سے یعنے اگر سُود لینا نہ چھوڑ دوگے تو آگاہ ہو جاؤ

اور جان لو کہ حرب خدا اور رسول کے لایق ہو۔ اور خدا کی لڑائی آتش دوزخ اور رسول کی لڑائی تلوار ہے ✦

مؤلف - اے میرے بھائیو! اب اس سے زیادہ کیا سنو گے۔ کہ بیاج کھانیوالے جو بیاج کھاتے ہیں گویا اللہ اور رسول کیساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ اور جسنے اللہ اور رسول سے لڑائی کی پھر اُسکا حال کیا ہوگا۔ اپنے دلمیں خوب سمجھ لو ✦ اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہ قرضدار کی سواری پر سوار نہ ہو۔ اور اُسکا ہدیہ نہ لے کیونکہ قرضدار سے جسطرح فائدہ قرضخواہ کو پہونچے وہ سود ہے۔ کما ورد کل قرض جر نفعا فھو حرام ✦ یا اللہ یا کریم ہمکو اور سب مسلمانوں کو حرام کے کھانے اور حرام کے کسب اور حرام مال حاصل کرنیسے بچائیو۔ بلکہ شبہ کی چیزوں سے بھی محفوظ رکھیو۔ بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد ✦

ھٰذِہِ الْمَوْعِظَۃُ فِیْ ذِکْرِ نَشْرِ الْخَلَائِقِ مِنْ قُبُوْرِھِمْ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خلقت کو اپنی اپنی قبروں سے اُٹھایا جائیگا تو اپنے اُٹھنے کے مکان پر چالیس برس کھڑے رہیں گے۔ اور ایسے بے حواس ہونگے کہ اُن کو کھانے اور پینے کی طرف ہرگز خیال نہو گا۔ ایک دوسرے سے بات چیت بھی نہ کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی اُمت کے دیندار کس علامت سے پہچانے جائیں گے قَالَ اِنَّ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ ✦ اور نیز حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اور حق سبحانہ وتعالے کے حکم سے خلائق اپنی اپنی قبروں کے مکان سے اُٹھیں گے۔ تو ملائک حاضر ہوکر اُن کی قبروں پر آکھڑے ہونگے۔ اور اُن کے تمام بدن کو مٹی کی آلایش سے صاف کریں گے۔ اور اُن کا سارا بدن غبار سے صاف ہو جائیگا۔ مگر سجدہ کے مکانات اور مواضع سے مٹی کا نشان بدستور قائم رہیگا۔ فرشتے اس نشان کے مٹانے میں ہر چند کوشش کرینگے مگر وہ نشان ہرگز اُن کے بدنوں سے نہ مٹیگا۔ پس حق سبحانہ و تعالے

کیطرف سے منادی پکار کر کہیگا۔ لَیْسَ ھٰذَا مِنْ تُرَابِ قُبُوْرِھِمْ اِنَّمَا ھِیَ تُرَابُ مَحَارِیْبِھِمْ
دَعْوَامَا عَلَیْھِمْ کہ یہ اُن کی قبروں کی مٹی نہیں ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ یہ مٹی اُن کے
محاریب کی ہے اس مٹی کو اُن کے بدنوں پر چھوڑ دو۔ تاوقتیکہ یہ پُلصراط سے سلامت
باکرامت گذر کر بہشت میں داخل ہو جاویں۔ پھر بہشت وغیرہ کے رہنیوالے لوگ جب
ان کے چہروں پر علامت سجدہ کی دیکھیں گے تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ بندے
اللہ کے خادم اور بندے عابد ہیں ٭ انتہے

حدیث۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دِن آویگا۔ تو حق سُبحانہ وتعالےٰ اپنے بندوں کو
قبروں سے اُٹھائیگا۔ تو حضرت رضوان اللہ علیہ السّلام کیطرف یہ پیغام پہونچائے گا
یا رضوان قد اخرجت الصّائمین من قبورھم جائعین عطشین فاستقبلھم
بشھواتھم وطعامھم وشھواتھم اَے رضوان میں نے اپنے روزہ داروں کو پیاسے
اور بھوکے قبروں سے اُٹھایا ہے۔ اور بہت مدّت کے بھوکے اور پیاسے ہیں تو اُنکے
لئے بہشت سے کھانا پانی وغیرہ چیزیں لیجا۔ حضرت رضوان علیہ السّلام یہ پیغام ملک
العلّام کا سُنکر آواز بلند سے چیخ مار کر کہینگے یاایھا الغلمان ویاایتھا الولدان ایتونی
باطباق النور غلمان اور ولدان وُہ ہیں جو قبل از بلوغت فوت ہو گئے ہونگے۔ پس
یہ سارے یعنی بارش کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور اشجار کے پتوں سے بڑھکر
میوجات کثیرہ اور طعومات مجربہ اور شرابات لذیذہ کے اطباق بھر کر رضوان کے پاس
حاضر ہو جائیں گے۔ جب وُہ غلمان اُن کیساتھ ملاقات کریں گے اور طعام بہشتی اُنکے
آگے رکھیں گے تو اُن کو کہینگے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَۃِ
اَے خدا کے بندو اِس خوشگوار طعام اور شراب کو کھاؤ اور پیئو بسبب اُس چیز کے کہ
تم نے ایّام گذشتہ میں بھیجی تھی۔ اللھم ارزقنا ٭

حدیث۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے ثلٰثۃ نفر صافحھم الملٰئکۃ یوم القیمۃ اذا خرجوا من قبورھم الشھداء
وصائمو شھر رمضان وصائمو یوم عرفۃ کہ تین قسم کے آدمی جب اپنی قبروں سے اُٹھینگے
تو فرشتے تعظیماً اُن کیساتھ مصافحہ کریں گے۔ ایک تو شہدا یعنے جنہوں نے راہ مولے۔

میں اپنی جان قربان کردی - دوئیم ماہ رمضان کے روزے رکھنے والے - سیوم جو عرفہ کے دن یعنے حج کے دن روزہ رکھتے ہیں - ان تین قسم کے آدمی قیامت کے دن جب اُٹھینگے تو ملائکہ اُن کی تعظیم و تکریم کے لئے اُن کیساتھ مصافحہ کریں گے ۔

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ام المومنین عائیشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ قصوراً من درو یاقوت وزبرجد وذھب وفضۃ فقلت یارسول اللہ لمن ھذا قال لمن صام یوم عرفۃ کہ بہشت میں موتیوں اور یاقوت اور زبرجد اور سونے اور چاندی کی کوشکیں بنی ہوئی ہیں - میں نے عرض کیا یارسول اللہ لمن ھذا قال لمن صام یوم عرفۃ پھر فرمایا یا عائشہؓ ان احب الایام الی اللہ یوم الجمعۃ ویوم عرفۃ لما فیھما من الرحمۃ اے عائیشہ بہت پیارا دنوں میں سے خدایتعالےٰ کے نزدیک جمعہ اور عرفے کا دن ہے - اس لئے کہ نزول رحمت الہیٰ کا ان دلوں میں بہ نسبت اور دنوں کے زیادہ ہے اور بہت بڑا دن ابلیس کے عندیہ میں جمعہ اور عرفہ کا دن ہے اور فرمایا اے عائیشہ جو شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے حق سبحانہ وتعالےٰ ستّر دروازے رحمت کے اُسپر کھولدیتا ہے - اور جب روزہ کو افطار کرکے پانی پیتا ہے - اُس کے بدن کے پسینے کے قطرات اس کے لئے مغفرت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں اللھم ارحمہ الی طلوع الفجر - انتہےٰ ۔

حدیث - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزہ دار اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے اور روزے کی خوشبو جو اُن کے مُنہ سے نکلتی ہوگی - بچھانے جائیں گے - یعنی لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ روزہ دار ہیں اور ملائک اُن کے لئے لذید کھانوں کے خوانچہ اور خوشگوار سرد پانیوں کے کُوزے حاضر کریں گے اور کہیں گے - کلوا فقد جعتم حین شبع الناس واشربوا فقد عطشتم حین روی الناس واستریحوا پس وہ روزہ دار بہشتی کھانے کھائینگے اور ٹھنڈے پانی پیئیں گے اور استراحت کے بستر پر آرام کریں گے - اور دیگر لوگ حساب کے مخمصہ میں گرفتار ہونگے - انتہےٰ

حدیث - حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس قسم کے آدمیوں کو بلاحساب بہشت میں داخل کیا جاویگا - ایک انبیا اور شہدا اور حضرات علماء اور غازی فی سبیل اللہ - اور حافظ قرآن بشرطیکہ قرآن فروشی نہ کیا کرے اور مؤذّن اور

امام عادل اور وُہ عورت جو جننکر فوت ہو جائے۔ اور جو ظلماً قتل کیا جاوے۔ اور جو جمعہ کے دن میں فوت ہو جائے یا جمعہ کی رات کو انتقال کر جائے۔ یہ دسّ قسم کے آدمی بلا حساب داخل بہشت ہوویں گے + انتہےٰ ۱۲

حدیث ۔ رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یحشر الناس یوم القیمۃ عراۃ حفاۃ کہ آدمی قیامت کے دن ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ کئے ہُوئے اُٹھیں گے۔ حضرت ام المؤمنین سودہ + اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام المومنین عایشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں فرماتی ہیں کہ مَیں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسُول اللہ! بڑی خرابی ہو گی اور بڑی بے پردگی ہو گی۔ کہ ہم ایکدوسرے محرم غیر محرم کیطرف ننگے دیکھینگے۔ آپ نے فرمایا کہ اُسدن آدمیوں کو اتنی ہی فکر ہو گی۔ دیکھنے کی فرصت نہ ہو گی۔ چالیس برس تک اُن کی آنکھیں آسمان کیطرف ٹکٹکی باندھکر دیکھتی رہ جاویں گی۔ کما قال اللہ تعالےٰ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ پس وُہ دن کیسا سخت ہو گا کہ برہنگیاں اُسمیں عیاں ہونگی۔ اور با وجود اس کے دیکھنے اور التفات کرنیسے مامُون رہیں گے + آیت شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ دن ایسا سخت ہو گا کہ ہر مرد کے واسطے اہل قیامت میں سے۔ اسدن ایک کام ہے کہ اُسے دوسروں کے کام سے باز رکھیگا۔ اِس باب میں شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ نے ایک حکایت نظم کی ہے ؏

کشتیئے آورد در دریا شکست	تختہ زان جملہ بر بالا نشست
گُربہ و موشے بر آن تختہ بماند	کارشان با یک دِگر یختہ بماند
نے زگُربا موش را رُوئے گریز	نے زموُش آن گُربہ را چنگال تیز
ہر دو شان از ہولِ دریائے عجب	در تحیّر باز ماندہ خشک لب
در قیامت نیز آن غوغا بوُد	یعنے آنجا نے تو نے ما بود۔

معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سب آدمی محشر قیامت میں جمع ہو جاویں گے اور ستر ہزار ملائک دوزخ کو ستر ہزار باگ سے پکڑ کر میدان قیامت میں لاویں گے اور نیز حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ کی ایک ایک باگ کو ستر ستر ہزار فرشتہ پکڑ کر گھسیٹے گا جب سو برس کا راستہ محشر کے میدان میں باقی رہ جاویگا۔ تو دوزخ خلایق کے

پکڑنے کے واسطے ایسا حملہ اور یورش کریگا۔ کما ورد تکاد تمیز من الغیظ یعنے قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے دوزخ غصہ کے مارے کافروں پر۔ کہ انبیاء اور ملائک اُسکی دہشت اور خوف سے زانوؤں کے بل گر پڑیں گے۔ اور نفسی نفسی پکاریں گے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی کہیں گے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا یا محمد اولیائی من اُمتك لاخوف علیهم ولاهم یحزنون۔ یا محمدؐ میں تیری اُمت کی بابت تیری آنکھوں کو سرد کرونگا ÷ اور آفتاب اُسدن ایک میل کے فاصلے پر نزدیک ہوگا اور اسکی حرارت بھی زیادہ کیجاوے گی۔ اور آدمی اپنے اپنے عرق میں بقدر گناہوں کے غرق ہونگے چنانچہ بعضوں کا پسینا زانو تک اور بعضوں کا تہیگاہ تک۔ اور بعضوں کا کانوں تک اور بعضوں کا قریب سر پر سے گذر جانے تک ہوگا ÷

حضرات علمائے کہا ہے کہ یہ بھی اُسروز کے خوارق میں سے ہے۔ کہ خلایق برابر کی زمین میں متفاوت عرق عرق ہونگے۔ اور اس روز سوائے سایہٴ اعمال صالحہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اور ازانجملہ بعضے لوگ عرش کے سایہ میں ہونگے۔ کما ورد عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سبعة نفر یظلهم الله یوم القیمة تحت ظل عرشه یوم لاظل الاظله اولهم امام عادل وثانی شاب نشأفی عبادة الله تعالیٰ وثالث رجل ذکرالله خالیا ففاضت عیناه دمعًا من خشیة الله تعالیٰ ورابع رجل قلبه متعلق بالمسجد اذاخرج حتی یرجع الیه وخامس رجل تصدق بصدقة فلم تعلم شماله بما صنعت یمینه وسادس رجلان تحابا فی الله وسابع رجل دعته امراة ذات حسن وجمال الیٰ نفسها فابےٰ وقال انی اخاف الله تعالیٰ۔ حضرت ابی ہریرہ رضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ سات آدمی ہیں کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا۔ وُہ ایسا دن ہے کہ سوائے اِس سایہ کے کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ پہلے امام عادل یعنے جو بادشاہ جو اپنی سلطنت میں عدل اور انصاف کو مدنظر رکھتا ہو۔ اور رعیت کو جماعت ظلمہ سے بچانیوالا ہو ÷ اور دوسرا وہ جوان ہے جس نے اللہ تعالےٰ کی عبادت ہی میں پرورش پائی اور جوان ہوا۔ اور کسی طرحکا گناہ اُس سے سرزد نہ ہوا۔ اور لڑکپن سے جوان ہونے تک خدا اور رسول کی محبت اور اطاعت میں مشغول رہا۔ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو اپنے عرش کے سایہ میں رکھیگا

اے میرے بھائیو اب میں تمکو لڑکوں کی عبادت میں چند حکایتیں سُناتا ہوں اور تم کو خواب غفلت سے جگاتا ہُوں - اور اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اُس کے رسُول کی اطاعت پر رغبت دلاتا ہُوں - ذرا دِل کے کان میری طرف متوجّہ کرو +

نقل عبداللہ یافعی شافعی نے اپنی کتاب حکایات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رح کے پاس ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر رات دن زار زار روتی چلاتی ہے - ہر چند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی - ڈرتا ہوں کہ روتے روتے اندھی نہ ہو جائے - آپ قدم رنجہ فرمایئے اور اُس ناسمجھ کو پند ونصیحت سے سمجھایئے - کیا عجب ہے کہ مفید ہو جائے - اور مجھ غمزدہ کو اس غم سے چھوڑائے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اہل اللہ کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہے + حضرت حسن بصری تشریف لیگئے - اور اُس از خود رفتہ بخدا پیوستہ کو سمجھانے لگے - کہ کیا بات تجکو بھائی - کونسی چیز تیرے دِل میں سمائی کہ دن رات روتی چلاتی ہے - اور اپنے ماں باپ کو ناحق غم والم میں رکھتی ہے - بولی اَے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھاگئی - دِل و جان میں سماگئی - اور رونے کا مزہ چکھا گئی چشمۂ چشم سے ندی نالے بہا گئی - پس اگر دولتِ دیدار پروردگار اس بے نصیب کے نصیب ہے تو دونوں آنکھیں یہ اور ایسی دو ہزار اُور نثار دیدار لقائے پروردگار ہیں - ورنہ ہونا نہ ہونا ان کا بیکار ہے - بلکہ ہونے سے نہ ہونا خوشگوار ہے ؎

آدمی دیدست وباقی پوست ست	دیدہ آن دیدہ کہ دید دوست ست

اور دیدہ حق دیدہ ہر دم بے چین اشکبار ہے - ہاں اگر چین ہے تو دولتِ دیدار جناب باری باگریہ وزاری میں ہے - واللہ کوئی چیز مزے دار تر ذوق دیدار پروردگار سے نہیں - اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے وصال یار سے کم نہیں - جیسا کہ زاہد کی حکایت مثنوی شریف میں اس حکایت کے مناسب ہے وہو ہذا - حکایت

زاہدے را گفت یارے در عمل	کم گری تا چشم را ناید خلل
گفت زاہد از دو بیرون نیست حال	چشم بیند یا نہ بیند آن جمال
گر بہ بیند نور حق خود چہ غم است	در وصال حق دو دیدہ کے کم است
ورنہ خواہد دید حق را گو برو	ہمچنین چشم شقی کور شو

حکایت - نقل ہے بادشاہ بغو الکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اسکی نہایت حسین اور جمیلہ تھی - یکایک دنیا اور معاملات دنیا سے اُسکو نفرت آگئی - اور آدمی کی صورت سے بیزار ہوگئی حتے کہ مجنون مشہور ہوئی - آخر کار بادشاہ کو بھی خبر پہونچی - سُنتے ہی ازبس بیقرار ہوگیا - اور ہر طرف کے طبیب بُلائے - اور معالجہ شروع کیا - کسی کے معالجہ سے فائدہ نہ ہُوا - جب تنگ آکر حکم دیا کہ جو کوئی اسکو اچھا کریگا اُسی کیساتھ اُسکا عقد نکاح کیا جاویگا - یہ حال سُنکر ایک جہان جمع ہوگیا - کوئی بیمار ذوق جمال اور وصال کوئی گرفتار شوق حصول مال و منال - الغرض ہر ایک بلباس طبیب اُس جمیلہ کی خدمت میں آیا - اور تمام عالم گرفتار اس مرض عالمگیر نے اپنے مرض کی دوا اُس مریضہ محبوبہ کو پایا - ہر ایک دعوے حکمت کرنے لگا - کوئی اقسام امراض گنتا تھا - کوئی حرکات نبض بیان کرتا تھا - آخر کار سب نے نوبت بہ نوبت معالجہ کیا - مگر کچھ افاقہ نہ ہُوا - جب بادشاہ نے غیرت کھاکر غضب میں آکر سب کو قتل کروادیا پھر بھی بطمع زر و مال اس مالدار حسن و جمال باکمال سے کوئی باز نہ آیا - جو خبر پاتا تھا آکر معالجہ کرتا تھا - جب افاقہ نہ ہوتا تھا تو مارا جاتا تھا ؎

بدوز و طمع دیدۂ ہوشمند	درآرد طمع مُرغ و ماہی بہ بند

یہ خبر حضرت ابوالحسن نوری قدس سرہٗ کو پہونچی - بہت متاسف ہوئے اور کہا - مفت سارا جہان جان سے جاتا ہے - اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الٰہی کو بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہے - چنانچہ حضرت تشریف لے گئے اور پوچھا کہ وہ بیمار کہاں ہے کسی نے کہا کہ جب اسکے اچھی ہونیکی طرف سے مایوس ہوگئے - تب ہارکے اسکے علاج لاعلاج سے سب نے ہاتھ اُٹھایا - اور اُسکو مطلق العنان کردیا - پھر وہ پردہ نشین بطور مجنونانہ ہر جا بے پردہ پھرتی اور جنگل میں فلاں مقام پر رہتی ہے - پھر اُسی جگہ تشریف لے گئے اور باواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سورۂ بقر پڑھنی شروع کی - پس ناگاہ لڑکی چیختی چلاتی آئی - کہا اے ابوالحسن نوری تمپر اللہ کی رحمت ہو - کیا میرے پیارے خدا کا پیارا کلام پڑھتے ہو - آپ نے حیرت میں ہوکر کہا کہ تو نے کیونکر میرا نام اور اللہ کا کلام معلوم کیا - تجھکو کس نے بتایا - بولی اے شیخ جس نے تیرے جیسے صاحب کمال کو یہاں بھیجا - اور مجکو اس حال میں خوش کیا اُسی نے تعلیم کیا اور اگر میں ایسی

نہ ہوتی تو دُنیا اور دُنیا والوں سے کیونکر نجات پاتی۔ اور اس قسم کی باتیں کرتی۔ جیسے کہ مولٰنا فرماتے ہیں ؎

کار ما از خلق بر ما شُد دراز	وادزین مُشتے گدائے بے نیاز
تا نمیرم از خود واز خُلق پاک	بر نیاید جانِ ما از خلق پاک
ہر چہ غیر شورش و دیوانگی است	اندرین رہ دُوری و بیگانگی است

پھر آپ سے سورۂ آل عمران تک پڑھوایا۔ پھر آپ نے کہا کہ عورت ہو کر تجکو اس لوٹے حال میں رہنا زیبا نہیں۔ کپڑے پہنکر اپنے باپ کے پاس چل۔ کہ ہمارا تیرا عقد ہو جائے بولی مجکو ہرگز رغبت نہیں ہے کہ ؎

وقت آن آمد کہ من عریان شوم	جسم بگذارم سراسر جان شوم
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی۔	کفر باشد پیش او جز بندگی
نعرۂ مستانہ خوش مے آیدم	تا ابد اَے جان چنین مے بایدم

کہا بدوں عقد کے باہم کلام و پیام دُرست نہیں ہے۔ پھر باہم ہو کر زیارت بیت اللّٰہ کو چلیں گے کہ ہر سال وہاں لاکھوں آدمی جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ یہ بات سُنتے ہی بیخود ہو گئی۔ دریائے محبّت الٰہی میں ڈوب گئی۔ اُسی حال میں جناب الٰہی میں روکر عرض کرنے لگی کہ اَے میرے مالک تو نے اپنے فضل و کرم سے اس بندی کو اپنی محبت کا مزہ چکھایا۔ اور سب دُنیا اور لذات دُنیا سے چھڑایا۔ اور اپنا گھر کہ لاکھوں آدمی اُسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ آجتک مجکو نہ بتایا نہ دکھایا۔ لونڈی کو کیا خطاوار پایا۔ جو ایسی دَولت سے محروم رکھا۔ پھر یکایک جوش محبّت الٰہی میں بھر گئی۔ دریا کی طرح اُبل گئی اور ایک طرف تیزی سے چلی۔ وُہ بھی بوادید حال کیفیت مال کے اُس کیساتھ ہُوئے۔ ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہونچی کہ ہر طرف نہر جاری اور باغ بہاری آگے چل کے کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وُہ طواف کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے اور خوشی سے پھُولی نہیں سماتی ہے۔ بولی اَے شیخ جس کے جی جان میں خدا کی محبّت رچ گئی۔ اور خودی سے گذر گئی۔ اور خدا کی خاص لونڈیوں میں ہو گئی۔ اُسکو زیارت کعبہ کے آنے کو کسی زاد راحلہ کی حاجت نہ رہی اِسواسطے کہ ؎

عقل و دلہا بیگمان چُون عرشی اند	در حجاب از نور عرشی مے زیند

عقل ہر عطار کاگہ شد اژو	طبلہا را ریخت اندر آب جو
گر کشاید دل سرانبان راز	جان بسوئے عرش سازد ترکتاز

بلکہ خالص بندوں کے واسطے کعبہ اپنے مقام سے اُٹھ جاتا ہے +

رجعنا الی الحدیث ۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ورجل ذکر اللہ خالیاً ففاضت عیناہ دمعاً من خشیۃ اللہ + ترجمہ تیسرا شخص جو قیامت کے دن عرش الہیٰ کے سایہ میں ہوگا وہ ہے جو خلوت میں بیٹھکر اپنے خدا کو یاد کرے۔ اور اور خوف الہیٰ سے اُس کی چشموں کے چشمے جاری رہیں +

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو! تم بھی نیک چلن اختیار کرو۔ اچھی اچھی خصلتیں اپنے وجود میں پیدا کرو۔ اور حق سُبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور اپنے رسُول مقبول صلعم کی اطاعت اختیار کرو۔ اور اُس کے عذاب اور غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ اور ناپائدار دُنیا کی محبت دل سے چھوڑو اور دین حاصل کرو۔ جب کسیطرح کی مصیبت میں پڑو توصبر اور شکر کو بجالاؤ۔ گلہ اور شکوہ کا حرف مُنہ سے نہ نکالو۔ دُکھ دینے والا وہی ہے۔ جو سُکھ دیتا ہے۔ اس کے سِوا نہ کوئی دُکھ دیتا ہے نہ سُکھ۔ تم ذرا اپنے رسُولؐ اور اُسکے صحابہ کی عبادت اور ریاضت اور صبر اور شکر کا حال سُنکر اپنے دل کے تئیں سمجھاؤ۔ کیا تم مرتبہ میں اُنسے بڑھ کر ہو کہ تم کو عبادت الہیٰ سے عار آتی ہے۔ دیکھو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ باوجود اس جاہ وجلال کے عبادت الہیٰ میں اسقدر مصروف رہتے تھے + نقل ہے کہ ایکروز لوگوں نے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ اسقدر تکلیف اُٹھاتے ہیں اور دُکھ میں پڑے رہتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ راحت فرمائیے جسم کو آرام دیجئے۔ آپ نے جوابدیا کہ اگر دن کو آرام کروں تو رعیّت کی خبرداری اور اُن کے مطالب کا کون فیصلہ کرے۔ اور جو رات کو آرام سے رہوں تو قیامت میں اللہ تعالےٰ کو کیا مُنہ دکھاؤں۔ اور وہاں کا کام میرا کسطرح بنے +

نقل ہے کہ ایک شخص اصحابوں سے جب نماز میں کھڑے ہوتے اتنا توقف کرتے کہ پاؤں اُن کے سُوج جاتے یہ تکلیف دیکھکر جورو اُنکی پیچھے بیٹھکر رویا کرتی۔ ایکدن اُنکی ماں نے کہا اے بیٹا اسقدر اپنے بدن پر رنج کیوں اُٹھاتے ہو۔ ذرا رحم کرو۔ آرام سے رہو۔ اُنھوں نے جواب دیا اے میری ماں بندہ آقا کی خدمت کیواسطے مقرر ہے

اس کے حق میں یہی بہتر ہے کہ ہردم اپنے کام میں رہے - جو اس سے غفلت کرے گا بندگی کے دائرہ سے خارج ہو جاویگا - اَے میری ماں میں حضرت نبی کریم اور اُن کے اصحابوں سے بہتر نہیں ہوں اُنکا حال قیامت کے ڈر سے ایسا ہوتا تھا کہ کیا بیان کروں ہمیشہ اسی فکر میں رہتے تھے - کہ اُسدن کس کے نصیب میں کیا ہوگا - کون چھوٹیگا کون پکڑا جائیگا - اَے میری ماں یہی اندیشہ مجھے لگ رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن شرمندگی اُٹھاؤں - ندامت کھینچوں - اپنے اوپر ملامت کروں - جس نے اب کاہلی کی وہاں پچتائیگا - بہت حسرت اُٹھائیگا - اَے میری ماں بڑے بڑے سخت مقام درپیش ہیں - کیونکر دل بہلاؤں عیش وآرام میں کسطرح دل لگاؤں - آخرت میں جب پوچھیں گے دُنیا سے کیا لایا - جیساکہ حضرت مولنا نے فرمایا - **مثنوی**

حق بفرماید چه آوردی مرا	اندرین مهلت که من دادم ترا
عمر خود را در چه پایان بردهٔ	قوت و قوّت درچه فانی کردهٔ
چشم و گوش و هوش گوهرهاے عرش	خرج کردی چه خریدی تو زفرش

پھر ملک الموت کو کیا مُنہ دکھاؤنگا - گور میں منکر نکیر کو کیا سناؤنگا - نیکی بدی تو نے کیوقت کیا کہونگا - پلصراط سے کیونکر پار اُترونگا - ایسی ایسی باتیں کرتے خوف الٰہی جو غالب ہوا اُسیوقت جان اپنے جان آفرین کو سونپی - جورو اور ماں افسوس کرتی رہ گئیں +

مؤلف - اے میرے بھائیو جو شخص خدائے ذوالجلال کی عبادت میں مشغول رہتا ہے - اور اُس کے جلال سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے - تو اس شخص سے جن والنس درند وپرند سب خوف زدہ رہتے ہیں - کما ورد من خاف اللّٰہ خافه کل شئ ومن خاف من غیر اللّٰہ خوفه اللّٰہ من کل شئ - یعنے جو کوئی خدائے ذوالجلال کی عظمت وجلال سے ڈرتا جملہ مخلوقات یعنے تمام مخلوقات کے لوگ جن والنس وحوش وطیور سب اُس سے ڈرتے ہیں اور اُسکا ادب مدنظر رکھتے ہیں - یہانتک کہ شیر جو سب درندوں کا بادشاہ ہے اُس شخص کی تعظیم اور تکریم اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے - اور جو کوئی غیر ذات مقدس سے ڈرتا ہے اور خدا کے جلال کا کچھ لحاظ نہیں رکھتا ہے - جناب باری اُسکو ہر شے سے ڈراتا ہے - جیساکہ مولنا قدس سرہ نے ارشاد فرمایا - **مثنوی**

هرکه ترسید از حق وتقوے گزید	ترسد ازوے جن وانس وهرکه دید

ہر کہ نترسد مرد را ایمن کنند	مرد دل ترسندہ را ساکن کنند

حق سبحانہ وتعالےٰ جل جلالہ نے جو لوگ اُسکے جلال کا خوف رکھکر اُسکی عبادت میں شاغل رہتے ہیں اُن کی شان میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تحقیق جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اُسپر قایم ہو گئے ٭ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ شرک نہیں کیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امر و نہی پر قایم ہو گئے۔ روباہ بازی نہیں کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تفسیر کی کہ اپنے عمل پاکیزہ اور خالص کئے۔ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ توجیہ فرمائی کہ فرایض ادا کئے ٭ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ استقامت یہ ہے کہ طاعات اور عبادات جو اسپر فرض واجب۔ سُنت اور مستحب تھا سب ادا کئے اور جملہ منہیات سے بچے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دُنیائے فانی سے مُنہ پھیرا اور سرائے باقی کیطرف راغب ہوئے ٭

صاحب کشاف نے فرمایا کہ ربنا اللہ کہنا توحید اقراری سے عبارت ہے اور ثم استقاموا توحید معرفت کی طرف اشارت ہے۔ توحید اقراری یہ ہے کہ کہہ اللہ یکتا ہے۔ اور توحید معرفت یہ ہے کہ اسے یکتا جان یعنے ہر جہت سے اسکی وحدت دیکھ باوصف اس کے کہ عالم وحدت میں جہت نہیں ہے ؎

نے جہت میگنجد آنجا نے صفت	نے تفکر نے بیان نے معرفت
آتشے از سر وحدت بر فروخت	غیر واحد ہر چہ پیش آمد بسوخت

تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اُترتے ہیں اُنپر فرشتے۔ یعنے مستقیم مومنوں پر ہم فرشتے نازل کرتے ہیں اُن کی موت کے قریب یا قبر سے باہر آتے وقت یا قبر کے اندر یا ان سب وقتوں میں جو مذکور ہوئے ساتھ اسبات کے کہ ہم اُنسے کہیں گے اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نہ ڈرو اُنسے جو تمہارے آگے ہیں امور اخروی اسواسطے کہ وہ تمپر آسانی سے گذر جائیں گے اور غمگین نہو اس کے سبب سے جو چھوڑ آئے ہو اہل وعیال کہ حق تعالےٰ اُن کے کام بخوبی بنائیگا۔ اور خوش ہو جنت کے سبب سے وہ جنت جسکا وعدہ دیئے جاتے تھے۔ پیغمبر کے زمانے۔ حضرت مولنا قدس سرہ بھی اسی آیت کیطرف اشارہ کر کے ارشاد فرماتے ہیں۔ مثنوی

لاتخافوا هست نزلِ خائفان	هست در خور از برائے خائف آن
نے ز دریا ترس و نے از موج و کف	چون شنیدستی خطاب لاتخف
خوف آنکس راست کو را خوف نیست	قصّہ آنکس کش اینجا طوف نیست
من ترسانم و تسبیح یادہ را	آنکہ ترسد من چہ ترسانم ورا

حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے جو لوگ خدائے ذوالجلال کے جلال سے خوف زدہ رہتے ہیں اُنکی شان میں فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ترجمہ بیشک وُہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب کے عذاب سے پوشیدگی کیساتھ یعنے خوف کے آثار خلق سے چھپاتے ہیں اور تنہائیوں میں نالہ و فریاد کرتے اور روتے ہیں۔ عین المعانی میں ہے کہ غیب سے دِل مُراد ہے کہ خلق سے پوشیدہ ہے اور خدا پر ظاہر ہے۔ یعنی دِلمیں ڈرتے رہتے ہیں۔ اُن کیواسطے بخشش ہے گناہوں کی اور اجر بڑا کہ بہشت ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ سختیوں اور مکروہات سے بےخوف ہونا یعنے ڈرنیوالوں کو اس چیز سے امان کی خوشخبری ہے جس سے ڈرتے ہیں سہ

لاتخافوا مژدۂ ترسندہ است	ہر کہ میترسد مبارک بندہ است
خوف و خشیہ خاص دانایان بود	ہر کہ دانا نیست کے ترسان بود

تفسیروں میں لکھا ہے کہ کفار قریش شہوات عیش نفسانیہ میں مسرور اور مغرور ہوکر رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں بے ادبانہ باتیں کہتے تھے۔ اور چونکہ قرآن اُترنے کے ذریعہ سے کئی مرتبہ اُنکی باتوں کا پردہ کُھل گیا۔ تو باہم اُنہوں نے یہ تدبیر کی اور یہ قرار دی کہ آپس میں محمدؐ کی باتیں آہستہ آہستہ کیا کریں۔ تاکہ اُن کا خداوند سُنے اور اُن کو آگاہ نہ کرے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِاجْھَرُوْا بِہٖ ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ترجمہ چھپاؤ تم اپنی بات پیغمبر کے باب میں یا ظاہر کرو اُسے یعنے دونوں باتیں اُس کے نزدیک یکساں ہیں۔ بیشک خدائے برحق جانتا ہے وُہ چیز جو سینوں میں ہے قبل اس کے کہ زبان پر آوے اور جو دل کی چھپی باتوں سے واقف ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہ ہوگا۔ وُہ دِل کی بات زور سے کہیں خواہ آہستہ اسکی ذات مقدس کے علم کے آگے یکساں ہے۔ اسی مضمون کیطرف مولٰنا قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مثنوی

ہر چہ در دل داری از مکر و رموز	پیش ما رسوا ست و پیدا ہمچو روز
گر بپوشیمش ز بندہ پروری	تو چرا بے شرمی از حد مے بری
چونکہ بد کردی بترس ایمن مباش	زانکہ تخم ست و بروپاند خداش
چند گاہے او بپوشاند کہ تا	آید آخر زان پشیمانی ترا

اے میرے بھائیو اب جو جو بات خوف الٰہی کے باب میں تمکو کہی سنائی گئی ہے اگر خوف کی کمی سے تم سے اُسکی پیروی نہ ہو سکے اور تمہارے ڈرانے کے لئے کافی نہووے تو ہم کسی قدر خائفین کے احوال لکھتے ہیں۔ جس سے ہم کو توقع ہے کہ کچھ تمہارے دلوں کی سختی دُور ہو جاوے۔ اس لئے کہ یہ بات تو تمکو بخوبی معلوم ہے کہ حضرات انبیاء اور اولیاء اور علما کی عقل اور اُن کے عمل اور رُتبے خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری عقل اور رُتبے سے بڑھکر تھی۔ تو یہ سوچنا چاہیئے کہ اُنپر خوف کیوں زیادہ تھا۔ اور اُن کے غم و گریہ کی کیا وجہ تھی کہ ان میں سے بعض چیخیں مارتے تھے اور بعض مدہوش ہو جاتے تھے۔ اور بعض غش کھا کر گر پڑتے تھے۔ اور اگر اُن کے احوال کے سُننے سے بھی تمہارے دل میں خوف پیدا نہ ہو تو بھی کچھ تعجب نہیں۔ اس لئے کہ غفلت والوں کے دل پتھر جیسے یا اُن سے بھی سخت ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ہ اور تحقیق وُہ دل جو تمہارے ہیں مثل پتھر کی ہیں سختی میں بلکہ بہت زیادہ ہیں سختی میں پتھر سے۔ اور تحقیق کہ بعضے پتھروں میں سے وُہ ہی کہ البتہ جاری ہوتی ہیں اُس سے نہریں بڑی بڑی۔ اور بعض اُنہی اُس سے وُہ کہ البتہ پھٹ جاتا ہے۔ تو نکلتا ہے اُس سے پانی تھوڑا جیسے چشمے۔ اور تحقیق کہ ہے پہاڑوں میں سے وُہ پہاڑ کہ گر پڑتا ہے اوپر سے نیچے آجاتا ہے۔ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ خوف خدا سے۔ اور نہیں ہے اللہ غافل اُس چیز سے جو تم کرتے ہو ہ

دلے کز نور معنے نیست روشن	مخوانش دِل کہ آن سنگ است و آہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد	از آن دِل سنگ و آہن ننگ دارد

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم باوجودیکہ قرآن کریم کو پڑھتے اور سنتے ہو۔ پھر

پتھروں سے بڑھ کر سنگدل ایسے ہو گئے ہو۔ اگر تمکو آہنی دل کا لقب دیا جائے تو بجا ہے کہ تم خدا کے جلال سے ایسے غافل ہو گئے ہو کہ اُسکا خوف تمہارے دلوں سے بالکلیہ جاتا رہا ہے دیکھو ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جنکی خاطر دو نو جہان پیدا ہوئے۔ اُن کے مزاج مبارک پر خوف الٰہی ایسا مستولی تھا کہ جب کبھی ہوا بدلتی اور آندھی آجاتی تھی تو خوف الٰہی سے انکا رنگ بدلجاتا تھا۔ جیسا کہ ام المومنین رض سے مروی ہے کہ جب ہوا بدلتی اور آندھی چلتی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا۔ اور کھڑے ہو کر حُجرے میں پھرنے لگتے تھے۔ اور باہر اندر جاتے تھے یہ سب باتیں خدائیتعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ہوتی تھیں اور ایک بار ایک آیۃ سورہ حاقہ کی پڑھکر بے ہوش ہو گئے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وخر موسیٰ صعقا گر پڑا موسےٰ بیہوشس ہو کر ؛

روایت ہے کہ آپ جب نماز میں ہوتے تھے تو آپ کے مبارک سینے کا جوش ہنڈیا کے جوش کیطرح سُنائی دیتا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل کبھی نہیں آئے مگر اس صُورت سے کہ خوف خدائے جبار سے کانپتے تھے ؛

روایت ہے کہ جب شیطان لعین مردود ہوا تو حضرت جبرائیل و میکائیل نے رونا شروع کیا۔ اُنکو حکم ہوا کہ تم کیوں روتے ہو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ الٰہی ہم تیرے داؤ سے بیخوف نہیں۔ حکم ہوا کہ تو ایسے ہی رہو۔ میرے مکر سے بیخوف نہ رہو ؛

روایت۔ حضرت فضیل رح فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے۔ کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا گناہ یاد کیا اُسیوقت چیخ مار کر اپنا ہاتھ سر رکھکر اُٹھے۔ یہاں تک کہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ آپ کے پاس درندے اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ مجھے تم سے کچھ مطلب نہیں۔ مجکو وہی چاہئے جو اپنی خطا پر رووے اور میرے سامنے روتا ہی آوے اور جو خطا وار نہیں داؤد خطا وار کے پاس اُسکا کیا کام ہے۔ اور جب کوئی آپ کو کثرت گریہ سے منع کرتا۔ تو فرماتے کہ مجھکو رونے دو۔ پہلے اس سے کہ رونیکا دن ہاتھ سے جاتا رہے۔ اور ہڈیاں جل جاویں۔ اور آنتیں بھڑک اُٹھیں اور پیشتر اس کے کہ میں حوالہ ایسے فرشتوں کے ہوں جن کی شان یہ ہے ملٰئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون

یعنے فرشتے تند خو زبردست بے حکمی نہیں کرتے اللہ کی جو بات اُن کو فرمائے اور وہی کرتے ہیں جو حکم ہوا +

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ بہت روئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو آپکا دل تھک گیا اور بہت رنج ہوا۔ آخر بامر لاچاری جناب باری عزاسمہ میں عرض گذری کہ الٰہی تو میرے رونے پر رحم نہیں کرتا۔ حکم ہوا کہ اے داؤدؑ اپنا گناہ بھول گیا۔ رونا یاد ہے۔ عرض کیا اے میرے اللہ اے میرے آقا میں اپنے گناہ کو کیسے بھولونگا میرا تو یہ حال تھا کہ جب زبور پڑھتا تھا تو پانی اور ہوا چلنے سے رہجاتے تھے۔ اور پرندے میرے سر پر سایہ کرتے تھے۔ وحشی میرے محراب میں مانوس ہوتے تھے۔ اے اللہ اب یہ کونسی وحشت ہے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ حکم ہوا کہ اے داؤدؑ وہ اُنس تھا اور یہ وحشت گناہ کی ہے۔ اے داؤدؑ آدمؑ ایک میری مخلوق ہے۔ جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح اُسمیں پھونکی۔ اور اپنے فرشتوں سے اُسکو سجدہ کرایا اور اپنے اکرام کا خلعت اسکو پہنایا۔ اور اپنے وقار کا تاج اُسکے سر پر رکھا۔ جب اُسنے اپنی تنہائی کی شکایت مجھسے کی تو میں نے اُسکا جوڑا اپنی لونڈی حواؑ کو بنایا۔ اور اپنی جنت میں اُسکو رہنے دیا۔ مگر جب اُسنے میری نافرمانی کی تو اُسکو اپنے پاس سے ننگا اور ذلیل کرکے نکالدیا۔ اے داؤدؑ میرا قول سن اور میں سچ کہتا ہوں کہ تو نے ہماری اطاعت کی تو ہم نے تیرا کہنا کیا۔ اور جو مانگا سو دیا۔ اور جب تو نے میری نافرمانی کی تو ہم نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ اور باوجود اس کے اگر تو ہماری طرف رجوع کریگا تو ہم تم کو قبول کریں گے +

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے خطا یاد کرتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس سے سُنی جاتی تھی۔ لکھا ہے کہ اُسوقت آپکے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور کہا کہ اے ابراہیم خدا تعالےٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے کبھی دیکھا کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو مجکو اپنی خلت بھولجاتی ہے + اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ جب انبیا علیہم السلام کا یہ حال تھا جو تم نے سُنا ہے اسمیں خوب سوچنا چاہئے کہ جب یہ لوگ تمام خلق سے زیادہ خدا تعالیٰ کے عارف

اور اُسکی صفات کے عالم تھے - اُن کا یہ حال تھا تو ہم کو کہ سراسر گناہوں سے ظاہراً و باطناً بھرے ہُوئے ہیں کسطرح رہنا چاہئے - سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

بجائے کہ دہشت خورند انبیا	تو عذر گناہان چہ داری بیا

رجعنا الی الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوتھا آدمی جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا - رجل قلبہ متعلق بالمسجد حتے یرجع الیہ - وہ شخص ہے کہ اُسکا دل مسجد میں متعلق رہے یہانتک کہ وہ نماز سے فارغ ہوکر اپنے کاروبار میں جاوے تو فوراً ہی مسجد میں چلا آوے یعنے بعد ادائے نماز کے گھر میں آوے - مگر اسکا دل مسجد کیساتھ لگا رہے اور اذان کا منتظر رہے - ورجل تصدق بصدقۃ فلم تعلم شمالہ بما صنعت یمینہ ؛ اور پانچواں وہ آدمی کہ جو قیامت کے کفدست میدان میں عرش کے سایہ میں بآرام کھڑا ہوگا وُہ شخص ہے کہ صدقہ دیوے اور اُسکا دایاں ہاتھ اتنا بھی معلوم نہ کرے کہ اُس کے بائیں نے کیا دیا ہے - یعنی صدقہ کسی مسکین کو ایسا چھپا کر دیوے کہ جو کچھ دائیں ہاتھ سے دیا ہے اُسکا بایاں ہاتھ مطلع نہ ہووے - اور چھٹا وُہ شخص ہے کہ رجلان تحابا فی اللہ یعنے وہ دو شخص جو باہم للہ فی اللہ بغیر کسی لالچ نفسانی کے ایکدوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مشغول رہیں اور ایکدوسرے کی رنج و راحت میں شریک ہو جاویں - اگر کسی بھائی کو کوئی مصیبت دُنیاوی یا دینی پہونچ جاوے تو اس سے اس تکلیف کو ہٹا دیویں تو ایسے دو شخص قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں کھڑے کئے جائیں گے ؛ اور ساتواں وُہ شخص ہے رجل دعتہ امرأۃ ذات جمال الی نفسھا فابی وقال انی اخاف اللہ تعالیٰ کہ جسکو ایک عورت صاحب حُسن و جمال اپنے نفس یعنے اپنی حاجت روائی کے لئے بُلائے پس وُہ خوف الٰہی سے ڈر کر کہے کہ میں اس کام کے نزدیک نہیں جاتا ہوں کہ میرا خدا عالم الغیب اس کام کو دیکھتا ہے اور میں اُسکی مُوجودگی میں یہ کام نہیں کرسکتا ہُوں - پس وہ اپنے نفس کو ہوائے نفسانیہ سے بچالیوے بیشک وُہ عرش کے سایہ میں کھڑا کیا جاویگا اور بعد حساب و کتاب کے بحکم ونہی النفس عن الھوےٰ فان الجنۃ ہی الماوےٰ بہشت میں داخل کیا جاویگا روایت ہے کہ قیامت کے عرصات میں مخلوقات انسانیہ کی ایکسو بیس صفیں ہونگی - اور ایک صف کا طُول ایکہزار سال کی مسافت کا ہوگا - محدثین کے اقوال سے

ثابت ہوتا ہے کہ منجملہ ان صفوں کے تین صفیں مومنوں کی ہونگی۔ اور باقی کلہم کافر ہی ہونگے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّ امتی مائۃ وعشرون صفا یعنے میری اُمّت کی ایکسو بیس صفیں ہونگی۔ اور راوی حدیث کہتا ہے ہذا اصحّ کہ یہ روایت اصح ہے اور مومنوں کی یہ علامت ہوگی انھم ابیض الوجوہ غیر محجّلون اور کفار اس صفت سے موصوف ہونگے۔ انھم اسود الوجوہ مقرّنین ومعذّبین مع الشیاطین یعنے کافروں کے مُنہ کالے اور زنجیروں سے کڑے ہوئے اور شیاطین کے شمول میں عذاب دیئے جاوینگے۔

ھٰذہٖ المسئلۃ فی ذکر سوق الخلائق الی المحشر

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن کفار پیادہ پا محشر کے میدان کی طرف ہانکے جاوینگے اور مومنوں کو مرکبوں پر سوار کر کے عرصات کے میدان میں لیجائیں گے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس امر کی بابت خبر دی ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا۔ یاد کرو وہ دن کہ اکٹھا کرینگے ہم پرہیزگاروں کو خدا کے بہشت کیطرف جو بخشنے والا ہے اُس حال میں کہ وہ سوار ہونگے عمدہ اونٹوں پر جو جنت کی سواریاں ہیں یعنے انکو اسطرح جنت میں سوار کر کے لیجائیں گے۔ جیسے عزّت دار لوگوں کو بادشاہ کی جناب میں سوار کر کے لیجاتے ہیں۔ اور ہنکاوینگے ہم کافروں کو دوزخ کیطرف جیسے بہایم کو بھوکا پیاسا پیادہ یا اکیلے رہے ہوئے۔ لا یملکون الشفاعۃ نہ قدرت رکھیں گے اور نہ پائیں گے نہ متقی نہ گنا ہگار سفارش کسی سفارشی کی۔ الا من اتخذ مگر اُس کی جس نے لے لیا ہو عند الرحمٰن خدا کے پاس سے عہد گا عہد سفارش کے واسطے اور وہ عہد توحید اور نیک کام ہے۔ یا یہ کہ کوئی کسی کی سفارش نہ کر سکیگا۔ مگر وہ جسنے خدا سے اجازت پائی ہو۔

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یحشر المؤمنون رکبانا

علے نجائبھم یعنے جمع کئے جاویں گے مومن درآنحال کہ وہ اپنے کوتل گھوڑوں پر سوار ہونگے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا حق سبحانہ وتعالےٰ فرشتوں کو ارشاد فرمائیگا کہ اے میرے کارگذار ملائکو تم میرے پرہیزگار متقی بندوں کو اس دور دراز میدان قیامت میں پیادہ پا میری عالیہ بارگاہ میں نہ لاؤ بلکہ ان کو معزز سواریوں پر سوار کرکے میرے دربار میں حاضر کرو اس لئے کہ یہ میرے بندے عالم دنیا میں بھی سواری کے عادی ہیں۔ جب اُن کا وجود عالم بود میں موجود نہیں ہوا تھا۔ تو اپنے باپ کی پیٹھ کے مرکب پر سوار تھے۔ اندان بعد جب باپ کی پشت سے انتقال کرکے والدہ کے رحم میں آئے تو اُسکا رحم نو مہینے تک انکا مرکب بنا رہا۔ جب وہ اپنی والدہ کے شکم سے عالم دنیا میں آئے تو دوڈھائی برس ماں کی گود میں سواری کرتے رہے پھر اپنے باپ کی گردنوں پر چڑھکر کوچہ و بازار کا سیر کرتے رہے جب وہ عالم نادانی سے نکلکر عالم تمیز اور جوانی میں پہونچے تو جنگلوں کے میدانوں کو طے کرنے کے لئے گھوڑوں۔ خچروں گدھوں گاڑیوں وغیرہ پر سواری کرتے رہے۔ اور دریائی سفروں میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہوکر مسافت کو قطع کرتے رہے۔ جب عالم دنیا سے رحلت کی تو اپنے بھائیوں کی گردنوں پر سوار ہوکے اپنے اصلی مکان یعنے قبر میں پہونچے۔ اب جو ایک مدت دراز کے بعد قبروں سے اُٹھے ہیں۔ یہ امر ہمارے کرم اور لطف سے بعید ہے۔ کہ اس منزل دور و دراز میں ان سواری کے عادیوں کو پیادہ پا چلاویں۔ اے میرے ملائکو! تم اُنکے واسطے اُن کی بھیجی ہوئی سواریاں بہشت سے لیجاؤ یعنے دُنیا میں جو اُنہوں نے قربانیاں کی تھیں۔ پس وہ لوگ قربانیوں کے مرکبوں پر سوار ہوکر اپنے مولےٰ کیطرف روانہ ہو پڑیں گے۔ اے میرے بھائیو اسیواسطے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانیوں کے قربہ کرنیکے واسطے تاکید فرمائی۔ اور فرمایا سمنوا ضحایاکم فانہا علے الصراط مطایاکم

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ حق جل و علا تمام اولین اور آخرین خلقت کو زمین کے میدان میں کھڑا کردیگا۔ اور آفتاب اُن کے سروں پر قریب ہوکر چمک پڑیگا۔ اور اس دن کی حرارت نہایت ہی سخت ہوگی۔ اور اس حالت پر ملامت میں ایک عشق سایہ

کیطرح دوزخ کی آگ سے نکلیگی اور بادل کی مانند ان کے سروں پر چھا جائیگی۔ پھر منادی ندا کریگا یا معشر الخلائق انطلقوا الی الظل پس خلقت اس عنق کے سایہ کے نیچے تین فرقوں میں منقسم ہو کر کھڑی ہو جائیگی۔ ایک فرقہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا تیسرا منافقوں کا۔ جب یہ تینوں فرقے اس سایہ کیطرف جائینگے تو یہ سایہ بھی تین ہی قسموں میں منقسم ہو جائیگا۔ ایک قسم میں محض حرارت ہوگی اور ایک قسم میں نرا دھوآں ہوگا۔ اور ایک قسم میں نرا نور ہی نور ہوگا۔ پس اسی جہت سے حق سبحانہ وتعالےٰ نے قرآن شریف میں خبر دی۔ قال اللہ تعالےٰ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّھَبِ۔ جاؤ سایہ تین شاخ والے کی طرف نہ ٹھنڈا اور ہمیشہ رہنے والا کہ اسمیں راحت ہو۔ اور نہ رفع کرے گا۔ دوزخی سے آگ کے شعلہ کی گرمی میں سے کچھ۔ اس سے دوزخ کے دھوئیں کا سایہ مراد ہے۔ کہ بڑائی اور زیادتی کے سبب سے متفرق ہو جاویگا۔ کئی شاخیں ہو کر اور ہر شاخ اسکی ایک طرف جائے گی۔ معالم میں لکھا ہے کہ دوزخ سے دھوآں باہر ہو کر اس سے تین شاخیں پیدا ہونگی۔ ایک نور کہ وہ مومنوں کے سر پر سایہ کریگا۔ اور ایک دھوآں کہ منافقوں کے سر پر ٹھیریگا۔ اور ایک خالص شعلہ وہ کافروں پر ٹھیریگا +

انوار میں لکھا ہے کہ جہنم کے دھوئیں کی تین شاخیں پیدا ہونگی۔ ایک کافر کے سر پر ٹھیریگا۔ اور ایک اس کے دائیں پر اور ایک بائیں پر۔ اور اس عذاب میں ڈالنے والی دماغ میں قوت واہمہ ہے اور قلب کے دہنے طرف قوت غضبیہ اور بائیں طرف قوت شہویہ جو کوئی چاہے کہ فردائے قیامت کو اس دھوئیں کی آفتوں سے کہ ظل من یحموم اسکی طرف اشارہ ہے بخوف ہو جائے اور اس کے صدمہ سے بچ جائے اسکو چاہیئے کہ عقل کے نور کو مضبوط پکڑے کہ صفت بہیمی اور صفت سبعی سے گذر جائے ؎

زتاریکی خشم وشہوت حذر کن | کہ از دود آن چشم ودل تیرہ گردد
غضب چون برآید رود عقل بیرون | ہوا چوں شود خیرہ جان خیرہ گردد

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عاصیوں

میں جب آدمی اپنے اپنے عرق میں غرق اور محبوس ہونگے اور طول انتظار سے ملول ہوکر آرزو کریں گے کہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوجائے کہ اس دردناک عذاب سے ہماری مخلصی ہوجائے اس مقام سے ہمکو دوزخ ہی اچھا ہے، اسوقت کسی سفارشی کی طلب میں ہوکر سب کے سب حضرت آدم صفے اللہ علیہ السلام سے اُسکے بعد حضرت نوحؑ اسکے بعد حضرت موسےٰؑ اسکے بعد حضرت عیسےٰ علیہم السلام کیخدمت میں حاضر ہوکر اپنی مخلصی کے لئے شفاعت کی درخواست کرینگے۔ ان حضرات میں سے کوئی بھی اپنے وجود میں شفاعت کی قدرت اور حضرت احدیت کی بارگاہ میں عرض کرنیکی جرأت نہ پائے گا۔ پھر سب لوگ انکی سفارش سے مایوس ہوکر سرور کائنات مفخر موجودات رحمت عالمیان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجوع کرینگے۔ حضرت رسالت اُنکی کلفت اور بلالت کو دیکھکر اور اُن کے حال زار پر رحم کھاکر شفاعت کے لئے کھڑے ہوجائیں گے۔ اور عرش مجید کے سامنے تشریف لاکر اپنے سچے معبود کو سجدہ کرینگے۔ ملک الجبار کے دربار سے ایک فرشتہ آکر کہیگا۔ اے محمدؐ توکیا چاہتا ہے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔ اے میرے اللہ اے میرے رب تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تیری شفاعت قبول ہوگی۔ آج میری شفاعت قبول کرکے بیچاری خلقت کا جو اضطراری اور بیقراری میں مبتلا ہے جلدی فیصلہ کر خطاب مستطاب ہوگا کہ اے میرے پیارے حبیب تیری شفاعت قبول ہے اور میری ذات مقدس تمام مخلوقات کی قضا کے لئے ابھی آتی ہے +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُسوقت تمام آدمیوں کیساتھ میدان عرصات میں کھڑا ہی ہونگا کہ اچانک اُترنے کی آواز میرے کان میں پڑیگی پہلے پہلے آسمان کے رہنے والے زمین پر اُترینگے اور زمین کا میدان اُنسے بھر جائیگا۔ اور اُن کی تعداد جن وانس سے بڑھکر ہوگی۔ اور صف باندھکر بڑے ادب سے کھڑے ہوجائیں گے ازاں بعد دوسرے آسمان کے ملائک اُتریں گے اور ان کی مقدار اہل زمین اور اہل آسمان اوّل سے زیادہ ہوگی علےٰ ہٰذا القیاس ساتوں آسمانوں کے رہنیوالے زمین پر آجاینگے اور صفیں باندھکر کھڑے ہوجائیں گے۔ سب سے پیچھے حضرت جلال احدیت بڑے جلال سے فِی ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ نزول فرمائیگا۔ مُراد نزول سے واللہ اعلم کسی قسم کا تجلّے ہوگا۔ اس نزول کی کیفیت مجکو معلوم نہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ سب سے پہلے جاندار حیوانوں

کے قصاص کا حکم فرمائیگا۔ چنانچہ بے شاخ شاخدار حیوان سے بدلہ لیگا۔ اگر کسی انسان نے کسی چڑیا کو عبث مار ڈالا ہوگا۔ تو قیامت کے دن چڑیا فریاد کرے گی یارب اس شخص نے مجکو بیفائدہ مار ڈالا۔ اور میرے وجود سے کسیطرح کا نفع نہ اٹھایا اور نہ تیری زمین میں مجکو زندہ چھوڑا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت جس نے بلّی کو پکڑ کر باندھ رکھا اور اسکو کھانا پینا نہ دیا۔ اور اسکو واگذاشت نہ کیا۔ اگر اسکو چھوڑ دیتی تو اپنا گذارہ حشرات الارض سے کرتی۔ قیامت کے دن یہ عورت اس کے بدلے دوزخ میں جائے گی۔

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنے اونٹ کو چارہ نہ کھلایا اور اسکو بھوکا رکھا۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلا کر فرمایا کہ یہ تیرا اونٹ قیامت کے دن تیرے ساتھ جھگڑا کریگا۔ جب طیور اور بہایم کا فیصلہ ہو جائیگا تو حق جل وعلا فرمائیگا۔ کونوا ترابا فیکونون ترابا اے پرندو اور چرندو! تم سب مٹی ہو جاؤ وہ سب کے سب مٹی ہو جائیں گے اور خاک ہو کر خاک میں ملجائیں گے۔ کفار فجار جو ایک سخت عذاب میں گرفتار ہونگے جانوروں کی یہ حالت دیکھکر کہینگے یٰلیتنی کنت ترابا۔ کاش! ہوتا میں خاک یا پیدا ہوا ہی نہ ہوتا۔ یا آج خاک رہتا اور مجکو زندہ ہی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے کہا کہ وحوش کو حشر کر کے جب خاک کرینگے تو کافر یہ تمنا کرینگے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کافر سے ابلیس مراد ہے اور وہ آدم علیہ السلام پر عیب رکھتا تھا۔ کہ خاک سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور اپنی تعریف اور بزرگی کرتا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوں۔ جب اس روز آدم علیہ السلام اور انکی اولاد مومن کی بزرگی اور اپنا عذاب اور سختی دیکھیگا تو آرزو کریگا کہ کاشکے! میں بھی خاک ہوتا۔ اور آدم علیہ السلام کے ساتھ نسبت رکھتا۔ اے میرے بھائیو! یہ دبدبہ اور طنطنہ جو خاکیوں کو ہے مخلوقات کے طبقوں میں کسی طبقہ کو نہیں۔ نظم

خاک را خوار و تیرہ دید ابلیس	گرد انکار زنان حسود و خسیس
ماند غافل ز نور باطن او	نشد آگہ ز سر کائن او
بہر گنجیکہ ہست در دل خاک	این صدا دادہ اند در افلاک
کہ بجز خاک نیست مظہر کل	خاک شو خاک تا بروید گل

امام مقاتل رحہ سے مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس حیوان بہشت میں داخل کئے جائینگے۔ (۱) حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا بچھڑا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا دُنبہ۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی گائے اور حضرت یونسؑ کی مچھلی اور حضرت عزیز علیہ السّلام کا گدھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کا نملہ اور بلقیس کا ہُدہد اور حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بُراق۔ اور اصحاب کہف کا کُتا لکھا ہے کہ قیامت کے دن اصحاب کہف کے کُتے کو بصُورت کبش یعنے دنبہ کی شکل بنا کر بہشت میں داخل کیا جاویگا + **مؤلف نکتہ** - اے میرے بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جب کُتے نے اپنے تئیں خدا کے دوستوں میں داخل کیا تو اُنکی صحبت کی برکت سے اسکو بہشت میں جگہ مل گئی۔ اگر تم بھی اپنے پیغمبر صلعم کے نائبوں کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو گے اور انکی صحبت سے مستفید ہوو گے تو انشاء اللہ انکی محبت اور صحبت کی برکت سے تم کو بھی بہشت میں داخل کیا جاویگا۔ اور جو شخص پچاس برس خدا تعالےٰ کی توحید کی کہف میں ہے خدا تعالےٰ قیامت کے دن کب اُسکو اپنی رحمت سے کب نکالتا ہے +

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وحوش طیور کا حساب اور قصاص کا فیصلہ ہو چکیگا۔ تو حق سبحانہٗ وتعالےٰ حضرت نُوح علیہ السلام کو بُلا کر ارشاد فرمائیگا۔ کہ اَے نُوحؑ تو نے میرا پیغام میرے بندوں کو پہونچا دیا تھا یا نہیں حضرت نوح علیہ السّلام عرض کریں گے۔ الٰہی میں نے تیرا پیغام اس قوم بد انجام کو پہنچا دیا تھا۔ اور تیری توحید کا کلمہ ان کو سُنا دیا تھا۔ پھر اُمت کو بُلایا جاویگا اور کہا جاویگا کہ کیا نوح علیہ السّلام نے ہمارا پیغام تمکو پہونچایا تھا۔ یہ سب اشرار کفار بالکل انکار کر جائینگے اور کہیں گے ؎

پاس ہم لوگوں کے دُنیا میں کہیں	کوئی بھی پیغامبر آیا نہیں۔
تب بُلا کر نُوحؑ کو پروردگار	قوم سے اُنکی کرے گا رد بکار
پس کہیں گے وہ رسُولِ بےبدل	اپنی اُمت سے کہ اَے قوم ضلیل
جی میں سوچو اور کرو ذہن خیال	کہ تمہیں تا نہصد و پنجاہ سال
میں وہاں کس کس نمط شام و پگاہ	کہتا تھا در باب توحید اِلٰہ
اور عذاب حشر سے تمکو مدام	ڈر سُناتا ہی رہا میں صبح و شام

میں نے کہنے میں نہ کی کچھ کوتہی
اِن پلیدوں کو سُنا دیں گے تمام
پھر بھی منکر ہو کے وُہ ناحق پسند
کب سُنی تھی ہم نے دُنیا میں کبھی
اور نہ تمکو جانتے تھے ہم وہاں۔
پھر کہیگا نوح کو رب جلیل
کہ کرو حاضر ابھی بے اشتباہ
نوح بولینگے کہ اے بار اِلٰہ!
ہے میری تبلیغ کے اوپر گواہ

پر نہ چھوڑی تم نے اپنی گمرہی
ہر نشانی اور پیتے کالے کے نام
بولیں گے کہ یہ تمہاری وعظ و پند
مُنہ تمہارے سے جو کہتے ہو ابھی
کہ یہ ہیں کون اور رہتے تھے کہاں
سُنکر اِن لوگوں سے ایسا قال و قال
اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ
اِس پہ ہے اُمّتِ محمدؐ کی گواہ
اُمّت خیر البشر بے اشتباہ

پھر حق سُبحانہٗ وتعالےٰ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے عالم اور فاضل اور شہیدوں کو ادائے شہادت کے واسطے اپنے دربار عالی میں بلائیگا۔ اور اور فرمائیگا۔ اے میرے حبیب خیر الانام علیہ السلام کی اُمت تم سچی بات بتادو کہ حضرت نوح علیہ السلام عالم دُنیا میں اپنی قوم کو میری توحید کا پیغام پہونچاتا رہا ہے یا نہیں جو کچھ تمکو معلوم ہے میرے سامنے اظہار کردو۔ امت محمدیہ کے علمار ح

وُہ کرینگے عرض اے دانائے غیب
اِس سبب سے اے جناب کبریا

ہم ہیں شاہد نوح کے بیشک و ریب
تو نے جو قرآن میں یہ فرمادیا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظَالِمُوْنَ ۔ وُہ قوم شوم اسبات کو سُنتے ہی ایک اعتراض پیش کر کے کہینگے۔ نظم

تم ہمارے عہد میں تب تھے کہاں
کیا خبر ہے تمکو ہم لوگوں کا حال
حال ہم لوگوں کا بے دیکھے سُنے
یہ گواہی کب تمہاری ہے دُرست
تب یہ فرمائینگے ختم الانبیاءؐ
یہ جو کہتی ہے مری اُمت تمام

جب کہ ہم زندہ تھے دُنیا میں وہاں
جو بیاں کرتے ہو پیش ذو الجلال
خُوب ہی اسوقت تم شاہد بنے
گو کہ تم کرتے ہو اب تقریر چُست
یعنے محبوب جناب کبریا
حق ہے اسمیں یہ نہیں باطل کلام

ازاں بعد حقتعالےٰ فرمائیگا کہ اے اُمت محمدیہ تم نے سچ کہا ہے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے صدق کی گواہی دی ہے۔ پس وُہ کافر ملزم ٹھیرائے جائینگے

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِيْ تَطَايُرِ الْكُتُبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابی ذر رضؓ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مامن احد الاوله فی کل یوم صحیفة جدیدة فاذا طویت ولیس فیها استغفارٌ فهی مظلمةٌ واذا طویت وفیها استغفارٌ ففیها نور یتلالؤ۔ یعنے نہیں ہے کوئی شخص مگر اسکے لئے ہر روز ایک نیا اعمالنامہ تیار ہوتا ہے۔ پس جب اعمالنامہ لپیٹا جاوے اور اسمیں استغفار کا کوئی کلمہ درج نہ ہووے۔ پس وُہ اعمالنامہ محض ایک سیاہ نامہ ہوگا۔ اور اگر اسمیں استغفار بھی درج ہوگا تو اُس اعمالنامہ میں ایک نُور چمکیگا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی اور مبارک ہو اُس شخص کے لئے جس کے اعمالنامے میں استغفار بکثرت ہو۔

فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحہ نے فرمایا کہ عالم دُنیا میں ہر ایک انسان کی محافظت کے لئے دو فرشتے خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ رات دن اُسکی محافظت میں رہتے ہیں اور اُس کے انفاس اور اعمال خیر اور شر۔ جد و ہزل لکھتے رہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں خبر دی۔ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ۔ یعنے تمہارے اُوپر محافظ چھوڑے ہُوئے ہَیں۔ ہر رات دن کے علیحدہ علیحدہ اعمالنامے بارگاہ ایزدی میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ جب کامل سال ہوجاتا ہے تو شعبان کی پندرھویں رات کو آدمی کے اعمال جمع کرتے ہیں اور اچھیطرح پڑتال کر کے لغویات اور ہزلیات اُس میں سے نکالدیتے ہیں اور اُسکے مجموعہ کو مرتب کر کے اُسکو سر بمہر کر کے خزانہ الٰہی میں رکھدیتے ہیں۔ جب کسی آدمی کی اجل آجاتی ہے تو ملائک اُن سجلات کو جمع کر کے اُس شخص کی گردن میں حمائل کیطرح لٹکا دیتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ وکلّ انسان الزمناه طائره فی عنقه اے قلّدناه دیوان عمله وانما خص العنق لانه موضع القلادة والطوق مما یزین ویشین ونخرج له یوم القیامة کتابًا یلقیه منشورًا ه ونقول له اقرا کتابك الذی املیته فی مظالم الدنیا کفی بنفسك الیوم علیك حسیبًا ه یعنے ہر ایک آدمی خواہ مومن ہو خواہ کافر

لگا دیا ہمنے اُسکو عمل اُسکا لینے روز ازل میں اُس کے کردار کا جو اندازہ مقرر کیا وُہ ہمنے لٹکا دیا اُسکی گردن میں کہ وُہ کام کئے بغیر اُسے چارہ نہیں اور وُہ تقدیر کا لکھا اُسکی گردن کا طوق ہے ✦ زاد المسیر میں لکھا ہے کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسکی تقدیر کا لکھا اُسکی گردن میں لٹکا ہے اور اُسمیں لکھا ہوا ہے کہ وُہ لڑکا شقی ہے یا سعید۔ اور بعض مفسّر اس بات پر ہیں کہ عرب لوگ زمانہ سابق میں جانور اُڑا کر فال لیتے تھے۔ اگر جانور دائیں جانب اُڑا تو سعادت اور برکت کی علامت جانتے تھے۔ اور اگر بائیں جانب اُڑا تو شقاوت اور شامت کی نشانی سمجھتے تھے۔ تو اُنکی عادت قدیم کے موافق حق تعالیٰ نے یہاں طائر کو استعارہ کیا ہے۔ اُس چیز کیساتھ جو خیر اور شر کا سبب ہو ✦

اور عین المعانی میں لکھا ہے کہ طائر وُہ کتاب ہے جو قیامت کے دن اُڑتی ہوئی بندے کے ہاتھ میں آئیگی۔ اور فِی عُنُقِہٖ کے یہ معنے ہیں کہ اُسکا عمل اُسکی گردن پر ہی وَنُخْرِجُ لَهٗ اور نکالیں گے ہم ہر آدمی کے واسطے یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن کِتٰبًا ایک لکھا کہ اُسکا اعمالنامہ ہے۔ یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا دیکھیگا اُس لکھے کو ہاتھ میں کھلا ہوا تبیان میں لکھا ہے کہ آدمی جب سکرات ہوتی ہے تو اُسکا اعمالنامہ لپیٹ لیتے ہیں۔ پھر جب قیامت کے دن اُٹھیگا تو نامہ اعمال کھولکر اُس کے ہاتھ میں دینگے اور کہیں گے کہ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ پڑھ اپنا اعمالنامہ جو اُسمیں لکھا ہوا ہے ✦ اور اُس روز سب آدمی پڑھنیوالے ہونگے۔ اور ہر ایک سے خطاب ہوگا کہ اعمالنامہ لکھا ہوا اپنا پڑھ۔ یہہ سب تیرا ہی کرتب ہے۔ اور اس کتاب کا تو ہی مصنف ہے۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان۔ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ کافی ہے تیری جان آج تجھپر حساب لینے والی یعنے تو خود دیکھ کہ تو نے کیا کیا ہے؟ اور مستحق کیسی جزا کا ہے؟

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنی آج اپنے دفتر اعمال کو دیکھ لے اور اسپر نظر ثانی کرلے کہ کیا کیا نیکی اور کیا کیا بدی تیرے سے سرزد ہوئی ہے اور چونکہ فرصت رکھتا ہے اپنے اعمال بد کے تدارک میں کوشش کر کہ کل قیامت کے دن تدارک اور تلافی کی مجال نہ ہوگی۔ آج عمل بے حساب ہے۔ اور کل حساب بے عمل ہی ہوگا ✦

کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ آج جو کچھ لوگوں سے

کہے اور سُنے اور جو کام شام تک تو کرے مجھ سے کہنا۔ اور اپنی سب حرکات اور سکنات مجھ سے عرض کرنا اُس بیٹے نے مغرب کی نماز بڑی کلفت کیساتھ اس روز ادا کی اور اپنے قول و فعل سب باپ سے بیان کئے۔ باپ نے دُوسرے دن بھی بیٹے کو وُہی حکم کیا۔ بیٹا بولا کہ قبلہ و کعبہ اور جو کچھ رنج و کلفت آپ کو منظور ہو مجھے گوارا ہے اس حکم سے معاف رکھیے۔ کہ اسکی طاقت تو مجھے نہیں۔ باپ بولا کہ بیٹا یہ کام لیکر میں نے تجھے نصیحت کی تا کہ ہوشیار ہو جائے اور حساب سے غافل نہو جائے۔ اپنے مہربان باپ کو ایک دن کا حساب دینے کی تجھے طاقت نہیں۔ تمام عمر کا حساب خدا تعالےٰ جبّار کو کیونکر دیگا۔ ہکذا مولینا قدس سرّہٗ۔

تو نسیدانی حساب صبح و شام۔ زین عملہا سے نہ بنہجِ صواب	پس حساب عمر چون گوئی تمام نیست جز شرمندگی وقتِ حساب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن عالمان اُمت محمدیہؐ سے ایک عالم کو بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جائیگا۔ جب وہ خداوند جل وعلا کے سامنے آویگا۔ تو حق سبحانہٗ و تعالےٰ حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیگا کہ اے جبرائیلؑ اسکو میرے حبیب محمد صلعم کے پاس لیجا۔ حضرت جبرائیل رب الجلیل کے حکم سے اُس عالم کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لیجائے گا۔ اسوقت حضرت رسالتؐ حوض کوثر کے کنارے اپنی اُمت کے لوگوں کو پانی پلانے میں مصروف ہونگے۔ جب حضرتؐ کی مبارک نظر اُس عالم کے نورانی چہرہ پر پڑیگی تو حوض کوثر کا پانی اپنے ہاتھ میں اٹھاکر اس عالم کو پلاوینگے۔ عام و خاص عالم حیرت میں ہوکر عرض کریں گے یا رسول اللہ تسقینا بالآنیۃ وتسقی العالم بکفک۔ حضرت رسالت صلعم فرمائیں گے۔ نعم اسواسطے کہ دنیا کے عوام اور خواص اپنی تجارتوں وغیرہ کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور یہ میرے نایب عالم لوگ میرے علم کے پھیلانے اور جہلا کے سکھانے پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اُنکا منصب یہی تھا کہ میں ان کو اپنے ہاتھ سے پانی پلاؤں۔

حضرت فقیہ ابی اللیث سمرقندی رحہ نے فرمایا۔ افضل الاعمال موالات الاولیاء ومعادات الاعداء۔ یعنے سب عملوں سے افضل عمل حضرت اولیاء کیساتھ دوستی کرنی یعنے اُن کے حکموں کی متابعت کرنی اور کماحقہ اُن کی تعظیم اور تکریم کرنی اور خدا کے دُشمنوں سے دُشمنی کرنی کما ورد فی الحدیث ان موسیٰ علیہ السلام ناجی ربہ جیسا کہ

وارد ہوا حدیث میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں مناجات کی۔
خطاب ہوا یا موسیٰ ھل عملت لی قط حضرت موسیٰ نے عرض کیا الٰھی صلیت وصمت
وحمدت لک وتصدقت لاجلک وسبحت لک وقرات لک کتابک وذکرتک اے میرے
رب میں تیرے لئے نماز پڑھتا ہوں۔ روزہ رکھتا ہوں اور تیری حمد بجالاتا ہوں۔ تجھکو
یاد کرتا ہوں۔ اور تیرے واسطے صدقہ دیتا ہوں اور تیری تنزیہہ اور تقدیس کا قایل ہوں
تیری بھیجی ہوئی کتاب یعنے توریت کی تلاوت کرتا ہوں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا۔
اے موسیٰ نماز تیرے ایمان کی دلیل۔ روزہ آگ سے بچنے کے لئے ڈھال ہے صدقہ
میدان قیامت کا سایہ۔ اور تسبیح تیرے بہشت کے اشجار۔ اور کتاب آسمانی کی تلاوت
حور وقصور کے حصول کا سامان یہ سب کام تیرے ہی وجود کے لئے ہیں۔ میرے واسطے
تو نے کونسا کام کیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب توہی مجکو اپنی
رضامندی کے کاموں سے آگاہی دے۔ فقال اللہ تعالےٰ یا موسیٰ ھل والیت اولیائی
قط وھل عادیت اعدائی قط اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو نے کبھی میرے
کسی اولیا کیساتھ دوستی کی ہے۔ یا میرے کسی دشمن کے ساتھ کبھی دشمنی کی ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک العلام کی اس رمز کو سمجھ گیا۔ اور دل میں سمجھا کہ ان افضل
الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ انتہےٰ

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان اللہ یقول یوم القیمۃ یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی اللہ تعالےٰ جل جلالہ قیامت
کے دن فرمائیگا اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوگیا تھا تو نے میری عیادت اور بیمار
پرسی نہیں کی۔ بندہ عرض کریگا اے میرے اللہ میں تیری عیادت کسطرح کرتا حالانکہ
تو رب العالمین اور سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ اور تیری پاک ذات عوارض جسمانی
سے منزہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا اما علمت ان عبدی فلان مرض فلم تعدہ
کیا تو نے نہیں جانا تھا۔ کہ فلانا بندہ بیمار ہے مگر تو نے اسکو مفلس غریب جانکر اس کی
عیادت نہ کی اور اسکے پاس نہ گیا۔ کیا تو نہیں جانتا ہے۔ اس بات کو اگر تو اسکی عیادت
کرتا تو بیشک تو میری رضا کو پالیتا۔ اور میرے سے ثواب پانے کا مستحق ہو جاتا۔
یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی اے آدم کے بیٹے میں نے تیرے سے طعام

یعنے کھانا مانگا تھا۔ پس تو نے مجکو کھانا نہ کھلایا۔ بندہ کہیگا اے میرے پروردگار میں تمکو کسطرح طعام دیتا اور کھانا کھلاتا۔ تو سارے ملکوں کا مالک اور سب کو رزق دینے دلانیوالا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ فرمائیگا تو نہیں جانتا ہے کہ میرا ایک بھوکا بندہ مفلس نادار تیرے محلہ یا تیرے جوار میں ہے تو نے باوجود تعارف کے اُسکی خبر گیری نہیں کی۔ اور کبھی اُسکو بلا کر یا اُس کے پاس جا کر کھانا نہیں کھلایا۔ آیا تو اِس بات کو نہیں جانتا ہے۔ اگر تو اسکو کھانا کھلا دیتا۔ تو بیشک آج کے دن اُس کھانیکا ثواب مجھ سے پالیتا + پھر حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا اے بنی آدم میں نے تیرے سے پانی مانگا تھا۔ پس تو نے مجھ کو پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میں تمکو کسطرح پانی پلاتا تو سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا کہ میرے فلانے بندے نے تیرے سے پانی مانگا تھا تو نے اُسکو پانی نہیں پلایا تھا۔ اگر تو اُسکو پانی پلا دیتا تو آج اُسکا ثواب مجھ سے پالیتا + انتہےٰ۔

اِس حدیث کا ترجمہ حضرت مولٰنا معنوی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں بیان فرمایا ہے۔ وھو ھٰذا ؎

آمد از حق سوئے موسےٰ این خطیب	کاے طلوع ماہ دیدہ تو ز جیب
مشرقت کردم ز نورِ ایزدے	من حقم رنجور گشتم نامدے
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	آنچہ رمز ست این بکن یارب بیان
باز فرمودش کہ در رنجوریم	چون نپرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا	عقل گم شد این سخن را بر گشا
گفت آرے بندۂ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکو ببین
ہست معذوریش معذوری من	ہست رنجوریش رنجوری من

حدیث مرقومۂ بالا اور حکایت مولٰنا قدس سرہٗ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر ایک صاحب توفیق کو مریضوں کی عیادت اور مسکینوں کو اطعام اور پیاسوں کو سیراب کرنا لازم بلکہ الزم ہے۔ جو شخص باوجود موجودگی استعداد توفیق کے غربا اور فقرا اور مساکین اور یتامٰے کی حاجت براری نہ کریگا۔ قیامت کے دن بیشک معرض خطاب میں پڑیگا + رجعنا الی المقصود۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے

اور زبان اسکے اعمال کی شہادت دینگے۔ انتہٰے۔ ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کو حکم
ہوگا کہ اے آدمؑ تو اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ علیحدہ کر۔ حضرت آدم علیہ السّلام
عرض کریگا۔ الٰہی کس قدر۔ حکم ہوگا کہ ہزار میں سے ایک کو بہشت میں اور نو سو
ننانوین دوزخ میں بھیجدے۔ اور حق سُبحانہ وتعالےٰ میزان کو آدمیوں کی نیکی اور بدی
تولنے کے لئے کھڑی کر دیگا۔ اور میزان کے دو پلّے اور ایک زبان ہوگی اور اُن کی پہنائی
اسقدر ہوگی اگر آسمان اور زمینیں اُسمیں رکھکر تولے جاویں تو گنجائش رکھتی ہے +
اُس میزان کا مالک حضرت جبرائیلؑ ہوگا۔ کافروں کا وزن اُس میزان میں مطلقاً
نہیں ہوگا اس لئے کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ اُن کی شان میں وارد ہے۔ جیساکہ صحیحین
میں وارد ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے
دن ایک شخص فربہ اور توانا اور عظیم الجثہ کو لایا جاویگا۔ جب اُسکو میزان کے پلّہ پر رکھا جائیگا
تو اُسکا وزن پشہ کے پر کے برابر نہ ہوگا۔ ازاں بعد رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ
آیت پڑھی فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ کافروں کو حسنات
کا بدلہ دُنیا ہی میں دیا جاتا ہے۔ اور عاقبت کے لئے اُنکا حسنہ باقی نہیں رہتا ہے۔
اور مومنوں کے حسنات ترازو کے ایک پلّہ پر رکھے جاویں گے۔ اور سیئات دُوسرے
پلّہ میں۔ اگر اُس کے سیئات حسنات کے برابر ہونگے۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار میں
ہے چاہے اُسکو بخشدے چاہے عذاب میں گرفتار کرے۔ اگر سیئات کی مقدار سے ایک
حسنہ بھی بڑھ جائے تو حقتعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اُس ایک حسنہ یعنے نکوئی کو فراخ
کردیگا۔ اور اُس شخص کو بہشت پہونچا دیگا + انتہے۔

بزاز اور بیہقی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ جب ابن آدم تولا جاویگا۔ یعنے جب ابن آدم کے اعمال تولے جائیں گے اگر میزان
اُسکی بھاری ہوگی یعنے اگر اُسکی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا تو فرشتے باآواز بلند پکاریں گے
جسکو ساری خلقت سُن لیگی۔ یہ آدمی نیکبخت ہوا کبھی بدبختی اس کے نزدیک نہیں آئیگی
اگر اُسکی نیکیوں کا پلّہ ہلکا اور سبک ہوگا تو یہ فرشتہ پکار کر کہدیگا۔ کہ یہ آدمی بدبخت
ہوگیا کہ پھر کبھی نیکبختی اسکے گرد نہ آئے گی +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سُبحان اللہ نصف میزان ہے۔ اور الحمدللہ

ساری میزان ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تمام خلقت کے اعمال ایکطرف رکھے جائیں اور لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ دُوسریطرف رکھا جائے تو سب سے راجح ہو جائیگا ؂

بخاری اور مسلم میں بروایت ابو سعید خدریؓ مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن آویگا خدا تعالےٰ حضرت آدم کو پکاریگا اور فرمائیگا کہ اے آدمؑ کھڑا ہو اور جتنے لوگ دوزخ میں جانیوالے ہیں اُن کو دوزخ میں بھیج۔ وُہ پُوچھیں گے کہ الٰہی وُہ کتنے لوگ ہیں اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ ہزار پیچھے نو سو ننانویں ہیں۔ جب حضرت رسالت نے یہ حدیث فرمائی تو صحابہ رضہ سُنکر نہایت غمگین ہوئے یہانتک کہ کبھی ہنسی نہ ظاہر کی۔ جب حضرتؐ نے صحابہ کا یہ حال دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم عمل کئے جاؤ اور خوش رہو اس لئے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تمہارے ساتھ دو مخلوق ایسے ہیں کہ جب کبھی کسی کے مقابل ہوئے ہیں تو اُن سے بڑھکر ہی رہے ہیں۔ اور وُہ جو لوگ آدمؑ کی اولاد اور شیطان کی اولاد سے مر گئے ہیں وُہ بھی اسمیں آگئے یعنے اُنسے بھی بڑھکر ہیں۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا وُہ کونسی قومیں ہیں۔ آپنے فرمایا کہ وُہ یاجوج و ماجوج ہیں۔ راوی حدیث کہتا ہے کہ اسکو سُنکر صحابہؓ خوش ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم عمل کرو اور خوش رہو۔ کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم لوگ قیامت میں ایسے ہوگے جیسے اُونٹ کے پہلو میں سیاہ داغ ہوتا ہے یا گھوڑے وغیرہ کی ٹانگوں میں گھٹا ہوتا ہے ؂

امام ذہبی عمران بن حصین سے روایت کرتا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عالموں کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائیگی۔ علماء کی سیاہی شہدا کے خون سے بڑھ جائیگی ؂

حماد اور ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کے حسنات کم دیکھے جائیں گے۔ اچانک بادلوں کیطرح نیکیاں میزان کے پلہ پر برسنے شروع ہو جائینگے یہانتک کہ وُہ پلہ نیکیوں سے پُر ہو جائیگا۔ پُوچھا جائیگا کہ یہ کیا چیز ہے کہا جائیگا کہ یہ وُہ ہے کہ تو نے آدمیوں کو علم سکھایا۔ اور یہ چیزیں اُس سے جاری رہیں ؂

حضرت ابی الدنیا سے مروی ہے کہ جس شخص کی ہمت شکم اور فرج کیطرف رہے۔ اُسکی میزان ناقص۔ جب آدمی محشر میں جمع ہونگے تو حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائے گا

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون کفار مومنوں سے جدا ہوجائیں گے۔ اور دوزخ محشر کو محیط ہوگا۔ اچانک ایک گردن سیاہ دوزخ کی آگ سے نکلیگی۔ اور اہل محشر پر یورش کریگی دوزخ کے خزانے اُس کو اپنی طرف کھینچیں گے اور وہ گردن کہیگی۔ تمکو میرے پروردگار کی عزت کی قسم ہے مجکو اپنے ازواج خویشہ سے ملاقات کرنے دو۔ دوزخ کے خزانے کہینگے تیرے ازواج کون ہیں۔ کہیگی جو متکبر مغرور جبار نافرمان ہے وہ میرا ازواج ہے جتنے متکبر مغرور نافرمان جو دُنیا میں اپنے تئیں فرعون وقت جانتے تھے۔ اور خدا اور رسُول کی اطاعت اپنی ہتک سمجھتے تھے۔ ان کو میدان محشر سے اس طرح چُن لیگی جیسے کبوتر زمین سے دانہ اُٹھالیتا ہے۔ اور اُس نابکار فرقہ کو اپنے شکم میں بٹھالیگی۔ بار دیگر ویسا ہی حملہ کریگی۔ اور پکار پکار کہیگی کہ مجکو اپنے ازواج سے ملاقات کرنے کے لئے چھوڑ دو۔ ملائک خزنہ کہیں گے تمہارے ازواج اس میدان میں کون کون ہیں کہیگی۔ کُل ختار کفور جو لوگ عہد شکن ناسپاس ناشاکر ہیں وہ میرے ازواج ہیں انکو بھی اٹھاکر اپنے شکم میں دبا لیگی۔ تیسری بار ویسا ہی کریگی اور کہیگی میرے ازواج کل مختال فخور یعنے جو لوگ دنیا میں معجب خود پسند فاخر جو اپنی بڑائی اور تعلّی کو اپنا منصب سمجھتے ہیں وہ میرے ازواج ہیں۔ انتہےٰ ؁

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کی آگ سے ایک گردن سیاہ نکلیگی اور اسکی دو آنکھیں اور ایک زبان فصیح ہوگی اور زبان سے کہیگی کہ اے محشر کے لوگو میں مامور ہوں اس شخص کے لیے جس نے معبود حقیقی کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا اور میں مامور ہوں اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے ازروئے جباری کے ناحق لوگوں سے فساد کر کے اُن کو نقصان پہونچایا۔ اور میں مامور ہوں اُن کے واسطے جنہوں نے ناحق کسی نفس کو قتل کیا۔ پس ان تینوں قسم کے لوگوں کو دوسرے آدمیوں سے پانسو برس کی مسافت سے میدان قیامت سے اُٹھالیجائیگی۔ انتہےٰ ؁

ابن مرجان نے ارشاد میں لکھاہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو آدمیوں کے دوزخ میں بھیجنے کا حکم ہوگا تو اسوقت دوزخیوں کے سات گروہ ہونگے۔ دو قسموں کو تو دوزخ کی گردن نگلجائے گی اور باقیماندہ میں سے ایک وہ ہے جنہوں نے ازراہ تکبر اور منصب دنیاوی کے غرور میں آکر خدا کی وحدانیت سے انکار کیا جیسے فرعونی اور نمرودی

دوسرا گروہ وہ ہوگا جو از روئے جہل اور غفلت کے خدا تعالےٰ سے منکر ہوگئے تیسرا گروہ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی پرستش میں دوسروں کو بھی شریک کرلیا۔ جیسے آفتاب پرست اور آتش پرست جو خدا کی ذات کو مانتے ہیں مگر ان چیزوں کو بھی اسکی عبادت میں شامل کر لیتے ہیں ۔ لکھا ہے کہ جب یہ سب اپنے اپنے معبودوں کیساتھ دوزخ میں داخل ہونگے اسوقت اُنکی آنکھ کھلیگی اور کہیں گے لَوْ كَانَ هٰؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا یعنے اگر معبود بالحق ہوتے تو دوزخ میں داخل نہ ہوتے ۔ چوتھا گروہ وہ ہے کہ خدا کو واحد مانتے ہیں مگر حضرات انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں ۔ اور صفات الٰہیہ میں جہل کے راستہ پر چلتے ہیں ۔ جیسے یونان اور ہند کے کفار ۔ پانچویں قسم یہود و نصاریٰ کی ہے جو وساوس شیطانی اور رعونت نفسانی میں پھنسکر دین محمدی سے منکر ہوگئے ۔ لکھا ہے عرصات محشر میں بباعث حرارت کے اُن کے وجودوں پر تشنگی اور پیاس غالب ہوجائیگی ملائک اُن سے پوچھیں گے کہ تمہارا کیا حال ہے کہیں گے نہایت بدحال ۔ پیاس سے مرے جاتے ہیں ۔ ہمکو پانی دو ۔ ملائکہ کہیں گے اور دوزخ کیطرف اشارہ کریں گے اور دوزخ ان کو ایک سیراب چمکتا ہوا نظر آئیگا ۔ پیاسے حیوانوں کیطرح دوڑتے ہوئے گلّوں کے گلّے دوزخ میں گرجائیں گے ۔ اعاذنا اللّٰہ ۔ انتہٰی ۔

اور ایک روایت میں آیا ہے جن لوگوں نے اپنے بناوٹی معبودوں کی پوجا کی ہے ۔ قیامت کے میدان میں ایک فرشتہ بصورت عیسےٰ نصاریٰ کیلئے اور ایک فرشتہ بصورت عُزیر یہودیوں پر ظاہر ہوگا ۔ جب یہود اور نصاریٰ اُن کو دیکھیں گے تو اُنکو اپنا معبود جانکر اُن کے پیچھے لگ پڑیں گے اور وہ فرشتے اُن کو دوزخ میں پہونچادیں گے ۔

مؤلف ۔ راقم آثم کہتا ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ سے وہی مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسےٰ اور عُزیر کو اپنا معبود حقیقی سمجھکر پرستش کی ہے اور فرقہ رابع میں شامل ہوکر داخل دوزخ ہونگے اور وہ یہود و نصاریٰ جو حضرت عیسےٰ اور عُزیر علیہما السلام کو اپنا رسول سمجھتے رہے اور ان کی پرستش نہیں کرتے تھے اور بسبب انکار نبوت محمد صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے کافر ہوئے ۔ اور وہ فرقہ خامسہ اور سادسہ میں داخل ہونگے ۔ جب ساتوں فرقے دوزخ میں داخل ہوجائینگے تو عرصات قیامت میں سوائے مومنوں اور منافقوں کے اور کوئی باقی نہیں رہیگا ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ

بذات مقدس ظاہر ہوکر ارشاد فرمائیگا۔ اَے میرے بندو سب لوگوں نے اپنے اپنے معبودوں کی پیروی کی اور منزل مقصود پر پہونچے۔ تم بھی اپنے معبود کی پیروی کرو۔ وَے لوگ کہیں گے کہ واللہ ہم نے سوائے خدا تعالےٰ کے کسی کی عبادت اور پرستش نہیں کی ہے۔ عالم دنیا میں ہم اُس کے فرمانبردار رہے اسکو سجدہ کرتے رہے اور اس کے حکم کے موافق اپنے معاملات کو فیصلہ کرتے رہے حق سُبحانہ وتعالےٰ کہیگا۔ اَے میرے بندو میں ہی تمہارا پروردگار ہوں۔ بندے عرض کریں گے الٰہی ہم مدتوں سے منتظر اس امر کے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار کو ایسی علامت میں جسکو ہم پہچان سکیں۔ دیکھیں۔ اُسوقت حق سُبحانہ وتع اس طرح اپنا تجلّے دکھائیگا۔ جسطرح قرآن مجید میں اس تجلے کی تعبیر کر کے ارشاد فرمایا۔ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ۔ یعنے جس روز کہ کھولا جاویگا پنڈلی سے اور بلایا جاویگا سجدہ کیطرف مومنوں کو حکم ہوگا کہ تم اپنے خدا کو سجدہ کرو۔ خالص مومن یہ حکم سُنتے ہی سجدہ کریں گے اور منافقوں کی پشتیں بیل کے سینگ کیطرح سخت ہوجاینگی ہر چند سجدہ کے لئے اسکو جھکائیں گے مگر سجدہ نہ کرسکیں گے لاچار ہوکر چت یعنے پشت کے بل گر پڑیں گے۔ اُسی حالت میں دوزخ میں گرادیئے جائیں گے +

ازاں بعد مسلمان کے افعال اور اقوال اور اعمال کی بابت سوال اور حساب لیا جاویگا اور اُن کے اعمال نیک و بد میزانِ عدل پر تولے جاویں گے۔ سب سے پہلے خونریزوں کی بابت تحقیقات ہوگی۔ قاتل مقتول دونوں حاضر کئے جاوینگے۔ مقتول کہیگا اَے میرے اللہ اس شخص سے پُوچھئے کہ اِسنے مجکو ناحق کیوں قتل کیا۔ حقتعالےٰ باوجود جاننے حال کے اور عالم الغیب ہونیکے قاتل سے سوال کریگا۔ غازی فی سبیل اللہ عرض کریگا۔ الٰہی میں نے تیری عزت قایم رکھنے کے لئے اس کافر کو قتل کیا۔ حق تعالےٰ فرمائیگا تو بیشک سچ کہتا ہے۔ اور اس کے مُنہ کو آفتاب کی مانند روشن اور مجلّی کریگا۔ اور فرشتے اُسکو بڑی تعظیم اور تکریم سے بہشت میں لیجائیں گے + دوسرا قاتل حاضر ہوکر کہیگا۔ میں نے اس شخص کو اپنی حُرمت اور عزت بچانیکی وجہ سے مار ڈالا تھا۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا اَے کمبخت تُو تو مارا گیا۔ اسیوقت دوزخ میں بھیجا جائیگا +

ازاں بعد بقال ایُّ اصحاب المظالم ہر ایک ظلم کا عوض دلایا جاویگا۔ یہاں تک کہ جنہوں نے دُودھ میں پانی ملاکر بیچا ہے اُن کو بُلاکر کہا جائے گا کہ لو شیر سے پانی جُدا کردو۔

ان کو سخت تکلیف دیجائیگی +

اور حدیث شریف میں آیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایزول قدما عبد بین یدی اللہ حتی یسئل عن عمرک بما افنیتہ وعن مالک من این کسبتہ واین صرفتہ وتسئل عما فی کتابک فاذا بلغ اٰخر الکتاب یقول اللہ تعالیٰ یاعبدی کل ہذہ عملت انت اوان ملائکتی زادوا علیک فی کتابک قال یارب ولکنی فعلتُ ذٰلک کلہ فیقول اللہ تعالےٰ انا الذی سترتہا علیک فی الدنیا وانا اغفرہا لک الیوم فاذہب فانی قد غفرتہا۔ انتہٰی ۱۲

اے میرے بھائیو! آدمی صحت بدنی اور سمع اور بصر وغیرہ نعمتوں کی بابت پُوچھا جائیگا کہ تم نے میری ان نعمتوں کو کہاں کہاں صرف کیا۔ اور لکھا ہے کہ اہل علم کو علم کی بابت پُوچھا جائیگا کہ آیا تم نے اپنے علم پر عمل کیا تھا یا نہیں + رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے عالمو تم علم کو مت چھپا رکھو۔ اس لئے کہ علم میں خیانت کرنی مال کی خیانت سے بدتر ہے۔ روز قیامت کے تم پُوچھے جاؤ گے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جاہ اور مرتبہ اور مال اور ازواج اور اموال اور ممالیک کی بابت سوال کیا جاویگا + چنانچہ مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو فرمائیگا کہ ہماری نعمت کو طاعت میں صرف کیا یا معصیت میں۔ چنانچہ جناب مولٰنا کا کلام اس قسم کے ارشاد کی شرح کرتا ہے۔ **مثنوی**

حق بفرماید چہ آوردی مرا	اندرین مہلت کہ من دادم ترا
عمر خود را درچہ پایان بردۂ	قوت وقوت درچہ فانی کردۂ
چشم وگوش وہوش گوہرہائے عرش	خرچ کردی چہ خریدی توزفرش

اور نیز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین اُگل دیگی۔ کماورد واخرجت الارض اثقالہا بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس سب لوگ جنہوں نے مال مارنیکو مال والوں کو مارا یا مال چھڑایا یا بطور دغا فریب کے اوروں کا مال کھایا۔ وہ کف افسوس ملیں گے پہلے آتش حسرت میں جلیں گے۔ بعدہٗ آتش دوزخ میں جلیں گے + اللہ تعالےٰ میرے سب بھائی مسلمانوں کو اس آفت سے بچاوے + آمین!

زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ اور وہ

تولی جائیگی اور نماز کا عند اللہ بڑا قدر اور وزن ہے اگر اس کے فرائض میں کسی طرح کا نقصان پایا جائیگا تو اُس کے نوافل سے نقصان کا جبر کیا جائیگا۔ پس ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ نماز کے ارکان اور آداب کو اچھیطرح دِل کے حضور سے ادا کیا کرے بعضے مسلمان اکثر نماز کے ادا کرنے میں سُستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر پڑھتے ہیں تو اُن کو احسن طور پر ادا نہیں کرتے۔ ایسی نماز قیامت کے دن قابل قبول نہیں ہوگی اِس مسئلہ کو فقیر حقیر نے پہلے دفتر میں بہ تفصیل تمام بیان کر دیا ہے۔ جسکو دیکھنا منظور ہو وہاں دیکھ لے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا سوال کیا جائیگا پھر دُوسرے اعمال کی پڑتال کیجائے گی +

حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن تین چیزوں کی بابت سوال نہیں ہوگا۔ لباس کے کپڑوں کی بابت جن سے اُپنے بدن کو ڈھانپا جاتا ہے۔ دویم روٹی کے ٹکڑے جن سے بھُوک کو رفع کیا جاتا ہے۔ سوم مکان سکونت جسمیں سردیوں گرمیوں میں گذارہ کیا جاتا ہے۔ اِن تینوں ضروری چیزوں کی بابت اصلاً سوال نہیں ہوگا +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دِن آدمی پوچھا جائیگا۔ کہ اے میرے بندے تو نے کس کیساتھ دوستی کی تھی اور کس کیساتھ دشمنی کی تھی۔ حق تعالے فرمائیگا جو شخص میرے دوستوں سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہیں کرتا ہے اسکو میری رحمت سے کچھ حصہ نہیں پہونچیگا + دُنیا کے بادشاہوں اور قاضیوں اور حاکموں سرداروں سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا کہ تم نے اپنی رعیت کیساتھ عدل اور حُسن سلوک کسطرح کیا ہے۔ اور عورتوں سے اپنے شوہروں کے مال اور اولاد کی بابت سوال کیا جائیگا + حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ گناہ کی بابت توبہ کرتا ہے۔ تو حق تعالے فرشتوں اور اس کے جوارح اور زمین وغیرہ کو اُس کے گناہ کی یادداشت فراموش کرا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شہادت کے قابل نہیں رہتے + اگر کسی مسلمان کو دُنیا کے عالم میں کوئی مصیبت پہونچے۔ مثلاً اس کے پاؤں میں کانٹا چلا جائے۔ اور اسقدر مصیبت کو موجب اجر سمجھے اور اسپر صبر کرے اور مُنہ سے شکایت کا کلمہ نہ نکالے وہ مصیبت اسکے گناہوں کا عوض ہو جائیگی۔ اور وہ شخص عالم آخرت میں گناہوں کی سزا سے بچ جائیگا +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! خدا تعالے کی نعمتوں سے صبر بھی ایک بڑی نعمت

اُس کے فضایل میں آیات قرآنی اور حدیثات نبوی کامل شاہد ہیں جیسے امام غزالی جنے احیاء العلوم کے صبر و شکر کے باب میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو کسے نے فعل یا قول سے ایذا دی یا اُس کے نفس یا مال میں کوئی قصور کیا تو اُسپر صبر کرنا اور مکافات کا چھوڑنا کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی صرف فضیلت کا موجب۔ جیسا کہ بعض صحابہ رض نے فرمایا ہے کہ ہم آدمی کے ایمانکو ایمان نہ جانتے تھے۔ جب تک کہ ایذا پر صبر نہ کرتا اور کلام مجید میں انبیا کی طرف سے مخالفین کے جواب میں ارشاد ہے۔ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَا اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو ہم کو دیتے ہو۔ اور اللہ پر بھروسا چاہیئے بھروسے والوں کو +

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایکبار کچھہ مال تقسیم فرمایا تو بعض مسلمان اعراب نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم نہیں جس سے خُدا کی رضامندی منظور ہو۔ یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی۔ آپ کے رُخسار مُبارک سُرخ ہو گئے۔ پھر فرمایا اللہ رحم کرے میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر کہ ان کو لوگوں نے اس سے بھی زیادہ ستایا تھا۔ مگر اُنہوں نے صبر کیا اور قرآن شریف میں جابجا آپ کو صبر کا ارشاد ہوتا ہے۔ کما ورد وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا۔ صبر کر اُسپر جو کہتے ہیں کافر اور تکذیب کرنے والے واہیات خرافات اور کٹ اُنسے کٹنا خوب یعنے مقام انتقام میں نہ رہ اور اُن سے نصیحت نہ روک۔ اس صبر سے غرض یہی ہے کہ مکافات کسے صبر کرو اور اسیوجہ سے مکافات سے صبر کرنیکا بڑا رتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص وغیرہ میں حقوق کے معاف کرنیوالوں کی مدح فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصَّابِرِیْنَ۔ اگر بدلہ دو تو بدلہ دو اسقدر جتنی تمکو تکلیف پہونچی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو۔ اور رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ +

مَیں نے انجیل میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمکو پہلے سے یہ حکم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور ناک کے بدلے ناک یعنی جتنی بُرائی کوئی کرے اُسیقدر تم اُس سے کرو۔ لیکن مَیں یہ کہتا ہوں کہ شر کا بدلہ شر مت دو۔ بلکہ جو کوئی تمہارے رُخسار پر طانچہ مارے تو اُس کے سامنے بایاں کر دو۔ اور جو کوئی تمہاری چادر لے لے

تو اُسکو تہمند بھی دیدو - اور جو تم کو ایک میل بیگار لیجائے تو تم دو میل اسکے ساتھ جاؤ انتہے
اے میرے بھائیو! بعضے ایسے امور جنکی ابتدا اور انتہا کچھ بھی بندے کے اختیار
میں نہیں جیسے عزیزوں کا مرنا - مال کا تلف ہونا - اور مرض سے تندرستی کا جاتا رہنا -
اور اعضار کا بگڑ جانا وغیرہ تمام اقسام کے مصائب کہ اُنپر صبر کرنا مقامات صبر میں سے
اعلےٰ مقام ہے - دیکھو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے اخلاق جمیلہ کا احاطہ
طاقت بشری سے باہر ہے - ازانجملہ آپ کے صبر اور حلم اور عفو اور تواضع اور فروتنی
بیان سے باہر ہے - اور یہ امور نبوّت کے صفات میں سے بڑی صفت ہے - اگر یہ صفات
آپ کے وجود باجود میں قوی نہوتے تو نبوّت کا بھاری بوجھ کون اُٹھاتا - حق سُبحانہ وتعالیٰ
اپنے حبیب کو انبیار سابقین کے حال سے خبر دیکر صبر کیطرف ترغیب دیتا ہے - کما ورد
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ یعنے صبر کرو تم ایذاءِ
خلق پر اور اٹھاؤ تم اُن کے ظلم کو جیسا کہ صبر کیا انبیا اولوا العزم نے - اور عفو اور درگذر کرو
تم اُن کے ستلانے سے ؛ اور ظاہر ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر کافروں
کے ستلانے پر بہ نسبت دیگر انبیار کے حد سے بڑھ کر تھا - جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
مَا اُوذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوذِیتُ یعنے نہیں ایذا دیا گیا کوئی نبی جیسا کہ میں ایذا دیا گیا ہوں -
اسواسطے کہ جیسی رغبت خاطر مبارک کی اُمّت کے اسلام لانے میں بہت تھی ویسے اذیت
کفار کے ہاتھ سے بہت اٹھائی - اور سوا اس کے جو نازک مزاج ہوتا ہے تھوڑا صدمہ
بھی اُسکو بہت معلوم ہوتا ہے پھر کیا پوچھنا ہے ایسے شخص کا کہ جسکی لطافت مزاج اور
نزاکت خاطر کی کچھ انتہا نہ ہووے - رُباعی

نازک بدنے کش زگل آزار بود	از سایۂ سنبل رخش افگار بود	
بنگر چہ رسد بر دلش از غم کہ رشش	از دست ستمگران پُر از خار بود	

روایت ہے کہ جب آیۂ کریمہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ
نازل ہوئی - حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل
پوچھی - حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے رب العزت سے اس آیت کی تاویل کا سوال
کیا - جلال احدیت نے حضرت جبرائیل امین کو اس آیت کے معانی سے آگاہ کیا - پھر
جبرائیلؑ نے آکر کہا - اے محمدؐ حق سُبحانہ وتعالےٰ امر کرتا ہے صِلْ مَنْ قَطَعَكَ یعنے مِل تو

اس شخص سے جو تجھ سے نہ ملے - اور بہت دے اسکو جو کچھ تجکو نہ دے اور عفو فرما اس سے جو تجھپر ظلم کرے - اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات یا مال کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا مگر اس شخص سے جو خلاف حکم خدا کے کرتا تھا اور اس کے اوامر اور نواہی کو نہ مانتا تھا - اور بڑا صبر آنحضرت ؐ کا یہ تھا - اور اس سے زیادہ صبر کیا ہوگا - کہ جب جنگ احد کے دن کافروں نے حضرتؐ کیساتھ مقابلہ اور محاربہ کیا اور جناب کو ایسا رنج پہونچا کہ آپ کے چار دانت شہید ہوگئے اور مبارک سر میں زخم پہونچے جب صحابہؓ نے یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ ان کافروں کے حق میں بد دعا کیجیے کہ یہ مردود اپنی سزا کو پہونچیں - فرمایا میں کسی کے حق میں بد دعاء کرنیکے لئے نہیں آیا ہوں - مجکو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسواسطے بھیجا ہے کہ سرگشتگان بادیہ ضلالت کو راہ ہدایت پر پہونچاؤں - اسوقت اس رؤف رحیم نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنے اے بار خدا ہدایت کر تو میری قوم کو کہ یہ نادان ہیں اور اپنا نفع اور ضرر نہیں سمجھتے

نظم

بحسن خلق و وفا کس بیار ما نرسد	ترا درین سخن انکار کار ما نرسد
ہزار نقش بر آید ز کلک صنع ولے	بدلپذیری نقش نگار ما نرسد
ہزار نقش ببازار کائنات آرند	کسے بہ سکۂ صاحب عیار ما نرسد
اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اند	کسے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد

اے میرے بھائیو! تم نے اپنے رسول علیہ السلام کی بابت چند حدیثیں سن لی ہیں ان کے مضامین کیطرف غور کر کے اپنے دلمیں یہ بات نقش کر لو کہ انسان کو حالت ورود مصائب اور نزول بلا کے صابر رہنے میں بڑی فضیلت ہے - اور جزع اور فزع اور شکوہ اور بےصبری کرنے میں بڑی فضیحت ہے پس جو شخص حالت مصیبت میں اپنے استقلال پر رہتا ہے - حق تعالےٰ اسکو قیامت کے دن اجر جمیل عطا فرماتا ہے - جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کے بدن میں خواہ مال میں یا اولاد میں مصیبت بھیجتا ہوں اور وہ اسکو صبر جمیل سے برداشت کرتا ہے تو قیامت کے دن مجکو شرم آتی ہے کہ اس کیلئے ترازو کھڑی کروں یا نامۂ اعمال پھیلاؤں - اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہی

اُس غمزدہ کا کیا بدلہ ہے جو تیری رضا کی خواہش کے باعث مصائب پر صبر کرے۔ ارشاد ہوا کہ اُسکا بدلہ یہ ہے کہ اسکو لباس ایمان پہنا کر کبھی اُس کے بدن سے نہ نکالوں ۔

رجعنا الی المقصود حدیث میں لکھا ہے کہ حساب اور وزن اعمال کے بعد اگر حقوق الٰہی میں سے کوئی حق بندے کے ذمہ باقی رہیگا۔ تو حق سبحانہٗ وتعالےٰ اگر چاہیگا تو اُسکو بخشدیگا۔ اگر چاہیگا تو اُسکو عذاب دیدیگا۔ اور اگر چاہیگا تو اُس کے عیب کو چھپا لیگا امام احمد رح نے ابی ہریرہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ ایک مسلمان بندے کو قیامت کے دن اپنے نزدیک بُلا کر کہیگا۔ اَے میرے بندے تو اپنا اعمالنامہ پڑھ۔ جب وُہ آدمی اپنے حسنات کو دیکھیگا تو نہایت خوش ہو جائیگا حقتعالےٰ فرمائیگا اے میرے بندے میں نے تیرے حسنات کو قبول کیا وُہ بندہ بوجہ شکر گذاری بحضرت باری سجدہ کریگا اور جب اپنے گناہ کے دفتر کو پڑھیگا تو غمگین ہو جائیگا اور خدائے تعالےٰ کے جلال سے ڈریگا۔ حق تعالےٰ اپنے بندہ کا اضطراب دیکھکر خطاب فرمائیگا اے میرے بندے تو مت ڈر میں نے تجکو معاف کیا۔ بندہ اِس خوشخبری کا آوازہ سُنکر پھر سجدہ میں پڑ جائیگا۔ عرصات کے لوگ سوائے سجدہ کرنیکے اُس شخص کو نہ دیکھیں گے اور اُن کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوگا۔ کہ اس کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان کیا معاملہ گذرا ہے اور اسیکو حساب یسیر کہتے ہیں۔ جیسا کہ حاکم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکروز نماز کی حالت میں فرمایا اللّٰھمّ حاسِبْنِی حِسَاباً یَسِیْراً جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ حساب یسیر کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ حق تعالےٰ بندے کا نامہ اعمال دیکھے اور پھر اُسکو بخشدے پھر آپ نے فرمایا من نوقش فی الحساب یا عائشۃ ھلک۔ اگر پروردگار عالم اپنے بندوں پر زیادہ فضل کرے تو گناہوں کے عوض نیکی کا ثواب عطا فرمائے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ یبدل اللہ سیئاتھم حسنات ط انتھے ۱۲

مسلم نے ابی ذر سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو حاضر کیا جائیگا اور اس کے صغیرے گناہ اُسپر ظاہر کئے جائیں گے اور وُہ آدمی اُن گناہوں کا اقراری ہو جائیگا۔ مگر اپنے کبیرہ گناہوں کی بابت ترساں اور لرزاں ہوگا۔ پس ارحم الراحمین کی بارگاہ سے حکم ہوگا کہ اس آدمی کو بجائے گناہوں کے

نیکی کا ثواب دیدو۔ ازآں بعد وُہ شخص بطمع ثواب عرض کریگا۔ الٰہی میرے اَور بھی گناہ ہَیں کہ تیرے ملائکہ نے ان کو حساب میں نہیں داخل کیا۔ جب سید الانبیاءؐ نے یہ حدیث فرمائی تو پھر ایسے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ستاروں کیطرح چمک پڑے ÷

ابن ابی حاتم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اُسکا اعمالنامہ دیا جائیگا۔ جب اپنے صحیفہ کے پیشانی پر سیئات کی فہرست دیکھیگا تو مارے ڈر کے کانپ جائیگا۔ اور کہیگا دیکھئے میرا انجام کیا ہوتا ہے۔ پھر حسنات کو دیکھکر اُس کے دلکو قدرے آرام آئیگا۔ جب نظر اُٹھاکر صحیفہ کی پیشانی کو دیکھیگا۔ تو بجائے سیئات کے حسنات لکھے ہوئے دیکھیگا ÷

حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعضے آدمی اسبات کو بہت پسند کریں گے۔ بلکہ افسوس کھائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے بہت گناہ کیوں نہ کئے۔ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں کہ جن کے شان میں یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وارد ہوا ہے۔ اس مقام میں اس کلام کی دوؔ توجیہیں ہوسکتی ہَیں۔ ایک یہ ہے کہ بندگان خاص بمجرد صدور معصیت کے اسقدر ندامت کرتے ہیں اور شرمساری کا بوجھ اپنے وجود پر اٹھاتے ہیں۔ اور جناب ایزدی میں تضرّع اور التجا کرتے ہیں تو انکی ندامت اور شرمندگی ہی کی برکت سے اس کے سیئات حسنات سے بدلجاتے ہیں اور رحمت الٰہی کا دروازہ اسپر کھلجاتا ہے۔ دُوسری توجیہ یہ ہے۔ وُہ بندگان خدا جو دریائے محبّت اور عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور حال کے غلبہ سے اُن سے گاہے ماہے ایسا عمل صادر ہو جاتا ہے۔ جسکا میزان شریعت میں کچھ نہیں ہوتا جیسے سماع اور وجد اور رہبانیہ مبتدعہ اور ترک جمعہ اور جماعات اربعینات میں اور کلمات شطحیہ جو بعض حضرات صوفیہ کرام سے صادر ہو جاتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ انکی محبّت اور عشق کیطرف نظر فرماکر اُن کے ایسے اعمال جو شریعت حقّہ میں اُن کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل ثابت نہیں۔ حسنات سے بدل دیتا ہے۔ جیساکہ مولٰنا رحؔ نے فرمایا ؎

ہرچہ گیرد علتے علت شود۔	کفر گیرد کاملے ملت شود
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن سیر و شیر
او بدل گشت وبدل شد کار او	لطف گشت و نور شد ہر نار او

حقوق العباد کا حساب

اے میرے بھائیو! حساب اور ترازو کے اندیشہ سے اُسی شخص کو نجات ہو گی جو دُنیا میں اپنے نفس کا حساب کرے۔ اور میزان شریعت میں اپنے اعمال اور اقوال کو تولے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا کہ اپنے نفس کا حساب کو پہلے اس سے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اسکو تولو پہلے اس سے کہ تم تولے جاؤ۔ اور آدمی کا نفس سے حساب لینا یہ ہے کہ موت سے پہلے توبہ خالص ہر ایک گناہ سے کرے۔ اور جو قصور اللہ تعالےٰ کے فرایض میں ہوا ہو اُسکا تدارک کرے اور حقوق لوگوں کے دام درم کوڑی کوڑی دیدے۔ اور جسکی ہتک زبان یا ہاتھ سے کی ہو اُس سے معاف کراوے اور لوگوں کے دلکو خوش رکھے۔ یہانتک کہ مرے تو ایسی طرح کہ کوئی حق اور کوئی فرض اُس کے ذمّے نہ رہے تو ایسا شخص بے حساب جنت میں داخل ہو گا۔ اگر حقوق کے ادا کرنیسے پہلے مریگا تو حقدار قیامت میں اُسکو گھیریں گے کوئی ہاتھ پکڑیگا کوئی ماتھے کے بال کوئی گریبان۔ کوئی کہیگا تو نے مجھپر ظلم کیا۔ کوئی کہیگا تو نے مجھ کو گالی دی وغیرہ وغیرہ پس جس گھڑی تیرا یہ حال ہو گا کہ حقدار تیرا گریبان ہاتھ سے مضبوط پکڑے ہونگے۔ اور تو اُن کے مقابلہ سے ضعیف ہو گا۔ اور اپنی گردن اپنے آقا اور مالک کیطرف اس اُمید پر اُٹھائے ہو گا کہ وہی اُن کے ہاتھ سے چھڑا دے تو اسی حال میں تیرے کان میں آواز جل جلالہ کی بارگاہ سے آویگی کہ یہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ آج بدلا پاویگا ہر ایک آدمی جیسا کمایا۔ آج ظلم کا دن نہیں۔ اُسوقت تیرا دل مارے ہیبت کے نکل پڑیگا۔ اور تجکو اپنی تباہی کا یقین ہو جائیگا۔ اور جب تجکو فرش عدل پر کھڑا کر کے خطاب سیاست رُوبرُو ہو گا اور تو اُسوقت مفلس عاجز محتاج اور ذلیل ہو گا کہ نہ کوئی حق ادا کر سکتا ہو گا نہ کوئی عذر رکھتا ہو گا۔ پھر تیرے نیک اعمال جنکے لئے تو نے مشقتیں عمر بھر اُٹھائی ہونگی تیرے سے لیکر حقداروں کے حقوق کے عوض اُنکو دیدئے جاوینگے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کیا کہ مفلس ہم میں سے وُہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسا اسباب نہو آپ نے فرمایا کہ مفلس میری اُمت میں سے وُہ ہے جو قیامت میں نماز اور

روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج لیکر آوے اور کسیکو گالی اور کسی کو مارا ہوگا۔ تو اُس کے سب حسنات ان سب حقداروں کو جُدا جُدا دیئے جاویں گے۔ اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ رہینگی اور اسپر حکم اخیر ہُوا ہوگا تو حقداروں کی خطائیں لیکر اُسپر رکھدی جاویں گی پھر دوزخ میں ڈالدیا جاویگا ۔

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو! ہمارے تمہارے پر کیا گذریگا۔ جس روز تم اپنا اعمالنامہ نیکیوں سے خالی پاؤ گے۔ جن کے لئے تم نے بہت مشقتیں اُٹھائی ہونگی۔ اور اور جب کوئی آدمی اعمالنامہ کو خالی دیکھکر کہیگا کہ میری نیکیاں کہاں گئیں تو کہا جائیگا کہ تیرے حقداروں کے دفتر میں چلی گئیں۔ اور دیکھیگا کہ نامۂ اعمال بالکل بدیوں سے پُر ہے۔ حالانکہ دُنیا میں اُنسے بچنے کے لئے بہت تکلیفیں سہی تھیں۔ پھر پوچھیگا کہ الٰہی! اُن خطاؤں کا تو میں کبھی مرتکب نہیں ہوُا۔ حکم ہوگا کہ یہ بُرائیاں اُن لوگوں کی ہیں جن کی تُونے غیبت کی اور ان کو گالیاں دیں اور بُرائی پہونچائی۔ اور تمام معاملوں میں زیادتی کی۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعود رض عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان زمین عرب میں بتوں کی پرستش سے تو نا اُمید ہوُا مگر وہ تم سے ایسی چیز پر راضی ہوگا کہ وُہ بُت پرستی کی نسبت کم ہوگی اور باتیں حقیر ہیں مگر سب مہلک ہیں۔ پس ظلم سے بچو جتنا تم سے ہو سکے اس لئے کہ بندہ قیامت کے روز پہاڑ کی برابر طاعتیں لاویگا اور جانیگا کہ یہ مجھے بچاوینگی مگر ایک دُوسرا بندہ آکر کہیگا کہ الٰہی فلاں شخص نے مجھپر ظلم کیا۔ اور میرا حق زبردستی لے لیا۔ اللہ تعالےٰ حکم فرمائیگا کہ اسکی نیکیوں میں سے کم کردے۔ اسیطرح حقدار آتے جاوینگے اور اسکی نیکیاں لیتے جاویں گے۔ یہاں تک کہ اس کے پاس نیکیوں میں سے کچھ بھی نہ رہیگا ۔

پس اَے میرے دوستو! تم خدا سے خوف کرو۔ اور بندوں کے حقوق لینے انکے مال لینے اور ہتک عزت کرنے اور اُن کے دل تنگ کرنے اور معاملے میں بدخلقی کرنے سے احتراز کرو۔ اس لئے کہ جو قصور بندہ کے اور خدا تعالےٰ کے درمیان ہونگے۔ تو اُنکی طرف مغفرت جلد آویگی۔ اور جس شخص کے ذمّہ حقوق بہت سے ہوں۔ تو اُسکو لازم ہے کہ بعد توبہ کے نیکیاں بہت کرے کہ قصاص کے روز کام آویں۔ اور مومن کو لازم ہے کہ بعض نیکیاں خاص اپنے اور خدا تعالےٰ کے درمیان میں چھپا کر کمال اخلاص سے تھ

کرے - اسطرح کہ سوائے خدا تعالٰی کے اَور کسیکو اسپر واقفیت نہ ہو - اِس لئے کہ شاید یہی صورت اُسکی نزدیکی کی خداتعالٰی سے ہوجائے اور اسکے باعث مستحق اُس لطف کا ہوجائے - جس کو خداتعالٰے اپنے مومن محبّوں کے لئے درباب دُور کرنے حقوق عباد اُن کے ذمّہ سے رکھ چھوڑا ہے - چنانچہ انس رضہ فرماتے ہیں کہ ایکروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک آپ ہنس پڑے یہانتک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوگئے حضرت عمر رضہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں - آپ کو کس بات نے ہنسایا - فرمایا کہ دو شخص میری اُمّت میں سے خداتعالٰے کے سامنے دوزانو ہوئے - اور ایک نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی میرا حق اس میرے ساتھی سے دلادے - خداتعالٰے نے دوسرے سے ارشاد فرمایا کہ حق اُسکا دیدے - اُسنے عرض کیا بارخدایا میرے پاس تو کوئی نیکی رہی نہیں - اللہ تعالٰی نے طالب سے ارشاد فرمایا کہ اب تو کیسے کریگا - اُسکے پاس تو کوئی نیکی نہیں رہی - اُسنے عرض کیا کہ الٰہی یہ شخص میرے گناہوں میں سے اپنے اوپر لیلے - راوی حدیث کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور رونے لگے - پھر فرمایا کہ یہ دن بہت بڑا ہے - اسدن میں آدمی اسبات کے محتاج ہونگے - کہ کوئی اُن کیطرف سے اُن کے گناہ اپنے اُوپر لے - پھر فرمایا کہ اپنا سر اُٹھا کر جنت میں دیکھ - اُس نے سر اُٹھایا اور عرض کیا کہ الٰہی مجھے چاندی کے شہر بلند اور سونے کے محل موتیوں سے جڑے معلوم ہوتے ہیں - یہ کون سے نبی کے ہیں یا کونسے صدیق کے یا کس شہید کے - اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ یہ اسکے ہیں جو اُن کا مول ادا کرے - اُس نے عرض کیا کہ ان کے مول کا کون مالک ہے کس سے دیا جاسکتا ہے - فرمایا کہ اُنکا مول تیرے پاس ہے - عرض کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ اپنے بھائی کو حق معاف کرنا - اُسنے عرض کیا - کہ الٰہی میں نے اُسکو معاف کیا - حکم ہوا کہ اپنے اس بھائی کا ہاتھ پکڑ اور جنّت میں داخل کر - پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالٰی سے ڈرو اور آپسمیں صلح رکھو - کہ اللہ تعالٰے ایمانداروں میں خود میل کراتا ہے - انتہے ۱۲

مؤلف اے میرے بھائیو! رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تمکو اس بات کی تنبیہہ کررہی ہے کہ تم اپنے خداتعالٰے کے اخلاق کو حاصل کرکے اس مرتبہ کو پیدا کرو - یعنے آپسمیں میل کرلیے اور خدا کے ساتھ معاملہ کرنیمیں نیّت درست کو وسیلہ بناؤ - کہ یہ رتبہ بدون اخلاص اور سچی نیت کے تم کو نہیں ملیگا - انتہے ۱۲

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ آدمی کے اعمالنامہ میں تین قسم کے گناہ ہونگے - ایک تو شرک کی بابت وُہ گناہ ہرگز و مطلقاً نہیں بخشے جائینگے - دوئیم حقوق اللہ - حق سبحانہ وتعالےٰ اُنکے بخشنے میں مختار ہے - چاہے تو معاف کردے - سوم ظلم عباد - بیشک اِسمیں قصاص دلایا جاویگا - حق سبحانہ وتعالےٰ بعض مسلمانوں کو بغیر لینے حساب کے بہشت میں داخل کردیگا ؛

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ قیامت کے دن انبیائے سابقین کی اُمتیں میرے سامنے پیش کیجائیگی کسی پیغمبر کیساتھ ایک مرد مومن ہوگا - اور بعضوں کیساتھ دو دو - اور بعض کیساتھ کوئی بھی نہ ہوگا - اور بعض کیساتھ ایک جماعت ہوگی - اچانک ایک جماعت کثیر اور جم غفیر پر میری نظر جا پڑیگی کہ میدان کے کنارے اُن سے بھرے ہُوئے ہونگے - کہا جائیگا کہ اے محمدؐ یہ تیری اُمت ہے - ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو جائیں گے - صحابہؓ نے پُوچھا یا رسُول اللہ وہ کون لوگ ہیں - فرمایا یہ وُہ لوگ ہیں کہ منتر جنتر کے قایل نہیں - اور توکل علے اللہ پر رہ کر اپنے بدنوں پر داغ نہیں کراتے اور اپنے دنیاوی معاملات کو خدا پر چھوڑ کر تطیر اور شگون نہیں لیتے - اور من کل الوجوہ خدا پر توکل کرتے ہیں - عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی اُس جماعت سے ہونگا - فرمایا بیشک تو بھی اُنمیں سے ہے - ایک دوسرے آدمی نے عرض کیا یا رسُول اللہؐ میں بھی انمیں سے ہُوں - فرمایا تیرے سے عکاشہ سبقت کرگیا - انتہےٰ ؛

صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے اور مسلم نے عمران بن حصین سے مروی ہے - اور ابی امامہ کی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمدؐ صلعم ستر ہزار آدمی تیری اُمت کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو جائیں گے - اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار آدمی شامل ہوگا - اور میرے پروردگار کے تین حثیات ہونگے (اور حثے بجائے مہملہ اور ثائے مثلثہ اُس چیز کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھ میں آجاوے) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ چنانچہ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے - کہ

ستر ہزار آدمی اُمّت محمدیہ کا بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونگے۔ اور اُن کے مُنہ چودھویں رات کے چاند کیطرح روشن اور مجلی ہونگے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے خدا سے زیادہ کے لئے معافی مانگی اور اس تعداد سے زیادتی چاہی حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کرم سے فرمایا۔ کہ اے محمد ستر ہزار کے ہر ایک اکارہ کیساتھ ستر ستر ہزار آدمی کو بغیر حساب کے بہشت میں داخل کردونگا۔ حدیث میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص راحت اور رنج کیحالت میں خدائیتعالیٰ کا حمد اور شکر کرتا رہے اور کسیطرح کی شکایت کا کلمہ زبان پر نہ لاوے۔ اسکو بھی بغیر حساب کے بہشت میں داخل کردینگے ؛

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ شہدائے فی سبیل اللہ جنہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں فدا کردیا ہے قیامت کے دن بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہونگے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن شب خیز اور اہل فضل اور اہل صبر اور متحابون فی اللہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل کئے جاوینگے۔ اہل فضل وُہ لوگ ہیں اگر کوئی ظالم اُن پر ظلم کرے تو وہ متحمل ہو کر صبر کرتے ہیں۔ اگر کوئی اُن کیساتھ بدی کرے تو اُن کو معاف کردیتے ہیں۔ اور اگر کوئی اُن کیساتھ جہل کرے تو وہ تحمل کرجاتے ہیں ؛ اور اہل صبر وُہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بندگی اور طاعت اور معصیت پر صبر کرتے ہیں۔ اور تکالیف اپنے وجود پر سہتے ہیں۔ اور متحابون فی اللہ وے لوگ ہیں کہ محض اللہ کیواسطے سب لوگوں کیساتھ محبّت اور دوستی کرتے ہیں۔ اور بغیر علاقہ دنیویہ اور مطالب نفسانیہ کے للہ فی اللہ باہم ملاقات کرتے ہیں ؛

احادیث میں وارد ہے جو شخص رنج اور مصائب میں صبر کرے اور جو کوئی حج اور عمرہ کے راستہ میں مرجائے۔ اور اہل عرفان اور احسان اور علوم دینی کے طالب اور جو عورت اپنے خاوند کی فرمانبردار ہووے اور جو ولد اپنے والدین کیساتھ نیکی اور احسان کرے اور جو فقر اور مفلسی کے سبب دُوسرا کپڑا نہ رکھے۔ اور دو قسم کا کھانا اور شربت نہ کھائے اور جو دُنیا کیطرف رغبت نہ کرے اور جو خدا کے خوف سے روتا رہے۔ قیامت کے دن بغیر حساب کے بہشت میں داخل کئے جاوینگے ؛

اصبہانی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میزانے قایم ہوجاوینگے۔ اور اہل نماز اور اہل روزہ اور اہل حج کو بموجب وزن

اعمال کے ثواب دیا جائیگا۔ اور جب اہل بلا اور مصیبت زدوں کو بُلایا جاویگا۔ نہ اُن کے لئے میزان رکھی جاویگی۔ اور نہ اُن کے اعمالنامے کھولے جاوینگے اور ان کے وجودوں پر ثواب کا بادل برسایا جاویگا۔ اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو جائینگے۔ اور ایسے اعلےٰ درجوں کو پہونچ جائیں گے کہ اہل عافیت اُن کو دیکھکر تمنّا کریں گے۔ کہ افسوس ہمارے بدن بھی دُنیا کے عالم بلاؤں کی مقراض سے کاٹے جاتے۔ اور دُنیا کے مصائب پر صبر کرتے تو اس ثواب بے حساب کے مستحق ہوجاتے۔ کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنے سوا اسکے نہیں کہ صابروں کو بیحساب ثواب دیا جاویگا۔

فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کو دوزخ میں اور مومنوں کو بہشت میں جانیکا حکم ہوگا۔ حق سُبحانہٗ وتعالےٰ مومنوں کو اُن کے اعمال کے موافق ایک نور کرامت فرماویگا۔ بعضوں کے لئے وُہ نور ایک پہاڑ کیطرح سامنے نمودار ہوگا۔ اور بعض کے لئے ایک درخت خرما کی مانند اور سب سے کمتر نور مومن کے پاؤں کی نر انگشت پر ہوگا۔ کبھی ظاہر ہوگا اور کبھی چھپ جائیگا اور کافروں اور منافقوں کے لئے نور ہرگز نہیں ہوگا۔ وُہ عقل کے اندھے اندھیرے میں ہی رہینگے۔ کما ورد ومن لم یجعل اللّٰہ له نورًا فما له من نور اور جس کیکو ندے اور مقرر اور مقدار نہ کی خدا نے اُس کیواسطے روشنی قسمت ازلی میں۔ تو نہیں ہے اُس کیواسطے کچھ نُور۔

تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ کافر کا ہر کام اور ہر بات ظلمت ہے اور اُسکا آنا جانا ظُلمت ہے اور قیامت کے دن اسکی رجوع بھی ظلمت کیطرف ہوگی۔ اور مومنوں کا دُنیا میں آنا اور اُن کے سب کام نُورٌ علےٰ نُور ہیں اور کافروں کیواسطے ظلمتوں پر ظلمتیں ہیں

مومناں از تیرگی دُور آمدند۔ لاجرم نورٌ علےٰ نُور آمدند۔

کافرے تاریک دل را نگرست حال و کارش ظلمت اندر ظلمت ست

اور بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ منافقوں کو بھی قدرے نُور ہوگا۔ لیکن وُہ نُور پلصراط کے مرور کے وقت منطفی ہو جاویگا۔ اور منافق مومنوں کو کہیں گے کہ اے مومنو تم ہماری طرف بھی بہ نظر شفقت دیکھو۔ تاکہ ہم کو بھی تمہارے سے روشنی پہونچے۔ کہ ہم اس ظلمت کدہ میں نہایت تنگ اور لاچار ہو رہے ہیں۔ مومن اُن کے جواب میں کہینگے۔ ارجعُوا وراءکم فالتمسُوا نورًا۔ یعنے اپنی پیٹھ کیطرف لوٹ جاؤ۔ یعنی وہاں جاؤ کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نُور کی

تقسیم کررہا ہے وہاں سے نور لے آؤ۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم پھر دُنیا میں جاؤ اور وہاں جاکر ایمان اور اعمال صالحہ حاصل کرو۔ اسلیئے کہ یہ نور بدوں ایمان اور اعمال صالحہ نہیں ہوتا ہے۔ ازآں بعد مومنوں کے چلنے کی راہ میں ایک دیوار قلعہ کی دیوارون کی مانند نمودار ہوجائیگی۔ اور اس دیوار میں ایک دروازہ ہو گا سب مومن اس دروازے سے گذر جائیں گے اور منافق دروازے کے باہر کھڑے رہ جائیں گے۔ اس دروازے اندر رحمت کے آثار معلوم ہونگے۔ اور بہشت کی نسیم اور خوشبودار ہوا آویگی۔ جب سب مومن اس دروازے سے داخل ہوکر دیوار کے اس پار ہوجائیں گے پھر وہ دروازہ خود بخود مسدود ہوجائیگا۔ اور منافق رُوسیاہ باہر کے میدان میں جو ایک ظلمتکدہ ہے حیران و پریشان ہوکر اس دروازے کیطرف دوڑیں گے +

جب نہ دیکھینگے وُہ سارے رُوسیاہ ۔ اس درِ مسدود میں جانے کا راہ
تب کرینگے وائے ویلاے شمار ۔ اور پکاریں گے وہ ہوکر بے قرار
اے گروہِ مومنانِ پاک کیش ۔ ہم نہ کیا ساتھی تمہارے تھے ہمیش
جو وہاں سے لا یہاں تک اپنے ساتھ ۔ گم گئے ہو چھوڑ ہم لوگوں کا ہاتھ
ہم یہاں ہیں سخت ظلمت میں اسیر ۔ ٹاپتے ادھر اُدھر مثلِ ضریر
کیا گناہ ہم نے تمہارا ہے کیا ۔ جس کے مُوجب تم نے یہ بدلہ دیا
وہ کہینگے فی الحقیقت ہے یہ ٹھیک ۔ تم بظاہر واں ہمارے تھے شریک
لیک باطن میں سدا لیل و نہار ۔ رہتے تھے بے حرمتی کے انتظار
اور واں رہتے تھے تم شام و پگاہ ۔ جان و دل سے کافروں کے خیرخواہ
اور تعظیم و اطاعت بندہ وار ۔ کرتے تھے کفار کی تم بیشمار
اب انہیں میں جاؤ اے قوم غوی ۔ جنکی کرتے تھے ہمیشہ پیروی
اِتنے میں اِک شعلۂ نارِ بزرگ ۔ آئیگا دوزخ سے باحالِ سترگ
کہربا لیوے اُٹھا جیوں برگِ کاہ ۔ یونہی وُہ شعلہ انہیں بے اشتباہ
کھینچکر فوراً بحکم ذوالجلال ۔ دیگا واں سے درکہ اسفل میں ڈال

الغرض منافق دوزخ میں داخل ہوکر مومنوں کو پکارینگے۔ اے بھائیو کیا ہم ملت اسلام پر مومنوں کیساتھ رفاقت نہیں کرتے تھے۔ مومن کہیں گے۔ ہاں تم ہمارے ساتھ تھے

لیکن تمنے دیدہ و دانستہ اپنے نفس کو فتنہ میں یعنے کفر او معصیت میں ڈالا اور عقاید باطلہ اور اعمال فاسدہ اختیار کئے اسیواسطے ہم تمسے اور تم ہم سے جدا ہوئے +

مؤلف - ظاہراوہ آیات اور احادیث جو منافقوں کے نور کی نفی پر دلالت کرتی ہیں - ان حدیثوں اور آیتوں سے مراد وہ منافق ہیں جو باطن میں کفر اور ظاہر میں اسلام رکھتے تھے اور تقیہ اور استہزا کیوجہ سے کلمہ شہادت کے قایل ہو جاتے تھے - ایسے منافقوں کے لئے قیامت کے دن کسی قسم کا نور نہیں ہوگا - اس لئے کہ نور کے ظہور کا اصل ایمان سے اور ایمان دلسے تعلق رکھتا ہے - اور ان کا دل نور ایمان سے بے نور ہے - اور جس دل میں آفتاب عالمتاب ایمان کا نہ چمکے - بلاشک عالم تاریکی کا اسپر مستولی ہوتا ہے - جیساکہ مولٰنا رح نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے

خانۂ آن دل کہ ماند بے ضیا	از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریکست چون جان جہود	بے نوا از ذوق سلطان ودود
گور بہتر ازچنین دل مر ترا	آخر از گور ئے دل خود بر تر آ

اور جن حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ منافقوں کا نور منطفی ہو جائیگا - مراد ان سے وہ لوگ ہیں کہ توحید الٰہی کے قایل ہیں - جیسے فرقے مبتدعہ - مثلاً روافض اور خوارج اور معتزلہ وغیرہ کہ ان کے ایمان کا نور بدعات کے دھوئیں سے منطفی ہو جائیگا +

فائدہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نماز بھی نمازی کے لئے پلصراط پر سے گذرنیکے وقت نور کی مشعل بنجائیگی - جن لوگوں نے اندھیری راتوں اور اندھی بادلوں کی تاریکی میں مساجد میں جاکر نمازیں باجماعت ادا کی ہیں ان کے لئے نماز ایک کامل نور ہوگا - اور فرمایا جو شخص مومن جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت بلاناغہ کرتا رہے - قیامت کے دن اسکے واسطے قدموں سے آسمان تک تمام نور ہی نور ہوگا + اور فرمایا جو آدمی صالح تقدیر الٰہی سے عالم دنیا میں نابینا ہو جائے - اور جو راہ خدا میں ایک تیر چلائے اور جو کوئی بازاروں میں چلتے ہوئے ذکر الٰہی میں مشغول رہے - اور جو شخص مسلمانوں کے کسی سختی کو دور کرے - قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالے اسکو ایسا نور عطا فرمائیگا کہ اسکی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہیگی + واللہ اعلم بالصواب وقمت نبہ ما وجدت فی الکتاب +

الموعظة فی ذکر الصراط کما ورد فی الآیات القرآنیة والاحادیث النبویة وما یتعلق به

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق للنار جسرًا وھو الصراط علٰی متن جھنم مد حضنة مزلقة وجعل علیہ سبع قناطیر کل قنطرة منھا میرة ثلث الف سنة الف منھا صعود والف منھا ھبوط والف منھا استواء ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل وکان علیھا شعب کالریاح الطوال محدد السنان ویحبس العبد فی کل قنطرة ویسال عما امر اللہ تعالیٰ الخ اے میرے بھائیو! تامل کرو اور سُنو کہ پلصراط ایک پُل ہے کہ دوزخ کے اوپر بنا ہوا ہے۔ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ تر پتلا ہے جو شخص عالم دُنیا میں راہ راست شریعت پر سیدھا رہیگا۔ وہ آخرت کے پلصراط پر ہلکا ہوگا اور نجات پاویگا۔ اور جو دُنیا میں سیدھا رہنے سے عدول کریگا۔ اور گناہوں سے اُسکی پشت بھاری ہوگی وہ پلصراط کے اوّل ہی قدم میں لغزش کریگا۔ اور ہلاک ہو جائیگا۔ پس اب سوچو کہ جب تم پلصراط کو دیکھو گے اور اسکی تیزی اور باریکی پر تمہاری نگاہ پڑیگی۔ اور اس کے نیچے دوزخ کی سیاہی نظر پڑے گی۔ اور آگ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا اور چنگھاڑتا سُنو گے تو تمہارے دل میں کیسا خوف بھریگا۔ اور تمکو ملائک زبردستی سے کہیں گے کہ اسپر چلو۔ جب تم اپنا قدم پلصراط پر رکھو گے فالاوّل یحاسب عن الایمان تو پہلے تمہارے ایمان کا حساب لیا جاویگا۔ اگر تمہارا ایمان کفر اور ریا سے سالم نکلا تو حق سبحانہ وتعالےٰ تمکو نجات بخشیگا والّا یتردّٰی فی النّار۔ اگر معاذاللہ تمہارے ایمان میں کسی طرح کا کفر یا شرک جلی یا خفی برآمد ہوگیا۔ تو دوزخ کی آگ میں پھینکے جاؤ گے۔ اور دُوسرا تمہاری نمازوں کا حساب لیا جاویگا۔ تیسرا زکوٰۃ کی بابت پُوچھا جاویگا۔ چوتھا صوم یعنے روزوں کی بابت سوال ہوگا۔ پانچواں حج فرض اور عمرہ واجب کی بابت پرسش ہوگی۔ چھٹا وضو اور غسل اور جنابت اور ساتواں والدین کی رضامندی اور خدمت اور ذی رحموں کی معاونت اور مواصلت وغیرہ مظالم کی بابت تحقیقات ہوگی۔ اگر جملہ مذکورات کے عہدے سے تجاوز کر گئے تو نجات پاجائیگا والّا یتردّٰی فی النار نہیں تو دوزخ میں پھینکا جائیگا +

حضرت وہبؓ بن منبہ سے روایت ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ینادی فی جمیع الجمہور یارب امتی امتی پلصراط کے کنارے پر کھڑے ہوکر باآواز بلند پکارینگے کہ اے میرے رب اور اے میرے پروردگار میری اُمت کو بچالیجو بچالیجو اور تمام خلقت پُلصراط پر سوار ہوجائیگی۔ اور اس پُل پر کانٹیں سعدان کے کانٹے کیطرح ہونگے۔ کافر اور منافق پُل پر چڑھتے ہی دوزخ میں گر پڑینگے اور انمیں سے کوئی بھی عبور نہ کرسکیگا اور مؤمنین اپنے اپنے اعمال کے اندازہ پر بعضے تو برق کی مانند اور بعضے تند ہوا کی مانند اور بعضے تیز رَو گھوڑوں کی مثل اور بعضے تیز رَو شتر کیطرح اور بعضے تیز رَو پیادہ کی مانند۔ اور بعضے سُست قدم پیادہ کیطرح بڑی خرابی اور دقت سے مجروح اور زخمی ہوکر نجات پاجائینگے۔ اور بعضے اپنے گناہوں کی سزا پانے کے مارے دوزخ میں گر پڑینگے +

اور حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے کہ جو شخص بادشاہوں کی کچہری میں مسلمانوں کی حاجت برآری کے لئے وسیلہ بنجائے اور ہر ایک غریب کا کام سرانجام کردیوے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ اسکو اپنی طرف سے مدد دیکر اسپر پُلصراط کا عبُور آسان کردیگا۔ اور جو کوئی صدقہ بخوبی دیوے وُہ بھی پُلصراط سے بخوبی گذر جائیگا +

اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جو شخص عوام کو سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکھا پڑھا دیوے وہ انشاءاللہ آنکھ جھپکنے میں پُلصراط کا راستہ طے کرجائیگا + حضرت وہب بن منبہؓ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حق سُبحانہٗ وتعالےٰ سے پُوچھا کہ قیامت کے دن پُلصراط پر کون شخص جلد رو زیادہ ہوگا۔ خطاب ہُوا۔ اے داؤدؑ وُہ لوگ پُلصراط سے جلدی پار ہوجائینگے جو میرے حکم سے راضی ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ میرے ذِکر سے اُن کی زبان تر رہتی ہے۔ انتہٰے +

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور ابن ابے الدنیا اور سعید بنؓ ابی ہانی سے مروی ہے۔ کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دِن پُلصراط بعضے آدمیوں کے لئے بال سے زیادہ باریک ہوجائیگی۔ اور بعض کے لئے ایک فراخ وادی کیطرح بنجاوے گی کما قال اللہ تعالےٰ وان منکم الا واردھا کان علےٰ ربک حتما مقضیا۔ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا۔ اور نہیں کوئی تم آدمیوں میں سے مگر پہونچنے والا اور گذرنیوالا دوزخ پر۔ لیکن جب مومن دوزخ پر گذریں گے تو دوزخ کی آگ بُجھ جائیگی اور ٹھنڈی

ہو جائیگی۔ اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعضے جنتی لوگ ایکدوسرے سے پوچھینگے کہ کیا حقتعالی نے ہم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم سب دوزخ پر سے گذروگے تو یہ کیا ماجرا ہے کہ ہم نے تو آگ دیکھی ہی نہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تم نے تو دوزخ پر سے گذر کیا۔ مگر اُسکی آگ تمہارے ایمان کے نُور کے سبب سے بجھ گئی تھی۔ **مثنوی**

مومنان گویند در حشر اے ملک	نہ کہ دوزخ بود راہ مشترک۔
مومن و کافر برو یابد گذار	ما ندیدیم اندرین راہ دُود و نار
نک بہشت و بارگاہ ایمنے۔	پس کجا شد آن گذرگاہ دنے
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کہ فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بودہ سیاستگاہ سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوئے را	آتشش گشتید فتنہ جوئے را
جہدہا کردید او شد پر صفا	نار را کشتید از بہر خدا
دوزخ ما نیز در حق شما	سبز گشت و گلشن و برگ نوا

مولنا رُومی قدس سرہٗ نے نیز کسی دوسری کتاب میں فرمایا ہے ؎

مومن فسون بداند بر آتشے بخواند	سوزش درون نماند گردد چو نور روشن

کان علیٰ ربک ہے دوزخ پر گذرنا تیرے رب پر حتما مقضیا لازم کام حکم کیا ہوا یعنے ایسا وعدہ ہے کہ ضرور واقعہ ہوگا اور اسمیں ہرگز خلاف نہیں اور بعضے مفسر اس بات پر ہیں کہ ورود دخول کے معنے میں ہے۔ اسواسطے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ورود دخول یعنے سب کو دوزخ میں حاضر کرینگے کوئی نیک اور بد ایسا نہ ہوگا۔ جو دوزخ میں نہ داخل ہو۔ مگر ایمان والوں پر آگ اسطرح گل ہوجائیگی جسطرح حضرت ابراہیم خلیل پر گل ہوگئی تھی۔ اور طبرانی نے یعلی ابن اُمیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ قیامت کے دن مومنوں کو کہیگا کہ اے مومنوں جلدی جلدی عبور کر جاؤ کہ تمہارے ایمان کے نُور نے میری آگ کو سرد کردیا ہے۔ جیسے مولینا قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس حدیث کے معنے بیان فرماتے ؎

مصطفےٰ فرمود از گفت جحیم	کوز مومن لابہ گر گردد ز بیم

گویدش بگذر ز من اے شاہ زود	بین کہ نورت سوز نارم در ربود
پس ہلاک نار نور مومن است	زانکہ بے ضد دفع ضد لا یمکن است
نار ضد نور باشد روز عدل	کان ز قہر انگیختہ شد این ز فضل
مومن آن باشد کہ اندر نیک و بد	کافر از ایمان او حسرت خورد۔
گر بگوئے گبر را کین آسمان	آفریدہ کیست وین خلق و جہان
گوید او کین آفریدہ از خدا است	کافرینش بر خدا آیتش گواہ است
فعل او کردہ دروغ آن قول را	تا شد او لایق عذاب و ہول را
پس چنان کن فعل کان خود بے زبان	باشد اشہد گفتن و عین عیان

الحکایت فی التمثیل

بود گبرے در زمان بایزیدؒ	گفت او را یک مسلمان سعید
کہ چہ باشد گر تو ایمان آوری	تا بیابی صد نجات و سروری
گفت این ایمان اگر ہست اے مرید	آنکہ دارد شیخ عالم بایزیدؒ
من ندارم طاقت آن تاب آن	کان فزون آمد کوششہائے جان

اور اسی قول کی تائید کرتا ہے یہ جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظلمین فیہا جثیا۔ پھر نجات دینگے ہم انہیں جنہوں نے پرہیز کیا شرک اور کفر اور بدعت سے یعنے نکال لینگے انہیں دوزخ سے اور چھوڑ دینگے ہم ظالموں کو آگ میں زانو کے بل گرے ہوئے۔ انتہٰی ۱۲

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی محض اپنے اللہ کیواسطے مسلمانوں کو اشرار کفار فجار کی شرارت سے بچاتا ہے قیامت کے دن دوزخ میں وارد نہ ہوگا + صحیح بخاری میں ابی سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن آتش دوزخ سے نجات پائینگے تو ایک پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے بند کئے جائینگے۔ پس اُن سے بعض کا بعض سے مظالم کی بابت قصاص لیا جاویگا۔ جب الزامات قصاصیہ سے بری اور پاک ہو جائیں گے تو بہشت میں داخل کئے جائیں گے پس قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ ہر ایک تمہارا اپنا ظہر بہشت

میں دیکھ لیگا اور اسکی راہ پالیگا۔ جیسے کوئی شخص عالم دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا ہے۔ اسیطرح اپنے رہنے کی جگہ کو بہشت میں پہچان لیگا*

فائدہ۔ اے میرے بھائیو! حضرات علمار نے اس حدیث کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پُل پلصراط کے پُل سے دُوسرا ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ پلصراط کے کنارے پر واسطے قصاص کے کھڑے کئے جائیں گے۔ اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصاص سوائے اُس قصاص کے جو پلصراط سے پہلے ہوچکا ہے ہوگا۔ پہلا قصاص دوزخ میں داخل کر کے لیا جاویگا۔ اور قصاص ثانی بہشت میں داخل ہونیسے پہلے حبس کی سزا سے بھگت جائیگا۔ اور جسقدر حبس کے محبس میں محبوس رہیں گے۔ اسی قدر عذاب میں معذب رہیں گے*

حضرت خواجہ ثنار اللہ پانی پتی مرحوم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جب دوزخ کی آگ سے بسبب اعمال صالحہ کے نجات پائیں گے اور بعض معاصی کیوجہ سے بہشت میں دخول نہ کرسکیں گے۔ ایک قلعہ میں جو دوزخ اور بہشت میں واقعہ ہوگا محبوس رہیں گے اور اس قلعہ کا نام اعراف لکھا ہے۔ جیساکہ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعراف ایک سُور ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان اور اصحاب الاعراف وُہ گنہگار ہیں جو اس قلعہ میں محبوس وقید کئے جائینگے اور خداتعالیٰ کے حکم سے اس دیوار پر چڑھکر دوزخیوں کو سیاہ روئی اور بہشتیوں کو سفید روئی سے پہچانینگے۔ جب وُہ بہشتیونکو دیکھیں گے تو دخول بہشت کا طمع کرینگے۔ اور جب دوزخیوں کی تباہی دیکھیں گے تو اُنکے حال سے بخدا پناہ لیں گے۔ آخر الامر بعد کذا وکذا کے حق سُبحانہٗ وتعالےٰ اُن کو بہشت میں داخل کردیگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور درمیان بہشت اور دوزخ کے پردہ ہے یا دوزخیوں اور جنتیوں کے بیچ میں آڑ ہوگی۔ جیسے دیوار اور شہر پناہ کہ دوزخی جنت میں نہ جائیں۔ جیسا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ اور اُس آڑ کو اعراف کہتے ہیں۔ امام زاہد نے کہا کہ اعراف ایک ٹیکرا ہے مُشک سفید کا وعلی الاعراف رجال اور اس اعراف پر مرد ہونگے بہشت اور دوزخ پر آگاہی رکھنے والے یعرفون کلا بسیماھم پہچانینگے وُہ سب جنتیوں اور دوزخیوں کو بسبب انکی علامتوں کے۔ اسواسطے کہ جنتی لوگوں کے چہرے سفید اور نُورانی ہونگے اور دوزخیوں کے مُنہ کالے ہو اور اس مقام

کو اعراف اسواسطے کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنیوالے دونوں فریق کے حال سے عارف اور پہچاننے والے ہیں۔ اور یہ لوگ انبیا علیہم السّلام ہونگے یا شہید لوگ یا بزرگ مسلمان۔ یا ملائکہ مردوں کیصورت پر اور اعراف پر اُن کا ہونا انکی بزرگی کی دلیل ہے اسواسطے کہ وہ وہاں سے بہشت میں اپنے مقام دیکھینگے اور فرحت اور لذّت حاصل کرینگے۔ اور عذابِ دوزخ کو بھی دیکھیں گے اور اس سے نجات اور خلاصی پانے پر خوش اور مسرور ہونگے ✤

تفسیر ثعلبی میں ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے منقول ہے کہ اعراف موضع بلند ہے صراط سے کہ حضرت عباسؓ اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہم اُسپر ہونگے اور خُدا کے دوستوں کو پہچانینگے۔ تر و تازہ اور سفید نورانی چہرہ ہونیکی وجہ سے۔ اور خدا کے دشمنوں کو پہچانینگے تیرگی اور روسیاہ ہونیکی وجہ سے ✤ اور بعض مفسرو نے کہاہے کہ اعراف پر وہ لوگ ہونگے جن کے نیک اور بداعمال برابر ہونگے۔ یا جن کے ماں باپ میں سے ایک راضی ہوا اور ایک نہیں۔ یا وہ موحد لوگ ہونگے جنہوں نے عمل میں تقصیر اور کمی کی ہے اور اس قول پر لوگوں کا اعراف پر ہونا اُن کے ثواب کی کمی کی جہت سے ہوگا کہ وہ بہشت میں داخل ہونیکے مستحق نہیں ہیں وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اور پکاریں گے اعراف والے اہل جنت کو۔ یعنی جب جنت میں دیکھیں گے تو اہل جنت سے تہنیت کے طور پر کہیں گے اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کہ سلام اور تہنیت خدا کی تمپر ہو۔ یا خوشا حال تمہارا کہ دارالسّلام میں سلامتی کیساتھ پہونچے۔ لَمْ یَدْخُلُوْھَا وَھُمْ یَطْمَعُوْنَ ابھی اہل اعراف جنت میں نہ داخل ہوئے ہونگے اور وہ طمع رکھتے ہونگے کہ جنت میں داخل ہوں ✤ اور ایک روایت یہ ہے کہ سب کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہونگے وہ یہی اہل اعراف ہونگے ✤

اور فتوحات مکیہ کے سفر رابع میں لکھاہے کہ اہل عرفات کی نیکیوں اور برائیوں کا پلہ برابر ہوگا۔ وہ بہشت میں بھی دیکھیں گے اور دوزخ میں بھی اور کسی میں داخل ہونیکے واسطے کوئی عمل اُن کو ترجیح دینے والا نہوگا۔ پھر جب خلق کو سجدہ کا حکم ہوگا اور وہ اخیر تکلیف ہے قیامت کے دن کی تو اہل عرفات بھی سجدہ کرینگے اور انکی نیکی کا پلہ بھاری ہو کر انہیں دخول جنت کیواسطے ترجیح دیدیگا اور وہ جنت میں داخل ہو جائینگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُھُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

اور جب پھیری جائینگی اُنکی آنکھیں ✦ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ کے حکم سے ایک فرشتہ اُن کے مُنہ پھیر دیگا دوزخیوں کیطرف وُہ کہیں گے یعنی خدا سے پناہ مانگیں گے اور کہیں گے۔ اَے ہمارے رب نہ کر ہمیں ساتھ ظالموں کے یعنی ہمیں اور انہیں دوزخمیں اکٹھا نہ کرو۔ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ اور آواز دینگے اہل اعراف ان مردوں کو جنکو پہچانینگے ساتھ اُنکی نشانیوں کے کہ وُہ سیاہ چہرے اور نیلی آنکھیں ہیں اور وہ پہچانے ہُوئے لوگ کافروں کے سردار ہونگے جیسے ولید مغیرہ اور ابو جہل اور عاص بن وائل اور مثل انکی مشرکوں میں سے جو دُنیا میں کہتے تھے کہ بلال حبشی اور عمار اور صہیب ایسے فقیر صحابہؓ کو خدا جنت میں داخل کرے اور ہمیں دوزخ میں ہر گز ایسا نہ ہوگا اور قسم کھاتے تھے کہ ہمارے غلاموں اور چرواہوں کو خدا ہم پر تفضیل نہ دیگا قَالُوْا مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ کہینگے انہیں اہل اعراف کہ تم عذاب میں ہو دفع نہ کر دیا تم سے عذاب اس مال نے جسے تم جمع کرتے تھے یا تمہارے یار اور مددگار جو کثرت سے تھے انہوں نے۔ اور وُہ جو تھے کہ تکبر کرتے تھے حق تعالےٰ کے کلام سے یعنی تمہارے تکبر نے بھی تمہارا عذاب نہ روکا پھر اہل اعراف حضرت بلال اور عمار اور سلمان اور جناب صہیب اور اُن کی مثل صحابہ رضی اللہ عنہم کیطرف سے اشارہ کرینگے اور کافروں سے کہیں گے کہ اَهٰٓؤُلَآءِ کیا نہیں ہے یہ گروہ الَّذِیْنَ وُہ لوگ کہ دُنیا میں اَقْسَمْتُمْ تُم کھاتے تھے تم لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ہر گز نہ پہونچائیگا اللہ انہیں رحمت اب دیکھو خدا کی رحمت سے یہی لوگ بہشت میں ہیں۔ اور جب اہل اعراف اس کلام سے فارغ ہونگے تو حقتعالےٰ اپنے کرم سے انہیں کہیگا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ داخل ہو جاؤ تم جنت میں کچھ نہیں تم پر خوف کی چیزوں اور شدتوں سے اور نہ تم غمگین ہو گے مطلبوں اور مقصدونکے فوت ہونیسے ✦

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصحاب الاعراف وُہ مرد ہونگے جو راہ خدا میں شہید ہو گئے ہیں۔ لیکن اپنے والدین کے بیفرمان ہونگے۔ شہادت کیوجہ سے دوزخ میں نہیں داخل ہونگے اور معصیت کے سبب یعنی اپنے والدین کی نافرمانی کے سبب بہشت میں بھی داخل نہیں ہو سکینگے۔ یہانتک کہ اُن کا گوشت اور چربی دوزخ کی بھاپ سے خشک ہو جائیگا۔ پھر حق سبحانہ وتعالےٰ اپنی رحمت سے اُن کو بہشت میں داخل کردے گا

اس حدیث سے ایسا مستفاد ہوتا ہے اگرچہ شہادت سے آدمی کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ کہ السیف محی الذنوب ۔لیکن حقوق العباد نہیں بخشے جاتے ✦

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا جس کے سیئات سے اُس کے حسنات ایک حسنہ کے سبب بڑھ جائیں وہ شخص بھی بہشت میں داخل ہو جائیگا اور جسکے سیئات اس کے حسنات سے ایک عدد بڑھ جائیگا وہ شخص بھی دوزخ میں ڈالا جائیگا اور جس شخص کے حسنات اور سیئات برابر ہونگے وہ شخص صراط پر محبوس کیا جائے گا۔ انہیں لوگوں کو اہل اعراف کہتے ہیں اور مومنوں کا نور مومنوں کو بہشت میں پہونچادیگا اور منافقوں کا نور پلصراط پر چڑھتے ہی منطفی ہو جائیگا۔ اور اصحاب الاعراف کا نور منطفی نہیں ہوگا۔ اسیواسطے دخول جنت کا طمع رکھتے ہیں اور آخر کار بہشت میں داخل ہو جائینگے ۔ اور واضح ہو کہ اعراف کو منزلۃ بین المنزلتین جیسا کہ اہل ہوا نے کہا ہے نہ سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اعراف خلود کی جگہ نہیں ✦

هٰذِهِ الْمَوْعِظَةُ فِي الشَّفَاعَةِ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور دیگر انبیا اور شہدا اور اولیا اور حضرات علما اور صلحا اور اطفال صغیر جو لڑکپن کیحالت میں فوت ہو گئے ہوں اور اعمال صالحہ کی شفاعت مثلاً تلاوت قرآن اور روزہ اور نماز اور صدقہ وغیر ذٰلک کی احادیث نبویہ سے ثابت اور حق ہے۔ جنکو حقتعالےٰ اذن دیگا وہ اذن کے بعد شفاعت کرینگے اور انکی شفاعت بدرجہ اجابت مقرون ہوگی۔ بعضوں کو شفاعت کا اثر قبر ہی میں پہونچ جاویگا۔ جیساکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ملک کی نسبت فرمایا وهي المانعة هي المنجية من عذاب القبر ۔ اور بعض کو عرصات میں اُسکا نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ اور بعض دخول دوزخ کے بعد شفاعت کے ذریعہ سے رہائی پائیں گے۔ اور بعض کو بہشت میں پہونچکر شفاعت کے وسیلہ سے درجات عالیہ میسر ہونگے ✦

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھکو اختیار دیا ہے کہ اے میرے حبیب تو اپنی اُمت کا نصف اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تو اپنی اُمت کا دو ثلث بغیر حساب اور عذاب کے بہشت میں داخل کردے یا اپنی امت کی شفاعت کا درجہ مجھسے

لے تو میں نے شفاعت ہی کو اختیار کیا۔ اور میری شفاعت مسلمانوں کے لئے ہوگی۔
اس باب میں بہت حدیثیں وارد ہیں۔ از انجملہ ایک وُہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم
نے بروایت ابوہریرہؓ نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاس گوشت
حاضر کیا گیا۔ اور ہاتھ آپ کے سامنے کیا گیا۔ آپ کو ہاتھ کا گوشت اچھا معلوم ہوا کرتا تھا
آپ نے اسمیں سے دانت سے کاٹا۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن میں آدمیوں کا سردار
ہونگا اور تمکو معلوم ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اگلوں پچھلوں کو ایک میدان
میں جمع کریگا اور پکارنیوالے کی آواز اُن کو سُناویگا اور نظر کے سامنے رکھیگا۔ اور
آفتاب قریب ہوگا۔ اور آدمیوں پر غم اور کربؔ اتنا ہوگا کہ اسکی برداشت نہ کرسکیں گے
تب آدمی ایکدوسرے سے کہیں گے کہ تم دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا نوبت ہوئی ہے۔ اور ہم کس
درجہ کو پہونچے ہیں۔ کسی ایسے کو کیوں نہیں تجویز کرتے جو پروردگار سے ہماری سفارش
کرے۔ تب آپسمیں کہیں گے کہ چلو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں۔ چنانچہ حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس جاکر کہیں گے کہ تم ابوالبشر ہو خدا تعالیٰ نے تمکو اپنے ہاتھ سے
پیدا کیا اور تم میں اپنی رُوح پھونکی اور تمہارے لئے فرشتوں کو سجدہ کا حکم کیا۔ اپنے
پروردگار سے ہماری سفارش کرو۔ دیکھو ہمارا کیا حال ہے اور ہماری کیا نوبت پہنچی
ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اُن کو جواب دینگے کہ آج میرا پروردگار ایسا خفا ہے کہ
نہ کبھی پہلے ہوا اور نہ آگے کو ہوگا۔ اور اُس نے مجھکو جنت کے ایک درخت کا پھل
کھانیسے منع کیا تھا میں نے اُسکا کہنا نہ مانا۔ مجھے اپنی ہی جان کی پڑی ہے۔ تم حضرت
نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔
اور عرض کرینگے کہ تم زمین کے باشندوں کے پاس اوّل رسول ہوکر آئے اور اللہ تعالےٰ
نے تمکو بندہ شکر گذار فرمایا۔ ہمارے باب میں اپنے پروردگار سے سفارش کرو۔ دیکھو
ہمارا کیا حال ہے وہ جواب دینگے کہ آج خدا تعالےٰ ایسا غصے ہورہا ہے کہ پہلے کبھی ایسا
نہیں ہوا نہ آگے کو کبھی ایسا ہوگا۔ اور میں اپنی قوم پر ایک بددُعا کرچکا ہوں میں اپنی
ہی جان کے بچاؤ میں ہوں۔ تم میرے سوا کسی اَور کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وُہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور عرض کرینگے
کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور زمین کے لوگوں میں سے اُس کے خلیل ہو۔ اپنے پروردگار سے

ہماری شفاعت کرو دیکھتے ہو کہ ہم کس حال میں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ جواب دیں گے کہ میرا پروردگار آج ایسا غصّے ہوا ہے کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ نہ آیندہ کو ہوگا۔ اور مَیں نے تین بار عالم دُنیا میں جھوٹ بولا تھا۔ اور ان کا آپ ذکر کردینگے اور کہیں گے کہ مجھے اپنی ہی جان کی پڑی ہوئی ہے۔ تم اَور کے پاس جاؤ۔ تم مُوسےٰ علیہ السّلام کے پاس جاؤ۔ تب عام وخاص لوگ حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام کے پاس آکر کہیں گے کہ آپ رسُولِ خُدا ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر زیادتی دی اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجیئے۔ دیکھئے ہمارا کیا حال ہے۔ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ پہلے ہوا نہ پیچھے ایسا ہوگا۔ اور مَیں نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا۔ جس کے مار ڈالنے کا مجکو حکم نہ تھا۔ مجھ اپنی ہی فکر ہے تم دُوسرے کے پاس جاؤ۔ تم حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے پاس جاؤ وُہ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے پاس آکر کہیں گے کہ آپ اللہ کے رسُول اور اُس کے کلام ہیں کہ مریم کیطرف ڈالدیا تھا۔ اور آپ اللہ کی رُوح ہیں اور آپنے لوگوں سے گود میں کلام کیا۔ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجیئے۔ اور دیکھئے کہ ہماری کیا حالت ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار آج ایسے غصّے میں ہے کہ نہ پہلے ایسا ہوا اور نہ آگے ایسا ہوگا۔ اور کوئی خطا اپنی ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مَیں اپنے ہی نفس کی فکر میں ہوں۔ تم کسی اَور کے پاس جاؤ۔ تم محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آویں گے اور کہیں گے کہ اے محمّد آپ رسُولِ خدا اور خاتم انبیا ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمائے ہیں اپنے ربّ سے آپ ہماری شفاعت فرمائیے اور ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائیے کہ ہم بڑی تباہی میں پڑے ہیں ۵

لب بجنبان پئے شفاعتِ ما	منگر بر گناہ وطاعتِ ما

مَیں روانہ ہوکر عرش کے نیچے آؤنگا۔ اور اپنے رب کے آگے سجدہ میں جاؤنگا۔ پھر اللہ تعالےٰ میرے اوپر محامد اور ثنا کی خوبی سے وُہ چیز کھولدیگا کہ پہلے کسی کے اُوپر نہیں کھولی۔ پھر کہا جاویگا کہ اے محمّد اپنا سر اُٹھا مانگ تجکو ملیگا۔ اور شفاعت کر۔ تیری شفاعت منظور ہوگی۔ پس مَیں سر اُٹھاؤنگا اور کہونگا۔ اُمتی اُمتی یارب یعنے اے میرے پروردگار میری اُمّت کو بخشدے۔ مجکو حکم ہوگا کہ اے محمّد اپنی امت میں سے جن لوگوں پر

حساب نہیں انکو جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے اندر پہونچادے اور باقی دروازوں میں تیری اُمّت کے لوگ اور لوگوں کے شریک ہیں۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ فاصلہ دو کواڑوں کا جنت کے اِتنا ہے جتنا درمیان مکہ اور بصرہ کے ہے۔ رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مَیں اپنی اُمّت کے گنہگاروں کے لئے کیا خوب آدمی ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلعم کِسطرح۔ فرمایا بدکار گنہگار میری شفاعت سے بہشت میں جا پہونچیں گے۔ اور نیک اعمال لوگ اپنے عملونکی بدولت دَولت جاودانی کو پالیں گے۔ اور فرمایا کہ مَیں شفاعت کرونگا شفاعت کرونگا یہاں تک کہ مَیں کہونگا کہ اے میرے پروردگار میری شفاعت قبول کر اُس شخص کے حق میں جسنے ساری عمر میں ایک بار لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہو۔ حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اَے محمّد مجھکو اپنی عزّت وجلال کی قسم ہے۔ جس شخص نے ایکبار میری توحید کے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اُسکو دوزخ میں نہ چھوڑونگا۔ اور فرمایا حضرت رسالت صلعم نے جس نے اذان سُنکر یہ دُعا یعنے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ الخ پڑھی ہوگی وہ بھی میری شفاعت پالیگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص مدینہ طیّبہ میں سکونت کرے اور میرے شہر کی تکلیفیں سہے۔ مَیں قیامت کے دن اُس کے ایمان کا شاہد اور اُس کے گناہوں کا شفیع بنجاؤنگا اور اُسکو بہشت میں پہنچا دُونگا۔

اور فرمایا جو کوئی مدینہ یا مکہ میں مرجائے مَیں اُسکی شفاعت کرونگا۔ اور فرمایا۔ جو کوئی میری زیارت کے واسطے آوے اور ایک روایت میں آیا ہے جو کوئی میری قبر کی زیارت کے لئے آوے اُسکی شفاعت میرے پر واجب ہے۔ اور فرمایا جو کوئی بعد ادائے نماز کے یہ دُعا پڑھے۔ اللّٰھم اعطِ محمدٍ الوسیلۃ واجعلہ فی المصطفین محبتہ وفی العالمین درجتہ وفی المقربین دارہ اسپر میری شفاعت واجب ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن دو گروہوں کو میری شفاعت نصیب نہوگی۔ ایک مرجیہ۔ دوم قدریہ۔ مرجیہ وہ ہیں کہ یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو ضرور بخشدیگا اور مسلمانوں کو گناہ کچھہ ضرر نہیں پہونچاتا جیسے کافر کو کوئی حسنہ فائدہ نہیں دیتی۔ اور قدریہ شفاعت کے مُنکر ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب کبیرہ کے بدوں توبہ کے مخلد فی النار ہونگے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن دو آدمیوں کو میری شفاعت نہ ہوگی۔ ایک تو ظالم بادشاہ دوئم وہ کہ دین میں حد شرعی سے باہر

نکلجائے یعنی اہل اہوا جیسے روافض اور خوارج وغیرہ۔ اور فرمایا کہ تم جدال کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ جدال کرنیوالے میری شفاعت سے محروم رہجاوینگے۔ یعنی جو کچھ خدا تم اور رسولؐ نے فرمایا اُسکو قبول کرنا چاہئے۔ اور اسمیں جدال اور بحث نہ کرنا چاہیئے +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن عالم اور عابد حاضر کئے جاوینگے عابد کو حکم ہوگا کہ تم بہشت میں چلے جاؤ اور عالم کو کہا جاویگا کہ تم اپنے مستفیدوں کی شفاعت کے لئے یہاں کھڑے رہو + ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عالم کو کہا جاویگا۔ کہ تو اپنے شاگردوں کی شفاعت کر۔ اگرچہ تیرے شاگرد ستاروں کی گنتی سے زیادہ ہووین +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک بہشتی آدمی دوزخیوں کے پاس سے گذریگا۔ ایک مرد دوزخی اُسکو کہیگا۔ اے بھائی تو مجکو پہچانتا ہے۔ وہ کہیگا نہیں۔ دوزخی کہیگا مَیں وُہ ہوں جس سے تونے ایکدن پانی مانگا تھا۔ اور مَیں نے تجکو پانی پلا دیا تھا۔ آج تو میری سفارش کر شاید تیری شفاعت سے مَیں اس عذاب سے چھوٹ جاؤں۔ وہ بہشتی مرد خدا سے اُسکی نجات کا سوال کریگا۔ خدا تعالٰے اُس بہشتی کی شفاعت سے اُس دوزخی کو دوزخ سے نکالکر بہشت میں پہونچا دیگا۔ اور ایک مرد دُوسرے مرد کو کہیگا میں نے تمکو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ ایکمرد دوزخی بہشتی مرد کو کہیگا اے بھائی تمکو یاد ہوگا کہ تو نے مجکو عالم دُنیا میں ایک کام کے لئے بھیجا تھا۔ اور میں نے جاکر تیرے کام کو بخوبی سرانجام کیا تھا۔ وُہ بہشتی اُسکی شفاعت کریگا +

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیوفیہم اجورہم ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں کہ مراد یزیدہم من فضلہ سے شفاعت ہے دوزخیوں کے لئے۔ یعنی عالم دُنیا میں جن لوگوں نے کسی کیساتھ نیکی یا احسان کیا ہوگا وہ شخص اپنے محسن کی شفاعت کریگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مسلمانوں کے لڑکے عرش کے نیچے شفاعت کرینگے اور اُنکی شفاعت قبول ہو جائیگی + اور ایک حدیث میں لکھا ہے کہ جسکے تین بچے فوت ہوگئے ہوں وُہ قیامت کے دن بہشت کے دروازے پر کھڑے رہیں گے اُن کو کہا جاویگا کہ تم بہشت میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے ہم کسطرح بہشت میں داخل ہووین۔ حالانکہ ہمارے والدین بہشت سے باہر ہیں۔ تین بار اس امر کا تکرار ہوگا۔ آخر تیسری دفعہ ان کو کہا جاویگا کہ تم اپنے والدین کو ساتھ لیکر بہشت میں داخل ہو جاؤ +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ روزہ اور قرآن شفاعت کرینگے روزہ کہیگا - الہیٰ ! مَیں نے اس شخص کو کھانے پینے سے روک رکھا تھا - میری شفاعت قبول کر کے اُس کو بہشت میں داخل کردے ۔ اور قرآن کہیگا کہ میں نے اُسکو سونے اور راحت کرنے سے ہٹا رکھا تھا - اگر کوئی سوال کرے کہ جب اُمت کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ کی آگ سے باہر نکل جائینگے - دوسروں کی شفاعت کی کیا حاجت ہے - جواب میں کہا جاویگا کہ حضرات علما و صلحا و شہدا وغیرہم کی شفاعت آنحضرتؐ کی شفاعت میں داخل ہے اس لئے کہ انہوں نے جناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت متابعت سے مرتبہ شفاعت کا پایا - اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُنکا شرف ظاہر کرنیکی وجہ سے انکو شفاعت کا مرتبہ عنایت فرمایا ۔

صحیحین میں ایک حدیث طویل حضرت ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - جب مومن آتش دوزخ سے رہائی پائیں گے اور پلصراط سے سالم اُتر جائیں گے - جناب الٰہی میں اپنے بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں رہ جائیں گے - بڑے زور سے شفاعت کی آواز بلند کرینگے - اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے بھائیوں نے ہمارے ساتھ نماز باجماعت ادا کی اور روزہ رکھا - اور ہمارے ساتھ قطع منازل کر کے حج ادا کرتے رہے - جناب الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم دوزخ کے کنارے پر جاکر اپنے بھائیوں کو پہچان کر دوزخ سے نکال لو - حق سبحانہ وتعالےٰ نے مسلمانوں کی صورتیں آگ پر حرام کردی ہیں - اُنکی صورتیں جسمانی دوزخ میں بجال رہینگی - پس وُہ لوگ دوزخ سے ایک خلقت کثیر اور جم غفیر کو دوزخ سے باہر نکال لیں گے - اور عرض کرینگے کہ الٰہی اب ان میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہا - حکم ہوگا کہ تم لوگ پھر دوزخ کے کنارے پر جاؤ اور جس کے دلمیں دینار بھر ایمان ہووے اُسکو دوزخ سے نکالدو - پھر وُہ لوگ ایک بڑی خلقت کو دوزخ سے نکالیں گے - پھر حکم الٰہی ہوگا کہ جس کے دلمیں چیونٹی بھر بھی ایمان ہے اُسکو بھی دوزخ سے نکالدو - پھر یہ لوگ کہیں گے الٰہی اب کوئی ایماندار دوزخ میں نہیں رہا - ازاں بعد حق سبحانہ وتعالےٰ ارشاد فرمائیگا - اے میرے ملائکو تم نے بھی شفاعت کی اور میرے نبیوں نے بھی اپنی شفاعت کا حق ادا کیا - اور دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے منصب کے بموجب شفاعت کی - اور اب سوائے ذات مقدس ارحم الراحمین کے

کوئی باقی نہ رہا۔ فیقبض قبضۃً من النار۔ یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی بھر آدمیوں کو جنھوں نے ساری عمر بھر کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے دوزخ سے نکالدیگا۔ اور انکی صورتیں دوزخ کی آگ سے جلکر کوئلہ کیطرح سیاہ ہوگئی ہونگی۔ اور انکو ایک نہر میں جسکو نہر الحیات کہتے ہیں اور بہشت کے دروازے کے آگے چلتی ہے پھینکدیا جائیگا۔ پس وہ نہر میں اسطرح تیرینگے جسطرح سیل یعنے رو کے پانی پر دانے تیرتے ہیں۔ جب وہ نہر سے باہر نکلیں گے تو انکے چہرے ماہتاب کیطرح چمکیں گے۔ اور انکی گردنوں میں مروارید کی حمائلیں ہونگی۔ اہل بہشت کہینگے۔ ھٰؤلاء عتقاء اللہ یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں

روایت ہے کہ جب سارے مومن دلوں کے دل نار جہنم سے باہر نکل آئینگے تو ایک مرد بہشت اور دوزخ کے درمیان رہ جائیگا۔ اور اسکا منہ دوزخ کی طرف ہوگا **نظم**

تب پکاریگا بآواز بلند	سب فرشتوں کو وہاں وہ مستمند
کہ خدا کے واسطے اسوقت جو	منہ میرا دوزخ کے باہر پھیر دو
ہو نہایت آپ کا مجھ پر سلوک	منہ جلائے دیتی ہے آتش کی لوک
سنکے یہ منت سماجت کا کلام	عہد لیگا اس سے حق کا نیکنام

یعنے حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے اگر تو میرے ساتھ عہد کرے کہ میں کسی چیز کے لئے سوال نہیں کرونگا۔ تو میں تیرا منہ دوزخ کیطرف سے پھیر دیتا ہوں وہ بندہ کہیگا الٰہی میں صرف یہی چاہتا ہوں اور مجکو اور کوئی ہوس نہیں ہے

تب ملائک پھیر دینگے اُس کا رو	نار کے باہر بحسب آرزو

پھر وہ بہشت کیطرف متوجہ ہوکر چپ چاپ بیٹھ رہیگا۔ ایک ساعت کے بعد وہ مرد دل افکار باغ بہشت کی پھولی ہوئی بہار دیکھیگا۔ اور اشجار کے اثمار لہلہاتے ہوئے اسکی نظر میں پڑینگے تو وہ پھر وہ بے اختیار زار زار رونے لگیگا اور کہیگا۔ اے میرے پروردگار مجھ گنہگار کو اس گلزار کے در و دیوار کے قریب کردے۔ حق تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے میرے بندے فراموشکار تو نے عہد کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کرونگا۔ پھر پروردگار اس سے عہد لیکر بہشت کے دروازے تک اسکو پہونچا دیگا۔ پھر وہاں کچھ مدت خاموش بیٹھا رہیگا۔ جب اسکو بہشت کے حور و قصور اور مکانات پر نور کے ظہور ظاہر نظر پڑینگے تو ان کو دیکھکر سب عہد و پیمان بھولجائیں گے اور اس دلفریب ریاض کو ملاحظہ کرتے ہی

اُسکا تمام صبر اور شکیب دِل سے جاتا رہیگا۔ اور دِلمیں خیال کریگا ؎

کہ یہی لاریب ہے باغ جناں ۔ ہِسکن دلکش برائے مومناں
پھر بہت سی مِنت وزاری کے بعد حکم ہوگا اسکو کہ اَے مرد سعد
تو بھی جاکر ہو وہیں مسکن پذیر ہَیں جہاں سب مومنان بے نظیر
ہوگا داخل جبکہ وُہ نیکو سرشت منزلِ مقصود میں کہ ہے بہشت
دِل میں سوچیگا کہ مَیں جاؤں کدھر پُر ہے جنّت دیکھتا ہُوں مَیں جدھر
اس سرسے اُس سرے تک اب کہیں دُوسرے کی اِسمیں گنجایش نہیں
تب کریگا حق سے تنگی کا سوال کہ مجھے اب اسمیں بسنا ہے محال

عرض کریگا الٰہی میرے واسطے بہشت میں رہنے کی جگہ مقرر کردے ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا اے میرے عہد شکن بندے کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہیں کرونگا ۔ بندہ کہیگا الٰہی مجکو اپنی خلقت میں بدترین خلق مت کر اور ایسے ایسے الفاظ سے بارگاہ حضرت جلالت میں دعا اور التجا کریگا ۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اسکی دُعا سُنکر ہنس پڑیگا اور فرمائیگا جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

سُن کے یہ فرمائے گا پروردگار کہ تو اپنی خواہشوں کو ایک بار
دین و دنیا کی جو ہوں سب جمع کر ۔ تاکہ پھر کہنے پڑے بارِ دِگر ۔
کرچکیگا جمع جب وُہ مرد نیک سب مرادیں اپنے دِلکی ایک ایک
تب سُنیگا یہ بشارت آشکار اپنے کانوں از جناب کردگار
کہ یہ ساری خواہشیں جو تو نے کہیں مَیں نے اپنے فضل سے سب تجکو دیں
بلکہ اپنے یاں سے اور اے خوش نہاد نعمتیں وہ چند دیں اس سے زیاد

مؤلف اے میرے بھائیو! اب کسی کی کیا مجال ہے جو اپنے ذوالجلال کے کرم اور افضال کے وصف بیان کرسکے ۔ عاجز بندے کا کیا مقدور ہے جو اُسکی نعمتوں کا شکر ادا کرسکے ۔ غور کا مقام ہے کہ اس بندہ نواز نے اس ادنےٰ حقیر کو جس نے کئی وعدوں کو توڑ ڈالا حشر کے دن کسدرجہ کو پہنچا دیا ۔ خواص کے مراتب کا کیا بیان ہو اگر ہم تم بھی لیل ونہار اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر کریں ۔ تو انشاء اللہ ہم تم بھی اپنے مقاصد پر پہونچ جاویں ۔ اللھم ارزقنا ۔ آمین!

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

عَنْ سعید بن المسیب ان اباہریرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء فامسک عندہ منہا تسعۃ وتسعین جزء وانزل فی الارض جزءً واحدا فیہ یتراحم الخلق الخ۔ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ابوہریرہ رض نے کہا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو ۱۰۰ حصوں میں منقسم فرمایا۔ سو میں سے ایک حصہ تمام مخلوقات حیوانیہ میں تقسیم کیا۔ اور ننانویں ۹۹ حصے اپنے پاس جمع کئے کہ قیامت کے دن اپنے دوستوں پر عطا فرمائیگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن وہ رحمت جو تمام مخلوقات کو دیگئی تھی ننانویں ۹۹ حصوں میں شامل کیجائے گی۔ سو رحمت کامل کر کے حضرات اولیا اور اہل طاعت کو دیجائیگی *

فقیہ ابی اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے خزانہ سے حضرات مؤمنین کے لئے تیار کر رکھا ہے سب کچھہ بیان کردیا۔ تاکہ بندگان خدا اپنے ارحم الراحمین کی رحمت کو دیکھکر اسکا شکریہ ادا کرتے رہیں۔ اور اس رحمت کو حاصل کرنیکے لئے اعمال صالح شروع کریں۔ جو شخص خداوند تعالےٰ کی رحمت کا مورد بننا چاہے اسکو چاہئیے کہ وہ نیک عمل میں کوشش کرے اور جہانتک ہوسکے اپنے اقارب اور اباعد پر احسان کیا کرے۔ امید ہے کہ ایسا شخص دین و دنیا میں اسکی رحمت کا مستحق ہوجائیگا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے۔ اور یہ لوگ یا تو نیک کام کرنیوالے ہیں جیسے عبادت کرنیوالے یا نیک امید رکھنیوالے جیسے گنہگار اور سب کو اسکی رحمت بیغایت اور فضل بے نہایت کی امید ہے۔ شیخ الاسلام کی مناجات میں ہے کہ اے خدا اگر وفادار لوگ تجھہ سے امید رکھتے ہیں تو جفا کار بھی تیرے سوا اور کوئی نہیں رکھتے۔

من اگر جفاست کارم * بتو بس امیدوارم * بجز از تو کس ندارم * کہ تو منبع وفائی *

وقال مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص امید رکھے اپنے رب کے دیدار کی جنت میں۔ یا جو کوئی ڈرتا ہے حق تعالیٰ کے پاس پہونچنے یعنی قیامت کے دن اسکی طرف پھر جانیسے۔ پس چاہئے کہ وہ کرے کام اچھا۔ یعنی

نیک عمل کرے یعنی وہ عمل کرے جسکو خدا پسند کرے ❖
بحر میں لکھا ہے کہ عمل صالح پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور راہ سُنت پر چلنا ہے ظاہر میں، تو ترکِ دنیا کرنا۔ فقیری اختیار کرنا ہمیشہ عبادت میں مشغول و مصروف رہنا۔ اور باطن میں خلق سے ٹوٹنا حق سے ملنا یعنی غیر خدا کو دیکھنے سے ہمت کی آنکھ بند کر لینا۔ اور حضرت مولے کے دیدار کے سوا آنکھ نہ کھولنا ہے۔ جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ کجی کی نظر نے اور نہ بڑھ گئی ○

رُو از ہمہ بر تافتم و سُوئے تو کردم	چشم از ہمہ بر بستم و دیدارِ تو دیدم

حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت جندب بن زہیر عامری رضؓ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسُول اللہ میں تو عمل خدا ہی کیواسطے کرتا ہُوں مگر جب کوئی اسپر مطلع ہو جاتا ہے تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جس کام میں کوئی غیر شریک ہو حقتعالیٰ اُس کام کو نہیں کرتا۔ تو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بات سچ کرنیکو یہ آیت بھیجی وَلَا یُشْرِکُ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا اور چاہیے جو بندہ نیک کام رکھتا ہے وُہ شریک نہ ٹھیرائے اپنے رب کی عبادت میں کِسی کو یعنے دکھانے سنانیکو اور بناوٹ سے عمل نہ کرے اسواسطے کہ ریا چھوٹا شرک ہے اور عمل کو غارت اور تباہ کرنیوالا ہے۔ نعوذ باللہ من الریاء فی العمل ونعتصم بہ من وقوع الزلل ❖

وقال اللہ تعالیٰ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میری رحمت اسکی صفت یہ ہے کہ پہونچی ہے سب چیزوں کو یعنی دُنیا میں ہومن کافر سب کو شامل ہے جان بخشنے اور روزی پہونچانے کے سبب سے اور بعضوں نے کہا کہ رحمت مہربانی ہے کہ حق تعالیٰ نے خلق کو عطا فرمائی کہ اس کے سبب سے ایکدوسرے پر مہربانی کرتا ہے۔ یا رحمت توبہ ہے کہ علے العموم سب پر اُس رحمت کا دروازہ کھلا ہے اور سب کو اس رحمت سے متصف ہونیکی دعوت فرمائی ہے کما ورد۔ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا

اور محققین کے نزدیک رحمتیں دوؔ ہیں۔ ایک رحمت ذاتیہ کہ اسے مطلقہ اور امتنانیہ کہتے ہیں۔ اور وہ ایک رحمت ہے سب چیزوں کو پہونچی ہوئی جیساکہ حق تعالےٰ نے اِس آیت میں خود فرمایا کہ رحمتی وسعت کل شیٔ اور اسکا نتیجہ عطا کرنا ہے بے سوال سائل۔ اور بے حاجت محتاج۔ یا جسے عطا کی ہر طرح پر اُسکا استحقاق بغیر ثابت ہوئے عطا کرنا۔

جیسا کہ مثنوی شریف میں اسی مضمون کیطرف مولانا قدس سرہٗ نے اشارہ فرمایا ہے ؎

اے بدادہ رائگان صد چشم و گوش	بے زر شوت بخش کردہ عقل و ہوش
در عدم ما مستحقان کے بدیم	کہ بدین جان و بدان دانش شدیم
ما نبودیم و تقاضا ما نبود	لطف تو ناگفتہ ما مے شنود

دوسری رحمت وجوبیہ کہ اُسی مقیدؔ بھی کہتے ہیں اور یہ خود بھی رحمت ذاتیہ سے فایز ہوئے اور بندے کو اس رحمت کا استحقاق بھی رحمت امتنانیہ کا نتیجہ ہے۔ جس طرح سابقہ خدمت اور رابطہ دعوت کے قبل یعنے خدمت اور دُعا کے پہلے وجود کا استحقاق عطا فرمایا اور فیض وجود کے بعد استفادہ کی لیاقت اور استفاضہ کی قابلیتؔ دی۔ اور رحمت وجوبیہؔ کو مقیدؔ اسواسطے کہتے ہیں کہ وُہ چند شرطوں کیساتھ مقید ہے اور وہ شرطیں اقوال و افعال ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیہ وسعت کل شئے نازل ہوئی۔ تو ابلیس علیہ اللعنۃ نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ میں بھی مخلوق چیزوں سے ایک چیز ہوں۔ حقتعالےٰ نے فرمایا وسعت کل شئے اُس قضیہ کلیہ کی میں بھی ایک جزی ہوں۔ مجکو حسب الوعدہ رحمت الٰہی سے حصّہ ملنا چاہئے۔ اور یہود و نصاریٰ نے اس رحمت کی بھی تمنا کی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان جھوٹے مدعیوں کی امید قطع کرنیکی وجہ سے ارشاد فرمایا فَسَاَکْتُبُہَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ۔ پس قریب ہے کہ ثابت کروں میں یہ رحمت ان لوگوں کیواسطے جو پرہیز کریں شرک سے اور بدعت سے اور دیں زکوٰۃ فرض کی ہوئی۔ اور واسطے اُن لوگوں کے جو ہماری نازل کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جب یہ آیت اُتری تو شیطان علیہ اللعنۃ اس نعمت سے مایوس ہو گیا اور یہود اور نصاریٰ نے اس رحمت کی تمنا کر کے کہا کہ ہم آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں تو ہمارے واسطے یہ رحمت ثابت ہو گی حق تعالیٰ نے اُن کی اُمید منقطع کر کے وُہ رحمت اس امت مرحومہ محمدی کیساتھ خاص کر دی اور فرمایا کہ جن متقیوں اور مومنوں کیواسطے میں رحمت لکھتا ہوں وُہ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ وُہ لوگ ہیں کہ صدق کے رُو سے پیروی کرتے ہیں میرے رسول ؐ کی کہ اسکی صفت ہے پیغمبر نہ لکھنے والا نہ پڑھنے والا۔ اور یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے اور اس صفت سے تنبیہ ہے اثبات پر کہ باوجود بے لکھے اور پڑھے ہونے کے کمال علم آپ کا ایک

معجزہ ہے ؎

نگارِ من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت	بغمزہ مسئلہ آموز صد معلّم گشت

بحر الحقایق میں لکھا ہے کہ عرب اصل اور منشاء کو اُمّ کہتے ہیں جیسے کہ مکّہ کو اُمّ القریٰ کہتے ہیں یا اسواسطے کہ مکہ معظمہ سب شہروں اور بستیوں کا مبدا اور منشاء اور اصل ہے اور لوح محفوظ کو اُمّ الکتاب کہتے ہیں۔ اسواسطے کہ سب کتابوں کی اصل وہی ہے تو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اصل یعنے اُمّ کیطرف منسوب کیا۔ اور اُمّی کہا تاکہ سب لوگ جانیں کہ سب موجودات کی اصل اور سب مکونات سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور نکتہ لولاک لما خلقت الافلاک اس معنے کا مؤید ہے۔ نظامی کہتا ہے

تو اصل ہمہ آدمی از نخست	وگر ہرچہ موجود شد فرع تست

پس آیات مسطورہ سے ثابت ہؤا کہ رحمت الٰہی حضرات مومنین کا ہی حصّہ ہے۔ اَے میرے بھائیو تمہارے پر واجب ہے کہ تم خدا کا حمد اور شکر بجالایا کرو کہ تمکو دولتِ ایمانی عطا کر کے تمہارا نام مومنین کی فہرست میں داخل کیا ۰

رُسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے قاری اور عالم رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں۔ کما ورد ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ پھر میراث دیا ہمنے قرآن یعنے تاخیر کی ہمنے اُسکو نازل کرنے میں تاکہ عطا کریں ہم اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا ان لوگوں کو جنہیں برگزیدہ کیا ہمنے مِنْ عِبَادِنَا اپنے بندوں میں سے یعنی خاتم الانبیاء محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو حقتعالیٰ نے میراث فرمایا۔ اسواسطے کہ میراث وہ مال ہوتا ہے جو بمحنت اور بے مانگے ہاتھ آئے۔ اسیطرح یہ بڑا عطیہ یعنی قرآن مومنونکی جستجو کے بغیر محض عنایت ربانی سے انکو پہونچا۔ یا جسطرح بیگانہ میراث کے حصّوں میں تفاوت ہی جیسے آٹھواں حصہ چھٹا حصّہ۔ چوتھائی۔ تہائی۔ نصف دو تہائیاں اور کوئی میراث پوری لے لیتا ہے تو اسیطرح اہل قرآن کے حصّے بھی متفاوت ہیں۔ ہر ایک اپنے استحقاق اور استعداد کے موافق قرآن کے حقائق سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ مصرع

زین بزم یکے جرعہ طلب کرد یکے جام

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج تو بعضے بندوں میں سے ظالم ہیں اپنے نفس پر قرآن کے موافق عمل کرنے میں کمی کر کے اپنے وجود پر ظلم کر لیتے ہیں وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اور بعض انمیں سے

میانہ رو ہیں کہ اکثر اوقات قرآن پر عمل کرتے ہیں وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اور ایک گروہ انمیں سے سابق بہشتی لیجانیوالے ہیں نیکیوں میں کہ ہمیشہ قرآن کے احکام پر عمل کرتے ہیں بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ؕ خدا کے اذن سے اور اُسکے حکم کی توفیق سے یہ وارث کردینا اور برگزیدہ کرلینا وہ ہے فضل بڑا ❖

حضرت عمر فاروقؓ نقل کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہم میں سے سابق یعنے بہشتی لیجانیوالا سب پر بہشتی لے گیا ہے۔ اور ہمارے مقتصد یعنے میانہ رو نے نجات پائی۔ اور ہم میں سے جو ظالم ہے وہ بخشا ہُوا ہے ❖ تفسیر ثعلبی میں آیا ہے کہ حضرت پیغمبرؐ نے ان تین گروہوں کی تفسیر فرمائی اور فرمایا کہ سابق وُہ لوگ ہیں جو بیحساب بہشت میں جائیں گے۔ اور مقتصد وہ جن کا حساب آسانی سے ہوجائیگا۔ اور ظالم وُہ جو ایک مدّت تک موقف حساب میں رہینگے۔ اور حقتعالےٰ اپنی رحمت واسعہ سے اُن کے حال کی تلافی کریگا۔ پس وے لوگ اپنے مقاصد کو پہونچکر کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۙ یعنی وہ گروہ جب دوزخ کے گڑھے سے رہائی پاکر جنت میں داخل ہونگے تو کہیں گے۔ سب حمد وثنا خدا کیواسطے ہے وُہ خدا جو لے گیا ہم سے رنج دوزخ یا جو خوف طاعت رد ہونیسے ہم رکھتے تھے طاعت قبول فرماکر وہ ہم سے دفع کردیا ❖ اور بعضوں نے کہا کہ اس سے دُنیا کے رنج وغم مراد ہیں۔ جیسے مَوت کا ڈر۔ شیطان کا وسوسہ یا بھوک پیاس کا ضرر یا بادشاہ کا خوف یا لوگوں کے حسد اور بغض کرنیکا دغدغہ بیشک ہمارا رب البتہ بخشنے والا گنہگاروں کو ہے۔ جزا دینے والا شکر گذاروں کو ❖

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ عالموں کو فرمائیگا کہ میں نے تمکو علم دیا تھا۔ اسمیں میرا ارادہ صرف تمہاری مغفرت کا تھا۔ یعنی جو کچھ سہو یا خطا تم سے واقعہ ہوگی۔ میں اُس سے درگذر کرونگا۔ اور بدلے تمہاری خطا کے تم کو ثواب دُونگا ❖

مؤلف۔ مسلمانوں کے فرقہ سے خداتعالےٰ کے نزدیک تین فریق ہیں۔ شہدا جنھوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں نثار کیا۔ دوئم علما جنھوں نے اپنے عقل وحواس راہ خدا میں خرچ کئے۔ سوم اسخیا جنھوں نے اپنے کمائے ہُوئے مال راہ مولےٰ میں صرف کئے۔ لیکن اخلاص شرط ہے کہ ان عملوں میں نیّت خالصًا للہ ہووے۔ اگر عمل میں

خلوص نیت نہ پایا جاوے تو شہید۔ عالم۔ سخی دوزخ میں دھکیلے جائیں گے۔ انکی شہادت اور علم اور سخاوت کچھ فائدہ نہ دیگی۔ کما ورد۔ مسلم نے ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کو حاضر کر کے کہا جاویگا کہ میں نے تمکو اتنی نعمتیں عطا کیں تو نے کیا کیا عمل کئے۔ عرض کریگا الٰہی میں نے اپنی جان تیری راہ میں قربان کردی۔ حکم ہوگا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے کافر کے ساتھ مقابلہ کیا۔ کہ تم کو عام خاص لوگ جری اور شجاع کے خطاب سے پکارا کریں سو تو نے یہ خطاب حاصل کرلیا۔ حکم ہوگا اس شہید ریاکار کو دوزخ میں پھینکدو۔ اسکی ریائے شہادت مجکو نامنظور ہے ٭ پھر عالم کو پوچھا جاویگا کہ ہم نے تم کو علوم کی دولت اور نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ تو نے اس دولت کیساتھ کیا کیا عمل کیا۔ اور اس کو کس کس محل میں خرچ کیا۔ عرض کریگا الٰہی میں نے تیرے ہی لئے علم سیکھا۔ اور تیرے ہی لئے اوروں کو تعلیم دیتا رہا۔ اور قرآن پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اور عوام کو تیرے احکام سناتا رہا۔ حق سبحانہ وتعالےٰ فرمائیگا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے تعلیم اور تعلم کیا کہ لوگ مجکو عالم اور قاری اور واعظ کہیں۔ پس تو یہ خطاب دنیا میں حاصل کر چکا۔ اب اسکا ثواب تمکو مجھ سے نہیں ملیگا۔ حکم ہوگا کہ اس عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے ٭ پھر دولتمند آدمی جسکو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک قسم کا مال عطا فرمایا ہے پوچھا جاویگا کہ اے میرے مالدار بندے میں نے تجکو اپنے فضل کی وجہ سے کئی طرح کی نعمتیں اور کئی قسم کی دولتیں عطا فرمائیں۔ ان دولتوں کو تو نے کہاں کہاں صرف کیا اور کیا کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کریگا کہ الٰہی میں نے اس دولت کو تیری راہ میں خرچ کیا۔ اور غریب مسکین قریبیوں کیساتھ سلوک کرتا رہا۔ اور مساکین کے دلوں کو صدقہ دیکر خوش کرتا رہا۔ فیقول اللہ کذبت وتقول الملائکۃ کذبت بل اردت ان یقال فلان جواد فقد قیل ذٰلک ثم ضرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیدہ علی رکبتی فقال یا اباہریرۃ اولئک الثلثۃ اول ماخلق اللہ تعالےٰ تسعر بہم النار یوم القیامۃ راوی حدیث کہتا ہے جب یہ حدیث معاویہؓ تک پہونچی اور اس حدیث کے مضمون کو سمجھکر بہت رویا۔ اور کہا صدق اللہ ورسولہ ثم قرا ہٰذہ الاٰیۃ من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لا یبخسون۔ اولئک الذین لیس لہم الا النار۔ جو کوئی پست ہمتی کیوجہ سے چاہے زندگی دنیا کی اور اسکی زینت یعنی اپنے نیک کاموں کی مقابلہ میں۔ اس سے منافق

یار یا کار یا یہود و نصارے مراد ہیں *
زاد المنیر میں لکھا ہے کہ یہ بات سب لوگوں کیواسطے عام ہے۔ جو کوئی نیک کام کر کے دُنیا کا فائدہ چاہے اور آخرت پر نظر نہ کرے۔ پُوری دینگے ہم اُنھیں جزا اُن کے کاموں کی۔ دنیا میں صحت دولت رزق کی وسعت اولاد کی کثرت۔ اور وہ دنیا میں نہ کمی کئے جائیں گے یعنی اجرت میں سے کچھہ کمی نہ کرینگے۔ وُہ گروہ وُہ لوگ ہیں کہ نہیں ان کیواسطے آخرت میں مگر آتش دوزخ۔ اسواسطے کہ اُن کے اعمال کی جو اُجرت تھی وُہ تو اُنھیں دے چکے اور ان کے فاسد نیتیں اور باطل ارادے جو باعث عذاب ہیں باقی رہ گئے اور تباہ ہو گیا جو کچھہ کیا۔ انہوں نے دُنیا میں اسواسطے کہ آخرت کا ثواب تو اخلاص پر موقوف ہے اور وُہ عمل میں اخلاص نہ رکھتے تھے اور جو کچھہ سنانے یا دکھانیکی وجہ سے وُہ کرتے تھے وُہ حقیقت میں ناچیز اور باطل ہو گیا * اے میرے بھائیو کوئی عمل کسی عامل کا بدُوں اخلاص کے قابل قبول نہیں کما ورد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیّات یعنے عمل بغیر نیت کے اعتبار کے پایہ سے ساقط ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اپنی نیت کو ہر ایک عمل نیک میں درست رکھے کہ سوائے اخلاص کے دُوسری کسی چیز کا خیال اسمیں نہ گھُس جائے اور ہمیشہ خوف اور رجا کی طرف خیال رکھے اس لئے کہ ایمان انہی دو ہی چیزوں سے ہُوا کرتا ہے۔ کما ورد الایمان بین الخوف والرجاء۔ حضرت ابو نعیم علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے نبیوں سے ایک نبی کو وحی ہوئی۔ کہ اے نبی ہماری طاعت کرنیوالوں کو کہدو کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں۔ اگر مَیں کسی بندے کا حساب کروں وُہ بندہ میرے حساب میں کبھی پُورا نہیں نکلیگا۔ اور جسکو مَیں عذاب میں مبتلا کرنا چاہوں وہ کتنا ہی عامل ہو اپنے عمل کے سبب کبھی نہیں بچ سکیگا۔ اور بندوں گنہگاروں کو کہدو کہ وُہ میری رحمت سے نا اُمید ہوویں۔ اس لئے کہ مَیں اُن کے کبیرہ گناہوں کو بخش سکتا ہوں *

طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ روز قیامت کے ایک بندہ ہو گا جس سے عالم حیات میں کوئی گناہ سرزد نہیں ہُوا ہو گا۔ حق سبحانہ وتعالے فرمائیگا اے میرے بندے اگر تو چاہے تو میں تجکو تیرے عملوں کے مطابق جزا دُوں۔ اگر تو چاہے تو میں اپنے فضل سے تمکو جزا دُوں وُہ بندہ کہیگا۔ الٰہی

تو دانا تر ہے اور میرے اعمال کا حال سب کچھ تیرے علم کے روشن ہے تو جانتا ہے۔ کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مجکو میرے اعمال کے مطابق جزا ملنی چاہیئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ حکم کریگا کہ میری ایک نعمت کو میری نعمتوں سے اس کے اعمال کے مقابلہ میں کرو۔ خداتعالیٰ کی ادنےٰ نعمت اس کے تمام اعمال کو گھیر لیگی۔ اسوقت بندہ کہیگا الٰہی تو اپنے فضل اور رحمت سے مجکو بخشدے +

بزاز نے انس رض سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دفاتر تین ہیں۔ ایک دفتر حسنات کا۔ دویم دفتر سیئات کا۔ سوم دفتر نعمات کا۔ اگر خداتعالیٰ حکم کرے ادنےٰ نعمت اسکی ہماری تمام حسنات کو گھیر لیگی۔ اگر اپنا فضل کرے تو ہمارے سب گناہ معہ اپنی نعمتوں کے بخشدے۔ اور حسنات کو مضاعف کردے +

ھٰذِہِ الْمَوْعِظَۃُ فِیْ صِفَتِ النَّارِ وَعَذَابُ الْکُفَّارِ نعوذ باللہ منہا

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام خدمت میں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے کہ انکا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ اور اُن کے چہرے پر آثار خوف کے نمودار تھے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اخی جبرائیلؑ کیف حالُکَ مَا شانُکَ عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آج مجکو حکم الٰہی ہوا کہ تو جہنم کی کنجیاں لیکر جہنم کا سیر کر کے میرے حبیب کو اسکے درکات سے مطلع کردو اسوجہ سے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جبرائیلؑ صِفْ لنَا النّارَ۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ حقتعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا۔ اور ہزار برس تک اسمیں آگ جلتی رہی۔ یہانتک کہ اُسکا باطن تنور کیطرح لال ہوگیا۔ ہزار سال اور اسمیں آگ جلائی گئی یہانتک کہ اسکا سارا باطن سفید ہوگیا۔ پھر ہزار برس آگ جلائی گئی۔ حتے اسودتْ فھی سوداءُ کاللیلِ المظلمۃِ لاضوءَ لھا ولا تطفی الھبھا ولا تبرد حرھا +

مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوزخ کے میدان میں بختی اونٹنی کی گردن کے برابر سانپ اور اشتر سیاہ کی مانند بچھو ہیں کہ انکی ہیبت سے دوزخی آگ کیطرف بھاگتے پھریں گے مگر وہ سانپ اور بچھو اُن کا تعاقب کر کے لبوں سے پکڑ لیں گے۔ اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اُن کا چمڑا تیشوں سے گھسوٹ لیں گے اور کوئی کا فر دوزخی

اُن سے نہ بھاگ سکیگا۔ حضرت اعمش روایت کرتے ہیں۔ یزید بن وہب سے اور یزید بن وہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ یہ تمہاری آگ دوزخ کی آگ سے ستّر حصّہ کم ہے اگر تھوڑی سی آگ دوزخ کی دریا میں دوبار ڈبوئی جاوے تو تم کبھی اُسکو اپنے کام میں نہ لاسکو۔ اور امام مجاہد رحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمہاری آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے ✤

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت جلال احدیت جل جلالہٗ نے حضرت جبرائیلؑ کو مالک داروغہ جہنم کیطرف بھیجا کہ آدم علیہ السّلام کے لئے دوزخ سے آگ لے آوے تاکہ آدمؑ اُس کے ساتھ اپنا کھانا دانہ پکاوے۔ مالکؑ نے کہا یا جبرائیلؑ کم ترید من النار۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا اے مالک ایک پوٹہ بھر آگ کافی ہے۔ مالکؑ نے کہا لو اعطیتک مقدار النملۃ لذاب منہا سبع سمٰوٰت وسبع ارضین من حرہا۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا اس مقدار سے نصف دیدو مالکؑ نے کہا لو اعطیتک مقدار نصف النملۃ لاینزل من السماء قطرۃ ولاینبت من الارض نبات۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے بارگاہ رب الجلیل میں عرض گذاری۔ الٰہی کم اخذ من النار۔ اے میرے اللہ میں کسقدر آگ دوزخ سے لاؤں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبرائیلؑ ایک ذرّہ کے برابر کافی ہے۔ پس جبرائیل علیہ السّلام نے ذرّہ بھر آگ دوزخ سے لیکر اسکو ستّر دریاؤں میں ستّر دفعہ دھوکر آدم علیہ السلام کے پاس لاکر ایک پہاڑ پر رکھدی وہ پہاڑ اس آگ کی حرارت سے گل گیا۔ اور وہ آتشی جزو پہاڑ کو سوراخ کرکے اپنے کل کیطرف مائل ہوگیا۔ اور اُسکا دُھواں پہاڑوں کے پتھروں میں باقی رہ گیا۔ پس یہ آگ جس سے دُنیا میں کھانے وغیرہ پکائے جاتے ہیں اُسی ذرّہ کا دُخان ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ✤

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم دنیائے فانی اور قریب الزوال کے دھندوں پر مغالطہ کھاکر اپنے نفس سے غافل ہوکر ایسی چیز میں فکر کرنا چھوڑو۔ جسمیں سے کُوچ کرجاؤگے اور اس چیز میں کہ جسمیں وارد ہوگے یعنی تمکو مخبر صادق کی معرفت اطلاع مل چکی ہے کہ آتش جہنم سب کے اُترنے کی جگہ ہے۔ کما ورد وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتمًا مقضیاط اور نہیں کوئی تم آدمیوں میں سے مگر پہونچنے والا اور گذرنیوالا دوزخ پر ہے دوزخ پر گذرنا تیرے رب پر لازم کام حکم کیا ہوا یعنے ایسا وعدہ ہے کہ ضرورہی واقعہ ہوگا اور اسمیں ہرگز خلاف نہیں ✤ اس آیت سے اُترنا تو یقیناً ثابت ہو اور نجات میں شک ہی۔ پس اپنے دلمیں اس پر خوف اُترنے کی جگہ کا فکر کرو۔ اور اس سے بچنے کے لئے مستعد ہوجاؤ۔ اور اُسدن سے

ڈرو کہ مجرموں کو اندھیریاں شاخ در شاخ آگھیرینگی۔ اور اُن پر آتش شعلہ انگیز چھا جاویگی۔ اسوقت مجرموں کو اپنی ہلاکی کا یقین ہو جائیگا۔ اور سب لوگ گھٹنوں کے بل دوزخ میں گر جاینگے اسی اثنا میں دوزخ کے فرشتوں میں سے ایک پکارنیوالا یوں کہتا ہوا نکلیگا کہ کہاں ہے فلانا بیٹا فلانی کا۔ جسکا نفس دنیا میں طول امل کے باعث لیت ولعل کیا کرتا تھا۔ اور بُرے کام میں اپنی عمر تلف کیا کرتا تھا۔ پس اسپر لوہے کی گرزلیکر ملیں گے اور اسکو پکڑ کر مُنہ کے بل دوزخ کے قعر میں ڈالدینگے اور کہیں گے کہ لے مزا چکھ تُو تو بڑی عزت والا اور بزرگی والا اب اس گھر میں رہ۔ یہ آتشین خانہ جسکے کنارے تنگ اور راہ تاریک اور مہلک ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب کافر اور منافق دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو آگ کے فرشتے انکو جدا گرزمارتے ہیں اور آگ ان کو جُدا سمیٹتی ہے وہ ہمیشہ اپنے مرجانیکی تمنا کرینگے مگر اس سے رستگاری کہاں۔ ان کے پاؤں ماتھے کے بالوں سے بندھے ہونگے۔ اور گناہوں کی تاریکی سے ان کے مُنہ سیاہ ہونگے چلا ئینگے اور پکاریں گے اے مالک ہمسے جو وعدہ عذاب تھا سو پورا ہو چکا۔ ہمپر بیڑیاں بھاری پڑگئیں۔ ہمارے چمڑے جل گئے ہمکو یہاں سے نکالدے کہ اب ایسا نہ کرینگے۔ دوزخ کا داروغہ جواب دیگا کہ بس اب امن کے دن دُور گئے تمکو اس ذلت کے گھر سے نکلنا نصیب نہیں۔ اسمیں پھٹکارے پڑے رہو۔ مجھ سے گفتگو نہ کرو۔ اگر تم بالفرض نکال بھی دیئے جاؤ تو تم اپنے کردار سے باز نہ آؤگے جس چیز سے تم کو روکا گیا وہی عمل میں لاؤ گے۔ اس بات کے سُننے سے نا اُمید ہونگے اور اپنے کئے کمائے پر افسوس کرینگے مگر اب کا افسوس کرنا کیا فائدہ دیتا ہے۔ افسوس کا وقت گذر گیا۔

اے میرے بھائیو! وہ کیسا حال ہوگا جب تمکو نظر آویگا کہ آگ کا شعلہ دوزخیوں کے اندر کے اجزا میں دوڑ رہا ہے۔ اور ظاہر کے اعضا پر دوزخ کے سانپ بچھو لپٹے ہیں۔ یہ تو حالات مجمل ہونگے۔ اب انکی تفصیل کا حال دیکھو۔ یعنی پہلے تو دوزخ کے جنگلوں اور اُسکی گھاٹیوں میں فکر کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت کے لوگو تم وادی حزن یا چاہ حزن سے پناہ مانگو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جہنم کا ایک جنگل ہے۔ جس سے جہنم ہر روز ستر بار پناہ مانگتی ہے۔ اسکو اللہ تعالےٰ نے ریا والے قاریوں کے لئے بنایا ہے۔ رواہ الترمذی۔

پھر دوزخ کے طبقوں کے فرق کو تامل کرو۔ کہ آخرت کے معاملات میں بڑے بڑے

درجے کی برائیاں ہیں جسطرح لوگوں کا دُنیا پر گرنا مختلف ہے یعنی بعض تو خوب اسمیں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایسے مصروف ہیں کہ ان کو سوائے دُنیا کے دین کیطرف اصلا خیال نہیں اور بعضے ایک حد تک اسمیں گھستے ہیں اسیطرح آگ کا لگنا بھی انپر متفاوت ہوگا۔ کیونکہ اللہ تع ذرہ بھر ظلم نہ کریگا۔ تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص پر عذاب ایک حد خاص پر ہوگا یعنے اُسکی نافرمانی کے موافق ہوگا۔ اور جسپر کم از کم عذاب ہوگا اُسکا یہ حال ہوگا کہ اگر بالفرض اسکے پاس تمام دُنیا ہو تو وہ اپنی تکلیف کی شدت کے عوض میں اُسکو دیڈالے + آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز آدمی پر کمتر عذاب دوزخ کا یہ ہوگا کہ اسکو دو جوتیاں آگ کی پہنائی جاوینگی جس سے اُسکا مغز اُبلنے لگیگا + مسلم۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی۔ اور عرض کیا۔ الٰہی میرے غصہ نے میرے بعض کو کھالیا۔ اُسکو اجازت ملے کہ دو سانس لیا کر۔ ایک جاڑے میں ایک گرمی میں۔ پس موسم گرما میں جو تمکو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے یہ اُس کے سانس کی حرارت ہے۔ اور جاڑے میں جو شدت کا جاڑا معلوم ہوتا ہے تو اُس کے سانس کی تاثیر ہے۔ متفق علیہ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافروں میں سے سب سے زیادہ نازپروردہ دولت والے شخص کو لاویں گے۔ اور اسکو حکم ہوگا کہ اس نازنین کو آگ میں غوطہ دیدو۔ غوطے کے اُس سے پوچھا جاویگا۔ کہ بھلا کبھی تو نے آرام دُنیا میں پایا تھا وہ کہیگا نہیں۔ اور مسلمانوں میں سے جسکو دُنیا میں سب سے زیادہ تکلیف ہوئی ہوگی اُسکو لاویں گے اور حکم ہوگا کہ اسکو جنت میں غوطہ دیدو پھر اُس سے پوچھا جاویگا کہ تو نے کبھی کوئی تکلیف اُٹھائی ہے۔ وہ کہیگا کہ نہیں + حضرت انس رض سے مروی ہے۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخیوں پر رونا بھیجا جاویگا تو اتنا روینگے۔ کہ آنسو نہ رہیں گے۔ پھر خون روویں گے یہانتک کہ چہروں میں دراڑیں سی سوجھی لگینگی ایسی کہ اگر انمیں کشتیاں چھوڑ دیجائیں تو بہنے لگیں۔ اور جب تک کہ ان کو رونے اور چیخنے اور واویلا اور تباہی اور پکارنیکی اجازت رہیگی۔ تب تک اُن کو کچھ راحت ملتی رہیگی۔ مگر پھر اُن باتوں سے روک دیئے جاویں گے +

اور محمد رح بن کعب فرماتے ہیں کہ دوزخ والے آدمی پانچ بار دُعا مانگیں گے چار بار کا

توخدا تعالےٰ انکو جواب دیگا۔ جب پانچویں بار ہوگی پھر کبھی جواب نصیب نہ ہوگا۔

پہلی بار کہینگے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ۔ اے ہمارے رب مار ڈالا تونے ہم کو دو بار اور زندہ کیا تونے ہمیں دو بار۔ پہلی بار مار ڈالنا تو جب ہے کہ دُنیا میں زندگی کی مدّت پُوری ہو جاتی ہے۔ اور پہلی بار زندہ کرنا قبر میں ہے اور دوسری بار مار ڈالنا بھی قبر میں ہے۔ اور دُوسری بار زندہ کرنا جب ہے کہ قبروں سے زندہ ہو کر اُٹھیں گے +
تبیان میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی ذرّیت کو جب اُنکی پُشت سے نکال کر عہد لیا۔ اور پھر مار ڈالا یہ پہلا مار ڈالنا ہے + اور بعض کہتے ہیں کہ پہلا مار ڈالنا وُہ ہے کہ جب وُہ نطفہ تھا تو اُسے ماں کے پیٹ میں زندہ کیا اور دنیا میں مار ڈالا اور آخرت میں پھر زندہ کریگا۔ بہر تقدیر کافر زندہ کرنے اور مار ڈالنے کا اقرار کرینگے اور کہیں گے فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ پس ہمنے اقرار کیا اپنے گناہوں کا کہ وُہ پھر زندہ ہونیکا انکار اور تکذیب کرتے تھے۔ پس کیا ہے ہمکو دوزخ میں سے نکلنے کی طرف کوئی راہ یعنی کوئی الساطریقہ ہے۔ جسپر ہم چلیں۔ اور دوزخ سے چھوٹ کر جنت میں پہونچیں۔ اس سے قبول ایمان اور توبہ مراد ہے۔ پس فرشتے اُنہیں نا اُمید کر کے کہیں گے ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ جو تم دوزخ میں آئے ہو یہاں ہمیشہ رہنے کا حکم ہے۔ بسبب اس کے کہ دُنیا میں جب پکارتے تھے خدائے وحدہ لاشریک کو کافر ہوئے تم اور اُسکی یگانگی نہ مانی اور کہنے لگے اجعل الالٰهة الهاواحداً وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ اور جب شرک کرتے تھے اسکے ساتھ یعنی مشرک لوگ خدائے وحدہٗ کے ساتھ اور شریک ملاتے تھے تو تم ایمان لاتے تھے اپنے شریکوں کا پس حکم خدا کیواسطے ہے ایسا خدا الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ کہ برتر ہے اس بات سے کہ اس کیساتھ دوسرے خدا کو خدائی میں شریک کریں۔ کیسا خدا کہ بڑا اسبات سے ہے کہ کسی غیر کو اس کیساتھ برابر ٹھیرائیں +

دُوسری بار عرض کرینگے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اے ہمارے رب دیکھا ہم نے جو کچھ تونے وعدہ کیا تھا۔ اور سُنی ہم نے تجھ سے پیغمبروں کی تصدیق یا قیامت کے دن کی ہول ہمنے دیکھی اور صُور کی آواز سُنی۔ پھر پھیردے ہمیں دُنیا میں تاکہ کریں کام اچھے۔ بیشک ہم یقین کرنیوالے ہیں آخرت کے۔ اسواسطے کہ اب ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور اب ہمیں شبہ باقی نہیں رہا۔ پس حق تعالے فرمائیگا۔

اَوَلَمْ تَكُونُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ قسم کھاتے تھے تم اس سے پہلے دنیا میں کہ برقرار رہو گے - نہو گا تمہیں کچھ زوال - مراد یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم دنیا میں رہینگے آخرت میں نہ جائینگے ٭

تیسری بار عرض کرینگے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ - اے ہمارے رب ہمکو نکال اور دنیا میں بھیج تاکہ کریں ہم کام اچھے سوا اسکے کہ تھے عمل کرتے اسواسطے کہ اب عذاب ہم نے دیکھ لیا - اور جان لیا کہ دنیا میں ہمارے کام اچھے نہ تھے - حق تعالےٰ فرمائیگا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ کیا ہمنے زندگی نہیں دی تھی تم کو اور عمر عطا نہیں کی تھی - اسقدر کہ نصیحت پکڑے اس عمر میں مَنْ تَذَكَّرَ جو چاہے کہ نصیحت پکڑے اُس سے وہ عمر مراد ہے جسمیں مکلّف فکر کرنے اور نصیحت پکڑنے کیساتھ متمکن ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ عمر بیس اور ساٹھ کے درمیان ہے ٭

زاد المنیر میں لکھا ہے کہ وہ عمر ستر برس تک زمانہ نصیحت پکڑنے کا ہے اس کے بعد پیری یعنے بڑھاپے کا زمانہ ہے - مقصود کلام کا یہ ہے کہ ہم نے تمکو عمر فرمائی اسواسطے کہ تم نصیحت قبول کرو - اور متنبہ ہو جاؤ - وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانیوالا یعنے پیغمبر جو تمکو نصیحت کرتا تھا یا کتاب یا عقل یا قرابت اور پڑوسیوں کی موت کہ کفےٰ بالموت واعظاً ٭ اور اکثر علما اس بات پر ہیں کہ ڈرانیوالے سے بوڑھاپا مراد ہے اسواسطے کہ زمانہ شعلہ حیات کو بجھانیوالا ہے - اور آئینہ ذات پر زنگ بڑھانیوالا ہے - اشعار

نوبت پیری چو زند کوس درد	دل شود از خوشدلی و عیش فسرد
در تن و اندام چو آید شکست	لرزہ کند پای ز سستی چو دست
موئے سفید از اجل آرد پیام	پشت خم از مرگ رساند سلام
دولت اگر دولت جمشیدی ست	موئے سفید آیت نومیدی ست

موضح القرآن میں لکھا ہے کہ جب دوزخی استغاثہ کرینگے اور غل مچائینگے اور کہینگے کہ یا اللہ ہمیں پھر دنیا میں بھیج تاکہ نیک کام کریں تو جب سے دنیا پیدا ہوئی - جب تک ختم ہوئی اتنے زمانہ تک فریاد کریں گے - حق تعالےٰ استفسار فرمائیگا - کہ میں نے تمکو دنیا میں زندگی دی تھی - وہ جواب دینگے کہ ہاں ہمنے زندگی بھی پائی تھی - ڈرانیوالے کو بھی دیکھا تھا حق تعالےٰ فرمائیگا - فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ پس چکھو عذاب دوزخ کا - پس

نہیں ہے ظالموں کے لئے یعنی مشرکوں کے واسطے کوئی یار اور مددگار کہ اُنپر سے عذاب اُٹھالے ❖

چوتھی بار التجا کرینگے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ اور کہینگے اے ہمارے رب غالب ہوگئی ہمپر ہماری بدبختی یعنے وُہ شقاوت جو تونے ہمارے واسطے لکھدی تھی لوح محفوظ میں۔ اور اُسکا تونے حکم کردیا ہے یا ہمارے گناہ جو شقاوت کا سبب ہیں وہ ہمپر غالب ہو گئے۔ اور تھے ہم ایک قوم گمراہ راہ حق سے۔ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ اے ہمارے رب نکال ہمیں دوزخ کی آگ سے تاکہ ہم اپنے حال کا تدارک اور اپنے کام کی درستی کریں۔ پھر اگر پھر جائیں ہم کفر اور تکذیب کیطرف تو بیشک ہم ظلم کرنیوالے ہونگے۔ اپنے نفس پر دوزخیوں کا یہ اخیر کلام ہوگا۔ حق تعالیٰ اُنکے جواب میں ارشاد فرمائیگا۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ حق سبحانہ وتعالیٰ کہیگا کہ چپ رہو دوزخ میں اور نہ کلام کرو مجھ سے اپنے نکلنے یا عذاب دفع ہونیکے باب میں اسواسطے کہ نہیں تمکو دوزخ سے نکالتا ہوں نہ عذاب تمپر سے ٹالتا ہوں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے بعد پھر نہ بولیں گے اور یہ نہایت درجہ کا سخت عذاب ہے۔ مثل مشہور ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے ٭ وقال علیہ السلام لیس لھم تفوہ بعد ذالک الا زفیر وشہیق فی النار ٭ مالک علیہ السلام نے کہا والذی بعثک بالحق نبیا۔ اگر دوزخیوں کے کپڑوں سے ایک کپڑا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکایا جاوے تو البتہ اسکی حرارت کی بدبو سے سب جاندار چیزیں مرجاویں۔ اور اگر دوزخیوں کے زنجیروں کا ایک حلقہ جسکا ذکر قرآن شریف میں آچکا ہے دُنیا کے پہاڑوں پر رکھا جاوے تو وہ زمین کے سات طبقوں کو سوراخ کرکے زمین سفلے میں چلا جائے۔ اور اگر کسی شخص کو مغرب میں عذاب دیا جاوے تو اُسکی حرارت سے مشرق کے رہنیوالوں کو بھی اثر پہونچ جاتا ہے۔ ثم اعلموا ان حرھا شدید وقعرھا بعید وحطبہا حدید وشرابہا حمیم وھدید وثیابہا قطران النیران ❖

المسئلۃ فی ذکر ابواب النیران

سمجھنا چاہیئے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں ایکدوسرے پر اور ہر ایک دروازہ

کے لئے ایک جماعت مقسوم ہے۔ لیکن وہ دروازے رات دن کھلے رہتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کے راستے کی مسافت ہے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی حرارت ستر حصّہ زیادہ ہے ❖

روایت ہے کہ ایکروز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسالت کیخدمت میں تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔ اے اخی جبرائیلؑ مجکو دوزخ کے رہنیوالوں کی بابت مطلع کردے۔ کہ اس غضب الٰہی کے مکان میں کس کس اُمت کے لوگ داخل کئے جاوینگے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا یارسول اللہ پہلے دروازے میں منافق اور آل فرعون اور جو لوگ کہ اصحاب مائدہ میں سے کافر ہوکر اپنے ایمان کو چھوڑ گئے ہیں داخل کئے جاوینگے۔ اور اس طبقہ کا نام ہاویہ ہے ❖ دُوسرے دروازے میں ابلیس علیہ اللعنۃ اور اس کے تابعین اور مجوسس داخل ہونگے۔ اور اس طبقہ کو لظی کہتے ہیں ❖ تیسرا دروازہ جسکو حطمہ بولتے ہیں یہودیوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے ❖ چوتھا دروازہ جو سعیر ہے نصاریٰ کے رہنے کی جگہ ہے۔ پانچواں دروازہ جو سقر کے نام سے مشہور ہے اسمیں صابئین یعنے ستارہ پرست رہینگے ❖ چھٹے دروازے میں مشرکین دھکیلے جاوینگے اور اس طبقہ کا نام جحیم ہے۔ لیکن ساتواں طبقہ جہنم کے نام سے موسوم ہے ثم امسک وسکت جبرائیل اتنی بات کرکے حضرت جبرائیل چپ ہوگئے۔ پھر فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الا تخبرنی من سکان الباب السابع فقال جبرائیل یا محمد لا تسئلنی عنہ قال بلیٰ یا جبرائیل فقال یا محمد ففیہ اہل الکبائر من امتک الذین یاتوا ولم یتوبوا جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُنی فخر مغشیا علیہ تو بیہوش ہوکر گرپڑے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت کا مبارک سر نہایت ادب سے اپنی بغل میں رکھ لیا۔ جب حضرتؐ کو عالم بیہوشی سے قدرے افاقہ ہوا قال یا جبرائیل عظمت مصیبتی واشتد خوفی وحزنی اویدخل من امتی النار قال نعم اہل الکبائر فبکیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی جبرائیل علیہ السلام معہ ببکائہ ❖

حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل تم تو روح الامین ہو تم کیوں روتے ہو۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یارسول اللہ میں خدای عزوجل کے جلال سے ڈرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت میں بھی ہاروت و ماروت کی طرح کسی ابتلا کی

بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ اس امر کے خیال نے مجکو رولایا۔ فاوحی اللہ تعالیٰ الیھما فقال یا محمد و یا جبرائیل انی ابعد تکما من النار ولکن لاتترکما بکاء کما انتہیٰ ۱۲ ط

جب کفار فجار دوزخ کیطرف ہانکے جاوینگے تو اُن کے مُنہ دوزخ میں پڑتے ہی سیاہ ہو جائیں گے اور انکی آنکھیں زرد۔ اور اُن کے مُوہوں پر مُہریں لگائی جائینگی ❊ اور ان کو آتشی لباس پہنایا جاویگا۔ اور جب لشکر کفار کا دوزخ کے دروازے کے قریب پہونچیگا تو دوزخ کے زمانیہ آتشی زنجیریں لیکر ان کے استقبال کیلئے آوینگی اور اُن زنجیروں کا طول ستّر گز سے کم نہیں ہوگا۔ اور ایک ایک گز اُسکا ستّر باغ کا ہوگا۔ اور ایک باغ سے دوسرے باغ تک اتنی تفاوت ہوگی۔ جتنی مکہ اور کوفہ کے درمیان مسافت ہے۔ اگر تمام دُنیا کا لوہا جمع کیا جاوے تو اس زنجیر کے ایک حلقہ کے وزن تک نہیں پہونچتا۔ اور اس زنجیر کو دوزخی کی دُبر سے داخل کر کے اور اسکی دہن سے نکال دینگے۔ اور اسکے ہاتھوں کو گردن پر زنجیر سے جکڑ دیا جائیگا۔ اور مُنہ کے بل دوزخ میں گرایا جاویگا۔ اور ملائک ان کو آہنی گرزوں سے ماریں گے۔ جب وُہ مردود عذاب سے تنگ آ کر دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو ملائک اُن کو لوٹا کر دوزخ میں ڈالدینگے اور کہیں گے تم یہاں کے ہی مزے چکھو جیسا کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے قرآن شریف میں اُنکے اس حال سے خبر دی قال اللہ تعالیٰ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۔ جب چاہیں گے فاسق کہ نکلیں آتش دوزخ سے اعیدوا پھیرے جاوینگے دوزخ میں ❊ لکھا ہے کہ جوش کے وقت دوزخ فاسقوں کو اوپر پھینکدیگی یہانتک کہ دوزخی دوزخ کے دروازوں کے قریب پہونچیں گے اور باہر نکلنے کی توقع کرینگے پس دوزخ کے مہتمم فرشتے آگ کی گرزوں سے انہیں مار کر ہانکیں گے اور دوزخ کے گڑھے میں ڈالدیں گے۔ اور کہا جاویگا ان کو اہانت کی راہ سے کہ چکھو عذاب آگ کا وُہ عذاب کہ تھے تم اسکی تکذیب کرتے اور باور نہ کرتے ❊

روایت ہے کہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسُول اللہ ھل تساق امتک کیف یدخلونہا فرمایا کہ میری اُمت کے بعض لوگوں کو دوزخ کیطرف ہنکایا جاویگا۔ اُن کے مُنہ کالے نہ کئے جاوینگے اور نہ اُنکی آنکھیں زرد ہونگی۔ اور نہ اُن کے مُونہوں پر مُہریں لگائی جائینگی۔ اور نہ اُن کیساتھ شیاطین ملائے جائیں گے۔

اور نہ اُن کے وجُود کو زنجیروں اور طوقوں سے باندھا جائیگا۔ حضرت خاتون جنت رضہ نے فرمایا یا رسُول اللہ فرشتہ انکو کس صُورت سے ہانکیگا۔ فرمایا ان میں تین قسم کے آدمی ہونگے ایک تو بوڑھا فاسق او جوان عاصی۔ اور عورت فاجرہ اور جو اُن میں مرد ہونگے۔ ملائک انکو داڑھی سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے دوزخ کی طرف لیجائینگے۔ اور انمیں جو عورتیں ہیں اُن کو گیسُوؤں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف ہانگیں گے۔ اور اکثر سفید داڑھی والے جو دوزخ کی طرف ہانکے جاوینگے وُہ بآواز بلند پکارینگے واشیباہ و اضعفاہ اور بہتیرے جوان سیاہ داڑھیوں والے جو داڑھیوں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف چلائے جاویں گے اور وُہ چیخیں مار مار کر غل مچائینگے واشباباہ واحسن صورتاہ اور بہتیری عورتیں میری اُمت کی جو پیشانیوں سے پکڑ کر دوزخ کیطرف ہانکی جاوینگی۔ اور وہ دوزخ کو دیکھکر بے اختیار ہو کر کہینگی وافضیحتاہ واھتک حرمتاہ واستراہ۔ یہانتک کہ یہ سب لوگ مالک دوزخ کے پاس پہونچ جائیں گے جب مالک کی نظر اُنپر پڑیگی تو ملائکہ کو کہینگے من ھؤلاء فما فیہ ورد علی الاشقیاء اعجب من ھؤلاء۔ اِس لئے کہ نہیں معلوم کہ اُن کے مُنہ کالے نہیں کئے گئے اور نہ اُنکی گردنوں پر طوق اور زنجیر رکھے گئے۔ ملائکہ کہینگے ھکذا امرنا ان ناتی بھم علیٰ ھٰذہ الحالۃ۔ پھر مالک ع م کہیگا اے بدبخت بدنصیب جماعت تم کون ہو۔ وُہ کہیں گے ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لوگ ہیں ✣

اور ایک حدیث میں دیکھا گیا ہے۔ جب انکو فرشتے ہانک کر دوزخکی طرف لیچلیں گے تو روانگی کے وقت پکاریں گے یا محمداہ اور جسوقت مالک ع کی صُورت دیکھیں گے تو مارے خوف کے اُن کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام بھولجاویگا۔ حضرت مالک علیہ السلام انکو فرماوینگے تم کون ہو اور کس پیغمبر کی امت کے گنہگار ہو۔ پس وُہ کہیں گے ہم اس پیغمبر کی اُمت ہیں جسپر قرآن نازل کیا گیا تھا۔ اور ہم لوگ رمضان شریف کے روزے رکھا کرتے تھے۔ پھر مالک کہیگا۔ کہ قرآن شریف تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوُا تھا جب وہ گنہگار حضرت سید الابرار کا مبارک نام سُنیں گے۔ صاحوا باجمعھم وقالوا نحن امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس مالک کہیگا کیا تمکو قرآن خدا تعالےٰ کی نافرمانی سے نہیں روکا تھا۔ پھر جب وُہ جہنم کے کنارے پر کھڑے ہونگے اور آگ اور زبانیہ بھڑکتے دیکھینگے اور کہیں گے۔ یا مالک ائذن لنا ساعۃ حتی نبکی علےٰ انفسنا پس مالک کی اجازت سے ایسا رونا شروع

کرینگے کہ آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر خون کے قطرے اُنکی آنکھوں سے ٹپکیں گے۔ اور مالک علیہ السلام اُن کو ملامت کریگا اور کہیگا۔ اے مجرمان امت محمدیہ! یہ تمہارا رونا کیا ہی اچھا ہے اگر یہ رونا اور اس درد سے غم کرنا دُنیا میں ہوتا اور تم خدا کے غضب سے عالم دُنیا میں ڈر کر روتے تو آج کے دن آگ سے بچتے اور مقام اعلیٰ میں پہنچتے۔

الحدیث فی ذکر الزبانیۃ النار ـ قال منصور بن عمار بلغنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لمالک النار ایدیًا وارجلًا بعدد اھل النار ومع کل رجل ید تقیمہ وتقعدہ وتغلہ وتسلسلہ فاذا نظر المالک الی النار یاکل بعضھا ببعض من خوف المالک حضرت منصور بن عمار سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالک علیہ السلام جو دوزخ کا داروغہ سے دوزخیوں کی تعداد کے بموجب ان کے وجود میں ہاتھ پاؤں ہیں اور ان ہاتھوں سے اُن کو پکڑتا ہے اور اٹھاتا اور بٹھاتا ہے اور انکی گردنوں میں زنجیر اور طوق پہناتا ہے۔ اور جب مالک دوزخ کیطرف دیکھتا ہے تو دوزخ کی آگ اسکے خوف سے اپنے وجود کو یعنی اُسکا بعض دوسرے بعض کو کھانا شروع کرتا ہے ❊

روایت ہے کہ دوزخ کے زبانیہ یعنی مؤکل اُنیس فرشتے ہیں۔ وحروف البسملۃ تسعۃ عشر حرفا وعدد الزبانیۃ کذالک فمن قال بسم اللہ الرحمن الرحیم صدقا من قلبہ الخالص خلصہ اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ من الزبانیۃ ببرکتہ ❊

اے میرے بھائیو! رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ شریف کے انیس حرف ہیں اور دوزخ کے زبانیہ بھی انیس ۱۹ فرشتہ مالک اور رئیس ہیں اور ہزار سال جہنم کے پیدا ہونے سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں۔ اور ہر روز اُنکی قوت بڑھتی رہتی ہے۔ اور ان کے دلوں میں رحمت ہرگز مخلوق نہیں ہوئی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک گرز پکڑا ہوا ہے جو دل کے صدق اور اخلاص سے ایکبار بسم اللہ شریف کو زبان پر لاوے۔ حق سبحانہ وتعالے قیامت کے دن اُس کی برکت سے اُس کو اُنیس ۱۹ زبانیہ کے حملہ سے بچالے گا۔ حضرات علما رحمہ اللہ نے زبانیہ کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے وانما سموا الزبانیۃ زبانیۃ لانھم یعملون بارجلھم کما یعملون بایدیھم کذا قال الغزالی فی دقائق الاخبار۔ از انجملہ ایک زبانیہ ایک ہاتھ میں دس ہزار کفار کو پکڑ لیتا ہے اور دس ہزار کو پاؤں میں دبا لیتا ہے اور دس ہزار دوسرے ہاتھ میں۔

اور دس ہزار دوسرے پاؤں میں پکڑ لیتا ہے اور اپنے وجود میں اتنی طاقت رکھتا ہے کہ چالیس ہزار کافر کو اپنی قوت اور شدت سے یکبارگی عذاب دے سکتا ہے۔ اور حضرت مالک علیہ السلام از انجملہ خازن دوزخ کے ہیں۔ اور باقی کے اٹھاراں بھی انہیں کی مثل ہیں۔ یہ انیسؔ تو لشکر دوزخ کے رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ اور بیشمار ملائک ان کے ماتحت میں ہو کر ملک بیکنار دوزخ کا انتظام کرتے رہتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ انکی آنکھیں کالبرق الخاطف اور ان کے دانت کصیاصے اقران البقرہ اور ان کے لب تمس اقدامہم اور آگ کی بھانپ اور شعلہ یخرج من افواہہم اور ان کے وجودونکا عرض اسقدر ہے کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک میرۃ سنۃ واحدۃ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے انکی سرشت اور جبلت میں رحمت اور رافت کا ایک ذرہ بھی نہیں پیدا کیا۔ اگر ایک تن انہیں سے چالیس ہزار برس آگ کے دریا میں کھڑا پڑا رہے۔ لاتضرہ النار لان الملائکۃ کلہم خلقت من النور والنور اشد من النار نعوذ باللہ من ہذہ الاشرار ۔

مؤلف۔ اے میرے بھائیو طرح طرح کے عذاب اور کئی قسم کے بیرحم عذاب دینے والے دوزخ میں موجود ہیں۔ ایکدم کی فرصت اور تھوڑی تخفیف بھی وہاں نہیں ملیگی۔ اگر تم اللہ اور رسول کے کہنے پر ایمان رکھتے ہو تو قیامت کے عذاب سے ڈرو۔ اپنی عمر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور بندگی میں گذارو۔ اپنے رسول مقبول کی پیروی میں رہو دنیا کی الفت چھوڑو۔ شہوت اور طمع اور لالچ کے کاموں سے دور بھاگو۔ سرکشی اور گمراہی اختیار نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے۔ خوب یقین کرو کہ بدکاروں اور نافرمانوں کو دوزخ میں ڈالیگا۔ دوزخ کو اُن سے بھریگا۔ سچ ہے بدکارونکی وہی جگہ ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضامندی چاہتے ہیں اور اُس کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں جب انکا گذر بموجب اس کلام کے وان منکم الا واردہا دوزخ پر ہوگا۔ تو اُن کے نور ایمان کی روشنی اور تاب سے دوزخ کی آگ بیتاب اور منطفی ہو کر کہیگی جُز یا مومن فان نورک اطفار لہبی۔ اور اُسکی آب و تاب اور جوش و خروش منطفی ہو جائیگا۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ جب مومن پلصراط پر قدم رکھیگا تو دوزخ کی آگ اُس کے قدموں کے نیچے یخ کیطرح جم جائیگی۔ جیسے جاڑے کے دنوں میں چربی جم جاتی ہے۔ اور انکو دوزخ کی آب و تاب کی کچھ خبر بھی نہ ہوگی۔ بہشت میں پہونچکر باہم گفتگو

کرینگے اور ایکدوسرے کو پوچھیں گے کہ ہم نے عالم دنیا میں اچھے فاضلوں سے سُنا تھا۔ کہ قیامت کے دن کافر مومن عاصی ناجی سب کو دوزخ پر گذرنا ہوگا ہم نے تو دوزخ نہیں دیکھا۔ ہمکو معلوم نہیں کہ وہ دوزخ کہاں ہے اور کیا ہے۔ ملائک کہیں گے اے ایماندارو تم دوزخ پر سے گذر آئے ہو۔ لیکن تمہارے ایمان کے نور سے جہنم کی آگ باغ ہوگئی اور وہ نار گلزار بن گئی۔ کما قال العارف الرومی قدس سرہٗ فی المثنوی ؎

مومنان گویند کہ در حشر ای ملک	نے کہ دوزخ بود راہ مشترک
مومن و کافر برو یابد گذار	ما ندیدیم اندرین راہ دود و نار
تک بہشت و بارگاہ ایمنی	پس کجا شد آن گذرگاہ دنے
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کہ فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بودہ سیاستگاہ و سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
چون شما این نفس دوزخ خوی را	آتشش گشتید فتنہ جوئے را
جہدہا کردید او شد پر صفا	نار را کشتید از بہر خدا
چون شما این جملہ آتشہائے خویش	بہر حق کشتید جملہ پیش پیش
دوزخ ما نیز در حق شما	سبز گشت و گلشن و برگ و نوا

رجعنا الی الحدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب اہل نار دوزخ کے کنارے پر پہونچیں گے۔ ثم یقول المالک للزبانیۃ القوہم فی النار۔ اس وقت حضرت مالک علیہ السّلام زبانیہ کو حکم دینگے القوہم فی النار یعنے ان کو دوزخ میں پھینکدو۔ جب زبانیہ ان کو دوزخ میں پھینکنے کا ارادہ کریں گے تو کفار اور عاصی سب لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ باواز بلند کہیں گے۔ اسوقت زبانیہ یعنی دوزخ کی آگ کو ہٹادیں گے پھر حضرت مالک آگ کو کہیگا۔ خذہم آگ کہیگی کیف آخذہم وہم یقولون لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس مالک کہیگا۔ نعم ہکذا امرنی ربی جب وہ لوگ خاموش ہوجائینگے۔ فورا تاخذہم النار۔ بعضوں کو قدموں تک بعض کو زانوں تک اور بعض کو ناف تک اور بعض کو گلے گھیر لے گئے۔ جب دوزخ کی آگ اُن کے مونہوں کیطرف صعود کرنا چاہیگی تو مالک علیہ السّلام آگ کو کہیں گے۔ لاتحرق وجوہہم فطال ماسجدوا للرحمٰن کہ اے آگ اُن کے مونہوں کو مت جلائیو۔ کہ یہ لوگ مُدت تک خدا کو سجدہ کرتے رہے۔ ولاتحرق قلوبہم

فقال ما عطشوا من شدة رمضان - پس وہ لوگ جتنی مدت خدا کو منظور ہوگا دوزخ میں رہینگے

المسئلة فی ذکر اہل النار وطعامہم وشرابہم

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اہل النار مسودة الوجوہ مظلمة الابصار بذہبة العقول مرزقة العیون رؤسہم کالجبال ابدانہم کالفخار وعیونہم کالطود وشعورہم کآجام القصب لاموة لایموتون ولاحیوٰة لایحیون الخ کہ قیامت کے دن دوزخیوں کے منہ کالے اور انکی آنکھیں تاریک اور انکی عانونکا رنگ سبز ہوگا - اور اُن کے عقل دماغوں سے کافور ہوگئے ہونگے - اور اُن کے سر پہاڑوں جیسے اور اُن کے بدن سفال کی مانند اور ان کے عانے خاک کے تودہ کی مانند - اور اُن کے سر کے بال ایسے معلوم ہونگے کہ گویا سرکنڈوں کا نیستان ہے - نہ وہاں موت کا گذر ہوگا کہ مرجائیں نہ ایسی زندگی ہوگی جس سے حظ اُٹھائیں - اور ہر ایک کے بدن پر ستر ستر چمڑے ہونگے - اور ہر ایک چمڑے میں ستر ستر طبقے آگ کے ہونگے - اور اُن چمڑوں کے خلا میں آگ کے سانپ اور بچھو بھرے ہونگے - اور وہ سانپ اور بچھو اسطرح چیخیں گے کہ گویا وحشی گدھے چیختے ہیں اور ان کے بدن زنجیروں اور گردنیں طوق آتشی سے جکڑی ہوئی ہونگی - اور گرزوں سے مارے جائینگے - اور منہ کے بل دوزخ میں ڈالکر بند کئے جاوینگے + رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے لئے طعام زقوم ہوگا - اگر ایک قطرہ اُسکا زمین پر پڑے اہل دنیا کی زندگی فانی ہوجائے - اور نیز حدیثوں سے ثابت ہے بلکہ قرآن اسپر ناطق ہے - کہ دوزخیوں کا طعام ضریع ہوگا - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضریع دوزخ میں ایک چیز کانٹے کی مانند ہے اور اُسکا ذائقہ صبر سے تلخ تر اور اُسکی بدبو مُردار سے بدتر اور از روئے تاثیر کے آگ سے گرم تر وقت کھانیکے پیٹ میں نہیں پہونچ سکتی ہے - بلکہ حلق میں اٹک رہتی ہے - نہ وہ جسم کو فربہ کرتی ہے اور نہ بھوک کی آگ کو بجھاتی ہے - اور نیز دوزخیوں کے لئے طعام غسلین کا ہوگا - یعنی دوزخیوں کی ریم اور اُن کے پینے کیواسطے آب حمیم - یعنی نہایت گرم پانی اور غساق یعنے نہایت موذی سرد پانی - چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر غساق کا ایک دلو یعنی ڈول دنیا کے میدان میں پڑے - تمام دُنیا میں اُسکی بدبو پھیل جائے + حضرت کعب سے مروی ہے کہ غساق دوزخ میں ایک چشمہ ہے

کہ تمام زہریلے جانوروں کا زہر اسمیں جمع ہوگا۔ دوزخیوں کو اُسمیں غوطہ دیا جاویگا اُسکی تاثیر سے اُن کا گوشت اور پوست ہڈیوں سے جُدا ہوکر ان کے پاؤں میں گر پڑیگا +

ترمذی نے ابی الدردا رض سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر بھوک ایسی غالب ہوگی۔ کہ اسکا عذاب سب عذابوں کے برابر ہوگا + جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دوزخ میں سانپ ہونگے جنکی گردنیں شتر بختی کے برابر ہونگی۔ اور بچھو جنکا قد خچر کے برابر ہوگا اُن کے زخم کا رنج چالیس سال تک باقی رہیگا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اُن کژدموں کا نیش یعنی ڈنک لمبی کھجور کے درخت کے برابر ہوگا + صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رض سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں کے ابدان اسقدر فراخ کیئے جاویں گے کہ ان کے دانت کوہ اُحد کے مثل ہونگے اور اُن کے بدن کا رقبہ تین منزلوں کی مسافت کا ہوگا۔ اور ایکروایت میں آیا ہے کہ انکی مقعد مکہ سے مدینہ تک ہوگی + اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ان کے ایک کان سے دوسرے کان تک سات سو برس کی مسافت ہے۔ اور دوزخ کی آگ کافر کے بدن کو کھانا شروع کریگی۔ جب کھاتے کھاتے اُس کے دلپر پہونچیگی تو پھر اُسکا بدن درست ہو جائیگا علےٰ ہذا ابد تک اُس کیساتھ یہی معاملہ ہوتا رہیگا۔ معاذ رض نے کہا کہ ایک ساعت میں سو بار کافر کی جلد دوزخ میں جلیگی۔ اور پھر جلدی ہی اُسکی جلد دُرست ہو جاویگی۔ حضرت عُمر رض سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ساعت میں ایکسو بیس دفعہ کافروں کا چمڑا تبدیل ہوگا۔ اور ایکروایت میں ہے کہ چھ ہزار دفعہ ایکدن میں کافروں کے اجلاد بدلتے رہیں گے +

اور حذیفہ سے مروی ہے کہ جہنم میں درندے اور کُتے اور کلوب اور تلواریں آگ کی ہونگی۔ ملائکہ کافروں کو کلالیب سے قطع کرینگے اور تلواروں سے اُنکا عضو عضو جدا کرکے سباع اور کتوں کے آگے ڈالدیں گے اور جب انکا کوئی عضو بدن سے کاٹا جاویگا اُسکی جگہ دُوسرا عُضو قایم ہوجاویگا ٥ اور حدیث میں آیا ہے کہ آگ کافروں کے مُنہ کو ایسا کردیگی کہ اُن کا اُوپر کا لب سر تک کھینچا جائیگا۔ کہ اُن کے آدھے سر تک پُہنچ جائیگا۔ اور انکا نیچے کا لب لٹک کر ناف تک پہونچیگا + حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دُنیا قلیل ہے یعنی دنیا کی مدت تھوڑی

ہے اسمیں جسقدر کوئی ہنسے سو ہنس لے۔ جب دُنیا کا سلسلہ منقطع ہو جاویگا دنیاداروں کا ہنسنا بھی منقطع ہو جائیگا۔ مگر اُن کا رونا منقطع نہیں ہو گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخی اتنا روئیں گے کہ اُنکی آنکھوں کا پانی منقطع ہو جاویگا۔ ازاں بعد بجائے آنسوؤں کے خون کے قطرے اُنکی آنکھوں سے ٹپکیں گے اور ان کے مونہوں پر خندقیں پڑ جاوینگی اور وہ خون سے بھری رہینگی۔ اگر اُن خندقوں میں کشتیاں چھوڑی جائیں۔ تو جاری ہو جائیں۔

حدیث میں وارد ہے کہ دوزخی یعنی اہل النار نیاوون بار باہ پکاریں گے اے ہمارے پروردگار تیرے عذاب نے ہمکو گھیر لیا اور ہمارے وجود زنجیروں سے جکڑے گئے ہمکو تیرے عذاب نے بہت تنگ کر رکھا ہے مگر جتنی وہ شکایت کرینگے لم یرحموا اگر صبر بھی کرینگے لم یجدوا فرجا۔ اگر وے پکارتے پکارتے تھک جائیں گے لم یجابوا۔ جواب نہیں پائینگے اور پکارینگے اے ہمارے پروردگار ہمپر تیرا عذاب بڑھ گیا اور ہمارا مدخل تنگ ہو گیا اور ہمارے وجودوں سے پیپ جاری ہے اور ہمارے ستر ننگے اور ہمارے رنگ ڈھنگ سب بدل گئے اور شقی کافر کہیں گے ربّنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین اے ہمارے اللہ خفف عنا یوما من العذاب انا مؤمنون۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک پہاڑ دوزخ میں پیدا کیا ہوا ہے۔ دوزخیوں کو حکم ہو گا اصعدوا علیہ تم پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ پس وے بدبخت مُنہ کے بل ہزار سال چلکر پہاڑ کی چوٹی پر جا پہونچیں گے۔ پروردگار کے حکم سے اس پہاڑ میں ایک طرح کا زلزلہ پیدا ہو جائیگا اور اُن بدبختوں کو اپنے پر سے گرا دیگا فیردّوا الی قعرھا خاسرین۔

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اہل النار لیستغیثون بالمطر۔ پس ایک کالا بادل آگ کے طبقہ سے اُٹھیگا اور تمام دوزخ کے میدان میں چھا جائیگا۔ جب دوزخی اس بادل کی صورت کو دیکھیں گے تو کہیں گے الغیث من الرحمۃ۔ اُس بادل سے آگ کے پتھر اُن کے سروں پر برسنے شروع ہو جاوینگے۔ اور مزید برآں اُن پتھروں پر عقارب اور سانپ بھی اُن کے کاٹنے کے لئے ہونگے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کے واسطے قطران کا لباس ہو گا۔ جب یہ لباس اُن کو پہنایا جاویگا انسلخت الجلود اور اشقیا دوزخ میں عمی لا یبصرون اور صم لا یسمعون۔ اور جو بھوکا ہوتا

ہوتا ہی وہ کھانے کے لئے متلاشی رہتا ہے - الا اہل النار - اور جو مردہ ہے وہ اپنی حیاتی مانگتا ہے - الا اہل النار فانہم یتمنون الموت ولا یموتون ❖

ہٰذِہٖ المسئلۃ فی ذکر الوان العذاب علیٰ قدر اعمالھم

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم تنجوا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من النار من بعد ستین الف سنۃ حضرت رسالت صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت ساٹھ ہزار سال کے بعد دوزخ کے عذاب سے نجات پائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا یہ لوگ قوم من اُمتی سامنون من اللحوم الحرام میری اُمت کے موٹے حرامخور جو حرام کے گوشت کھا کر فربہ ہونگے - اور دین کیجانب سے مہزول اور لاغر ہیں اور حرام کی کمائی سے اچھی خاصی پوشاکیں پہنتے ہیں - اور طاعت کے لباس سے عاری ہیں - اور وے لوگ عالم ہونگے جو اپنے علم کے بموجب نہیں کرتے - اور دُنیا کی ناپائدار زندگی کو بہ نسبت آخرۃ اچھا جانتے ہیں ولکن عن الاخرۃ ہم غفلون - اور وے لوگ بازاری جاہل ہوونگے یکسبون من ای مال شاوا ولا یسئلون من ای باب یدخلون فی النار ❖

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا کان یوم القیامۃ تخرج من جہنم حیۃ اسمہ حریش - کہ جب روز قیامت ہوگا جہنم سے ایک سانپ جسکا نام حریش ہے نکلیگا - اور اُسکی اصلی پیدائش عقرب کی جنس سے ہوگی - اور سر ساتویں آسمان تک پہونچا ہوا ہوگا - اور اُسکا ذُنب یعنی دم تحت الثرےٰ تک ہی پس وہ سانپ ہر برس میں ہزار دفعہ یہ پکاریگا - این قاطع الرحم واین شارب الخمر - حضرت جبرائیل علیہ السلام کہیں گے . ماترید یا حریش - حریش جواب میں کہتا ہے میں پانچ آدمیوں کی دعوت کرتا ہوں اور اُن کو اپنے زہری خوان سے کھانا کھلاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں - این من ترک الصلوٰۃ واین من منع الزکوٰۃ واین من شرب الخمر واین من اکل الربو - واین من یحدث بحدیث الدنیا فی المسجد - میں انکو کھاؤنگا - اور میں اُنکے وجودوں کا لقمہ بناونگا + جب روز قیامت ہوگا فیجمعھم فی فمہ ویرجع الی جہنم نعوذ باللہ من الشقاوۃ +

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن شارب الخمر یعنے شرابی آدمی کو بُلایا جاویگا - اور اُسکی گردن میں شراب کی بوتلوں کی حمایل اور اُسکے

ہاتھ میں ایک طنبور ہوگا اور اُسکو علے رؤس الاشہاد دوزخ کی آگ میں پھانسی دیا جاویگا۔
پکارنیوالا باآواز بلند پکاریگا ہذا فلان بن فلان من موضع کذا۔ اور اس کے مُنہ سے شراب
کی بو نکلیگی کہ تمام دوزخی اور موقف کے لوگ اس بدبو سے تنگ آکر خدا کی بارگاہ میں فریاد
کرینگے اور اسکی مصیر اور بازگشت دوزخ میں ہوگی ۔ اور جب دوزخ میں پھینکا جاویگا
ہزار سال واعطشاہ پکارتا رہیگا۔ پھر لاچار ہوکر مالک دوزخ کے داروغہ کو بلائیگا۔ اتنی
برس تک اُسکو کوئی جواب نہیں ملیگا۔ اور اس کے پسینے کی بدبو سے اُس کے ہمسائے وغیرہ
لوگ بہت اذیت اور تکلیف اُٹھائیں گے۔ اور جناب باری میں پکاریگا۔ یارب ارفع عنی
العرق فلا یرفعہ پھر دوزخ کی آگ آکر اُسکو کھاجائیگی۔ یہاں تک کہ اسکا وجود جلکر خاکستر
ہوجائیگا۔ بار دیگر از سر نو اُسکا وجود جدید خلق سے پیدا ہوجائیگا۔ ملائک اس کے وجود
کو طوق اور زنجیروں سے باندھیں گے۔ جب وہ پانی مانگیگا تو اُسکو آب حمیم دیا جاویگا پیتے ہی
اُسکی امعا اور رودے قطع ہوکر باہر آپڑینگے۔ اور جب وہ کھانا مانگیگا۔ تو اُس کو زقوم
دیا جائیگا۔ اُس کے کھانیسے جو کچھ اُس کے بطن اور دماغ میں ہوگا ایسا اُبلیگا کہ اُسکے
جوش سے اُس کے مُنہ سے آگ کی بھاپ نکلیگی۔ اور اُس کے رودے قدموں میں گر پڑینگے
پھر اُسکو آتشی تابوت میں بند کیا جاویگا۔ ہزار سال تک اسی تابوت میں عذاب دیا جائیگا
کہ اُسکا سارا رنگ و رُوپ فک ہوجائیگا۔ پھر اسکو تابوت سے نکالکر سجین میں رہنے کا
حکم ہوگا۔ ہزار سال تک وہاں ہی شور وغل مچاتا رہیگا۔ کوئی اسپر رحم نہ کریگا۔ پھر اسکے
سر پر آگ کا جلتا ہوا تاج رکھا جائیگا۔ اور اُسکے مفاصل پر لوہے کی بیڑیاں اور اُسکی
گردن پر زنجیر اور اغلال رکھے جائیں گے۔ ہزار برس کے بعد اُسکو سجین سے نکالکر ویل میں
جو جہنم کی ایک وادی ہے۔ جس کا گہراؤ بعید اور عذاب شدید ہے بند کیا جاویگا۔ ہزار
برس کے بعد وُہ شرابی کہیگا۔ یا محمداہ۔ حضرت رسالت صلعم اُسکی آواز سُن لیویں گے۔ اور
فرماوینگے یارب اسمع صوت رجل من امتی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا۔ یا محمد ہذا صوت الرجل
الذی شرب الخمر ومات سکرانا۔ اے محمد جب میں نے اُسکو قبر سے اُٹھایا وہو سکران۔
پس حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائینگے۔ یارب اخرجہ من النار۔ پس وہ گنہگار
سید ابرار کی شفاعت سے دوزخ سے نکلجائیگا۔ ولم یلق مخلد فی النار لقول اللہ تع
وہبنہ لک۔ سچ ہے بیت

گناہ آمرز رندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریاکار

ہٰذہ المسئلۃ فی خروج اہل النار من النار

جب دوزخیوں کا وعدہ برابر ہوگا۔ اور مدّت عذاب کی تمام ہوگی۔ تب اللہ تعالےٰ کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السّلام کو پہونچیگا کہ اے جبرائیل میرے حبیب کی اُمّت کا حال کیا ہے بقول الٰہی انت اعلم بہم منی اے جبرائیل تو جاکر دیکھ حضرت جبرائیلؑ آوینگے اور دوزخ کے داروغہ یعنی مالک علیہ السلام اسوقت اپنے تخت پر دوزخ کے وسط میں بیٹھے ہونگے اور حضرت جبرائیلؑ کو دیکھکر تعظیم وتکریم کو اُٹھیں گے اور کہیں گے ما ادخلک ہذا الموضع آپ کدھر آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے اے مالک میں حضرت محمدؐ کی اُمت کا حال دیکھنے آیا ہوں۔ فرماؤ اُنکا کیا حال ہے اور جہنم نے اُن کو کسدرجہ تنگ پہونچایا ہے۔ حضرت مالک کہیں گے اُن کا گوشت پوست دوزخ کی آگ کھا گئی۔ صرف اُن کا مُنہ اور دل جو ایمان کے نور سے چمک رہے ہیں باقی ہیں۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا ارفع الطبق عنہم حتےٰ انظر الیہم دوزخ کے خزنہ مالک کے حکم سے دوزخ کے مُنہ سے سرپوش اُٹھادینگے۔ دوزخی حضرت جبرائیل کو دیکھکر کہیں گے۔ اے مالک سچ فرماؤ یہ صاحب کون ہیں جنکی صُورت سے ہمکو محبت کی بُو آتی ہے۔ اُنکی پیاری وضع ہمارے دلکو بہت بھاتی ہے۔ مالک فرماوینگے اے گنہگارو ہذا جبرائیل الکریم امین اللہ الذی کان یاتی علےٰ محمد ما یوحی یہ حضرت جبرائیل کریم امین خدا تعالےٰ کے ہیں جو محمد رسول صلعم کے پاس خدا کا پیغام لایا کرتے تھے جب گنہگار آپکا نام اور ذکر سنیں گے۔ صاحوا باجمعہم ویبکون۔ شور وغل مچاکر نالہ وآہ کرکے بڑی منت اور زاری سے عرض کرینگے یا جبرائیل اقرأ محمدؐ امنا السّلام واخبرہ۔ اے جبرائیل ہمارا سلام ہمارے پیارے پیغمبر کو پہونچائیے۔ اور ہمارے دُکھ اور مصیبت کی خبر اُن کو دیجئے۔ اور کہیئے کہ آپ عالم دنیا میں ہماری تسلّی فرماتے تھے۔ کہ میں گنہگاروں کی شفاعت کرونگا جہنم کے عذاب سے تجکو چھڑاؤنگا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ سے تمہارے واسطے مغفرت اور معافی چاہونگا بہت دن گذرے کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ کیا ہمکو بھول گئے۔ ہم گنہگاروں کی جلدی خبر لیجئے۔ ہماری مخلصی کی فکر کیجئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب بارگاہ اللہ تعالےٰ میں حاضر ہونگے تو گنہگاروں کا پیغام حضرت رسالت کو پہونچانا بھول جائینگے۔ اللہ تعالیٰ

پوچھیگا کہو جبرائیلؑ محمدؐ کی اُمّت کا کیا حال ہے۔ عرض کرینگے۔ خداوندا تو سب کچھ جانتا ہے اُنکا حال تجھپر ظاہر ہے مَیں کیا عرض کروں۔ جو اُنپر گذرتا ہے مَیں کس مُنہ سے سناؤں۔ تیری مقدس ذات کریم رحیم ہے۔ جیسا مناسب ہو حکم فرما۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت جبرائیلؑ کو یاد دلائیگا۔ کہ تم نے اُن گنہگاروں کا پیغام اُن کے پیغمبر کو پہونچایا ہے یا نہیں۔ اب جاؤ اور سناؤ اور میرے حبیب کو کہہ دو کہ اے میرے محمدؐ آپ گنہگاروں کی شفاعت کے مقام میں آؤ۔ اُنکی مغفرت چاہو اپنے وعدہ کو پورا کرو۔ فینطلق جبرائیل علیہ السلام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باکیا لیخبرہ عن سوءِ حالھم حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسالتؐ کے پاس جہاں وے بڑی خوشی اور عزت سے ایک دانہ موتی اور ایکدانہ یاقوت کے خیمہ میں جسمیں چار ہزار موتی بڑے بڑے لٹکتے ہیں۔ جڑاؤ تخت پر نور کا تاج سر پر رکھکر اپنی آل اطہار اور اصحاب ابرارؓ با وقار کیساتھ بیٹھے ہونگے اور ہزاروں حوریں خدمت میں کھڑی ہونگی روتے ہوئے جائیں گے۔ حضرت رسالت علیہ السلام جبرائیل کو اس حال پُرملال میں دیکھکر فرمائیں گے۔ ما یبکیک یا جبرائیل یقول یا محمد لو رأیت ما رأیت بکیت من بکائی۔ جبرائیلؑ کہیں گے میں دوزخ کی طرف سے آتا ہوں۔ تمہاری اُمت کا پیغام لاتا ہوں۔ اُن کا حال آپ کو سُناتا ہوں۔ دوزخ کی آگ انکا نازک بدن کھاگئی۔ صرف جان باقی ہے۔ بڑی مصیبت سخت اذیّت میں گرفتار ہیں۔ مجکو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ تمہاری خدمت میں بہت سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ پیغام دیا ہے۔ یا محمدؐ رسولنا وھادینا قد نسیتنا وترکتنا فی النار ما اسوءَ حالنا واضیق مکاننا۔ اے ہمارے رسولؐ اب ہمکو کچھ تاب وتوانائی باقی نہیں رہی۔ رحم کیجئے ہماری فریاد کو پہونچئے۔ للہ فی اللہ ہماری خبر لیجئے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اس پیغام کو سُنتے ہی نہایت غمگین اور مضطر ہوکر زار زار روئیں گے۔ نور کا تاج سر سے اُتاریں گے۔ اور ایک روایت میں دیکھا گیا ہے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اُمّت ماخوذہ کا پیغام حضرت سید الانام کیخدمت میں پہنچادینگے۔ اور امت گنہگار دوزخ میں ہی پکار کر کہیں گے یا رسولنا ما اسوء حالنا واضیق مکاننا ویصیحون یا محمداہ یسمعہ اللہ تعالےٰ فی تلک الساعۃ صیاحھم وھم یقولون یا محمداہ فیقول النبی صلے اللہ علیہ وسلم لبیک یا اُمّتی اُسوقت جناب سرور کائنات روتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔ اور تاج مبارک سر سے اُتار کر فریادی کی صُورت بناکر حضرت جبرائیل کیساتھ عرش معلےٰ کے آگے سجدہ میں گرینگے

ہزاروں زبان سے حق جل و علےٰ کی صفت اور ثنا بیان کر کے دُعائیں مانگیں گے اپنی اُمت کی مغفرت چاہیں گے۔ اور عرض کرینگے۔ الہیٰ عالم دنیا میں مینے تیرے حکم بجالانے میں بہت تکلیف اور میرے بال بچوں نے میرے پیچھے ہر طرح کی اذیت پائی قتل ہوئے مارے گئے ہیں۔ مینے اُسکا عوض تجھ سے وہاں کچھ نہیں لیا۔ اَے میرے مالک اب اِس عالم آخرت میں مجھپر رحم کر میری اُمت کے گناہوں سے درگذر۔ تب جناب باری عز اسمہٗ و جل جلالہٗ کا حکم ہوگا۔ یا محمد ارفع راسک واشفع تشفع اے محمد سجدہ سے اپنا سر اُٹھالے۔ تمہاری دُعا قبول۔ تمہاری اُمت بخشی گئی۔ وانطلق الی النار واقر علیہم السلام واخرج منہا کل من کان قال لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اے میرے حبیب دوزخ کی طرف جاؤ اپنی اُمت کو دوزخ سے نکال لو۔ حضرت رسالت وہاں سے معہ انبیا علیہم السلام کے دوزخ کیطرف تشریف لاکر مالک دوزخ کے داروغہ سے پوچھیں گے۔ اَے مالک میری اُمت کہاں ہے۔ مالک جہنم کا مُنہ کھولدینگے۔ حضرت کی صُورت جب دوزخیوں کو نظر پڑے گی۔ ایک مرتبہ سب کے سب فریاد واویلا کر کے یارسُول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین و یا رحمۃ للعالمین و یا محمداہ قد احرقت النار جلودنا ولحومنا وقد ترکتنا فی النار ونسیتنا۔ ہم لوگ اب اس حالت کو پہونچے کہ کچھہ جسم باقی نہیں رہا۔ دوزخ کی آگ نے سب کھالیا۔ جلادیا بھسم کرڈالا۔ صرف جان باقی ہے۔ ہم پر مہربانی کیجئے۔ اس دُکھ سے نجات دیجئے۔ حضرت رسالت فرماویں گے کہ میں نے تمہاری مغفرت جناب باری سے چاہی۔ اب تمہاری نجات ہوئی۔ غم نہ کھاؤ۔ ذرا صبر کرو۔ پھر مالک کو اسکی خبر دینگے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کا حال بیان فرماوینگے مالک یہ بات سُنتے ہی اُن لوگوں کو جہنم سے نکالنے کا حکم دینگے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم دوزخ کے دروازہ پر آکر اُن لوگوں کو جنہوں نے اپنا ایمان شرک کی باتوں سے دُنیا میں بچایا تھا۔ مگر شیطان اور نفس کی گمراہی سے گناہ کے کام کرتے ہوئے بے توبہ مر گئے تھے۔ ان کو دوزخ سے جلد نکالکر اپنے ساتھ لیجاکر بحرالحیوۃ کے دریا میں غسل دلوادینگے ویخرجون منہ جرداً مرداً مکحلین فیصیر وجوھہم کالقمر لیلۃ البدر۔ اُن کا بدن ایسا صاف ستھرا ہوجائیگا۔ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ چہرہ اُن کا نورانی چودھویں رات کے چاند کیطرح لاثانی۔ پھر ہر ایک کی پیشانی پر آزادی کا داغ لکھا جائیگا ہٰؤلاء جہنمیون عتقاء الرحمٰن من النار۔ بعد اس کے سب کے سب بہشت میں داخل ہونگے

اور جو لوگ آخری زمانہ کے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور انکی شریعت کے مطابق نہیں چلے اور کفر اور شرک میں ڈوبے رہے وے لوگ خواہ آدمی خواہ جن جہنم میں پڑے رہینگے طرح طرح کے عذاب چکھیں گے کبھی وہاں سے مخلصی نہ پاوینگے۔ اور جب کفار دیکھیں گے کہ مسلمان دوزخ سے باہر نکل گئے اور باقی ہم ہی رہ گئے۔ قالوا یلیتنا کُنا مسلمین۔ اگر ہم بھی مسلمان ہوتے تو دوزخ سے نکل جاتے۔ کما ورد قولہ تعالےٰ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ دوست رکھیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور آرزو کرینگے کاشکے ہوتے ہم مسلمان۔ یہ آرزو دُنیا میں ہوگی مسلمانوں کی فتح کے وقت۔ یا جب کافروں کو موت کا سامنا ہوگا۔ یا قبر میں یا قیامت کے دن یا حساب کے وقت یا جب موحد گنہگار دوزخ سے نکلیں گے اور دوزخ کے دروازے پھر بند کئے جاوینگے اور کافر سمجھیں گے کہ دوزخ سے نکلنا ہمیں نصیب نہیں تو تمنّا کرینگے کہ کاشکے ہم اہل اسلام ہوتے ✦ انتہیٰ ۱۲

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوتی الموت کانہ کبش املح ویقال لاھل الجنۃ اتعرفون الموت فینظرونہ ویعرفونہ ویقال لاھل النار یا اھل النار اتعرفون الموت فیعرفونہ فیذبح بین الجنۃ والنار کہ اس فیصلہ کے بعد موت کو ایک دنبہ ابلق کی صورت حاضر کیا جائیگا۔ اور اہل جنت کو کہا جائیگا کہ کیا تم موت کو پہچانتے ہو۔ سب اہل جنت اسکی طرف دیکھکر کہیں گے۔ بیشک ہم اسکو پہچانتے ہیں۔ اسلئے کہ ؎

کہ ہم اُسکو جانتے ہیں صاف صاف ۔۔۔ نام اُسکا موت ہے بے اختلاف
کونسا ذی رُوح ہے جسنے کہیں ۔۔۔ دار فانی میں اسے دیکھا نہیں۔
دار دنیا میں سب اہل روزگار ۔۔۔ چکھ چکے ہیں اسکی لذّت ایکبار
ذبح کیجاویگی پھر وہ گوسفند ۔۔۔ آگے لوگوں کے بہ تکبیر بلند
ذابح اُسکا کہتے ہیں بالاختصاص ۔۔۔ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوگا خاص

پھر کہا جاویگا یا اہل الجنۃ خلود لاموت فیہا۔ اے بہشت میں رہنے والو تم بڑی خوشی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے یہاں رہو اور یہ بہشت تمہارا ملک ہو چکا۔ کبھی تمکو موت اپنی صورت نہ دکھائیگی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ملائک انکو تسلیاں اور اطمینان کلی دیکر کہیں گے ؎

اور دینگے یہ بشارت آشکار۔ ۔۔۔ کاے مسلمانان عالی اقتدار
کوئی آفت اب نہیں آویگی پیش ۔۔۔ تم رہو اس باغ جنت میں ہمیش

چونکہ جوتھی موت وہ خود مر گئی ۔ سب کو اپنے غم سے ایمن کر گئی ۔

کما ورد قولہ علیہ السلام ثم یقال یا اہل الجنۃ خلود لاموت فیہا و یا اہل النار خلود لاموت فیہا جیسا کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا پھر کہا جاویگا یا اہل جنت تمہارے لئے بہشت میں دوام ہے نہ تو یہاں موت کا دخل ہے اور نہ کوئی تمکو یہاں سے نکالیگا ہ

اور تم بھی اے گروہ زشت کیش ۔ اب رہو اس نار دوزخ میں ہمیش
اور نکالو دل سے تم اے بدصفات ۔ خواہش موت اور تمنائے نجات
اب چکھو اسمیں عذاب بے شمار ۔ تا ابد صبح و مسا و لیل و نہار

جب کفار فجار ملائکہ کی یہ گفتار سن پاوینگے تو دریائے بیکنار غم میں ڈوب جائیں گے اور کہیں گے کہ افسوس اب ہم کیا کریں ۔ موت بھی جیتی نہیں کہ اسکا منہ ہی دیکھکر مریں ۔ ہم لوگوں کا کیسا بد مقسوم ہے کہ ہمکو ابدی اس جیل میں رہنا پڑا ۔ اگر موت بھی زندہ ہوتی تو بھی مر کر اس عذاب سے نجات پاتے ۔ ہمکو اپنی مخلصی کی راہ ہرگز نظر نہیں آتی ۔ اب اس دوزخ سے نکلنا مشکل ہے اگر ہم عالم دنیا میں اپنے رسول علیہ السلام کا کلام اجابت کے کانوں سے سن لیتے ۔ تو آج ہم اس دوزخ میں نہ پڑتے ۔ کما ورد قال اللہ تبارک و تعالے جل جلالہ کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ہ جب ڈالا جائیگا دوزخ میں مشرکوں یا فاسقوں کا گروہ جو گناہ انکے دوزخ میں داخل ہونیکا سبب ہوگا اس گروہ کو پوچھیں گے دوزخ کے خزانچی فرشتے ۔ ملامت کیوجہ سے کہ اے مشرکو اور اے گنہگارو ۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا یعنے کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا ۔ جو تمکو خدا کی طرف بلاتا اور اس سخت عذاب سے ڈراتا اور اس فضیحت سے تمکو بچاتا ۔ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ط کہینگے کہ ہاں بیشک آیا تھا ہمارے پاس ڈرانیوالا ۔ تو جھٹلائی ہمنے اسکی بات یعنی پیغمبر کی تکذیب کرنیمیں ہمنے زیادتی کی ۔ یہانتک کہ رسول کرنے اور رسول ہونیکی ہم نے تکذیب کی اور کہا ہم نے رسولوں کو کہ کسیطرح اتاری ہے اللہ نے کوئی چیز جو تم کہتے ہو وعدہ وعید امر و نہی اور ہمنے کہا نہیں ہو تم اے رسولو ۔ مگر بڑی خطائیں کہ باوجود آدمی ہونیکے نبوت کا دعوے کرتے ہو ۔ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہ اور کہیں گے کاش کہ دنیا میں اگر ہوتے ہم کہ سنتے پیغمبروں کی بات اور ان سے بحث نہ کرتے

اور مطلبوں اور معنوں کی تفتیش نہ کرتے ۔ اسواسطے کہ ان کے معجزے سے اُن کے سچے ہونیکی علامتیں اُن کے احوال سے ظاہر تھیں ۔ یا سمجھہ لیتے ہم اُن کے کلام کے معنے اور فکر کرتے اُنکی حکمت کے لوزوں میں ۔ اسواسطے کہ اُن کے اقوال اور افعال ہم معائنہ کرتے تھے تو نہ ہوتے آج دوزخ کے لوگوں میں ✦

حدیث شریف میں وارد ہے اذاجیٓ بجہنم یوم القیامۃ تزفرت زفرۃ حتّٰی صارت کُل اُمّۃ جاثیۃ علےٰ رکبہم من ہولہا ۔ جب قیامت کا دن قایم ہوگا تو دوزخ کو عرصات میں رکھا جاویگا ۔ اور اُسکی ہیبت ناک آواز سے ہر ایک گروہ مارے خوف کے زانوؤں کے بل بیٹھ جائیں گے ۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً ط کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتَابِھَاط اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیکھے گا تو اُسدن ہر گروہ کو زانوؤں کے بل پڑا ہوا ✦ اور بعضوں نے کہا ہے کہ زانوؤں کے بل گرنا کافروں کا خاصہ ہے ۔ اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ اسے عام رکھیں اسواسطے کہ اُسروز کی ہیبت سے سب لوگ زانوؤں کے بل گر پڑیں گے ۔ اور ہر گروہ پکارا جائیگا اپنے کتابوں کیطرف یعنی اپنے اپنے نامہ اعمال کیطرف اور ان کو کہیں گے آج جزا دیئے جاؤ گے ساتھ اُس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے ✦ اور جب لوگ دوزخ کو دیکھیں گے اور اسکی زفیر یعنی سخت آواز سات سو سال کی مسافت سے سُنیں گے یعنی تمام انبیا معہ اپنی اپنی اُمتوں کے اور تمام اولیا معہ اپنے اپنے مریدوں کے اُسکی سخت آواز کو سُنکر یقول کلٌّ واحدٍ منہم نفسی نفسی حتےٰ الخلیل والکلیم الا الحبیب یقول امتی امتی ہر ایک چھوٹا بڑا نفسی نفسی پکاریگا یہانتک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ باوجود درجہ خلّت کے اور مُوسیٰ باوجود مکالمت کے نفسی نفسی پکاریں گے ۔ مگر سارے عرصات میں صرف ایک حبیب خدا یعنے محمد مصطفےٰ اُمتی امتی کہینگے

حدیث شریف میں وارد ہے جب دوزخ کی آگ بندوں کے قریب آپہونچیگی ۔ تو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائینگے یا نار بحق المصلین وبحق المصدقین والخشعین والصائمین ارجعی اے دوزخ کی آگ تو میری اُمّت کے نماز گذاروں اور صدقہ دینے والوں اور عبادت میں فروتنی اور انکساری کرنیوالوں اور روزہ داروں کی طفیل اور برکت سے لوٹ جا اور اپنے جہاں سوز شعلہ سے میری امت ناتوان کے تن وجان کو مت جلا ۔ فلا ترجع النار پس وہ آگ پیچھے نہ ہٹیگی ۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السّلام فرماویں گے ۔ یا محمد قل لہا

بحق التائبین ودموعھم وبکائھم عن الذنوب ارجعی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اسطرح سے فرمایئے اے آگ میرے تائبوں اور اُن کے آنسوؤں اور اُن کے گناہوں سے پشیمان اور ندامت اور رونے کی برکت اور طفیل سے پیچھے ہٹ جا۔ جب حضرت رسالت یہ کلمات طیبات زبان پر لاویں گے تو دوزخ کی آگ جھٹ پیچھے ہٹ جاویگی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام گنہگاروں کے آنسوؤں کے قطرات جو گناہوں کی ندامت سے اپنی چشموں سے جاری کرتے رہے تھے۔ جناب الہٰی کے خزانہ سے لاکر اُس آگ یعنی دوزخ کی آگ پر چھڑک دینگے فتطفی النار کما تطفی الدنیا بالماء والتراب +

حدیث شریف میں وارد ہے جب قیامت کا دن قایم ہوگا اور حق سُبحانہ وتعالیٰ خلائق کو وادی محشر میں جمع کریگا۔ دوزخ کا مُنہ کھولکر یعنے کھلے دروازے آگر اہل محشر کے اردگرد دائیں بائیں ہوجائیگا۔ فیستغیثون الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام وخاص حضرت رسالت کی خدمت میں حاضر ہوکر فریاد کرینگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل ؑ کیطرف دیکھیں گے۔ پس حضرت جبرائیل ؑ فرمائیں گے لاتخف انفض غبار راسک فینفض غبار راسہ یارسول اللہ آپ کچھ فکر نہ فرمایئے اپنے مبارک سر کا غبار ذرہ جھاڑ دیجیے۔ پس آنحضرت ؐ اپنے عنبرین اور مشکین زلفوں سے غبار جھاڑیں گے۔ اللہ تعالےٰ اس غبار سے ایک ابر مطیر کیطرح مومنین کے سروں پر ایک بادل کھڑا کردیگا پھر حضرت جبرائیل فرماوینگے یا محمدؐ انفض غبار لحیتک اے محمدؐ تو اپنی مبارک داڑھی کا غبار جھاڑ دو۔ جب آنحضرت اپنی مبارک داڑھی کو جھاڑیں گے تو حق تعالیٰ اس غبار سے مومنین اور اہل نار کے درمیان ایک حجاب اور پردہ قایم کردیگا۔ پھر حضرت جبرائیل فرمائینگے کہ یا محمدؐ آپ اپنے وجود مبارک سے غبار کو جھاڑ دیجیے۔ جب آنحضرت ؐ اپنے وجود باجود سے غبار جھاڑیں گے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کے غبار سے مومنوں کے قدموں کے نیچے سرد فرش بچھاویگا۔ اور دوزخ کی آگ اس غبار کی برکت سے سرد ہوجاویگی۔ اور ہرگز مومنوں کو ایذا نہ پہونچائیگی +

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب روز قیامت ہوگا ایک بندہ کو حاضر کیا جاویگا حساب کے وقت اُس کے حسنات پر سیئات غالب آجائینگے۔ فیؤمر لہ الی النار۔ اس کی پلکوں کا ایک بال عرض کریگا یارب رسولک محمد قال من بکی من خشیۃ اللہ حرم اللہ تلک العین

علے النار ولو بکی بقدر ان یبل شعرۃ واحدۃ غفر اللہ ببرکتہ اے میرے پروردگار تیرے رسول محمدؐ نے فرمایا تھا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف سے روویگا اللہ تعالیٰ اُسکی آنکھ کو آگ پر حرام کر دیتا ہے فانی بکیت من خشیتک فانز عنی عنہا پس میں تیرے خوف سے عالم دُنیا میں روتا رہا ہوں مجکو دوزخ کی آگ سے نکالدے۔ فیغفر اللہ وینجلصہ من النار ببرکۃ شعرۃ واحدۃ کانت بکت من خشیۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا پس حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو بخشدیگا۔ اور دوزخ کی آگ سے چُھڑا دیگا۔ ایک بال کی برکت سے کہ وہ بال اپنے خدائے ذوالجلال کے خوف سے دُنیا میں روتا رہا۔ پھر پروردگار عالم کے حکم سے ملائک تمام عرصات میں منادی کردینگے نجی فلان بن فلان ببرکۃ شعرۃ واحدۃ ؀

الحکایۃ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف الٰہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت پوست رخساروں کا آنسوؤں سے اُڑگیا۔ اور غار ہوگیا یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے۔ مادر مشفقہ یہ حال اُنکا دیکھکر زار زار روتی تھیں۔ اور آنسوؤں کا دریا بہاتی تھیں۔ لاچار ہوکر زخموں پر کپڑا رکھدیتیں۔ پھر جسوقت حضرت یحییٰؑ کے دل میں دریا خوف الٰہی کا جوش مارتا اور آنکھوں کی راہ نالے بہاتا تو زخموں سے سب کپڑے بھیگ جاتے بلکہ اُن کی زاری ذوق خوف باری سے حسب ارشاد مولنا ؎

عشق صادق بر جمادے مے تند	چہ عجب گر بر دل دانا زند؟

پتھر بھی پانی پانی ہوکر بہہ جاتے تھے۔ غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دِنرات روتے گذرتا۔ اور مادر مشفقہ کو ان زخموں پر کپڑے رکھتے بسر ہوتا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب یحییٰ علیہ السلام نہ ہوتے تو وعظ فرماتے۔ اس لئے کہ یحییٰ کو ہرگز عذاب قبر اور حشر کے سُننے کی تاب نہ تھی۔ اتفاقاً ایک مرتبہ مجلس وعظ میں حضرت یحییٰؑ سر سے چادر اوڑھے ہُوئے ایکطرف چپکے سمٹے بیٹھے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا یہاں یحییٰ تو نہیں ہے۔ چونکہ ہر ایک اشتیاق سننے ذکر اللہ میں ہمہ تن گوش تھا۔ اور معاملات دُنیا ومافیہا سے بیہوش کسی نے کچھ جواب نہ دیا حضرت زکریاؑ نے معلوم کیا کہ یحییٰ اس مجلس میں نہیں ہیں۔ پھر وعظ فرمایا اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور وحی الٰہی لائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ایک گڑھا عظیم الشان بنایا اُسکا نام سکران اور ایک پہاڑ بہت بلند بنایا اُسکا نام غضبان رکھا ہے اور اس عذاب سخت سے کوئی پناہ نپاوے گا۔ مگر وہ شخص

جو خوف جناب باری سے رات دن اشکباری مانند بارش باری کے کرتا رہیگا پس یکایک
حضرت یحییٰ علیہ السلام نے چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے۔ جب
ذرا افاقہ ہوا روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے سر میں خاک ڈالتے جنگل کو چلے اور سب اہل
جماعت زار نزار باصد اضطرار و دل بیقرار روتے چلاتے اُن کے پیچھے ہو لئے مگر وُہ اللہ اعلم
وُہ اہل نظر کہاں نظر سے گم ہو گئے۔ کہ کسیکو نظر نہ آئے۔ پھر یہ سب راہ گم کردہ مجبور ہو کر اُلٹ
آئے دیکھا تو یہاں زکریا علیہ السلام بیہوش پڑے چلاتے ہیں تب اُنکو ہاتھوں ہاتھ کمال
حفاظت سے اُن کے گھر لیگئے۔ پس مادر مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی یہ حال دیکھکر کٹھک گئیں
اور پریشان حال ہو کر پوچھنے لگیں کہ میرا یحییٰؑ کہاں ہے سب نے وُہ واردات بیان کی۔ پھر
لاٹھی لیکر بادل مضطر اُن کا پتہ نشان پوچھتی ہوئی جنگل کو چلیں۔ تینؔ راتدن برابر پہاڑوں
میں بھوکی پیاسی ڈھونڈھتی پھریں۔ کہیں پتہ نہ پایا۔ اتفاقاً چرواہے بکریاں چراتے نظر
آئے۔ اُن سے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر میں خاک ڈالتا تمنے دیکھا یا سُنا ہے۔ کہا ہاں
کل شام کو اس پہاڑ کیطرف سے رونے چلانے کی آواز آتی تھی۔ کہ وامصیبتاہ عذاب سکران
اور واویلا سختی غضبان سے کہتا تھا۔ پھر اس پہاڑ میں جاکر دیکھا تو ایک گڑھے میں غمگین
بیٹھے ہیں اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کرتے ہیں۔ مادر مشفقہ نے کلیجہ سے لگا لیا۔
اور بہت تسلی دی اور گھر میں لے آئیں پھر گوشت روٹی اُن کے آگے رکھدی اور کہا۔
برائے خدا اور حق مادر بے نوا کچھہ کھالو اور ذرا سولو کہ تمہاری طبیعت ٹھکانے ہو جائے
اور کلفت پریشانی ہٹ جائے کہ بہت خوار زار جنگلوں میں بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت رونا آیا مگر بپاسخاطر مادر مشفقہ کچھہ کھاکر سو رہے صبح کو حضرت
جبرائیل علیہ السلام آئے اور اُن کو جگا کر کہا۔ اے یحییٰ خدائے عزوجل وعلا تمپر رحمت کاملہ
بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے یحییٰ خاطر جمع رکھو کہ عنقریب داخل جنت ہو گے اور بخوبی
وہاں راحت پاؤ گے۔ اے یحییٰؑ اگر تو ایک نظر جنت کو دیکھتا تو اُس کے شوق میں روتے
روتے مرجاتا اور اگر ایک نظر دوزخ کو دیکھتا۔ تو اُسیوقت اُس کے خوف سے پانی ہو کے بہ جاتا
پھر حضرت یحییٰ خوش ہو کر کودے اور جنگل کو چلے گئے۔ پھر مادر مشفقہ کو اُنکا پتہ نہ ملا کہ کہاں
گم ہو گئے ۞

مؤلف اے میرے بھائیو مقام عبرت ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کہ معصوم او

مبرور ہیں۔ اسقدر عذاب دوزخ سے ڈریں اور تھرّاویں تو اوروں کا کیا ٹھکانا ہے جیسے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ؎

درآن روز کز فعل پرسند و قول	اُولوالعزم را تن بلرزد ز ہول
بجائے کہ دہشت خورند انبیاؑ	تو عذر گنہ را چہ داری بیا

یا اللہ یا رحیم ہمکو اور سب مسلمانوں کو نیکی کر نیکی توفیق دے اور بُرے کاموں سے بچا کہ دوزخ کے عذاب سے بچیں۔ بہشت میں جگہ پاویں۔ آمین آمین یارب العالمین۔ بحرمتہ محمدؐ و آلہ الامجاد ؁

ھٰذِہِ الْمَوْعِظَۃُ فِیْ ذِکْرِ الْجِنَانِ

قال وھب رضی اللہ عنہ ان اللہ خلق الجنۃ یوم خلقھا عرضھا کعرض السمٰوٰتِ و الارضین واما طولہ فلا یعلمہ احد الا اللہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ جو حضرت کے اصحابوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا۔ اور اُس کا عرض یعنے پہنائی ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے مقدار ہے اور اس کے طول کا حال سوائے ایزد متعال کے دُوسرے کو معلوم نہیں۔ اور جب قیامت کا دن قایم ہوگا۔ اور آسمان اور زمینیں فناہ ہوجائیں گے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ بہشت کو اسقدر فراخ کردیگا کہ اہل جنت اُسمیں سماجائینگے۔ اور بہشت کے سو درجہ ہونگے۔ اور ہر ایک درجہ کی تفاوت اسقدر ہوگی جتنی زمین اور آسمان میں تفاوت ہے۔ وفیھا انھار مطھرۃ جاریۃ وثمارھا متدانیۃ متولیۃ علےٰ ما تشتھی الانفس۔ اور بہشت میں پاک اور صاف نہریں جاری ہونگی۔ اور اس کے درختوں کے میوے قریب ہونگے۔ جسکو طبیعت چاہیگی وُہ خود اسکے قریب آجائے گا۔ اور اسمیں ازواج مطہرۃ حورعین سے حق سبحانہ وتعالےٰ نے اُن کو نور کے مادے سے پیدا کیا ہے۔ کما ورد فی شانہنّ۔ فیھن قاصرات الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان، فبای الاء ربکما تکذبٰن ہ ان دونوں بہشتوں کے محلوں میں بند رکھنے والیاں آنکھوں کی ہیں۔ یعنے حوریں کہ اپنے شوہروں کے سوا اور کو دیکھنے سے آنکھ بند رکھتی ہیں۔ نہ چھُوا ہوگا اُنکو آدمیوں نے قبلھم قبل ان کے ازدواج کے جنّت میں۔ اور نہ جنوں نے یعنی جو حوریں آدمیوں کے لئے مقرر ہیں اُن کے دامن تک کسی

آدمی کا ہاتھ نہ پہونچا ہوگا اور جو حوریں جنوں کے لئے مقرر ہیں اُن پر کسی جن نے نہ تصرف کیا ہوگا۔ تو کس لئے اپنے رب کی نعمتوں میں کہ اس لطافت کیساتھ اُس نے اپنے بندوں کے واسطے حوریں عنایت کیں تکذیب کرتے ہو اور باور نہیں کرتے۔ کانّھنّ الیاقوت والمرجان گویا وہ حوریں پیدا ہوئی ہیں صفائی اور سُرخی میں یاقوت سے اور سفیدی اور چمک میں موتی سے تمہارے واسطے پیدا کی ہیں۔ انتہی ✦ اور جب اُن کے شوہر اُن کے قریب اور نزدیک جائینگے تو ان کو عذرا یعنے بکر پائیں گے۔ اور اُنکے وجود پر ستر لباس مختلف رنگوں کے جنکا وزن بہت ہلکا ہوگا پہنے ہونگے۔ اور اُن کے بدنوں کی صفائی اسدرجہ کی ہوگی کہ اُن کی بلّورین پنڈلی سے باوجود حجب لحم اور عظم اور جلد اور ستّر لباسوں کے مغز دیکھا جائیگا۔ جیسے شراب احمر شیشہ ابیض سے معلوم ہوجاتا ہے۔ اور انکی مشکیں زلفیں موتیوں اور یواقیت سے مرصع ہونگی ✦

المسئلۃ الاولیٰ فی ذکر ابواب الجنان

قال ابن عباسؓ للجنان ثمانیۃ ابواب من الذہب المرصّع بالجواہر ومکتوب علےٰ باب الجنۃ الاول لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ الخ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بہشت کے آٹھ دروازے سونے سے بنے ہوئے اور اسپر جواہر جڑے ہوئے ہیں اور جنت کے پہلے دروازے پر لکھا ہوا ہے لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور یہ دروازہ حضرات انبیاء والمرسلین والعلماء والشہداء والاسخیاء کے لئے خاص کیا گیا ہے اور دوسرے دروازہ کا نام باب المصلین ہے اس دروازے سے وہ لوگ گذریں گے جو اپنی نماز اور وضو اور نماز کے ارکان کو اچھی طرح سے ادا کیا ہوگا۔ اور تیسرے دروازے کا نام باب المزکین ہے یعنی جن لوگوں نے اپنے مالوں سے زکوٰۃ اور صدقات لازمہ اپنے دل کی خوشی سے مساکین اور فقرا اور دیگر مستحقین کو دیکر انکی تکالیف کو رفع کیا ہے۔ اس دروازے سے گذر کر بہشت میں داخل ہوجائینگے ✦ چوتھے دروازے کا اسم باب الآمرین بالمعروف والناہین عن المنکر ہے یعنی اس دروازے سے وہ لوگ گذرینگے جو عوام وخواص کو شریعت کے امروں اور نہیوں سے آگاہ کرتے ہیں ✦ اور پانچویں دروازے سے وہ لوگ گذریں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو شہوات نفسانیہ سے روک رکھا ہے ✦ چھٹے دروازے سے حجاج اور معتمرین گذرینگے۔ اور ساتویں سے مجاہدین

اور آٹھویں سے موحدین وُہ موحدین جنہوں نے محارم الہیّہ سے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں اور عمل خیر جیسے والدین کی خدمت اور اقارب کی حرمت وغیرہ پر کمربستہ اور مستعد رہتے ہیں۔ گذریں گے + حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ ہر ایک گروہ ایک ایک دروازے سے مخصوص ہے۔ اور یہ آپ کا ارشاد حق ہے ایسا ہی ہوگا مگر آپ کی اُمت کا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ سب دروازوں سے گذرنیکا استحقاق رکھتا ہو۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر میں امید کرتا ہوں کہ وُہ شخص توہی ہوگا +

اَور حدیث میں لکھا ہے کہ جو شخص بعد تمام کرنے وضو کے اشہدان لاالہ الا اللہ الخ پڑھے آٹھوں دروازے بہشت کے اُس کے لئے کھولے جاتے ہیں جس دروازے سے اُسکا جی چاہے داخل ہوجائے + اَور حدیث شریف میں وارد ہوا جو شخص پنجگانہ نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ سال بسال دیوے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے۔ آٹھوں دروازے بہشت کے اُس کے لئے کھلجاتے ہیں + اَور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے تین ولد اُسکی زندگی میں مرجائیں اور وُہ صبر کرے یا کوئی کسی تشنہ پیاسے کو پانی پلاوے اور بھوکے کو کھانا کھلائے اور وُہ عورت جو تقوے کرے اور اپنے فرج کی غیر محرم سے محافظت اور اپنے زوج کی تابعت کرے۔ اور وُہ شخص جو چالیس حدیثیں یاد کرے اور لوگوں کو سنا کر نفع اور فائدہ پہونچائے اور وُہ شخص جسکی دُو لڑکیاں یا دُو بہنیں یا دُو عمہ ہوں اور وُہ انکی پرورش کرے بہشت کے آٹھوں دروازے اُس کے لئے کھولے جائیں گے۔ اُسکا کلی اختیار ہوگا جس دروازہ سے چاہیگا داخل ہوجائیگا +

صحیحین وغیرہما سے ابو موسے اشعری رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہشت چار ہیں۔ دُو کی عمارت چاندی سے ہے اور جو مکانات اس میں ہیں وُہ بھی چاندی سے بنے ہُوئے ہیں اور دُو کی عمارت سونے سے بنی ہوئی ہے۔ سونے کے بہشت سابقین کے رہنے کی جگہ ہے اَور چاندی کے بہشت میں تابعین رہینگے + اور امام قرطبی نے کہا کہ حضرت علماء نے کہا ہے کہ جنات سات ہیں۔ پہلا دار الجنان اور وہ سفید موتی سے بنا ہوا ہے۔ اَور دوسرا دار السلام اور وُہ یاقوت سُرخ سے۔ اور تیسرا جنت الماوےٰ اور وُہ سبز زبرجد سے۔ اَور چوتھا جنت الخلد ہے اور وُہ مرجان زرد رنگ سے اور پانچواں

جنت نعیم اور وُہ چاندی سفید خالص سے اور چھٹا جنت الفردوس اور وُہ سُرخ سونے سے
اور ساتواں عدن ہے اور وُہ بھی سفید موتی سے بنا ہُوا ہے۔ اور یہ بہشت سب بہشتوں
سے اونچا ہے۔ اور ایک روایت میں وارد ہے کہ ماسوا ان بہشتوں کے آٹھواں بہشت
جسکو جنت الفضہ کہتے ہیں وہی اعلے الجنان ولہ بابان ومصراعان من الذہب الخالص کل
مصراع مابینہ وبین الاخر کما بین السماء والارض اور اسکی عمارت سونے چاندی کی اینٹوں
اور کستوری کے ملاط نوے کیچڑ سے بنی ہوئی ہے اور اسکی زمین کی مٹی زعفران اور عنبر
سے ہے اور اُس کے قصور یعنی محل موتیوں سے اور اسکے غرفات یواقیت سے اور اسکے
دروازے جواہر و زواہر سے اور اسمیں رحمت الٰہی کی نہریں جاری ہیں اور اسی نہر سے
تمام بہشتوں میں سوتے جاری ہیں۔ اور اس نہر میں موتیوں کے کنکر بچھائے گئے
ہیں اور اس نہر کا پانی برف سے ٹھنڈا اور شہد سے میٹھا اور ملذ ہے اور اسی بہشت
میں نہر الکوثر جس کو حوض کوثر سے تعبیر کرتے ہیں بہتی ہے اور یہ نہر حضرت محمد رسول اللہ
کے نام مبارک سے مخصوص ہے اور اسمیں موتیوں اور یاقوتوں کے درخت لہراتے ہیں
اور اسی بہشت میں نہر الکافور اور نہر التسنیم اور نہر السلسبیل اور نہر الرحیق المختوم اور
ماسوا ان کے بہت سی نہریں جنکا شمار سوائے پروردگار کے کوئی نہیں جانتا ہے
جاری ہیں +

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی رات مجکو آسمانوں کا سیر کرایا گیا
اور تمام بہشت میرے سامنے پیش کئے گئے۔ پس دیکھیں مَیں نے اسمیں چار نہریں
اور ایک نہر پانی کی دُوسری نہر دُودھ کی۔ تیسری نہر خمر یعنے شراب کی چوتھی نہر شہد
کی کما قال اللہ تعالے فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ
وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اس بہشت میں نہریں ہیں
پانی نہ بگڑنے والے کی یعنے اُسکا رنگ اور مزہ اور بُو خراب نہ ہوگی۔ اور وُہ دُنیا کے پانی
کیطرح اپنے حال سے متغیر نہ ہوگا۔ اور اسمیں دُودھ کی نہریں ہیں کہ ہرگز نہیں بدلا
بیٹھے ہونیسے یعنی زمانہ گذرنیسے تیز اور کھٹا نہیں ہوا۔ اور نہریں ہیں شراب کی خوش مزہ
لذت دار پینے والوں کیواسطے کہ اس کے پینے سے خوشی ہوگی خمار نہیں + اور نہریں ہیں
صاف شہد کی۔ آگ پر نہیں صاف کیا گیا ہے۔ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ

مِّنْ رَّبِّهِمْ اور پرہیزگاروں کیواسطے ہیں جنت میں ان پینے کی چیزوں کیساتھ۔ سب میوے جو وہ چاہیں۔ رنگ میں صاف۔ مزہ میں لذیذ۔ بُو میں خوب۔ اور اُن کیواسطے ہے گناہوں کا پوشیدہ ہونا اُن کے رب کیطرف سے یعنی حقتعالیٰ اُنکے گناہ چھپائیگا۔ نہ اُنپر عذاب کریگا نہ عتاب فرمائیگا۔ ارباب اشارت اسبات پر ہیں کہ جسطرح جنت میں چار نہریں شجرہ طوبےٰ کے نیچے جاری ہیں اسیطرح عارف کے دل کی زمین میں شجرہ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کے نیچے بھی چار نہریں جاری ہیں قلب کے منبع سے انابت کے پانی کی نہر۔ اور سینہ کے منبع سے صفوت کے دُودھ کی نہر۔ اور سِر کے خمخانہ سے شراب محبّت کی نہر۔ اور رُوح کے مجرے سے عسل محبّت کی نہر۔ چنانچہ مولٰنا قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے

آب صدرت آب جُوئے خُلد بُود	جُوئے شیرِ خلد مِہر تست زود
ذوق طاعت گشت جُوئے انگبین	مستی وذوق تو جوئی خمر بین

پھر حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے حضرت جبرائیلؑ سے پُوچھا اے جبرائیل من این یجئے ہٰذہ الانہار والے این تذہب حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یذہب الے الحوض الکوثر ولا ادرے من این یجے اگر آپکو انکا اصلی حال دریافت کرنا منظور ہو۔ فسئل من اللہ تعالےٰ ان یعلمک ویریک تو آپ حضرت کبریا جل وعلا سے استفسار فرمائیے وُہی آپ کو جتا دکھادیگا۔ پھر حضرت صلعم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کیا فجاء ملکٌ وسلم علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال یا محمد غمض عینک اسی اثنا میں ایک فرشتہ حضرت کبریا کی بارگاہ سے وارد ہوا اور کہا اے محمد اپنی مبارک آنکھوں کو ایک لمحہ کے لئے بند کر لیجئے۔ پس میں نے اُن کے کہنے سے اپنی آنکھ کو بند کر لیا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا آپ آنکھوں کو کھولدیجئے۔ آنکھ کھولتے ہی میں دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت ہے اور اُس کے قریب ایک قبہ یعنی ایک گنبد سفید موتی سے جسکا عرض وطول اور ارتفاع بیان کی حد سے متجاوز ہے۔ میں نے دیکھا اور اسکا ایک دروازہ یاقوت اخضر سے بنا ہُوا اور سونے کا قفل اسپر لگا ہُوا ہے اور اسکی ضخامت اسقدر ہے۔ اگر تمام دُنیا کے انس وجن اس قبہ کی چوٹی پر رکھے جائیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے چند طیور پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں یا کہ کسی گنبد پر ایک کوزہ رکھا ہُوا ہے۔ پھر میں نے یہ چاروں نہریں جن کا بیان ہو چکا ہے۔ اس قبہ کے نیچے سے نکلتی ہوئی دیکھیں۔ جب میں نے اس مکان

رفیع الشان سے واپس ہونیکا ارادہ کیا۔ تو اس فرشتہ نے کہا یا سید المرسلین لم لاتدخل فی قبتہ
میں نے کہا کیف ادخل وعلے بابہا قفل۔ میں کسطرح اس قبہ میں جا سکتا ہوں۔ اس کا دروازہ
مقفل ہے فرشتہ نے کہا آپ دروازے کو کھول لیجئے۔ میں نے کہا کہ بغیر کنجی کے یہ قفل نہیں
کھل سکتا ہے۔ اور چابی میرے پاس نہیں۔ فرشتے نے کہا کہ اس قفل کی چابی آپکے ہاتھ میں
ہے میں نے کہا یا ملک این مفتاحہ قال مفتاحہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب میں نے قفل کے قریب
ہو کر بسم اللہ کو پڑھا تو وہ قفل دروازہ سے نیچے آن پڑا اور دروازہ کھل گیا۔ اور میں اس قبہ
داخل ہوا۔ دیکھا کہ یہ چار نہریں اس قبہ کے چار رکنوں سے جاری ہیں۔ پھر جب میں نے
اوٹھنے کا ارادہ کیا تو اس فرشتہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا
ہاں فرمایا انظر ثانیاً الٰی ارکانہا۔ جب میں نے بار دیگر اُس قبہ کی ارکان کیطرف دیکھا۔ تو
اُس کے چاروں رکنوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے۔ اور پانی کی نہر بسم اللہ کے میم سے
اور دودھ کی نہر اللہ کی ہا سے اور خمر کی نہر سے رحمٰن کے میم سے اور شہد کی نہر رحیم کے
میم سے نکلکر جاری ہیں۔ پس میں نے معلوم کیا کہ ان نہروں کی اصل بسم اللہ شریف ہے
پھر اس فرشتہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے یامن ذکرنی بہٰذہ الاسماء من امتک
وقال بقلب خالص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سقیتہ من ہٰذہ الانہار الاربعۃ اے محمد تیری
اُمت مرحومہ کا جو شخص مجکو ان چار اسموں کیساتھ یاد کرتا ہے۔ میں اسکو ان چار نہروں
کے پانی سے سیراب اور شاداب کردونگا۔ ویُسقوْنَ یوم السبت ماءُھا۔ چنانچہ سینچر یعنے
ہفتہ کے دن پانیکی نہر سے سیراب ہونگے اور اتوار کے روز شہد کی نہر سے اپنے کام اور
زبان کو شیریں کرتے ہیں۔ اور سوموار یعنے پیر کے دن دودھ کی نہر سے دودھ نوش
کرینگے۔ اور منگل کے روز شراب کی نہر سے شراب نوش جان کرکے سرشار ہونگے اور
جب اس شراب کا نشہ اُن کے بدنوں میں اثر کریگا۔ فطاروا الف عام حتیٰ انتہوا الیٰ جبل
عظیم من مسک اذفر پس وہ سرمست ہزار برس عالم بالا کو اُڑکر ایک عظیم الشان پہاڑ پر جو
خالص کستوری سے ہوگا اور اس سے نہر سلسبیل جاری ہوگی جا پہونچیں گے اور وہ دن
چارشنبہ یعنی بدھ کا روز ہوگا۔ اور اس نہر سے پانی پئیں گے۔ اس کے پینے سے اُن کے
وجودوں میں پرواز کی طاقت پیدا ہوگی۔ پھر وہ ہزار برس تک پرواز کریں گے۔ حتیٰ
انتہوا الٰی قصر یہاں تک کہ وہ شہباز اڑتے اُڑتے ایک عالیشان محل پر جا پہونچیں گے

اور اس قصر میں سررٌ مرفوعۃٌ واکوابٌ موضوعۃٌ ونمارقُ مصفوفۃٌ وزرابی مبثوثۃ - یعنے اُس بہشت میں تخت بلند اٹھائے ہوئے ہونگے اور انکی اصل سونے کی ہوگی اور زمرد یاقوت موتی سے جڑے ہوئے ہونگے - معالم میں کہا ہے کہ وُہ تخت ہوا میں بلند ہونگے - جب صاحب تخت چاہیگا کہ اسپر بیٹھے تو وُہ تخت زمین پر اُتر آئیں گے - اور جب اسپر بیٹھے گا تو وُہ تخت پھر بلند ہوکر اپنی جگہ پر چلے جائینگے - اور اس جنت میں آبخورے ہونگے جنتیوں کے سامنے رکھے ہوئے اور تکیے برابر رکھے ہوئے - اور فرش بچھے ہوئے - پس ہر ایک اُن تختوں پر بیٹھ جائیں گے اور وُہ دن جُمعرات کا ہوگا - اور اُن کے لئے شراب زنجبیل حاضر کیجائیگی ازاں بعد اُنپر رحمت الٰہی کی بارش ابر سفید سے جسکو خالق حقیقی نے اپنے فضل کے عنبر سے پیدا کیا ہوا ہے ہزار برس تک برستی رہیگی - پھر ہزار برس تک اُڑیں گے حتےٰ اِنتہوا الی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یہانتک کہ وہ مقام پسندیدہ میں کہ اس میں لغویات اور گناہ نہ ہونگے پہنچ جاوینگے - اور وہ اپنے بادشاہ کے پاس جا پہونچیں گے - جسکو سب چیزوں پر قدرت ہے - اور وہ دن مبارک جُمعہ کا ہوگا - اور مائدہ خلد پر بیٹھ جاوینگے - اور اُن کے پاس رحیق المختوم یعنی شراب کے شیشے سربمہر بھیجے جاویں گے پس وُہ لوگ خوش نصیب اس مکان عالی میں بیٹھیں گے - اور شراب رحیق المختوم جو اعلےٰ درجہ کا بہشتی شراب ہے پیویں گے جب حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حدیث فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسُول اللہ وُہ کون لوگ ہونگے فرمایا وھم الذین یعملون الصلحت ویجتنبون عن المعاصی +

اے میرے بھائیو اعمال صالحہ جو تمہارے بہشت کی آبادی کا سبب ہیں احادیث نبویہ بکثرت ہیں اُنکا بتمامہ ذکر اس مختصر میں گنجایش نہیں رکھتا ہے مگر چند حدیثیں واسطے آگاہ کرنے عوام کے لکھی جاتی ہیں - از انجملہ مسجد کا بنانا کما ورد من بنی مسجد اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خالصتہً للہ مسجد بنائے اللہ تعالےٰ بہشت میں اُس کے لئے ایک گھر بناتا ہے - اور دویم حضرت علیہ السلام کی سنن روایت کی مواظبت اور عصر کے پہلے چار رکعت نماز ادا کرنی اور مغرب اور عشا کے درمیان دو رکعت کی مداومت کرنی - اور جمعہ کی رات یا جُمعہ کے دن میں سُورۂ دُخان کا پڑھنا - اور چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا - یعنی حدیثوں سے ثابت

ہے کہ جو کوئی ان امروں کو اخلاص دل سے بجا لاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے بہشت میں اچھے اچھے مکانات بناتا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہونیکے وقت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیرہ پڑھے اُسکے اعمالنامہ میں ہزار در ہزار حسنہ لکھے جاتے ہیں اور ہزار در ہزار بدیاں اُسکے اعمالنامہ سے مٹائی جاتی ہیں۔ اور اُسکے واسطے بہشت میں مکان عالیشان بنایا جاتا ہے ✤

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ اخلاص کو دسؔ دفعہ پڑھے تو دو گھر۔ اگر تیسؔ بار پڑھے تو تین گھر بنائے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ اس صورت میں تو ہمارے لئے بہشت میں بُہت گھر ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کا فضل بُہت فراخ ہے ✤

حدیث۔ طبرانی نے حکیم بن محمدؒ سے روایت کی ہے کہ جب تک بندہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہتا ہے اُسکے لئے بہشت میں گھر بنتے رہتے ہیں اور جب بندہ ذکر الہٰی سے بند ہو جاتا ہے تو اُسکے گھر کی تعمیر بھی بند ہو جاتی ہے۔ ملائکہ اُن معماروں کو جو تعمیر کے عہدہ پر مامور ہیں کہتے ہیں کہ تم نے عمارت کو بند کسواسطے کر رکھا ہے۔ جواب میں کہتے ہیں کہ جب ہمکو خرچ پہونچتا ہے تو ہم عمارت پر خرچ کرتے ہیں۔ اس حدیث کو علی بن ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے ✤

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسکا فرزند فوت ہو جائے اور وُہ اس مصیبت پر صبر کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر خدا تعالےٰ کا شکر اور حمد بجالائے حق سبحانہ وتعالےٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس میرے بندے کے لئے بہشت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو ✤

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص نماز یا قتال کی صف میں جو خالی جگہ دیکھے اُسجگہ جا کھڑا ہووے اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص دروغگوئی چھوڑ دیوے اور باوجود سچّا ہونیکے جدال اور جھگڑے کی ترک کرے اُسکے واسطے بہشت کے وسط میں مکان بنایا جاویگا۔ اور جسکے اخلاق اچھے ہوں اور ہر کسی کیساتھ نیک خلق سے پیش آوے اُسکا گھر اعلےٰ بہشت میں ہوگا ✤

مسئلہ حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کی خوشبو ہزار برس کے راستہ سے بہشتیوں کو پہونچتی ہے - اور حدیث میں لکھا ہے کہ جس نے ذمی کو مار ڈالا وہ بہشت کی بُو سے محروم ہو گیا - ویسا ہی جو شخص حاکم یا سردار ہو کر اپنی رعیّت کے حق میں رعایت اور پرورش نہ کرے از دست انکو تکلیف دیوے اُسکے دماغ میں بہشت کی بُو نہ جاوے گی اور وہ اس دولت سے محروم رہیگا - اور نیز جو شخص اپنے تئیں کسی خاندان اعلےٰ سے نسبت کرے - مثلاً جلاہا ہو کر سیّد یا راجپوت یا شیخ کہلاوے - یا کسی کا کوئی کام کر کے اُسپر اپنا احسان جتلاوے - یا کوئی شخص اپنے والدین کا بیفرمان ہو جاوے - یا اپنے ذی رحموں سے قطع کر کے میل ملاقات کا دروازہ بند کرے ان کو بہشت کی بُو سے خالی رکھا جائیگا ۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص کے دلمیں رائی کے دانہ جتنا تکبّر ہو گا - اُسکے واسطے بہشت کی بو حلال نہیں بلکہ وہ بہشت کا چہرہ بھی نہیں دیکھیگا - اور جہنم میں دھکیلا جائیگا - کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ - جو لوگ سرکشی کرتے ہیں میری بندگی سے یعنی اپنے تئیں بڑا آدمی سمجھکر میرے حکموں کی تعمیل سے سرکشی کرتے ہیں جلد ڈالے جائیں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر - یعنی جو کوئی اللہ تعالےٰ کے احکام سے سر پھراوے اور غرور کو کام میں لاوے اور اُس کے کلام پر ایمان نہ لاوے اور لوگوں میں اپنی بڑائی ظاہر کرے وہ شخص بیشک جہنمی ہو گا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ثلثة لا یکلمهم الله یوم القیمة ولا یزکیهم ولا ینظر الیهم ولهم عذاب الیم - شیخ زانٍ ملک کذاب وعامل متکبر تین شخص ہیں کہ بات نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُنسے قیامت کے دن اور نہ سراہیگا اُن کو اور نہ دیکھیگا اُنکی طرف - اور اُن کے لئے بڑے دکھ کا عذاب ہے - ایک بوڑھا زناہ کرنیوالا - دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرا درویش بڑائی کرنیوالا -

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الا اخبرکم باهل الجنة کل ضعیف متضعف لو اقسم علے الله لابره الا اخبرکم باهل النار کل عتل جواظ مستکبر - کیا نہ بتاؤں میں تجکو بہشتیوں سے ہر ایک لاچار کہ ذلیل جانتے ہیں لوگ اسکو اگر قسم کھاوے وہ اللہ کی سچا بناتا ہے وہ اسکو

کیا نہ بتاؤں میں تمکو دوزخیوں میں سے ہر ایک جھگڑالو سخت زبان بخیل مغرور یعنی جسکو لوگ دنیا میں بےعزت اور فقیر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکا دوست اور مددگار ہوتا ہے جس بات کی وہ خواہش کرے اسکو عزت بڑھانیکو وہ انجام کردے - اور جو لوگ دنیا میں بدزبانی اور سخت گوئی کرتے ہیں اور شوم ہوتے اور بڑائی اور تکبری کرتے ہیں - حق جل وعلا انکو ذلیل کرے - پھر جہنم میں بھردے ❊

حدیث - اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ بد بندہ ہے وہ بندہ جو اچھا جانتا ہے اور بڑائی کرتا ہے اپنی - اور بھول گیا اسکو جو سب سے بڑا اور سب سے بزرگ ہے وبئس العبد تجبر واعتدی ونسی الجبار الاعلیٰ بدبندہ ہے وہ بندہ جس نے سر اٹھایا اور ظلم اور فساد کیا اور بھول گیا اسکو جو سب پر غالب اور قادر ہے بدہے وہ بندہ جسنے چھوڑا دین کو اور کھیل میں لگا - اور بھولا قبروں اور خاک میں ملجانے کو بدہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دنیا کو دین سے یعنی عبادت کے کام دکھلاکر دنیا کی عزت چاہتا ہے - بدبندہ ہے وہ بندہ جو فریب دیتا ہے دین کو شبہے کی چیزوں سے یعنی حرام سے اپنے تئیں بچاتا ہے کہ دینداروں میں پکڑا نہ جائے اور شبہ کی چیزوں کو عمل میں لاتا ہے - کہ لوگوں کے دل میں دین کے کام میں ڈبدہا ڈالے - بدبندہ ہے وہ بندہ جو طمع اور حرص اسکی دوڑاتی پھرتی ہے اسکو دروازوں پر ❊ بئس العبد عبد رغب یذلہ بدبندہ ہے وہ بندہ جو دنیا کی دولت کمانے پر لالچ کرتا ہے اور اپنی زندگی پر بھروسا کرتا ہے - پھر اسمیں ذلیل اور رسوا ہوتا جاتا ہے ❊

مؤلف اے میرے بھائیو! اب تمکو چاہیئے کہ ہر طرح کے برے کاموں سے اور بری خصلتوں سے اپنے تئیں بچاؤ جسمیں اللہ اور رسولؐ کی رضامندی حاصل ہو وہ کام کرو سب آدمیوں کو یعنے مردوں اور عورتوں کو اپنے بھائی بہن سمجھکر جو نیک بات ہو جسمیں انکی عاقبت بخیر ہو اور وہ تم جانتے ہو فی الفور اسکو بتلادو - اصل کام دینداروں کا یہی ہے - خواہ کوئی سنے یا نہ سنے - مانے یا نہ مانے - اپنے مقدور بھر اچھی بات کہنے اچھے کام سکھلانے میں قصور مت کرو کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہو کہ ایک تمہارا اسبات سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا - خصوصاً جو عالم اور فاضل لائق فائق ہیں - دین کے

احکام سے واقف ہیں اُنپر اس کام کا انجام پہونچانا اور عوام کو ملک العلام اور رسول علیہ السلام کے کلام سے آگاہ کرنا لازم بلکہ الزم ہے پھر اس بتانے اور سکھانیسے جو لوگ راہ راست پر آویں گے اور نیکی کے کام کرینگے۔ اس نیکی کا جتنا ثواب اُنکو ملیگا اُتنا ہی بتانیوالے کو۔ اور کرنیوالیکے ثواب سے کچھہ کم نہوگا وعلیٰ ہذا جسکے کہنے سننے سے لوگ بُری راہ اختیار کرینگے اور گناہوں کے کام عمل میں لاویں گے۔ کرنیوالے اور گمراہی کے کنوئیں میں گرنیوالے جس قدر عذاب اور خدا کے عتاب میں گرفتار ہونگے۔ اُسیقدر وہ بتانیوالے اور سکھانیوالے بھی ماخوذ ہونگے اور اس بدکار کے عذاب سے بھی کچھہ کم نہ ہوگا۔ اور یہ فائدہ بھلائی اور بُرائی کا دُنیا جب تک قایم ہے جاری رہیگا۔

یونہی حدیث میں آیا ہے۔ سُنا ہے بلکہ کہیں جگہ بچشم خود دیکھا ہے کہ بعضے جاہل دُنیا کے کتّے جو اپنے آپ کو پیرزادے یا مولوی یا مُلّا یا قاضی یا سردار مشہور کرتے ہیں۔ اور اکثر ان پڑھوں میں اپنے باپ دادا کے نام پر کودتے ہیں۔ اور ان میں اپنی تعلّی اور بڑائی جتاتے ہیں کہ ہم فلانے مولوی یا مُلّا یا پیر یا قاضی یا سردار کی اولاد میں سے ہیں۔ تم سب اگر نجات چاہتے ہو تو ہمارے بزرگوں کے چلن اختیار کرو۔ ہمارے بزرگوں کا یہی طریق تھا جو ہم تمکو بتاتے ہیں۔ اگر کوئی واعظ یا کوئی قرآنی حدیثی مولوی تمکو کسی طرح کی بات یا کوئی مسئلہ بتاوے ہرگز اُسکو نہ مانو۔ اگر مانوگے تو اپنے باپ دادا کے گروہ سے الگ ہو جاؤ گے۔ اور ہمارے بزرگ تمہاری نئی حالت دیکھکر تمہاری شفاعت سے ہاتھ اُٹھالیں گے۔ اے میرے بھائیو! سچ ہے کہ ایسے ایسے مولوی اور پیرزادے اور ملنٹے وغیرہ اپنی بھلائی اور بزرگی اسی میں سمجھتے ہیں کہ ان کے تابعدار لوگ ان کے کہنے سے باہر نہ جائیں جس سے اُنکا روزگار بنا رہے۔ اور اُن کا مرید معتقد اور مقتدی برسی اور ششماہی نذر نیاز دیا کرے۔ تاکہ وے حضرات فراغت سے عیش وآرام کیساتھ گذران کریں۔ بلکہ بہت ایسے دغاباز اور مکّار ہیں کہ اپنے مریدونکو اُنکی خواہش کے موافق اپنے دُنیا کے نفع کو لحاظ کرکے حرام اور بدعت کے کاموں کی پروانگی دیکر اپنا ذمّہ کرتے ہیں اور اپنی صورت مشایخ اور علمار کی بناکر ہزاروں سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ بناکر ایسی حرام کی کمائی سے بہت سے روپے حاصل کرکے اپنی دولت بڑھاتے ہیں۔ اور مکانات فرعونی پر صرف کرتے ہیں۔ اور جو اچھے ایماندار شخص دین کے پکّے باتیں شرع کے موافق

اُنسے ظاہر کریں اور عوام کو راہ راست کیطرف بُلائیں تو یہ شیاطین الانس اپنے بھلے کے لئے عوام بیچاروں کو بُری چال سے نکلکر ہدایت کی راہ میں آنے نہیں دیتے۔ اور کفر اور بدعت کی چالوں سے بچ رہنے کے روادار نہیں ہوتے۔ جیساکہ اگلے زمانے میں دُنیا دار مولوی اور مشائخ یہی شیوہ اختیار کر کے بُری چال چلے اور لوگوں کو اُدھر لیگئے اور ہزاروں آدمیں گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس طریق اور عذر کو مردود اور ناپسند کیا۔ کما ورد۔ واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل اللّٰہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اٰباءنا اولو کان اٰباؤهم لا یعقلون شیئًا ولا یهتدون ○ جب کہتے ہیں اس گروہ کو یعنی حلال و حرام کے باب میں پیروی کرو تم اُس چیز کی جو بھیجی ہے اللہ نے یعنی قرآن اور اسمیں جو کچھہ حلال اور حرام ہے اسے سچ مانو۔ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کا ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ کرتے ہیں ہم اُس چیز کی پیروی کہ پایا ہے ہم نے پیرو اُس چیز کا باپوں اپنے کو۔ کیا اپنے باپوں کی متابعت کرتے ہیں اگرچہ تھے باپ اُن کے نہ سمجھتے تھے کچھہ امور دین میں سے اور نہ سمجھتے ہوں اچھی بات اور نہ پائی ہو اچھی راہ ⁂

اے میرے منصف بھائیو یہ عاصی آپ سے ایک بات پوچھتا ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے شان میں وارد ہوئی تھی یا موحد ایمانداروں کے باب میں نازل ہوئی تھی۔ بیشک تم یہی کہو گے کہ مشرکین کے حق میں صادر ہوئی تھی۔ پھر انصاف یہی فتوے دیتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسا کلام زبان سے نکالنا اور یہ نامعقول عذر پیش کرنا ہرگز مناسب نہیں پھر اگر کوئی باوجود مسلمان کہلانیکے ایسے کلمے مُنہ سے نکالے تو وُہ بیشک بحکم من تشبه بقوم انہیں میں سے گنا جائیگا کبھی وہ مسلمان نہیں رہیگا۔ حق سُبحانہ و تعالیٰ نے بری رسموں کی بُرائی کو قرآن شریف میں بیان فرمادیا ہے۔ کما ورد افحکم الجاهلیة یبغون ومن احسن من اللّٰہ حکمًا۔ کیا کفر کی رسموں کی خواہش رکھتے ہیں اور کون ہے اچھا اللہ سے حکم کرنے میں ⁂

اے مسلمانو! جاہلیت اور کفر کے وقت کی رسموں کو نہ چاہو اور اُنپر نہ چلو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں اب حکم کیا وُہی بہتر ہے۔ اُسکو اختیار کرو۔ باپ دادا کی ریت کو چھوڑدو اس لئے کہ بُری چالوں اور نارضامندی کے کاموں اور ناپسندیدہ رسموں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ غضب عام لوگوں پر پڑتا ہے کہ جسکی شامت سے وبا اور قحط اور انواع و اقسام کی بیماری

کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور طوفان کی شدت اور دریا کی سیلابی اور کشتیوں کی غرقابی سے تباہی اٹھاتے ہیں اور دین کے مقدمہ میں ذلّت اور رسوائی حاصل کرتے ہیں پھر آخرت میں تو بہت سی تکلیفیں اور عذاب اُٹھانا پڑیگا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ظاہر ہوئی خرابی خشکی اور تری یعنے جنگلوں اور دریاؤں میں آدمیوں کے عملوں سے تاکہ چکھائے اللہ تعالےٰ اُنکو تھوڑی سزا اُن کے عملونکی۔ شاید وے لوگ اس تھوڑی سزا سے بُرے کاموں سے باز آویں ❊

اے میرے بھائیو اگر تم اپنے دلمیں ایمان اللہ اور رسُول کا رکھتے ہو تو ان باتوں کو جو میں نے تمکو سُنائی ہیں اور تھوڑی بہت اس مجموعہ میں لکھی گئی ہیں کسی قاضی یا مفتی یا مولوی سے جنکو دینداری کی دولت سے اللہ تعالیٰ نے حصّہ عطا فرمایا ہے اللہ تم اور رسُول کو درمیان دیکر پُوچھو اور دریافت کرو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے یا اس کتاب میں لکھا ہے ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر ٹھیک ہے تو اپنے اعمال اور کام سے توبہ کرکے سچے مُسلمان ہو جاؤ اور وہ رسمیں جو تمہارے رسُولؐ کی سُنّت کے برخلاف ہیں جنسے تمہارے ایمان میں نقصان پیدا ہووے دِل سے بُھلا کر اپنے ہادی حقیقی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکی آل اطہار اور اصحاب ابرار کی پیروی اختیار کرو۔ اور جو لوگ اُنکے کہنے سے (یعنی لالچی مُلنٹے اور فریبی پیرزادہ) اس نعمت کے حاصل کرنیمیں اٹک رہے ہیں اُنہیں بھی سمجھاؤ کہ اللہ تم اور رسُول اُنسے راضی ہوویں۔ اور دین کے احکام اور نیک طریقے اسلام کے تمام مُلک میں پھیل پڑیں۔ اور کفر اور بدعت کی رسمیں لوگوں سے چُھوٹ جاویں۔ پھر جو کوئی مومن ہو کر اس شیوہ سے اپنے تئیں باز رکھیگا بالضرور اُسکو قیامت کے دن اللہ علیم خبیر بصیر کو جواب دینا پڑیگا۔ باقی رہا اپنے ذاتی مقدمات میں تمکو چاہئے کہ خلق محمدی کے طریقہ پر چلو اگر کوئی تمہارے حق کو ناحق کرے یا اور کسیطرح کا رنج و نقصان پہونچاوے تو صبر اختیار کرو چپکے ہو رہو۔ وہی منتقم حقیقی تمہارے صبر کی جزا تمکو دیگا۔ اور راضی کریگا۔ فروتنی اور انکساری کی راہ سے کسی بات میں غرور اور بزرگی نہ کرو۔ لڑکے کو دیکھو تو سمجھو کہ یہ لڑکا مجھ سے اچھا ہے اس لئے کہ ابتک گناہ سے بچا ہے۔ اور جب بُوڑھے کو دیکھو تو سمجھو کہ البتہ اس نے اللہ کی عبادت مجھ سے زیادہ کی ہوگی۔ اور جاہل کو جب دیکھو تو سمجھو

کہ جو اسنے کیا ہو گا نادانی سے کیا ہوگا۔ اور مَیں تو جان بوجھکر بُرے کام کرتا ہوں۔ بہر صور مَیں ہی سب سے بد ٹھیرا۔ میری کیا سزا ہوگی مَیں کیونکر نجات پاؤنگا۔ دُکھ کے عذاب سے کسطرح چھوٹونگا۔ اَے میرے محبّو ہم تم سب کو اپنے فکر میں لگا رہنا چاہئے۔ اور دُوسرے مسلمانوں کو اپنی نسبت بُرا نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ خاتمے کا حال کسی کو معلوم نہیں کِس سے کیا سلوک ہوگا۔ کون چھوٹیگا۔ کون پکڑا جائیگا۔ یا اللہ تو اپنے فضل اور کرم سے سب بُری باتوں کو میرے دِل سے دُور کر اور اسلام کی اچھّی راہ پر استقامت دے اور میرے سب بھائی مومنوں کو ہدایت کی نعمت سے سرفرازی بخش۔ اور بُرے کاموں سے جسمیں تیری رضا مندی نہ ہو دُور رکھ اور اچھّے لوگوں کی طفیل سے یہ رُتبہ نصیحت کا مجھ ناکارے کو بھی عنایت فرما۔ اور جہالت اور نفسانیّت اور تکبر اور طمع اور بد اخلاقی کی رذالت سے بچا۔ آمین ثم آمین!

حدیث فی الاشجار ۔حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ میں نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے جنت کے اشجار اور اثمار کی بابت سوال کیا فرمایا انّ اشجار الجنۃ لایبیس اعضانھا ولا یتساقط اوراقھا ولا یفنی اثمارھا کہ بہشت کے درختونکی شاخیں نہیں سُوکھتی ہیں۔ اور اُن کے پتے ٹہنیوں سے نہیں جھڑتے ہیں۔ اور اُن کے میوے فناہ نہیں ہوتے ہیں۔ اور بہشت کے سب درختوں سے طُوبےٰ بڑا درخت ہے اُسکی اصل موتی سفید سے اور اسکا اعلا سونے سے اور اسکا وسط چاندی سے۔ اور اُسکی ٹہنیاں زبرجد سے۔ اور اُس کے پتے سُندس سے ہیں۔ اور اس درخت کی ستّر ہزار شاخ اور اسکی ہر ایک شاخ ساق عرش کیساتھ ملحق ہے۔ اور اُسکی چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور بہشت میں کوئی غرفہ یا کوئی قبہ یا کوئی حجرہ ایسا نہیں ہے جسپر اُسکی شاخ کا سایہ پھیلا ہُوا نہیں۔ اور اس درخت پر سب طرح کے میوے جنکو آدمی پسند کرتا ہے موجود ہیں۔ عالمِ دنیا میں اس درخت کی نظیر آفتاب ہے۔ تم دیکھتے ہو اصلھا فی السّماء وضوءھا فی کل درجۃ وکل مکان انتہیٰ"

حدیث ۔حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہشت کے درخت خالص چاندی کے ہونگے۔ اور اُن کے اوراق بعض چاندی کے اور بعض سونے کے۔ اور جن کی اصل سونے کی ہوگی اُنکی شاخیں چاندی کی ہونگی۔ اور جنکی اصل چاندی سے ہوگی اُنکی شاخیں

سوئیکی ہونگی۔ اور دُنیا کے درختوں کی جڑ زمین میں اور انکی شاخیں ہوا میں ہوتی ہیں لانہا دار التکلیف ولیس کذلک اشجار الجنۃ فان اصلہا فی الھواء واغصانہا فی الارض کما قال اللہ تعالیٰ قطوفہا دانیۃ ثمّ اسے ثمار ہا قریبۃ اور بہشت کی سطح کی زمین کستوری اور عنبر اور کافور سے ہے اور اسکی نہریں پانی اور دُود اور شہد اور خمر سے جاری ہیں اور جب ان درختوں پر ہوا چلتی ہے۔ اور اُن کے پتوں کی چھنکار اور آواز جو ایکدوسرے کے ٹکراؤ سے نِکلتی ہے ایسی خوش نمط دِلکو بھاتی ہے کہ مِثل اس آواز کے کسی کان نے نہیں سُنا ہوگا۔ اگر دُنیا کے رہنیوالے اور راگ رنگ کے سُننے والے اس چھنکار کی آواز کو سُنیں تو والہ ہوکر دُنیا سے الگ ہو جائیں۔ اور جب تک آدمی تسبیح اور استغفار اور ذکر الٰہی اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ تب تک ملائکہ اُس کے لئے قصُور کے بنانے اور درختوں کے لگانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جب آدمی خدا تعالیٰ کے ذِکر سے علحدہ ہوتا ہے تو ملائکہ بھی اُس کے گھر کی تعمیر سے الگ ہو جاتے ہیں کما ورد قال النبی علیہ السّلام ان الملٰئکۃ فی الجنۃ یبنون القصوٗر ویغرسون الغرس لاھل الجنۃ اذا اشتغلوا بالتسبیح والاستغفار وذکر اللہ وقراءۃ القراٰن فلما کفوا عن ذکر اللہ تعالیٰ کفوا عن بلبیانہ انتہیٰ ۱۲

اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْم کہتا ہے اور اس پاک کلمہ کو زبان پر لاتا ہے اُس کے لئے ایک درخت بہشت میں لگایا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ کو دیکھا کہ ایک درخت زمین میں لگاتا ہے۔ فرمایا کہ اے ابوہریرہ میں تجکو اس درخت سے بہتر درخت لگانیکا نشان دُوں اگر تمکو درخت لگانے کا شوق ہے تو اس درخت کو بویا کرو عرض کیا یا رسول اللہ وُہ کونسا درخت ہے فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کلام کے ہر ایک کلمہ کے بدلے تیرے لئے بہشت میں ایک درخت بویا جاتا ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد تو اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام پہنچا اور یہ خبر دو کہ بہشت ایک عمدہ زمین ہے اور اسمیں میٹھے پانی کی نہریں جاری ہیں مگر اس زمین میں کوئی درخت نہیں۔ اور اس کے درخت لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

العلی العظیم ہے ؛

حدیث شریف میں وارد ہے جو شخص کسی نیک کام کیواسطے جاتا ہے زمین کے جانور اور دریا کے رہنیوالے حیوان اُسپر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور ہر ایک قدم کے بدلے بہشت میں اس کے لیئے درخت بوئے جاتے ہیں اور اُس کے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ فرماتا ہے فیھا فاکھۃٌ ونخلٌ ورمّان وفواکھۃ مما یشتھون۔ وفاکھۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ فیھما من کل فاکھۃ زوجان ؛

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم دُنیا میں بہشتی میووں سے کوئی میوہ سوائے نام کے نہیں ہے۔ اور جتنے میوے شیریں یا تلخ یہانتک اندر اِن بہشت میں سبھی ہونگے۔ یعنی ہر ایک کی صُورت اور نام بہشت میں ویسے ہی ہوگا۔ لیکن حقیقت اور لذّت میں کچھہ اور ہی طرح کے ہونگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بہشتی میوے کا طُول بارہ گز کا ہوگا اور اسمیں خستہ یعنی گٹھلی نہ ہوگی۔ انتہیٰ ۱۲

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم بہشت میں کسی پرندہ کو دیکھوگے اور تمہاری طبیعت اُسکا گوشت کھانیکی طرف للچائے گی۔ تو وہ پرند بُھنکر تمہارے آگے آپڑیگا۔ جب تم اپنا پیٹ بھرلوگے۔ تو وُہ پرند صحیح اور سالم ہوکر اُڑجائیگا ؛ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اہل بہشت طعام اور شراب بہشتی کھائیں پئیں گے۔ مگر بول اور براز کی حاجت نہیں ہوگی۔ بلکہ آب دہن اور ناک سے پانی وغیرہ فضلات و ناغیہ سے ہرگز نہیں گریگا۔ اور وُہ طعام جو کھایا جائیگا اروغ اور عرق کے ذریعہ سے اُن کے بدن سے باہر نکلجائیگا۔ اور ان کے پسینے کی بُو کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھکر ہوگی۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کو بہشت میں کھانے پینے جماع کرنے میں سو آدمی کی طاقت ہوگی۔ اور نیز فرمایا کہ میری اُمّت کے مومن جن جن وقتوں میں نمازیں ادا کرتے ہیں قیامت کے دن اُنہی وقتوں میں خدا کیطرف سے اُنکو ہدیئے پہونچیں گے اور فرشتے اُنپر سلام کہیں گے ؛

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مامن عبد یصوم شھر رمضان الا یزوجہ اللہ تعالیٰ من حور العین کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن حق سبحانہٗ وتعالیٰ روزہ دار بندے کو بہشت کی حور کیساتھ نکاح کردیگا۔ اور موتی سفید مجوف کے خیمہ میں

اُن کے رہنیکی جگہ مقرر کریگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ حُورٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ بہشت میں پانی اور دُودھ کی نہریں جاری ہونگی۔ کہ اُن کا پانی دیرماندگی سے کبھی نہیں بگڑیگا۔ اور ایک نہر خمر سے اور ایک شہد سے ہوگی۔ اور ایک چشمہ سلسبیل نام ہوگا۔ اور ایک چشمہ کافور اور زنجبیل اور ایک چشمہ تسنیم کہ اُسکا شراب سب شرابوں سے شیریں تر ہے اور اس چشمہ سے صرف مقرب لوگ شراب پئیں گے۔ اور سوائے اُن کے دُوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہوگا۔ کما قال اللہ تعالےٰ وَمِزَاجُہٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِہَا الْمُقَرَّبُوْنَ ؛

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کی نہریں کستوری کے پہاڑ سے نکلینگی اور فرمایا کہ بہشت کی نہریں زمین کی غار میں نہیں چلینگی۔ بلکہ رُوئے زمین پر جاری ہونگی۔ اور اُن کے کنارے مروارید سے اور اسکی خاک کستوری خالص سے ہوگی ؛

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بہشت میں ایک نہر ہے اُسکو بیدح کہتے ہیں اور اُسکے کناروں پر یاقوت کے قبے ہیں۔ اور اُن قبوں کے نیچے خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہونگی۔ حضرات مومنین بہ تقریب سیر وہاں آئیں گے اور اُن لڑکیوں کو دیکھیں گے اگر اُنمیں سے کوئی لڑکی اُن کے دلکو بھاجائیگی تو اپنا ہاتھ اُسکی طرف بڑھادینگے۔ تو وہ لڑکی اُن کیساتھ چلی جائیگی۔ اور اُسکی جگہ پر دُوسری لڑکی پیدا ہوجائیگی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کی نہروں کے باب میں ارشاد فرماتا ہے یُفَجِّرُوْنَہَا تَفْجِیْرًا ۔ یعنی اہل بہشت کو یہ اختیار ہوگا کہ بہشتی نہر کو جدھر چاہیں گے لیجائیں گے۔ اور بہشتیوں کے ہاتھ میں سونیکی ایک ایک چھڑی ہوگی۔ اس چھڑی کے اشارے سے نہریں چل پڑینگی ؛

امام احمد ابی سعید خدری سے روایت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکو قیامت کے دن رحیق مختوم پلائیگا۔ اور رحیق مختوم کا بیان پہلے بھی گذر چکا ہے۔ رحیق مختوم ایک شراب کی قسم ہے کہ اس کے اخیر میں لذت اور بو مشک کی ہوگی ؛ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بہشتی شراب کے پینے سے صداع نہیں پیدا ہوگا۔ اور عقل بھی نہیں زایل ہوگی ؛

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دنیا میں شراب ام الخبایث پیتا ہے اور مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرتا ہے۔ قیامت کے دن شراب طہور بہشتی سے محروم رہیگا اگرچہ وہ بہشت میں داخل بھی ہوجائے۔ اور فرمایا جس نے عالم دُنیا میں شراب پیا۔ یا کسی بچہ صغیر

کو پلایا۔حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو جہنم کا حمیم پلائیگا۔اور جو شخص خدا کے جلال سے ڈر کر باوجود قدرت اور استطاعت کے شراب دُنیا سے تارک رہے۔قیامت کے دن اُسکو خطیر القدس میں جو بہشت میں ایک مکان ہے بٹھا کر شراباً طہوراً پلایا جائیگا۔

رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کہ پُلصراط کے اس پار بہت سے جنگلات ہیں وفیہا اشجار طیبۃ اور ہر ایک درخت کے نیچے دو دو چشمے جاری ہیں اور انکا پانی بہشت کیطرف سے آتا ہے۔جب حضرات مومنین اپنی اپنی قبروں سے اُٹھکر حساب کے لئے میدان قیامت میں کھڑے ہونگے۔آفتاب کی حرارت سے اُن کے مزاج میں تشنگی پیدا ہو جائیگی۔پس وُہ اپنا حساب بھگتا کر اُن چشموں کے کنارے پر آکر ایک چشمہ سے پانی پئیں گے۔جب پانی انکے سینہ میں پہونچیگا۔یزول منہ کل ماکان فیہا من غل وخیانۃ وحسد تو اُن کے سینہ سے کینہ اور خیانت اور حسد کی کثافت بالکلیہ جاتی رہیگی۔اور جب پانی تحلیل ہو کر اُن کے بطنوں میں پہونچیگا۔تو خون اور بول اور براز کی نجاست اُن کے بدنوں سے زایل ہو جائیگی فیطھر ظاھرھم وباطنھم پھر دُوسرے چشمہ پر آکر اپنے سر اور مُنہ اور سارے بدن کو اس چشمہ کے پانی میں داخل ہو کر دھوویں گے۔فیصیر وجوھم کالقمر لیلۃ البدر وتلین نفوسھم کالحریر وتطیب اجسادھم کالمسک پس اُن کے مُنہ لیلۃ البدر کے چاند کیطرح روشن اور اُن کے ابدان ریشم کی مانند نرم اور اُن کے اجساد کستوری کیطرح خوشبوناک ہو جائیں گے اور مارے خوشی کے کودتے دوڑتے بہشت کے دروازے پر جا پہونچیں گے۔اور دیکھیں گے کہ جنت کے دروازہ پر یاقوت حمرا کے زنجیریں لٹک رہی ہیں۔اُن زنجیروں کو ہلائیں گے اور زنجیروں سے ایک قسم کی باریک آواز نکلے گی فیبلغ کل حور ان زوجھا قد اقبل فیخرج الحور تعانق زوجھا وتقول لہ انت حبیبی وانا راضیۃ عنک لا اسخط ابدا ویدخلون فی الجنۃ بیتھا۔اور ہر ایک حور کو یہ خبر پہونچ جائیگی کہ میرا خاوند اپنے گھر میں آن پہونچا ہے۔وُہ حُور اُس کے استقبال کیواسطے آئیگی اور اس کیساتھ معانقہ کرکے اُسکو کہیگی تو میرا پیارا خاوند ہے اور میں تیرے پر ایسی راضی ہوں کہ کبھی غصہ اور خفگی اپنے پاس نہ آنے دونگی۔پھر وُہ مومن بہشت میں داخل ہو کر اپنے مکان معین میں جا بیٹھیں گے۔اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اس گھر میں ستر تخت بڑے قرینہ کے ساتھ رکھے ہوئے ہونگے۔اور ہر ایک تخت پر ستر فرش اور ہر ایک فرش پر ستر ستر زوجہ

یعنے حوریں بڑے ناز اور ادا سے بیٹھی ہوئی ہونگی - اور ہر ایک حور کے بدن پر ستر حُلّہ ہونگے کہ اُن حلّوں کے باہر سے اُنکی پنڈلیوں کی مِلکھ نظر آجائے گی ✣

حدیث شریف میں لکھا ہے اگر بہشت کے رہنیوالے مردوں کی عورتوں کے سر کا ایک بال زمین پر گر پڑے - لاضاءت اہل الارض ✣ اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے الجنۃ بیضاء یتلالو لاینام اہلہا ولا شمس ولا قمر ولا لیلۃ ولا یوم ولا نوم فیہا لان النوم اخ الموت بہشت ایک سفید چمکنے والی جگہ ہے اس کے رہنیوالے نہ سوویں گے - اور نہ اسمیں سورج کی حاجت ہے اور نہ چاندکی پرواہ - نہ وہاں رات ہوگی نہ دن - اور نہ وہاں نیند کا کچھ کام - اس لئے کہ نیند موت کی بہن ہے - اور جنت کے اردگرو سات دیواریں جنسے تمام بہشت گھری ہوئی ہے پہلی دیوار چاندی کی ہے - دُوسری سونے کی تیسری یاقوت کی - چوتھی موتیوں کی - پانچویں مروارید کی چھٹی زبرجد کی - ساتویں من نور یتلالو - اور درمیان دو دیواروں کے پانسو برس کے راستہ کی تفاوت ہے - اور جنت کے رہنیوالے مجرد مرد بیکون جوان بیریش سیہ چشم ہونگے - اور مردوں کے لئے کسی قدر سبز رنگ شوارب کی علامت جیسے امرد اور مراہقوں کو ہوا کرتی ہے - اُن کے لبوں پر ہوگی - تاکہ مرد اور عورت کے درمیان فرق ہوجائے ✣

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بہشتی کے بدن پر ستّر ستّر حُلّے یعنے پوشاکیں ہونگی - اور ایک ساعت میں ستّر رنگ بدلیگی - اور اُن کے بدن ایسے شفاف اور مجلی ہونگے کہ ایک آدمی دُوسرے آدمی کے چہرے اور سینے اور ساق سے اپنا چہرہ اور اپنا سینہ اور اپنی ساق دیکھ لیگا - اور اُن کی بغلوں کے نیچے اور ان کے عانہ پر بال نہیں ہونگے مگر ابرو اور سر کے بال اور پلکیں نہایت عمدگی کیساتھ ہونگے اور اُن کا حسن وجمال یوماً فیوماً بڑھتا جائیگا جیسے عالم دُنیا میں روز بروز بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور بدن کی آب وتاب گھٹتی جاتی ہے - بہشت میں اسکے برعکس معاملہ ہوگا - اور ایک مرد کو کھانے پینے جماع کے لئے سو آدمی کی طاقت عطا کی جاوے گی ✣

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ایک درخت ہوگا - اُسکی اُوپر کیطرف سے اہل جنت کیلئے حُلّے نکلیں گے - اور اُسکی نیچے کیطرف سے گھوڑے پردار جن کے زین موتی اور یاقوت سے مرصع اور مکلّل ہونگے نکلیں گے

اور حضرات اولیاء اللہ اُنپر سوار ہوکر تمام جنت کے روضوں کی سیر کرینگے ۔ جو لوگ اُن سے اسفل درجوں میں ہونگے وُہ اُن کی شان و شوکت دیکھکر کہیں گے ۔ الٰہی یہ تیرے بندے کس عمل سے اس کرامت کے منصب کو پہونچ گئے ہیں ۔ حق سبحانہ و تعالےٰ ارشاد فرمائیگا انکم کنتم تنامون وھم یصلون وکانوا یصومون وانتم تفطرون تم رات کو سو رہتے تھے اور وے نماز میں مشغول ہو جاتے تھے ۔ اور وُہ روزہ رکھتے تھے ۔ اور تم افطار کرتے تھے ۔ وانھم کانوا ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ وانتم تمسکون وتبخلون اور وُہ اپنے کمائے ہوئے مالوں کو راہ مولےٰ میں صرف کرتے تھے ۔ اور تم از راہ بخل اور کنجوسی کے جمع کرکے زمین میں گاڑتے تھے ۔ اور کسی مسکین فقیر کو نہیں دیتے تھے ۔ وکانوا یجاھدون وانتم تجنبون اور وے کفار اشرار کیساتھ اپنا اسلام اور ایمان بچانیکے لئے جہاد کرتے تھے ۔ اور تم بیدلی اور نامردی کیوجہ سے اپنے گھروں میں گھسے رہتے تھے ۔

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں ایک درخت ایسا ہے کہ اگر سوار اس کے سایہ میں سو برس چلے تب بھی اُسکو تمام نہ کرنے پاوے ۔ اگر تم چاہو تو قرآن مجید سے وظلٍ ممدودٍ پڑھ لو ۔

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ ہمکو اعراب اور اُن کے مسایل سے نفع دیتا ہے ۔ ایکبار ایک عرب آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں درخت ایذا دہندہ کو ذکر کیا ہے ۔ اور مجھے معلوم نہ تھا کہ جنت میں کوئی درخت ایسا بھی ہے جو جنتی کو ایذا دے ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ وُہ کونسا درخت ہے اُس نے عرض کیا کہ وُہ بیری ہے ۔ جسمیں کانٹے ہوتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فی سدرٍ مخضودٍ ۔ اللہ تعالےٰ اُس کے کانٹے کاٹ دیگا اور ہر کانٹے کی جگہ ایک پھل لگا دیگا ۔ کہ ہر پھل میں سے بہتر قسم کا ذائقہ ہوگا ۔ اور ایکدوسرے سے ملتا نہوگا ۔

حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہوگا کہ ثمرھا الین من الزبد واحلی من العسل واطیب من المسک لا یاکلھا الا المصلون ٥

حُور العین کے بیان میں

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حور العین کے مُنہ کو بیض

اصفر۔ احمر چار رنگوں سے پیدا کیا۔ اور اُسکا بدن زعفران اور مسک اور کافور اور عنبر
اور اس کے سر کے بال قرنفل سے۔ اور پاؤں کی انگلیاں سے زانوؤں تک زعفران
اطیب سے۔ اور زانوؤں سے تدیین تک کستوری سے اور تدیوں سے گردن تک عنبر اور گردن
سے سر تک کافور سے پیدا کیا ہے۔ اگر وُہ حورعین اپنے تھوک کا پانی۔ رُوئے زمین پر پھینکدیوے
تو اُسکی تاثیر سے ساری زمین کستوری ہی بنجائے اور اس کے سینہ پر اسمار الٰہیہ سے ایک
اسم اور اُس کے خاوند کا اسم لکھا ہؤا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور اُن کے
اُنگلیونمیں سونیکی جراو انگوٹھیاں اور اُن کے پاؤں میں جواہر اور موتیوں کے خلخال
پہنے ہُوئے ہیں +

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت
میں ایک حُور ہے جس کو لُعبت کہتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُسکے وجود کو چار چیزوں سے
یعنی مشک۔ کافور۔ عنبر۔ زعفران سے پیدا کیا۔ اور اُسکی طینت کو آبحیات کے پانی سے گوندھا
اور صباحت اور ملاحت اور حسن وجمال میں اسقدر کمال رکھتی ہے کہ بہشت کی سب حُوریں اسپر
عاشق ہیں ولو تزقت فی البحر لعذب ماء البحر من ریقہا۔ اور اس حُور کے سینہ پر لکھا ہؤا ہے
من احبّ ان یکون لہ مثلی فلیعمل بطاعۃ ربّی ط

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت علیہ السّلام نے
فرمایا کہ جب میرے خالق نے عدن کے جنت کو اپنی کاملہ قدرت سے پیدا کیا تو حضرت جبرائیل
علیہ السّلام کو فرمایا انطلق وانظر الیٰ ماذا خلقت لعبادی واولیائی پس جبرائیل علیہ السلام
بہشت میں گئے۔ اچانک ایک حُور حورالعین کے زمرے سے ایک قصور سے نکلکر حضرت
جبرائیل علیہ السّلام کے پاس آکر ہنس پڑی تو جنت عدن کا سارا میدان اسکے دانتوں کی روشنی
سے مجلّی اور منور ہو گیا۔ جب حضرت جبرائیل نے یہ پرتو اور تجلّی دیکھی فخر ساجدا ربہ وظن انہ
من نور رب العزۃ جل جلالہ جنت کی مذکورہ جاریہ نے کہا یا امین اللہ ارفع راسک جبرائیل نے
سجدے سے سر اُٹھا کر اس حور سراسر نور کیطرف دیکھکر کہا سبحان اللہ الذی خلقک پھر
جاریہ نے کہا یا امین اللہ کیا تو جانتا ہے کہ میں کس شخص کے لئے پیدا کیگئی ہوں۔ کہا نہیں
جاریہ نے کہا ان اللہ خلقنی لمن اثر رضاء اللہ تعالیٰ علےٰ ھواء نفسہ۔ تحقیق حق سبحانہ وتعالیٰ
نے مجکو اس شخص کیواسطے پیدا کیا ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کو اپنے نفس کی خواہش پر اختیار کیا

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بہشت دیکھا کہ ملائک سونے چاندی سے اینٹوں سے مکان کی تعمیر کر رہے ہیں۔ میرے روبرو وہ کام جسمیں مصروف تھے۔ چھوڑ کر فارغ بیٹھ گئے۔ میں نے اُن کو کہا لم کففتم عن البناء قالوا قد تمت نفقتنا میں نے کہا ما نفقتکم بولے ان صاحب القصر یذکر اللہ تعالیٰ فلما کف عن ذکر اللہ کففنا عن بنائہٖ

مؤلف اے میرے بھائیو تمکو لازم بلکہ الزم ہے کہ تم اپنے خالق کے ذکر اور یاد میں صبح و شام مصروف رہا کرو۔ اور غفلت کو اپنے نزدیک نہ آنے دیا کرو کہ اسمیں تمہارے دین و دنیا کی بہبودی اور تمہاری جنت کی آبادی ہے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اپنے ذکر کے باب میں بہت جگہ ارشاد فرمایا ہے از انجملہ یہ ہے۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ؕ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا یعنی اکثر اوقات یا بہت طرح سے یاد کرو کبھی لا الہ الا اللہ کہکر۔ اور کسی وقت الحمد للہ کہنے سے اور گاہے اللہ اکبر کہکر اور تسبیح کرو اُسکی یا نماز ادا کرو اُسکی واسطے صبح و شام اسواسطے کہ صبح و شام کے وقت نماز کا ادا کرنا ممکن نہیں۔ اور ان دو وقتوں میں انسان کو نماز کے لئے مسجد میں جانا شاق اور دشوار معلوم ہوتا ہے + سلمی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کثیر سے دلی ذکر مراد ہے اسواسطے کہ ہمیشہ ذکر کرنا دل ہی سے ہوتا ہے زبان سے ممکن نہیں۔ اور لطائف قشیری میں لکھا ہے کہ ذکر کثیر کا حکم اشارہ ہے محبت حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کیطرف یعنی اُسے دوست رکھو۔ اسواسطے کہ من احب شیئًا اکثر ذکرہ۔ یعنی جو کسی کو دوست رکھتا ہے وہ اکثر اُسکا ذکر کرتا ہی ذکر کی کثرت محبت کی علامت ہے۔ محبت چھوڑتی نہیں کہ زبان یا دل محبوب کے ذکر سے خالی رہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں اپنے ذکر کی تاکید کے لئے اور تمہاری نجات کیواسطے ارشاد فرمایا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور یاد کرو اللہ کو بہت۔ یعنی اکثر اوقات اُسکے ذکر میں رہو۔ فقط نماز ہی کے وقت نہیں۔ شاید تم نجات پاجاؤ اور دونوں جہان کی خیر کو پہونچو کہ اسکا ذکر جمعیت ظاہر و باطن کا سبب اور نجات دُنیا و آخرت کا باعث ہے۔ مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز	چشم نرگس را ازین کرگس بدوز
اُذکُرُوا اللہ شاہ ما دستور داد	اندر آتش دید و ما را نُور داد
گفت گرچہ پاکم از ذکر شما	نیست لائق مر مرا تصویر ہا
ذکر جسمانہ خیال ناقص است	وصف شاہانہ از انہا خالص است

ذکر حق پاکست چون پاکی رسید	رخت بر بندد بروں آید پلید
میگریزد ضدہا از ضدہا	شب گریزد چون برافروزد ضیا
چون در آید نام پاک اندر دہان	نے پلیدی ماند و نے آن دہان

رباعی

از ذکر خدا مباش یکدم غافل	کز ذکر بود خیر دو عالم حاصل
ذکرست کہ اہل شوق را ہمہ وقت	آسایش جان باشد و آرامش دل

لکھا ہے کہ ایک دن رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا خطبہ پڑھتے تھے۔ ناگاہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کا قافلہ ملک شام کیطرف سے پہونچا۔ بہت سا غلہ لئے ہوئے۔ اور اُسوقت مدینہ منورہ میں اناج کی تنگی تھی۔ اور قافلہ جب صحیح سلامت آپہونچتا تو خوشی کا طبل بجاتے تھے۔ طبل کی آواز حضار مجلس کے کان میں پہونچی۔ غلہ لینے کیواسطے لوگ مسجد سے نکل آئے اور قافلہ کیطرف چلے بارہ آدمیوں کے سوا کوئی مسجد میں نہ رہا کہ انمیں چاروں خلفائے راشدین تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سب ایک کے پیچھے ایک چلے جاتے اور مسجد میں کوئی نہ رہتا تو اس میدان سے تمہاری طرف آگ رواں ہوتی۔ اور اس حال کیساتھ ہی اس آیت کا نزول اجلال ہوا۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا ِنْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا۔ جب دیکھتے ہیں سوداگری یعنے تجارت کا قافلہ یا سُنتے ہیں طبل کی آواز جو قافلہ پہونچنے کی جہت سے بجاتے ہیں تو متفرق ہو جاتے ہیں مجلس سے اور چلے جاتے ہیں اُس تجارت کی طرف تاکہ ایک دُوسرے سے پہلے غلہ مول لینے کو پہونچ جائے اور چھوڑ دیتے ہیں تجکو کھڑا منبر پر۔ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ کہدے اے محمدؐ کہ جو چیز خدا تعالیٰ کے پاس ہے نماز پڑھنے خطبہ سُننے مجلس نبوی میں حاضر رہنے کا ثواب وُہ بہتر اور بہت فائدہ کی چیز ہے۔ یعنی طبل کی آواز سُننے سے اور تجارت کے نفع سے اسواسطے کہ ثواب کے کاموں کے فائدے یقینی ہیں اور دُنیا کے معاملات کے فائدے وہمی وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ اور اللہ بہتر روزی دینے والوں کا ہے۔ یعنی ان سے بہتر روزی دینے والا ہے جو رزق کے وسائط ہیں۔ اسواسطے کہ کسی وقت ہوتا ہے کہ وُہ جلدی کرتے ہیں اور شاید کہ مصلحت وقت نہیں جانتے۔

نقل ہے کہ ایک خلیفہ بغداد نے بہلول دانا سے یہ بات کہی کہ آؤ تمہاری ہر روز کی روزی میں مقرر کر دوں تاکہ تمہارا دل اُس سے متعلق نہ رہے۔ بہلول نے جواب دیا کہ اگر تجھ میں

چند عیب نہ ہوتے۔ تو میں ایسا کرتا۔ ایک تو تو یہ نہیں جانتا۔ کہ مجھے کیا دینا چاہئے۔ دوسرے تو یہ نہیں جانتا کہ مجھے کب دینا چاہئے۔ تیسرے تجھے یہ نہیں معلوم کہ مجھے کتنا دینا چاہئے۔ حق تعالےٰ رزق کا کفیل اور یہ سب باتیں جانتا ہے۔ اور اپنی حکمت کاملہ کی راہ سے مجھے روزی پہونچاتا ہے۔ اور شاید تو مجھپر غصہ میں آئے اور وہ روزینہ موقوف کردے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ گناہ کے سبب سے میری روزی بند نہیں کرتا ؎

خدائی کہ او ساخت از نیست ہست	بعصیاں در رزق بر کس نہ بست
ازو خواہ روزی کہ بخشندہ است	بر آرندۂ کار ہر بندہ است

رجعنا الی المقصود۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا جب کوئی ولی اللہ جنت میں کسی میوہ کے کھانے یا کسی طعام کے تناول کا شوق کریگا۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کو حکم کردیگا کہ اس میرے بندے کو کھانا کھلاؤ۔ پس ستّر ہزار وصیف یعنی خدمتگار ستر ہزار خوانچہ جو یاقوت اور مروارید سے بنے ہوئے ہونگے۔ اور ہر ایک خوان پر ایک ایک کاسۂ طلائی جسمیں ستّر ہزار قسم کے کھانے جنکو آگ کی آنچ نہیں پہونچی ہوگی۔ اور نہ کسی طباخ کی تدبیر سے پکے ہونگے۔ اور نہ اُن کھانوں نے دیگچوں میں جوش کھایا ہوگا۔ لیکن وہ کھانے بحکم کن فیکون کے تیار ہوئے ہونگے۔ اپنے سروں پر اُٹھاکر اُس ولی اللہ کے آگے حاضر کرینگے۔ پس وہ ولی اللہ اور اُسکی زوجہ مطہرہ اپنی خواہش اور اشتہا کے موافق اُن خوانچوں سے تناول کرینگے۔ جب وہ سیر ہوجائینگے اور کھانا کھانیسے فراغت پائینگے تو ایک پرند جنت کے پرندوں سے جسکی ضخامت اور عظمت اونٹ جتنی ہوگی۔ اپنے پروں کو پھیلاکر اُس ولی اللہ کے سر پر کھڑا ہوکر کہیگا۔ کُل لحمی طریا ولی اللہ انا طائر کذا وکذا۔ اے ولی اللہ میرے بدن کا تازہ گوشت نوش کریں چشمۂ سلسبیل اور کافوری نہر کا پانی پینے والا اور ریاض جنت میں چرنے اور پھرنیوالا ایک جانور ہوں۔ اور میرے گوشت میں نہایت درجہ کی لذت ہے۔ پس اُس ولی اللہ کو اُس جانور کے کباب کھانیکا شوق دامنگیر ہوجائیگا۔ حق سبحانہ وتعالےٰ کے حکم سے وہ پرند کباب ہوکر اُس کے خوان میں آپڑیگا۔ وہ ولی اللہ اپنا ما یحتاج گوشت اُس سے کھالیگا۔ پھر وہ جانور زندہ ہوکر اُڑجائیگا۔ اور اُس کے بدن سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اس مسئلہ کی نظیر دنیا میں قرآن مجید ہے یتعلمہ الناس ویعلمون الغیر وھو علےٰ حالہ لا ینقص منہ شئ ؎

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اہل جنت کو جنت میں دس انگوٹھیاں پہنائی

چنانچہ ایک انگوٹھی پر سَلَامٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ لکھا ہوا ہوگا۔ دُوسری پر ادۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیۡنَ ط اور تیسری پر وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِیۡ اور تتموھا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ اور چوتھی پر دُفِعَتۡ عَنۡكُمُ الۡاَحۡزَانُ وَالۡهُمُوۡمُ ط اور پانچویں پر البسنا کم الحلی والحلل اور چھٹی پر زَوَّجۡنٰكُمُ الۡحُوۡرَ الۡعِیۡنَ اور ساتویں پر ولکم فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین و انتم خلدین اور آٹھویں پر رافقتم الانبیاء والصدیقین اور نانویں پر صیرتم شبانا لا تھرمون اور دسویں پر سکنتم فی جوار من لا یوذے الجیران ؎

فقیہ ابی اللیث رحمہ نے تنبیہ الغافلین میں فرمایا ان کرامات پر فائز ہونا چاہئے۔ اور مقام اعلےٰ پر پہونچنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہئے کہ وُہ اپنے پر پانچ چیزوں کو لازم کرے۔ پہلے یہ کہ وہ اپنے نفس کو معاصی اور گناہوں سے بچائے کما ورد ونھی النفس عن الھوے فان الجنۃ ھی الماوٰے یعنی جسنے منع کیا اور روکا ہو اپنے نفس کو اُسکی آرزو سے۔ یعنی حرام اور ناشایستہ تمنّا سے تو یقینی جنت وہ اُس کے آرام کرنیکی جگہ ہے۔ فصول میں لکھا ہے کہ یہ آیت اُسکے شان میں ہے جو خلوت میں گناہ کا قصد کرے اور اسپر قادر ہو اور نفس کے خلاف کر کے خدا سے ڈرے۔ اور اس کام سے باز رہے ہ

گر نفسے نفس بفرمان تست نفس کشد ہر نفسے سُوئے پست	کفش بیاور کہ بہشت آن تُست ہر کہ خلافش نفسے زد برست

حضرت مولنا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

مادر بتہا بُت نفس شماست	زانکہ آن بُت مار واین بُت اژدہاست
بسکہ خود را کردۂ بندۂ ہوا	کرمکے را کردۂ تو اژدھا
اے تو شیری در تگ اینجاہ رو	نفس چو خرگوش خونت میخورد
شیر را خرگوش در زندان نشاند	تنگ شیرے کو زخرگوشی بماند
نفس خرگوشت بصحرا در چرا	تو بقعر این چہ چون وچرا
انکہ خود را شیر یزدان خواندۂ	سالہا شد با سگے درماندۂ
آن عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کہ میش دل در گرگ بست
گرگ گر با تو نماید روبہے	ہین مکن باور کہ ناید زوبہے
آنچہ گوید نفس تو کانجا بدست	مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن کہ از پیغمبران	این چنین آمد وصیّت در جہان

حضرت مولٰنا قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں نفس لئیم کے باب میں ایک عجیب [illegible] سے کی ہے۔ چنانچہ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ کسی شہر میں ایک عورت بدچلن اور فاحشہ تھی اور اُسکے ایک بیٹا نہایت صالح اور نیکوکار تھا۔ جب کبھی اپنی والدہ فاسقہ کے پاس کسی کو بیٹھا ہوا پاتا اُسکو فعل شنیعہ میں گرفتار دیکھتا تھا۔ اُس بدکردار مرد کو غیرت کے مارے مار ڈالتا تھا۔ اور والدہ کو ادب کے لحاظ سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ آخرکار وُہ فاحشہ اپنے فعل شنیعہ سے باز نہ آئی اور کئی فاسق فاجر اُس کے فرزند کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور وُہ بیچارہ زانیوں کے ہاتھ سے تنگ آگیا۔ آخر محلّہ کے چند حق شناسوں نے اُس لڑکے کو سمجھایا۔ کہ جب تک تیری والدہ خبیثہ کا وجود رُوئے زمین پر موجود ہے تب تک یہ خرخشہ نہیں ہٹیگا۔ اگر تو اس بلائے ناگہانی سے نجات اور اس مصیبت جانی سے مخلصی چاہتا ہے تو اس فاحشہ کی زندگی کے سلسلہ کو منقطع کردے۔ یعنی اُسکو قتل کردے۔ اُس شیر دل نے دلیری کرکے اُس مکارہ عیّارہ کو جان سے مار ڈالا۔ اور روز مرہ وبال سے فارغبال ہوا۔ پس حضرت مولٰنا فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی تیرا نفس جو تمکو رات دن ملاہی اور مناہی کے دریا میں ڈباتا رہتا ہے۔ اُس عورت بدکار کیطرح ہے۔ جب تک تو اُسکو قتل نہیں کریگا۔ اُسکی دست درازیوں سے نہیں بچیگا۔ کہ ام الخبایث یہی کافر کیش ہے۔ چنانچہ فرمایا ؎

نفس کشتت آن مادر بد خاصیت	کہ فساد است در ہر ناحیت
ان سے این دُنیا بُدوں بر تست تنگ	از پے او با حق و با خلق جنگ
نفس میخواہد کہ تا ویراں کند	خلق را گمراہ و سرگرداں کند
مشورت با نفس خود گر مے کنی	ہرچہ گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزہ مے فرمایدت	نفس مکارست و مکرے زایدت
نفس را تسبیح و خنجر در میان	خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن	خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
نفس بد عہد ست زاں رو کشتنی ست	او دنی و قبلہ گاہ او دنی ست
نفس گرچہ زیرک ست خردہ داں	قبلہ اش دنیا ست اورا مردہ داں
نان جو حقا حرام ست و فسوس	نفس را در پیش نہ نان سبوس

[...]ن راه خدا را خوار دار۔	دزد را منبر منہ بر دار دار
[...]عوز دلا تو دست بر بریدن پسند	از بریدن عاجزی دستش ببند
گر نہ بندی دست او دست تو بست	گر تو پایش نشکنی پایت شکست

حضرت مولنا قدس سرہٗ نے طالب نفس اور مطیع النفس آدمی کو جو ہمیشہ نفس خبیث کی آرائش اور پیرائش میں مصروف رہے۔ اور اطاعت اللہ اور متابعت رسول ؐ سے مشغول رہے فرعون کیساتھ تشبیہ دی ہے کہ جسطرح اُسنے ازراہ کم فہمی کے اپنے دشمن کو نہ پہچانا اور اُسکو اپنے گھر میں ہی زندہ چھوڑا۔ اور بیچاری خلقت کے لڑکے مار ڈالے ہ

ہمچو فرعونے کہ موسےٰ ہشتہ بود	طفلکانِ خلق را سر مے ربود
آن عدو در خانہ وآن کور دل	باعدو خوش بیگناہان را مذل
چہ خراہت میکند دیو لعین۔	دُور مے انداز دت سخت این قرین
در خبر بشنو تو این پند نکو	بین خبیکم لکم اعدا عدو

رجعنا الی المقصود۔ دوسری چیز جو بہشت میں پہونچنے کا باعث ہو یہ ہے۔ کہ انسان دنیا کی تھوڑی ہی چیز پر قناعت کر کے راضی رہے۔ لان روے فی الخبر ان ثمن الجنۃ ترک الدنیا اس لئے کہ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی قیمت دُنیا کی اسبابوں کی ترک ہے۔ تیسری یہ کہ آدمی ہمیشہ اللہ اور رسول کی اطاعت کا حریص رہے۔ شاید یہ طاعت اُسکی مغفرت کا سبب بنجائے۔ اور وہ اُسکے ذریعہ سے جنت میں پہونچ جائے کما ورد وتلک الجنۃ التی اُورثتموھا بما کنتم تعملون ۔

مؤلف اے میرے بھائیو! قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کریگا متقیوں کو کہ اے پرہیزگارو حق تعالےٰ فرماتا ہے یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۔ اے میرے بندو نہیں ہے خوف تم پر آج مکروہات پیش آنیکے سبب سے اور نہ غمگین ہوگے مقاصد فوت ہونیکے سبب سے۔ پھر حق سبحانہ وتعالی پکارتے ہوئے بندوں کی صفت فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۔ وہ میرے ایسے بندے ہیں کہ ایمان لائے ہمارے کلام کی آیتوں پر اور تھے گردن جھکائے ہوئے حکم الٰہی کے سامنے اُسوقت ندا کرنیوالا اُن سے کہیگا اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ ۔ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہارے ازواج یعنے تمہاری بیبیاں مسلمان خوش کئے ہوئے یا بزرگی جتے ہوئے یا آرائش

کئے ہوئے يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ دورہ دیئے جائیں گے اُن سے جو بہشت میں داخل ہونگے - کاسے سونے کے اور ان میں چند قسموں کے کھانے ہو نگے اور ہونگے کوزے بے دستہ کے وبے گوشہ کے یعنی صراحیاں طرح طرح کی پینے کی چیزوں سے بھری ہونگی وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ اور بہشت میں ہونگی اُن کے واسطے جو کچھ کہ اُن کے جی چاہیں وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ج اور جو چیز دیکھنے میں خوش آئے آنکھوں کو اور اُس سے لذت پائیں ◆

وسیط میں ہے کہ دو کلمے فرما کر حق تعالیٰ نے جنتیوں کیواسطے جو نعمتیں ہیں اُن سب کی خبر دیدی - اسواسطے کہ جنت کی نعمتیں یا نفس کا حصّہ ہیں یا آنکھ کا - ایک درویش نے فرمایا ہے کہ اہل نظر جانتے ہیں کہ آنکھ کی لذت کس چیز میں ہو سکتی ہے جن لوگوں کی نظر بصیرت صاف نہیں کہ انکو ستوون دیکھو کے جمال کا نور اُنپر پوشیدہ رہا اُنسے کہہ وتلذ الاعین کا ہے سے مراد ہو اور ہر اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہے کہ اہل شوق کیواسطے آنکھ کی لذت جمال محبوب کے مشاہدہ کے سوا اور کسی چیز میں متصور نہیں - بیت

پردہ از پیش بر انداز کہ مشتاقان را	لذت دیدہ بجز دیدن دیدار تو نیست

امام قشیری رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لذت دیدار اشتیاق کی قدر ہے عاشقوں کو جسقدر شوق زیادہ ہوتا ہے - اسیقدر لذت دیدار بھی زیادہ ہوتی ہے ◆

ذوالنون مصری قدس سرہٗ سے نقل کیا گیا ہے کہ شوق محبت کا ثمرہ ہے - جسے جسقدر محبت زیادہ ہو اُسے اُسیقدر محبوب کے دیدار کا شوق زیادہ ہے - زبور میں لکھا ہے کہ اے داؤد میری بہشت میرے مطیعوں کے لئے ہے - اور میری کفایت متوکلوں کے لئے - اور میری زیادتی شکرگذاروں کیواسطے - اور میرا اُنس طالبوں کا حصّہ ہے - اور میری رحمت نیک کام کرنیوالوں کا حق ہے - اور میری مغفرت توبہ کرنیوالوں کیواسطے اور میری ذات مقدس خاص مشتاقوں کے لئے ہے - شعر عربیہ

الا طال شوق الابرار الی لقائی	لی وانا الیهم اشد شوقا
دلم از شوق تو خون ست ندانم چون ست	دردلم شوق جمالت زبیان بیرون ست
دردلم شوق تو ہر روز فزوں مے گردد	دل شوریدہ من بین کہ چہ روز افزون ست

اب جنتیوں کی پوری لذت کیواسطے فرماتا ہے وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور تم بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہو اور کمال نعمت اسی میں ہے کہ اسے زوال کا کھٹکا نہ ہو - وَتِلْكَ الْجَنَّةُ

...لموھا بما کنتم تعملون اور وہ بہشت وعدہ کیگئی کہ نورث من عبادنا من کان
...لمو میراث دی میں نے بہشت بسبب اس کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں انواع و
اقسام خیرات جزا کو حقتعالے نے میراث کے لفظ سے یاد کیا اسواسطے کہ خالص ہے - اور
استحقاق کے سبب سے ہاتھ آتی ہے - ہکذا فی الحسینی ملخصاً +
اور چوتھی چیز یہ ہے کہ آدمی حضرات صالحین اور اہل الخیر کے ساتھ محبت اور مجالست بکثرت
کیا کرے - اگر ایک شخص بھی ان میں سے بخشا جائیگا - تو وہ اپنے دوستوں کی سفارش
کریگا - کما قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال اکثروا الاخوان فان لکل اخ شفاعۃ یوم القیمۃ
اور پانچویں چیز یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اور ہر آن میں دعا کو اپنا وظیفہ بنائے ویسئل
اللہ تعالیٰ ان یرزقہ الجنۃ وان یجعل خاتمۃ الی الخیر +
ایک حکیم کا قول ہے ان فی الجنۃ راحۃ لا یجدھا الا من لم یکن لہ فی الدنیا راحۃ کہ
تحقیق بہشت میں بڑی راحت اور خوشی ہے - نہیں پائیگا اس خوشی کو کوئی شخص - مگر وہی
شخص جسنے دنیا کے عالم میں کوئی خوشی نہیں پائی - وفیھا غنی لا یجدھا الا من ترک فضول
الدنیا واقتصر علی الیسیر من الدنیا - اور بہشت میں بڑی دولت ہے نہیں پائیگا اسکو مگر وہ
شخص جسنے دنیا کی فضول چیزوں سے ترک کی اور تھوڑے مال پر قناعت اور اکتفا کیا -
لکھا ہے کہ ایک زاہد ترکاری کے پتے میں نمک ملاکر اور قدرے پکاکر سوائے روٹی کے
کھایا کرتے تھے - فقال لہ رجل اقتصرت من الدنیا علی ھذا قال نعم کسی شخص نے اس زاہد
کو کہا کہ دنیا کی نعمتوں سے آپنے اتنے ہی پر اقتصار کیا ہے کہ سوائے ساگ پات کے کچھ نہیں کھاتے
ہیں فرمایا ہاں اس لئے کہ میں نے دنیا کے اسبابوں کو بہشت میں بھیجدیا ہے - اور تم نے
دنیا کی نعمتوں کو مزبلہ میں یعنے پاخانوں میں ڈالدیا ہے - یعنی تم طیبات چیزیں کھاتے ہو -
اور ان کو مزبلہ میں ڈال آتے ہو - اور میں صرف اقامت طاعت کے لئے ساگ پات پر گذارہ
کرتا ہوں - شاید مجکو اسکا بدلہ جنت ملجائے +
لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم نے ایک روز حمام میں نہانے کا ارادہ کیا - جب حمام کے
دروازے پر پہونچے - تو صاحب حمام نے کہا لا تدخل الا بلجرۃ پس حضرت ابراہیم ادہم رح
قدس سرہ نے زار زار روکر اور اپنے نفس کو مخاطب کرکے کہا لا یوذن لی افادخل بیت الشیطین
مجانا فکیف الدخول فی بیت النبی والصد یقین مجانا کہ مجکو بیت الشیطان یعنے حمام میں مفت

داخل ہونیکی اجازت میسّر نہیں تو نبی علیہ السلام اور صدیقین کرام کے مقام یعنی دار السلام
مفت داخل ہونا کیونکر ممکن ہو گا +
لکھا ہے کہ کسی پیغمبر کو یہ پیغام حق سبحانہ وتعالیٰ نے پہونچایا۔ یابن ادم تشتری النار بثمن
غال ولا تشتری الجنۃ بثمن رخیص لے آدم کے بیٹے تو دوزخ کو بھاری قیمت سے خریدتا ہے
اور جنت کو تھوڑی قیمت سے بھی نہیں خریدتا۔ اس حدیث قدسی کی تفسیر اسطرح پر ہے کہ جب کوئی
فاسق اپنے ہم مشرب فساق کی دعوت کرنیکا ارادہ کرتا ہے۔ اور اُنکی دعوت کے سامان مہیا کرنیمیں
سو ڈیڑھ سو روپیہ صرف کردیتا ہے۔ فہو یشتری النار پس وُہ زر کثیر خرچ کرکے دوزخ کو خرید
لیتا ہے اگر وُہ عقل کا دُشمن اور نادانی کا بھائی دو تین درمیں خرچ کرکے دو تین مسکینوں کو کھانا
کھلا دیتا تو اپنے لئے بہشت خرید لیتا۔ فیکون ثمن الجنۃ تو اسکا چند مسکینوں کو خوش کرنا اور انکے
بھوکے پیٹوں کو سیر کردینا بہشت کی قیمت میں شمار کیا جاتا۔ مگر ہمارے بھائیوں کو دُنیا اور
اہل دنیا کا چھوڑنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ دنیاداری کے لحاظ سے دوزخ کو اختیار کرلیتے
ہیں۔ کما ورد عن یحییٰ بن معاذ رض ترك الدنيا شديد وترك الجنة اشد منه وان مهر الجنة
ترك الدنيا۔ جیسا کہ یحییٰ بن معاذ رازی سے مروی ہے کہ دُنیا کا چھوڑنا دُنیادار کو مشکل ہے اور
جنت کا چھوڑنا اس سے بھی مشکل تر ہے اور بیشک رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ
جنت کا مہر دُنیا کا ترک کرنا ہے +
حدیث حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا۔ جو شخص اپنے اللہ سے جنت میں داخل ہونیکے لئے تین مرتبہ سوال کرے۔ تو جنت بارگاہ
ایزدی میں عرض کرتا ہے اور کہتا ہے اللھم ادخلہ جنۃ۔ اے بارخدایا اس شخص کو بہشت میں
داخل کردے۔ اور جو شخص دوزخ کی آگ سے استیجار کرتا ہے۔ قالت النار اللھم اجرہ من النار
فسئال اللہ تعالیٰ ان یجیرنا من النار وان یدخلنا الجنۃ ولو لم یکن فی الجنۃ سوی لقاء الاخوان و
اجتماع مکان ھنیئا طیبا فکیف فیھا من فنون الکرامات۔ جب بہشتی ایسے مکان میں جا پہنچیگا
کہ جسکی نہ دید تھی نہ شنید کیا دیکھیگا کہ ایک تخت یاقوت کے دانہ کا بنا ہوا دھرا ہے جسکی تعریف
میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ فیھا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وُہ تخت بلندی پر ہو گا
اور اسمیں یہ خاصیّت رکھی جائیگی کہ جب وے چاہیں نیچے ہو جاوے۔ جب چاہیں اُوپر کو اٹھ جاوے
اہل جنت اسپر بیٹھیں گے اور خادم اُنکے قطار باندھ کر خدمت کو کھڑے رہیں گے۔ اُسدم بہشتی

...اصدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجـ...

...ء فنعم اجر العاملین یعنی شکر ہے اللہ کا جسنے سچ کیا ہے ہمسے وعدہ اپنا اور

اس زمین کا بسیں بہشت میں جہاں چاہیں سو کیا خوب نیک ہے اجر محنت کرنیوا...
بالاخانوں کے آگے جگہ اور ہوگی کہ جہاں بہشتی لوگ بیٹھکر آپس میں دُنیا کی باتیں کر...
نہایت خوشی اور آرام کی صُحبت بے کھٹکے میسر آویگی۔ پھر ہر جمعہ کو پاک پروردگار کے
نعمت سے جو بہشت کی سب نعمتوں سے افضل ہے سرفراز ہُوا کرینگے۔ اللھم ارزقنا آمین

مؤلف اے میرے بھائیو یہ تھوڑا احوال مجملاً بہشت اور اہل بہشت کا بیان ہُوا۔ اگر
ہر ایک اُسکی نعمتوں کی حقیقت لکھوں۔ تو برسوں میں تمام نہو۔ اور دفتروں میں سماوے۔
پس اے میرے بھائیو اگر تم اللہ کی رحمت اور اسکی نعمت کی طمع رکھتے ہو۔ اور بہشت میں جانا
چاہتے ہو اور اُس کے لطف اور مہربانی کے گھر میں رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنی عاقبت کے اچھا
ہونیکے سامان تیار کرو۔ اور نیک کاموں میں مشغول رہو۔ ہمیشہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری
بجالاؤ۔ گناہ کے کاموں سے اپنے تئیں بچاؤ۔ بُرے عملوں سے کنارہ پکڑو۔ بُرے اعتقادوں سے
بچو۔ اپنی ایک دُعا میں بہشت کی تمنا ظاہر کرو۔ اور دوزخ سے نجات مانگو۔ کیونکہ حضرت رسالت
نے فرمایا ہے۔ جو کوئی اخلاص سے تین دفعہ کہیگا۔ خداوندا مجکو بہشت نصیب کر بہشت بھی
اُس آدمی کی خواہش حقتعالی سے کریگی۔ اور جو کوئی تین مرتبہ دوزخ سے اپنی خلاصی چاہیگا۔
دوزخ بھی اُسکی جدائی کی آرزو کرینگے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں
کو اپنی اطاعت اور حکم برداری کی توفیق عطا فرما۔ اور نیک کاموں پر ثابت قدم رکھ۔ اپنے نبی
مختار اور انکی آل اطہار اور اصحاب ابرار کی عزت سے یہ میری دُعا قبول فرما۔ آمین!

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ این نسخہ عجیبہ بمواعظ الفخریہ فی امور الاخرویہ پس از مرور سیزدہ قرن صدے
و شش سال از دہور و دو شہر از شہور سال ہفتم یعنے در سنہ یکہزار و سہ صد و ہفت بتاریخ دوم
ماہ ربیع الاول از ہجرت حضرت خیر الانام علیہ و علے اہل بیتہ و اصحابہ التحیۃ و السلام از دست مؤلف
...ریر یافت و نقش اختتام پذیرفت و بحمد اللہ والمنۃ بتوفیق ایزدی عز اسمہ این کتاب در فن وعظ
...ے ندارد با ختتام انجامید امیدوارے از حضرت باری آنکہ این ہدیہ را مقبول درگاہ خود ساختہ

...ومنات بآن بهره وافر عطا فرماید و محرر و مؤلف [illegible] رساله را [illegible]
اجر جزیل و ثواب جمیل تفضیل نماید- بمنه وکمال کرمه و مسئول بصد تضرع و ز...
...تعالی آنست اگر غفلتهٔ لسانی و لغزش قلمی در اثنائے تقریر و تحریر بآنچه مرضی او تعالے
...ق خود و دوستان خود از دست و زبان این هیچمدان واقع شده باشد- بمحض عنایت
...و از آن عفو و تجاوز کند و در دنیا و آخرت بدان مواخذه نفرماید- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ وَصَلَّى اللهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ-
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝